تاریخ النوائط

جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت ـ مخصوصات رسم
ورواج والقاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول التعلقدار وظیفہ خوار
حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع
۱۳۲۲

نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف

اعزاز

مجھے ... اس مختصر تالیف کو یہ اعزاز مایۂ فخر و ناز ہے کہ مین اس کتاب کو اپنے آقائے نعمت والی عزت قدر قدرت اعلیحضرت بندگان اقدس و اعلیٰ حضور پرنور آصف جاہ سادس نواب مستغنی عن الالقاب نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی سی ایس آئی۔ جی سی بی۔ فرمانرواے ریاست آصفیہ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن ادام اللہ اقبالہم و سلطنتہم و خلد ملکہم کی بارگاہ اقدس مین بطور نذر پیش کرتا ہون مین واقف ہون کہ ایسے موقع پر اہل تصانیف و تالیف ذی ذیشان کے ذریعہ سے اپنی تصنیف و تالیف کی عزت بڑہاتے ہین لیکن اسوجہ سے کہ مین اپنے آقائے نعمت کی اولوالعزم بارگاہ مین

ایک نہایت کم رتبہ اور بے حقیقت شخص ہون۔ مجھکو اس قدر جرٔت نہ ہوئی کہ بحیثیت ایک مولف کے اپنے مالک کی خدمت مین ڈڈکیشن کی درخواست کرون۔

خدایا تو این سایہ پاینده دار		دعاگوی این دولتم بنده وار

عزیز جنگ مولف
وظیفہ خوار حسن خدمت عہدہ اول تعلقداری
سرکار عالی

تاریخ النوائط

جس میں قوم نوائط کا نسب و واقعات ہجرت مخصوصات رسم و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مؤلفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول تعلقدار وظیفہ یاب

حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہٗ

عزیز المطابع

۱۳۲۲

فہرست مضامین تاریخ النوایط

کان کے زیور

ناک کے زیور

نایطیان بھٹکلہ کے القاب

دوسری فصل قوم نایط کے مشاہیر کے متعلق

ردیف الف

ردیف ب

ردیف پ

ردیف ت

ردیف ٹ

ردیف ج

ردیف ح

ردیف خ

ردیف د

ردیف ر

ردیف ز

ردیف س

ردیف ش

ردیف غ

ردیف ک

ردیف م

ردیف ن

ردیف و

ردیف ہ

متفرق اسماء جن کا احوال مستقل تذکرون کے ضمن مین لکھا گیا ہے۔

ردیف الف

ردیف ع

ردیف غ

فہرست خاتمہ کتاب

ضمیمہ جات یعنی نقل و نقل النقل مضامین بعض تصانیف

تقریظات

تمام شد

بحمدہ و نستعینہ

پانسو جلد

طبع اول

تاریخ النوائط

جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت ۔ مخصوصات رسم
و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول التعلقدار وظیفہ خوار
حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع
۱۳۲۲ھ

قیمت فی جلد
دس روپیہ

حیدرآباد دکن

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ العزیز حمدا کثیرا و اصلی علی سید القریش افضل ولد ادم خیر البشر احمد الذی ارسل الی الخلق بشیرا و نذیرا ٭ وعلی الال والاصحاب ذوی الغرۃ الباھرۃ شیوخ القوم اولی الانساب الطاھرۃ۔ اما بعد احمد عبد العزیز نائطی نایطی شافعی بجان و دل شکرگزار ہے اپنے آقائے نعمت والی دولت قدر قدرت اعلیحضرت بندگانعالی حضور پر نور مدظلہ العالی آصف جاہ سادس نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ جی۔سی۔یس آئی۔جی۔سی۔بی ادام اللہ اقبالھم و اجلالھم فرمان روائے سلطنت

آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کا جنکے سایہ عاطفت اور ظل دولت نے ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم کو اپنے اپنے عقیدے اور رسم ورواج کی آزادی کا تمغہ عطا فرمایا اور مولف کو اوسکی عمر کے آخری حصہ مین وظیفہ حسن خدمت کے ذریعہ سے فارغ البال اور قوم کی خدمت گزاری کے قابل بنایا۔

دعاگوی این دولتم بندہ وار		خدایا تو این سایہ پاینده دار

مجھکو اس تاریخ کی تالیف کا خیال ایک عرصہ سے تھا لیکن سلسلہ ملازمت کی سخت عدیم الفرصتی اور مناسب الوقت تالیفات کے اشغال نے میرے خیال کو ایک عرصہ دراز تک پورا ہونے نہ دیا۔ جب مجھہ کو وظیفہ حسن خدمت کی نعمت نصیب ہوئی اور کافی فرصت ہاتھہ آئی تو مخدوم معظم جناب مولوی غلام علی قریشی نایطی اول تعلقدار وظیفہ یاب سرکار نظام اور شفیق مکرم جناب مولوی محمد عبدالقادر شافعی نایطی رجسٹرار بلدہ حیدرآباد دام اللہ برکاتہما کے ارشاد اور اصرار نے اس رسالہ کی تالیف پر مجھکو آمادہ کر دیا۔ یہہ رسالہ فن تاریخ مین میری تالیف کا پہلا یادگار ہے جس کو مین نے تاریخ النوایط

سے نامزد کیا ہے۔ چار باب پر شامل ہے اور ہر ایک باب مین دو
فصل۔ مین نہایت کم معلومات کا شخص ہون۔ اپنی کم سوادی پر مجہہ کو
شرم آتی ہے۔ ایسے اہم کام کو محض اس خیال سے سرانجام دینے کی
ہمت کی کہ میری فروگزاشت کی اصلاح زمانہ آیندہ مین ماہران
فن کے حسن التفات و توجہ سے متوقع ہے۔ من اللہ التوفیق وبیدہ
ازمۃ التحقیق۔

بپوش گر بخطائے رسی وطعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

پہلا باب۔ حالات مولف کے متعلق مشتملبر دو فصل
فصل اول مین مولف کے خاندان کا احوال
فصل دوم مین مولف کی مختصر سوانح عمری
دوسرا باب قوم نایط کے نسب اور احوال ہجرت قوم کے متعلق مشتملبر دو فصل
فصل اول مین قوم نایط کے نسب کا بیان
فصل دوم مین ہجرت قوم کا احوال
تیسرا باب۔ قوم نایط کے مذہب۔ اور مخصوصات قوم۔ اور
رواجات کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول متعلق بمذہب و مخصوصات قوم فصل دوم رسم و رواج قوم کے متعلق
چوتہا باب - القاب معروفہ و مشاہیر قوم نایط کے متعلق مشتمل بر دو فصل
فصل اول متعلق بہ القاب قوم نایط - فصل دوم مین مشاہیر قوم کا بیان -
خاتمہ - جس مین بعض اجزاء تصانیف کی نقل النقل اور تقریظات ہین -
ذیل مین ایک فہرست اون تصانیف کی لکہی جاتی ہے جن سے اس تالیف
مین مدد ملی جس مین بعض ایسی کتابون کا نام بہی درج کرلیا گیا ہے جس کا
اصل نسخہ مولف کو دستیاب نہو سکا بلکہ کسی دوسری تصنیف سے اسکا
پتہ چلا جس حد تک اون تصانیف کی عبارت منقول ملسکی اوسکی نقل النقل
اس کتاب کے خاتمہ مین لکہدی گئی -

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	سال تصنیف	مطبوعہ ہے یا قلمی
۱	۲	۳	۴	۵
۱	قاموس	ملا مجدالدین ابوطاہر	۸۰۵ھ	مطبوعہ
۲	تاریخ فرشتہ	ملا قاسم ہندوشاہ	۱۰۰۹ھ	"
۳	منتخب اللباب جلد سوم	محمد ہاشم خان نظام الملکی	۱۱۳۵ھ	قلمی
۴	سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	۱۱۷۷ھ	مطبوعہ
۵	ماثر الامرا	نواب صمصام الدولہ شہنواز خان	۱۱۹۴ھ	"

۶	توزک والاجاہی	برہان خان ہانڈی	سنہ ۱۱۹۵ھ	قلمی	
۷	وقائع سعادت	محمد امین	سنہ ۱۲۱۸ھ	″	
۸	نشان حیدری	سید حسین علی کرمانی	″	مطبوعہ	
۹	گلستان نسب	نواب قادر عظیم خان بہادر	سنہ ۱۲۳۰ھ	قلمی	
۱۰	کشف الانساب	علامہ جلال الدین سیوطی	۰	″	
۱۱	نزہتہ الحقایق	امام نووی	۰	منقول از گلستان نسب	
۱۲	احوال القوم	اکرم خان شاہ جہان آبادی	سنہ ۱۲۵۰ھ	قلمی	
۱۳	نایط	محمد سعید شہر اوستاد	سنہ ۱۲۵۱ھ	″	
۱۴	گلدستہ کرناٹک	حکیم باقر حسین خان بہادر	سنہ ۱۲۵۵ھ	″	
۱۵	صبح وطن	نواب محمد غوث خان بہادر	سنہ ۱۲۵۷ھ	مطبوعہ	
۱۶	صحیح النسب	مولوی عظیم الدین مدراسی	سنہ ۱۲۵۸ھ	قلمی	
۱۷	انساب النایط	غلام حسین	سنہ ۱۲۵۸ھ	″	
۱۸	گلزار آصفیہ	خانزمان خواجہ غلام حسین خان	″	مطبوعہ	
۱۹	نتایج الافکار	محمد قدرت اللہ خان	سنہ ۱۲۵۹ھ	″	
۲۰	تذکرہ گلزار اعظم	نواب محمد غوث خان بہادر	سنہ ۱۲۶۹ھ	″	

۲۱	اشارات بینش	سید مرتضے بینش	سنہ ۱۲۶۹ھ	مطبوعہ
۲۲	قانون دستگیری	مولانا غلام دستگیر	سنہ ۱۲۷۱ھ	"
۲۳	نفحۃ العنبریہ	مولوی باقر آگاہ	۰	قلمی
۲۴	ہسٹری آف میسور	کرنل مارک ولکس	سنہ ۱۲۸۶ھ	مطبوعہ
۲۵	خورشید جاہی	مولوی محمد امام خان	"	"
۲۶	تاریخ احمدی	مولوی حاجی احمد	سنہ ۱۲۸۸ھ	قلمی
۲۷	کشف النسب	محمد نور الدین مدراسی	سنہ ۱۲۹۲ھ	مطبوعہ
۲۸	لسٹ آف انڈین ہسٹری	رورن جی یو پوپ	سنہ ۱۲۹۷ھ	"
۲۹	حدایق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی	سنہ ۱۳۰۱ھ	"
۳۰	قلاید الجواہر	عباس رفعت	سنہ ۱۳۰۱ھ	"
۳۱	فرہنگ آصفیہ	مولوی سید احمد دہلوی	سنہ ۱۳۰۵ھ	"
۳۲	تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی ریوانی	سنہ ۱۳۱۲ھ	"
۳۳	روضۃ الاولیا	شاہ سیف اللہ	سنہ ۱۳۱۴ھ	"
۳۴	دربار اکبری	شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد	سنہ ۱۳۱۶ھ	"

پہلا باب متعلق بحالات خاندان مولف ومختصر سوانح عمری

پہلی فصل متعلق بہ حالات خاندان مولف

خاندان | احمد عبد العزیز المخاطب بہ خان بہادر نواب عزیز جنگ بن مولوی محمد نظام الدین بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبد اللہ بن مولوی محمد ادریس بن شیخ محمد عبد اللہ بن حافظ محمد عبد القادر بن حافظ درویش بن حافظ ابراہیم۔ عربی الاصل۔ قریشی۔ نایطی۔ شافعی المذہب جن کا سلسلۂ نسب وحسب عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے۔ قومی لقب تانتی ہے۔ جس کی تعریف اس کتاب کے باب چہارم فصل اول ردیف ت سے معلوم ہوسکتی ہے۔ حافظ ابراہیم مغفور جدا علائے مولف پہلے شخص تھے جو سنہ ہجری مین بصرہ سے کوکن آئے آپ اور آپ کے فرزند اور پوتے اور پروتے کی رحلت بندر گوا مین واقع ہوئی۔ وہی مقام آپ کا مدفن ہے۔ آپکی اولاد کے سلسلہ مین مولوی محمد ادریس تک تجارت کا سلسلہ جاری رہا۔ مولوی محمد ادریس پہلے شخص تھے جو ۱۱۵۲ ہجری مین صوبہ مدراس تشریف لائے اور مستقر ضلع نیلور مین اقامت گزین ہوے۔ آپ اپنے آبائی تجارت کے ذریعہ سے نہایت مرفہ الحال تھے۔ شاہی علاقہ سے بھی آپ کا

تعلق قایم ہو چکا تہا ونگول کی قلعداری کا فرمان آپ کے صاحبزادی
مولوی عبداللہ کے نام صادر ہو چکا تہا ۱۱۹۹ہ مین بمقام نیلور آپ نے
رحلت کی آپکا مزار ایک سنگ بست گنبد مین چوک کے بازو پرانے
قلعہ سے متصل آپ کے صاحبزادے کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ آپ کے
یادگار آٹہہ صاحبزادے اور چار صاحبزادیان باقی رہین۔

(۱) مولوی نظام الدین (۲) مولوی محمد تاج الدین خان

(۳) مولوی محمد اکبر (۴) احمد سعید

(۵) مولوی محمد نجم الدین (۶) محمد عبد القادر

(۷) مولوی محمد عبد اللہ (۸) مولوی رفیع الدینخان

(۹) خدیجہ بیگم (۱۰) حور النسا بیگم

(۱۱) نصیب النسا بیگم (۱۲) زیب النسا بیگم

ان آٹہون فرزند اور چارون صاحبزادیون سے باستثناء نمبر ۲ و ۷ باقی
کے اولاد اور بعض کی صرف آل کا سلسلہ صوبہ مدراس اور اوس کے
مضافات مین موجود ہے نمبر ۲ سے ۱۲۰۱ہ کے اواخر مین بزمانہ ریاست
حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ مرقدہ نواب ارسطو جاہ

مدار المہام وقت کے طلب پر حیدر آباد کا ارادہ کیا اور معاش منصب
سے سرفرازی پائی۔ سنہ ۱۲۱۹ھ کے اوائل مین نواب ارسطو جاہ کی رحلت
کی وجہ سے آپکے منصوبون اور توقعات مین تفرقہ عظیم پیدا ہوا آپ کی
رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے غلام محی الدین خان مغفور
بھی اپنے آبائی معاش سے ممتاز رہے۔ جن کے دو یادگار (۱)
وجیہ الدین خان معنی تخلص (۲) ہدایت محی الدین خان وجد تخلص ناموری
کے ساتھ اپنا زمانہ ختم کر چکے ہین اول الذکر کے گھر کے چراغ وزیر الدین
خان بہادر اور آخر الذکر کے تین صاحبزادے محمد علیخان وغیرہ وغیرہ
حیدرآباد مین موجود اور اپنے آبائی معاش منصب سے کامیاب ہین
نمبر ۷۔ اپنی حیات تک سرکار ونگول کے قلعدار رہے لوازم اعزازی
کے سوا ڈہائی ہزار روپیہ کی سالانہ معاش آپ کے نام جاری رہی
سنہ ۱۲۴ھ مین اوسی مقام پر آپنے رحلت فرمائی اور اپنے فرزند مولوی
محمد حسین کو اپنا یادگار چھوڑا۔ مولوی محمد حسین کے زمانہ مین نہ نوابی
باقی رہی اور نہ قلعداری کی خدمت لیکن آبائی معاش اور منگنی پاڑکی
زمینداری کی وجہ سے آمدنی کے وسائل آپ کی معیشت کے لئے

بہت کافی ہتی مولوی محمد حسین نے سنہ ۱۲۶۰ھ مین رحلت فرمائے چہہ فرزند اور دو صاحبزادیان آپ کے باقیات الصالحات سے رہ گئے

(۱) مولوی محمد یوسف حسین (۲) مولوی محمد رکن الدین

(۳) احمد علی (۴) محمود نواز خان

(۵) محمد عبد اللہ (۶) مولوی محمد نظام الدین

(۷) عصمت النسا بیگم (۸) شمس النسا بیگم

نمبر ۱ و ۲ و ۴ نے اپنی عمر کے آخری حصہ کو حیدر آباد مین بسر کیا اور سرکار نظام کی ملازمت کا شرف اون کو حاصل تہا نمبر ۳ و ۵ نے شباب ہی مین رحلت کی نمبر ۷ و ۸۔ اپنی قوم مین بیاہی گئین۔ رہ گئے نمبر ۶ مولوی محمد نظام الدین یہہ مولف کے والد ماجد ہین۔ آپ نے اوائل عمر مین علوم دینیہ کی تحصیل فرمائی پہر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت سے شرف اندوز ہوے۔ عالم شباب مین آپ کی ملازمت کا سلسلہ برٹش انڈیا کے صیغہ پولیس ضلع نیلور مین حکام وقت کے نہایت اصرار کی وجہ سے قایم ہوا۔ مہتمم کوتوالی ضلع کا عہدہ آپکو دیا گیا لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین جس جس طرح جدید قواعد

کی پابندی ہونے لگی آپ اوس عہدہ سے متنفر ہوتے گئے۔ نیک نفس
حکام نے آپکی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے
آپکو مستثنیٰ کیا لیکن صرف ۶ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے
نوکری سے استعفا دیدیا اور اپنے جواہر علوم کی بدولت مدراس
کی نوابی مین مدرسہ اعظم کے عربی پروفیسر مقرر ہوئے اور چند سال اس
ملازمت مین بسر کرنے کے بعد اپنے آبائی واجدادی اصولوں پر تجارت
کا ارادہ کیا اور اوس مین کامیاب رہے حتے کہ ۱۲۸۰ھ مین بعہد ریاست
حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ مغفور نور اللہ مرقدہ سید
عبدالوہاب حسینی مدراسی اور آپ کے بنی عم وجیہ الدین خان معنی کی
تحریک اور نواب سرلار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد کے
ارشاد پر آپ حیدرآباد تشریف لائے اور ابتداءً ضلع پالم مین اور پھر
مولوی سید محمد مودودی مرحوم معتمد صدر المہام عدالت کے انتخاب
سے دار القضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتمم اور بالآخر
عدالت دیوانی بزرگ کے تخفیف کے بعد عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم
دوم مقرر ہوئے اور اپنی مدت ملازمت کو نہایت نیک نامی اور

آب وتاب کے ساتھہ ختم کرنے کے بعد بعہد وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور وظیفہ حسن خدمت سے کامیاب ہو کر بتاریخ ۴ شوال ۱۳۱۱ھ دفعتاً قلبی عارضہ سے نماز شام مین رحلت فرمائی۔ دروازہ چادر گھاٹ سے متصل مسجد الماس مین خاندانی چبوترہ پر آپ کا مزار ہے مولف کے اجداد کی سسرال ہر ایک درجہ مین اپنے ہی خاندان سے متعلق رہی ہے اور یہہ نتیجہ ہے پابندی کفو کا۔ مولف کی حقیقی والدہ مکرمہ مولوی محی الدین ابن محمد علی ابن محمد سعید تپو لقب کی حقیقی نواسی ہین۔ مولوی محی الدین تپو لقب اور دبیر الملک مشیر الدولہ محمود علی خان بہادر ناظم دار الانشاء خاص دربار والا جاہی دونون حقیقی بہائی تہے۔ منشی محمود علیخان مغفور کے اولاد مین رئیس الامرا نواب محمد علی خان مغفور اور منشی الملک دبیر الدولہ نواب غلام علی خان بہادر صاحب تخلص دربار والا جاہی مین ممتاز تہے آخر الذکر نواب مولف کی والدہ ماجدہ کے ماموہونے کے علاوہ حقیقی خالو بہی تہے جن کے صاحبزادے احتشام الدولہ محمد صبغۃ اللہ خان بہادر صوبہ مدراس مین بقید حیات ہین۔ مولف کے والد ماجد کے پانچ فرزندون سے مولف کے حقیقی برادر مولوی احمد اللہ مرحوم ناظم سوم فوجداری بلدہ نے

بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان ۱۳۱۸ھ بعد نماز عشا اپنے والد ماجد کے حیات اور عین سباب میں انتقال فرمایا۔ کسی غیر محتاط حکیم نے کونین کے خیال سے مارفیہ ہیدرو کلورس اونکو کہلادیا تہا۔ ۳ گہنٹہ مین وہ دنیا سے چل بسے آپ نہایت ذہین کی اور لایق۔ ریونیو اور جوڈیشل امتحانات مین بدرجہ اعلےٰ کامیاب۔ نہایت دیندار اور باخدا اور نیک نام شخص تہے۔ اسی صدمہ جانکاہ نے فاتحہ چہلم سے متصل میرے والد ماجد کا کام تمام کر دیا۔ برادر مرحوم ذی اولاد تہے۔ اونکے کم سن پانچ صاحبزادے اپنے مقدر کے انتظار مین تعلیم پارہے ہین۔ غرض ان سانحون نے خاندان کو پریشان کر دیا۔ افراد خاندان کا بڑا حصہ ذرائع معاش کو کہو بیٹہا۔ اللہم اغفر وارحم بحبیبک علیہ السلام

موءلف کے دوسرے حقیقی برادر عبدالودود مادرزاد مجذوب ہین اور سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے شاہی خزانہ سے رعایتی وظیفہ پاتے ہین۔ باقی ماندہ دو علاتی برادرون سے (۱) مولوی عبدالستار سرکار عالی کے سررشتہ عدالت مین ملازم اور (۲) ڈاکٹر محمد عبدالرحمن فوج نظام محبوب کے مڈیکل سرجن ہین۔

دوسری فصل متعلق بہ سوانح عمری موءلف

ولادت اور تعلیم مولف کی ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ شنبہ آنہ ضلع نیلور صوبہ مدراس کے مستقر پر واقع ہوئی۔ مولف اپنے والد ماجد کے ساتھ سنہ ۱۲۸۱ھ مین حیدرآباد آیا۔ مولف کی ابتدائی تعلیم مولف کے نانا مولوی محمد غازی الدین غازی تخلص نے آغاز کی تھی۔ زمانہ مابعد مین نواب محمد حسین خان قادری راقم تخلص المخاطب بشیرین سخن خان بہادر میر مجلس شعراء دربار والا جاہی اور آپکے صاحبزادے مولانا مولوی محمد نجم الدین حسن خان قادری صبغۃ اللہی اور مولوی محمد حبیب اللہ ذکا نایطی شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب اور حضرت ذکای مغفور کے فرزند ارجمند مولوی محمد میران سُہا تخلص سے مولف نے فارسی کی تحصیل کی اور مولانا محمد شہاب الدین اور مولوی سید وجیہ الدین اور مولوی سید غلام دستگیر مدراسی کی توجہ سے عربی مین طالب العلمی کا شرف حاصل ہوا شعر وسخن کا بھی مذاق ہے۔ ولا تخلص رکھتا ہے۔ فن جمل کے ساتھہ خاص دلچسپی ہے۔ فن سخن مین قدر بلگرامی اور مولوی سید علی کامل لکھنوی اور مولوی نجم الدین حسن خان مسبوق الذکر سے تلمذ کا افتخار حاصل ہے خطاطی کی نعمت سید شاہ عبد القادر اودگیری۔ سید رضا علی حیدرآبادی۔ مولوی سید شجاعت علی الموسوی حال اول تعلقدار ضلع لنگسگور

اور حافظ محمد باقر زرین قلم کی فیضان صحبت سے حاصل ہوئی۔ فن سیاق کے ساتھہ مولف کی طبیعت کو مناسبت خاص ہتی۔ پنڈٹ رام کرشن مولانا مولوی سجاد حسین اور مولوی ولی اللہ نیوتنوی کے التفات خاص سے بہرہ اندوز ہوا۔

ملازمت — ۱۲۹۰ھ مین مولف کی ملازمت سرکار نظام کے صیغہ عدالت مین خوشنویسی کی خدمت پر ۳۰ روپیہ ماہوار سے قایم ہوئی فن سیاق کی مہارت نے محکمہ صدرالمہام عدالت مین ۵۰ ماہوار کے ساتھہ ترقی کے زینہ پر پہنچایا اس عرصہ مین ۱۲۹۶ف کے حسابات قحط کی خاص ذمہ داری ناظم محتاج خانجات کے دفتر کی مولف سے متعلق ہوئی یہہ وہ زمانہ ہے جسمین نواب وقارالملک بہادر امروہوی معتمد صدرالمہام عدالت۔ وناظم انتظام قحط تھے۔ قحط سالی کے خاتمہ پر نواب محسن الملک بہادر معتمد مالگزاری نے ۱۰۰ روپیہ پر ترقی دی اور صیغہ بندوبست وجمعبندی کے حسابات کی تنقیح کو مولف سے متعلق کیا۔ پہر نواب اول الذکر کے انتخاب سے جبکہ وہ رکن مجلس مالگزاری تھے مجلس مالگزاری کی محاسبی نظامت کا عہدہ ما ۱۳۰ ماہوار کا عنایت ہوا اور اوسی سے متصل محاسبی مجلس کا عہدہ ما ۱۵۰ ماہوار کا مولف کو ملا مجلس

کی تخفیف کے بعد صوبہ شرقی مین تعیناتی ہوئی جہان مولوی عبدالباقی
اول تعلقدار ضلع ورنگل کی تحریک پر تعلقہ کہم کی تحصیلداری درجۂ اول کا
عہدہ [illegible] ماہوار کے ساتہہ مولف کو عطا ہوا۔ بہت ہی تہوڑے عرصہ
مین مجلس انتظام صرفخاص نے [illegible] ماہوار سے مولف کو اپنے دفتر کی منتظمی کی
خدمت پر لیا مجلس صرفخاص کی تخفیف کے بعد نواب مقرب الدولہ مشہور الملک
وحید منور خان مقرب جنگ بہادر صدر محاسب سرکار عالی نے دفتر صدر محاسبی
کے صدر منتظمی پر بمشاہرہ [illegible] مولف کو مامور فرمایا اور پہر اپنا پرسنل اسسٹنٹ
بنایا۔ جسکے بعد دفتر ممدوح کی عہدہ مددگاری شاخ موازنہ پر ترقی ملی جہان
[illegible] ماہوار ہوئی اور بالآخر دفتر ممدوح کی اول مددگاری کا اعزاز [illegible]
ماہوار کے ساتہہ عطا ہوا اس عرصہ مدت مین عالیجناب نواب سر آسمانجاہ
بہادر مدار المہام وقت کے ہمراہ بحیثیت محاسب و خزانہ دار سفر شملہ بمبئی
اور کلکتہ کے سفر کا اتفاق ہوا اسی عرصہ مدت مین عارضی طور پر کارخانہ
حسین بن محسن مرحوم کا انتظام بہی منجانب سرکار عالی مولف کے تفویض
رہا۔ جب مولف نے سررشتہ مالگذاری اور عدالت وحساب کی سرکاری
امتحانات مین کامیابی حاصل کی تو نواب وقار الملک بہادر معتمد مالگذاری نے

صمصام ماہوار سے اپنی مددگاری پر مولف کا تقرر کیا۔ اور جاگیرات و
انعامات کی سماعت اپیل کا کام مولف کے تفویض فرمایا۔ ایک عرصہ
تک اس عہدہ کی ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے بعد نواب مقتدر
جنگ بہادر معتمد مالگذاری کی تحریک پر چھہ سو روپیہ ماہوار سے مولف
کی تعیناتی عہدہ اول تعلقداری ضلع میدک پر ہوئی۔ اور اس عہدہ کے
استقلال کے بعد جسکی ماہوار آٹھہ سو روپیہ تھی مولف کو حسن خدمت کا
چار سو روپیہ وظیفہ عطا ہوا۔ عالیجناب نواب سر وقار الامرا بہادر امیر پائیگاہ
و مدار المہام وقت کے انتخاب سے مولف کو تقریباً آٹھہ سال تک علاقہ پائیگاہ
ممدوح میں معتمدی و صدر تعلقداری کا عہدہ تفویض رہا جہاں الف روپیہ ماہوار
پایا اسی عرصہ مدت میں علاقہ ممدوح الشان کی پلیگ اور سنہ ۱۳۰۹ف کے قحط
کی کمشنری کا کام بھی مولف سے متعلق رہا بالآخر جب مولف نے علاقہ
ممدوح سے سبکدوشی حاصل کی تو علاقہ ممدوح سے ماہوار حسن خدمت کا
وظیفہ مولف کو عطا ہوا۔

پبلک خدمات

اسی عرصہ مدت میں تین سال تک مولف کو لیجسلیٹو
کونسل سرکار نظام کی رکنیت صفائی چادر گھاٹ کی کمشنری اور صفائی بلدہ

کی وائس پریزیڈنٹی کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ دو سال تک رسالہ تکمیل الاحکام کا پروپرائیٹر اور عزیز الاخبار کا اڈیٹر رہ چکا ہون۔

مقامی یادگار مولف کی اون تمام خدمات سے جو اپنے زمانہ ملازمت مین مولف نے سرانجام دین۔ تعلقہ کوکیڑ علاقہ پائیگاہ ممدوح مین موضع عزیزآباد ڈپٹی جنگ پڑہ تمن قصبہ وقارآباد اور بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین محلہ سلطان پورہ کی آبادی مولف کا مقامی یادگار رہے۔ اول الذکر موضع ایک جنگل مین آباد ہوا ہے۔ اور مابعد الذکر قصبہ نظام گیارنٹیڈ ریلوی کا ایک نامی اسٹیشن ہے اور باعتبار اپنے خوش آب و ہوا اور سطحی بلندی کے حیدرآباد کا سانیٹریم۔ نظام گیارنٹیڈ ریلوی کو جسقدر امداد آبادی وسط الذکر کی وجہ سے ملی اوسکے معاوضہ مین بورڈ آف دائرکٹرس نے بطریق یادگار کے سلور فری پاس مولف کو عطا کیا ہے جسکے ذریعہ سے واڑی سے اورنگ آباد اور بیجواڑہ تک بلا ادائے کرایہ اول درجہ مین مع دو ملازمین کے مولف سفر کرسکتا ہے۔

اولاد خداوند کریم نے اپنے افضال و کرم سے مولف کو چار فرزند اور چار لڑکیان عطا فرمائے ہین (۱) مولوی غازی الدین احمد یہ سرکار عالی کے

صیغہ عدالت مین ہا ہوار یاب آنریری مجسٹریٹ اور منصفی کے امیدوار ہین
(۲) محی الدین احمد وظیفہ رعایتی کے ساتہہ تحصیل علوم مغربی مین متوجہ ہین
(۳) علی الدین احمد خزانہ شاہی کے وظیفہ خوار اور زیر تعلیم ہین (۴) رکن الدین
احمد ہنوز کم سن ہین (۵) عزیز النسا بیگم جن کا عقد اپنے ہی قوم مین مولوی
محمد یعقوب حسین عبدی لقب کے ساتہہ ہو چکا ہے (۶) رشید النسا بیگم۔
جو سید ابو الحسن منصبدار سرکار عالی سے بیاہی گئی ہین (۷) سعید النسا بیگم
(۸) ممتاز النسا بیگم ہنوز صغیر سن ہین۔ اول الذکر دو لڑکے اور دختر نمبر ۵
یک مادری اور آخر الذکر دونون لڑکے اور دختر نمبر (۷) دوسرے بطن سے
ہین اور یہہ دونون اپنی قوم کے بیبیان ہین۔ دختر نمبر (۶) کی والدہ مرحومہ
حضرت مولانا مولوی حسن الزمان محمد دام ظلہ حنفی المذہب شیخ صدیقی کی
نواسی۔ ممتاز النسا بیگم نمبر (۸) کی والدہ مولوی محمد مجیب علی ڈپٹی کمشنر گرو[illegible]
کی صاحبزادی ہین آپکا خاندان مولوی قاضی ارتضا علیخان مغفور گوپاموی سے
تعلق رکہتا ہے آپکے والد ماجد مولوی مفتی یعقوب علی النعمانی شیوخ قریشی
تہے جنکا ننہیال خواجہ عبد اللہ خان عالمگیری سے ملتا ہے۔

تالیفات تقریباً ۲۵ سال سے تالیف و ترتیب کا شغل جاری ہے۔ بقائے

ملازمت تک قوانین مال و فنانس وحساب کے متعدد مجموعے مرتب کرنیکا اتفاق ہوا اور اوسکے بعد بلحاظ دلچسپی خاص فن فلاحت کے متعلق چند کتابین تالیف کین فی زمانناً فن تاریخ کے ساتھ زیادہ دلچسپی ہے جسقدر کام مینے فن تاریخ کی تالیفات کے متعلق کیا ہے جسکی اشاعت کی نوبت ہنوز نہین آئی اوسکی یہہ پہلی کتاب ہے جو شائع ہو رہی ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست سے مجموعی تالیفات کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے مع اس صراحت کے کہ کس تالیف کی اشاعت ہوچکی اور کس کی اشاعت باقی ہے اوسکے ساتھہ اون قدردانیون کا بھی تذکرہ ہوا ہے جو قدردان سرکار کی جانب سے مولف کے مبذول حال ہوئین۔

(۱) منتخب احکام مالگذاری۔ یہہ کتاب سنہ ۱۳۱۳ف مین شائع ہوئی سرکار عالی نے اسکے صلہ تالیف مین تین سو روپیہ کا انعام عطا فرمایا۔

(۲) مجموعہ قوانین مالگذاری جلد اول۔ یہہ کتاب سنہ ۱۳۱۵ف مین شائع ہوئی تالیف کا صلہ سرکار عالی سے بقدر تین سو روپیہ عطا ہوا۔

(۳) مجموعہ قوانین مالگذاری کا دوسرا اڈیشن۔ یہہ سنہ ۱۳۱۸ف مین شائع ہوا اسکے صلہ تالیف مین مبلغ تین سو روپیہ کا انعام سرکار سے ملا۔

(۴) مجموعہ قوانین مالگذاری کا تیسرا اڈیشن۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۴ف مین ہوئی اسکا تالیفی صلہ بقدر تین سو روپیہ سرکار عالی سے عطا ہوا۔

(۵) مجموعہ مالگذاری کا چوتہا اڈیشن۔ جسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۶ف مین ہوئی اور سرکار عالی سے بصلۂ تالیف مبلغ تین سو روپیہ کا انعام ملا۔

(۶) مجموعۂ مالگذاری کا پانچوان اڈیشن۔ جو سنہ ۱۳۱۱ف مین شائع ہوا جسکی تالیف کا صلہ قدر دان سرکار نے بقدر تین سو روپیہ عطا فرمایا۔

(۷) صدر مجموعہ قوانین مالگذاری۔ اسکو مولف نے سنہ ۱۳۱۱ف مین شائع کیا اور اپنے قدر دان سرکار سے مبلغ تین سو رپیہ کا صلہ پایا۔

(۸) خزینۃ الحساب۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۶ف مین ہوئی اور سرکار عالی سے تین سو روپیہ کا صلہ ملا۔

(۹) عمدۃ القوانین۔ متعلق بہ فینانس اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۸ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے ایک ہزار روپیہ کا انعام سرفراز فرمایا۔

(۱۰) اعظم العطیّات۔ متعلق بسررشتہ انعام۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۸ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے بصلۂ تالیف دو ہزار کا انعام عطا فرمایا۔

(۱۱) شیرازۂ دفاتر۔ متعلق بہ طریقہ کارروائی دفاتر و فرایض اہلکاران

اسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۸ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے اپنے تمام دفاتر کے لئے اسکی خریداری منظور فرمائی اور نواب سرو قار الامرا بہادر مدار المہام وقت نے پانچسو روپیہ کا انعام ایک طلائی چھڑی کی صورت مین عنایت فرمایا۔

(۱۲) عطیات آصفیہ۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۳۱۱ف مین ہوئی اور پبلک نے اسکی قدر کی۔

(۱۳) مصطلحات دکن۔ اسکی تالیف ہوچکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۴) سیاق دکن۔ اسکی تالیف ہوچکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۵) ذخیرۂ کہاد۔ ہنوز اسکی طبع کی نوبت نہین آئی۔

(۱۶) امراض الفصول۔ ہنوز اسکے طبع کی نوبت نہین آئی۔

(۱۷) ترکاریونکی کاشت۔ یہہ رسالہ زیر طبع ہے۔

(۱۸) تاریخ النوایط۔ تالیف ہذا۔

(۱۹) محبوب السیر الموسوم بہ تاریخ عزیزیہ۔ یہہ ہنوز ناتمام ہے اسکے طبع کی نوبت نہین آئی۔

سرفرازی خطاب | سنہ ۱۳۱۲ھ مین عالیجناب نواب سرو قار الامرا بہادر مدار المہام

وقت کو جب شاہی بارگاہ سے استقلال وزارت کا خلعت ملنے لگا تو اسکے چار ہمراہین مین بہ حیثیت آپکے معتمد اور صدر تعلقدار پائیگاہ کے مولف کو بارگاہ شاہی ادام اللہ اقبالہم سے خانی و بہادری کے ساتھہ عزیز جنگ کا خطاب عطا فرمایا گیا جس کا اعزازی لوازم منصب دو ہزاری و یکہزار سوار علم و نقارہ تھے

مقام حالیہ	اسوقت مولف بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین اندرون فصیل

شہر محلہ سلطان پورہ مین سکونت گزین ہے۔ یہہ محلہ مولف ہی کا آباد کیا ہوا ہے جو سنہ ۱۳۱۵ مین بنام نامی عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر خلف الرشید عالیجناب نواب سروقارالامرا بہادر آباد ہوا۔ اسکی نزولی آمدنی سالانہ آٹھہ سو روپیہ ہے اس محلہ مین مولف کی بنا کی ہوئی ایک پختہ مسجد ہے جسکو سنہ ۱۳۱۷ مین مولف نے بحکم نواب ممدوح تعمیر کی اسی محلہ مین ایک قطعہ اراضی کا بعلہ آبادی محلہ مذکور نواب ممدوح نے بن کی معافی کے ساتھہ مولف کو عطا فرمایا جو تقریبا تین بیگہ پر شامل ہے جس مین مولف نے ایک باغ لگایا ہے۔ اور وہ عزیز باغ سے مشہور ہے اسی باغ مین مولف کا مکان واقع ہے۔

دوسرا باب قوم نایطہ کے نسب اور ہجرت کے

متعلق مشتمل بر دو فصل

فصل اول مین قوم نایط کا نسب

مع وجہ تسمیہ قوم

وجہ تسمیہ قوم

قوم بالفتح زبان عربی کا لفظ ہے جسکے معنے گروہ مرد ان کے ہین اردو بول چال مین اسم مونث ہے۔ آدمیون کا گروہ۔ فرقہ۔ خاندان خانوادہ۔ نسل۔ نژاد کے معنون مین مستعمل ہے۔ نائط بکسر ہمزہ وسکون طاء مہملہ۔ زبان عربی مین رگِ پشت کے معنون مین بولا جاتا ہے بدینوجہ کہ اس قوم کا اتفاق زمانہ سلف مین حد سے زیادہ تہا۔ اور ایک جز وضعیف کی پشتی پر ساری قوم ٹوٹ پڑتی تہی اور اسی اتفاق کی وجہ سے قوم کامیاب رہی۔ غالبًا اسی لئے عربون نے قوم نائط کو اس نام سے موسوم کیا۔ مولوی قادر عظیم خان بہادر جن کا تعلق ریاست کرناٹک کے دربار سے رہا ہے اور امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس کی عہد میمنت مہد مین منصب دو ہزاری اور پالکی سے سرفراز اور اسی قوم کے عالم تھے اپنی تصنیف گلستان نسب مین فرماتے ہین

کہ نایط گفتن اینہا را بسبب نسبت فرزندی از وایط نبیرہ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

است بسبب کثرت استعمال واو مبدل بنون شده۔ محمد قاسم ابن محمد ہاشم صاحبِ تذکرہ مشاہدۃ الاصفیا نے بھی انہین الفاظ کے ساتھہ قوم نایط کی وجہ تسمیہ کا بیان فرمایا ہے اتحاد لفظی سے پایا جاتا ہی کہ صاحب گلستان نسب نے اسی تذکرہ سے اپنی کتاب مین عبارت نقل کی ہے مصنف گلستان نسب نے آگے چلکر کتاب کشف الانساب سی استدلال فرمایا ہے جو فاضل متبحر علامہ شیخ جلال الدین سیوطی محدث شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہی جسمین شیخ نے اس قوم کو بنو الوایط لکہا ہے اور عبداللہ الوایط کی اولاد قرار دیا ہے۔ صاحب کشف الانساب ایک مقام پر فرماتے ہین کہ اس قوم کا مقام مدینہ مطہرہ سے ہجرت واقع ہونے کے بعد موضع وایط مین ہا ہے جو بغداد سے تین دن کی راہ تہی مولف کہتا ہے کہ اس موضع کا نام بہی قوم کی وجہ تسمیہ مین کچہہ دخل رکہتا ہو مصنف توزک والاجاہی نے بضمن تذکرہ نظامت نواب سعادت اللہ خان نایطی لکہا ہے کہ نوایط صیغہ جمع و مفردش نایط قومی ست از عرب الخ

حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین جد قبیلہ کا نام نایط لکہا ہی اور وہ فرزند تھے نضر بن کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے۔ بعض اہل لغت نے اس لفظ کو تائے قرشت کے ساتہہ

نوتی اور اوسکی جمع نواتی صحیح خیال کیا ہے جسکے معنے ملاحون کے ہین جیسا کہ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی مصنف قاموس نے لکھا ہے۔ النواتی الملاحون فی البحر الخ۔ صاحب ماثر الامرا بضمن حالات مُلا احمد نواتیہ فرماتے ہین کہ

انانکہ نوایت را ملاحین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتادہ اند۔

لیکن مولوی عظیم الدین مدراسی کو اپنی تصنیف صحیح النسب مین صاحبِ قاموس کے ساتہہ اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس قوم کا نام بقول صاحب قاموس نواتی تسلیم کیا جاوے تو اونکی ملاحی کا ثبوت ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے اس طرح پر کہ ۵۲ہجری کے بعد جب اس قوم نے۔ حاکم الوقت کے مظالم کی وجہ سے بصرہ سے ہند کا ارادہ کیا تو بصرہ کا حاکم جسکے مظالم طشت از بام تھے اونکی ہلاکت کے درپے ہوا جن کشتیون پر یہہ لوگ سوار ہو چکے تھے اون کے ملاح بحکم امیرِ بصرہ کشتیون سے اُتار لئے گئے۔ سمجھا گیا کہ اب اس قوم کی ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس قوم کے بعض افراد کشتی رانی سے کما حقہ واقف تھے جنکی مستعدی نے جہازون کو منزل مقصود پر بسلامت پہونچایا اس واقعہ کے بعد اہلِ بصرہ نے انکو نواتی کا خطاب دیا الخ۔ زمانہ مابعد کے اکثر صاحبان تصنیف نے اس قوم کو تائے قرشت کے ساتہہ نوایت سے موسوم کیا ہے

مثلاً شہنواز خان صمصام الملک نے اپنی تصنیف مین اور خافی خان نظام الملکی نے منتخب اللباب مین نوایت اور نوائیتہ کے الفاظ استعمال کئے ہین۔ صاحب کشف النسب نے بحوالہ مصنف جامع العلوم فرمایا ہے

کہ این لفظ در اصل نو آمدہ بود پس بہ تصرف مستعملیان نوایت شد میرا خیال یہہ ہے کہ اہل ہند کا یہہ املا تائے قرشت کے ساتھہ معنوی صحیح نہین ہے۔ ملیباری زبان مین نوایت کے معنی حاکم اور خداوند کے ہین ملا قاسم ہندو شاہ مصنف تاریخ فرشتہ اپنی تصنیف کی دوسری جگہ مین بہ ضمن تذکرہ وقائع ملیبار فرماتے ہین۔ بعد از انکہ رفتہ رفتہ تردد مسلمانان در آن ملک بسیار شد بسیارے از ملوک ملیبار بحلقہ اسلام در آمدند و راجہائے بندر گوہ و دابل و جیول وغیرہ بطریق حکام ملیبار مسلمانان را کہ از عربستان آمدند و در سواحل ان دیار مسکن دارند مخاطب بہ نوایت یعنی خداوندگر گردانیدند الخ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لب اللباب فی تحریر الانساب مین فرمایا ہے کہ نایت ایک ناحیہ کا نام ہے جو بصرہ مین واقع ہے مصنف تاج العروس فی شرح القاموس نے بہی اسی کو کسی قدر صراحت کے

ساتھہ لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہین النائطۃ موضع بالبصرۃ والیہ نسب ابوالحسن علی بن عبدالعزیز النایتی المودب محدث عن فاروق بن عبد الکبیر الخطابی وعنہ ابوطاہر الاشنانی ۔ الخ

(ترجمہ) نایط ایک موضع ہے بصرہ کا اور اوسی سے منسوب ہین ابوالحسن علی بن عبدالعزیز نایتی جو کہ ادیب ہین اور وہ حدیث بیان کرنے والے فاروق بن عبد الکبیر خطابی سے ہین اور (عبدالعزیز) سے حدیث روایت کرنے والے ابوطاہر اشنانی ۔ حاصل یہہ ہے کہ جن اہل تصانیف نے اس قوم کے نام کو تائے قرشت سے خیال کیا ہے من وجہہ اون کا خیال بہی درست ہے اسلئے کہ اسی فصل مین آگے چلکر معلوم ہو گا کہ ہجرت ثانی مین اس قوم کا مقام حدود بصرہ مین واقع تہا پس موضع سکونت سے منسوب کرکے نایتی کہنا بالکل صحیح ہے۔ مولف نے وجہ تسمیہ کے متعلق جس قدر تحقیق کی ہے اوس سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہین (۱) یہہ کہ اس قوم کا املا طائے حطی کے ساتھہ موضع نایط اور دوسرے معنون سے متعلق ہونے کے سوا نسب سے بہی تعلق رکھتا ہے اسلئے کہ مولانا باقر آگاہ رحمتہ اللہ علیہ نے جد قبیلہ کا نام نایط بن نضر کہا ہے لیکن تائے قرشت کا

املا متعلق بہ نسب نہین ہوسکتا یا تو اوسکو بقول مصنف تاریخ فرشتہ
ملیباری زبان سے تعلق ہے یا موضع نایت کی سکونت سے منسوب
جیساکہ لب اللباب اور تاج العروس سے موضع کا پتہ چلتا ہے۔ پس
اس قوم کو اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے طاء مہملہ کے ساتھہ نایطی
کہنا بھی صحیح ہے اور تاء فوقانی کے ساتھہ نائتی بھی۔

نسب | قوم نایط کا نسبی شجرہ صاحبان تصانیف معتبرہ کی تحقیق کی روسے
تین شاخون پر شامل ہے اور ان تینون شاخون کی اصل نضر بن
کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہین۔
پہلی شاخ کی ابتداء نایط بن نضر سے ہوئی ہے۔ نضر بن کنانہ کو عربون
نے جد القریش کہا ہے اور اون کی وہ اولاد جو مالک ابن نضر
کے سوا دوسرے سلسلون مین ہے بنو النضر کہلاتی ہے اگرچہ
مصنفین کتب انساب نے نضر بن کنانہ کے تین فرزندونکا
تذکرہ فرمایا ہے (۱) مالک بن نضر (۲) صلت بن نضر (۳)
یخلد بن نضر۔ لیکن محقق کامل ادیب فاضل حقایق دستگاہ جناب مولانا
محمد باقر آگاہ کان شواہ فی قرب الہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ

فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے کہ۔ النایط جد القبیلۃ

بن نضر بن کنانہ و بقیۃ النسب الشریف معروفۃ

دیکھو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان (۱۰) ابوجعفر طبری محدث و محقق کامل نے

سلسلہ دوم کا بیان فرمایا ہے وہ فرماتے ہین کہ النایط طایفۃ من قوم

قریش الخ وقریش اولاد نضر بن کنانہ بن مدرکہ بن الیاس من

اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ثانی عشر منھم ملاحظہ ہو

خاتمہ کا ضمیمہ نشان (۸) یہہ سلسلہ عبداللہ بن حضرت جعفر طیار رضی اللہ

عنہ تک پہونچتا ہے۔ سلسلہ سوم کی صراحت علامہ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب مین فرمائی ہے جسکے

متعلق مولف نے بحث کی ہے یہ سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے ذیل

مین آپکے فرزند اسمعیل رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اسمعیل بن جعفر صادق

کی اولاد مین بھی ایک بزرگ عبداللہ کے نام سے گزرے ہین جو فرزند ہین

محمد بن اسمعیل کے شجرہ ذیل کے ملاحظہ سے ان تینون سلسلون کا

باہمی تعلق اچھی طرح پر معلوم ہوسکتا ہے۔

وہو ھذا

الف ۲
سیدنا ونبینا ابوالقاسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
۲ عبداللہ
ج
جعفر طیار ۱
۱۲ عبدالمطلب ۱۲
۱۱ ہاشم
عبد مناف ۱۰
قصی ۹
کلاب ۸
مرۃ ۷
کعب ۶
لوی ۵
غالب ۴
فہر ۳
سلسلۂ دوم ۲ مالک
نایط
ب سلسلہ اول
نضر بن کنانہ جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اصل
سلسلۂ اول کو بنو النضر کہنا چاہیے

پس جو افراد قوم پہلے سلسلہ مین ہین وہ بنو النضر ہین اور جن افراد کا سلسلہ دوسری شاخ سے ملتا ہے وہ شیخ قریشی اور جو سلسلہ تیسری شاخ تک پہونچتا ہے وہ بطن مطہرہ حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے سادات حسینی اور اسمعیلی کہلاتے ہین۔ مجمع الفواضل علامہ شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب مین سلسلہ ثالث کے متعلق فرمایا ہے

فبنوا النوایط قوم وهم اولاد عبداللہ النوایط ابن اسمعیل الذی مات فی المدینۃ المنورۃ وهو ابن جعفر الصادق رضی اللہ تعالی عنه الخ

(دیکھو ضمیمہ نشان ۶) صاحب گلستان نسب فرماتے ہین کہ در ابتدائے عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کہ کرشت

وهو ابن جعفر الصادق ایرادے عظیم وارد میشود چہ سنہ ولادت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ ہشتاد وسہ ہجری بست وسنہ وفات یکصد وچہل باشد وزمان ہجرت قوم از مدینہ طیبہ حین تسلط حجاج بن یوسف درہنگام حکومت یزید بن معاویہ وان سنہ شصتم بود یا یک زاید پس چگونہ درہردو امر تطبیق شود شاید باقتضائے سہو بشری بجائے جعفر طیار لفظ صادق تحریر فرمودہ باشد یا فی الحقیقت صاحب رسالہ طیار نوشتہ کہ در نقل از سہو کاتب لفظ صادق بتحریر در آمد یا لفظ جعفر مطلقاً تحریر شدہ باشد

وبعدم فہم وتامل محررین لفظ صادق مندرج گردید الخ۔ صاحب گلستان نسب کی اس رائے سے مولف کو اتفاق نہین ہے اسلئے کہ شیخ علامہ نے آگے چلکر جن واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ ضمیمہ نشان ۶ سے معلوم ہو سکتا ہے اون واقعات سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیخ علامہ کا مقصود جعفر صادق رضی ہی سے تہا نہ جعفر طیار رضی سے شیخ فرماتے ہین کہ زمانہ قیام موضع وایط مین امیر اثنا عشریہ نے اس قوم کے نام ایک مراسلہ بہیجا جو شامل تہا دعوت مذہب اثنا عشریہ پر جس مین امیر نے بیان کیا تہا کہ تم سادات ہو پس کیا وجہ ہے کہ اپنے جد علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہین کرتے۔

مولف کہتا ہے کہ اگر شیخ کا مقصود جعفر طیار سے ہوتا تو مضمون مراسلہ مین سیادت کی بحث نہوتی اسلئے کہ جعفر طیار کی اولاد پر سادات کا اطلاق نہین ہو سکتا اور پہر آگے چلکر شیخ علامہ نے اوس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے جو واپسی جزیہ سے متعلق ہے جس مین آپ فرماتے ہین کہ امیر اثنا عشریہ نے جزیہ واپس کیا اور کہا کہ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جزیہ لینا جایز نہین ہے اس سے بہی یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شیخ علامہ کو

اس قوم کے نسب مین جعفر صادق علیہ السلام ہی کا نام بیان کرنا مقصود تھا۔ اب رہا زمانہ ہجرت کا وہ اختلاف جسکو صاحب گلستان نسب نے ظاہر فرمایا ہے جسکے لحاظ سے سنہ ۱۶ہجری مین حضرت ممدوح کی اولاد کا وجود ناممکن ہے اوسکا جواب یہ ہی کہ جب اوس قوم کا نسبی شجرہ تین شاخون پر شامل ہے اور تینون سلسلون کی ہجرت دو مختلف زمانون مین بروے کتب معتبرہ ثابت ہے تو یہ بات آسانی کے ساتھہ مانی جا سکتی ہے کہ شیخ علامہ نے واقعہ ہجرت سلسلہ ثالث کو خلیفہ وقت کے مظالم سے مخصوص فرمایا ہے جس سے حجاج بن یوسف مراد نہین ہے اسلئے کہ وہ نہ کسی زمانہ مین خلیفہ رہا ہے اور نہ ۱۵۲ہجریہ اوسکی حکومت کا زمانہ تھا اس بحث کو جس حد تک نسب سے تعلق تھا مولف نے اسکو اس موقع پر عرض کر دیا بلحاظ زمانہ ہجرت اس بحث کی تکمیل اسی باب کی فصل دوم مین جو ہجرت قوم سے متعلق ہے کیجاویگی انشا اللہ المستعان۔ حاصل یہ ہے کہ سلسلہ نسب کے بیان کرنے مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی غلطی نہین ہوئی ہے جیسا کہ صاحب گلستان نسب کا خیال ہے

ہندوستان مین جو افراد قوم نایط کے موجود ہین اونکا بڑا حصہ سلسلہ اول و دوم سے تعلق رکھتا ہے یعنے وہ بنو النضر اور شیخ قریش ہین بہت

کم لوگ سلسلہ ثالث کے بہی پائے جاتے ہین لیکن آخرالذکر افراد کے بڑے حصے
کا یہہ طرز رہا ہے کہ وہ اپنے نامون کے ساتہہ سید کا لفظ نہین لکہا کرتے
حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین شہید بیدری رحمۃ اللہ علیہ نے
جنکا تعلق سلسلہ ثالث سے ہے اپنی اولاد کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے قلم
وزبان سے اظہار سیادت نکرین فرمایا کہ گنہ گارون کیلئے سیادت پر فخر
کرنا ترک ادب مین داخل ہے۔ مولانا حاجی مفتی محمد سعید خان مغفور کا عملدرآمد
بہی اسی احتیاط پر مبنی تہا درحالیکہ آپ شہید مغفور کے بنی عم ہونیکی وجہ سے
سلسلہ ثالث سے تعلق رکہتے تہے۔ البتہ بعض افراد قوم نے جنکا واسطہ
سلسلہ سوم سے ہے اپنے نامون کے ساتہہ سیادت کا اظہار بہی فرمایا ہے
جن کی نسبت کوئی اعتراض قایم نہین ہوسکتا۔ اپنا اپنا خیال ہے
ان تینون سلسلون کے افراد قوم مین باہمی اتحاد ہے کسی قسم کا اختلاف
نہین ہے ایک دوسرے کو اپنی قوم کا شخص خیال کرتا ہے اور تینون
مین باہمی سمد ہیانہ ہوتا ہے۔ فی نفس الامر سلسلہ ثالث کی بزرگی
باعتبار اعزاز سیادت سلسلہ اول و دوم پر فایق ہے۔

دوسری فصل قوم نایط کی ہجرت کے متعلق

مختلف تواریخ سے ثابت ہے کہ اس قوم کا اصلی مرکز مدینہ منورہ تہا سنہ ۱۰۰ ہجری تک اس قوم کا پہلا اور دوسرا سلسلہ مدینہ مطہرہ مین سکونت پذیر رہا۔ اہل تاریخ نے بالاتفاق لکہا ہے کہ یزید ابن معاویہ کی عہد حکومت مین حجاج بن یوسف ثقفی کے مظالم نے اس قوم کو پریشان کر دیا۔ شیخ الافاضل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے کشف ص الانساب مین فرمایا ہے کہ مورث اعلائے قوم یعنے عبد اللہ نے خلیفہ وقت پر کسی بحث مین غلبہ حاصل کیا اور اوسکو ملزم بنایا جس کے انفعال سے خلیفہ نے یہہ حکم دیا کہ آپ مدینہ منورہ سے نکل جاوین آپ اپنے قبایل کے ساتہہ مدینہ مطہرہ کو چہوڑکر بغداد تشریف لائے اور موضع وایط مین ٹہرے جسکی مسافت شہر بغداد سے تین منزل کی راہ تہی۔ بغداد کا حاکم مذہب اثنا عشریہ رکہتا تہا جس نے اس قوم کو قبول مذہب اثنا عشریہ پر مجبور کیا۔ بعض افراد نے اوسکی دعوت قبول کی باقیماندون کے ساتہہ حاکم مذکور اسلیئے بدسلوکی نکر سکا کہ وہ اجابت دعا مین مشہور رہتے تا اینکہ حاکم نے غیر مطیعین کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور ایک تحریری فرمان بہیجا جس مین سمجہایا گیا تہا

ص بعض قلمی رسایل مین اس کتاب کا نام بحر النسب دیکہا گیا ہے۔ مولف

کہ تم سادات سے ہو اپنے جد علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت
کا اعتراف کرو اور مذہب اثنا عشریہ کے پیرو بنو یا جزیہ دو۔ قوم نے
دونون درخواستون سے انکار کیا اور اوسکے حق مین دعاے بدکی یہانتک
کہ وبا نازل ہوئی جس سے مخالفین کے دلونمین ڈر پیدا ہوا وہ ندامت
کے ساتہہ حاضر ہوے اور معذرت کنان دعائے خیر کی درخوہست
کی اور کہا کہ تمہاری عدم اطاعت کی وجہ بعض اور لوگ بہی اطاعت سے
منحرف ہین لہذا یہہ کافی ہوگا کہ تمہارا ہر ایک شخص ایک ایک انڈا
مرغ کا ادا کرے قوم نے باہم مشورت کی اور دفع فساد کے خیال سے
اس درخواست کو قبول کیا اور ہر فرد قوم نے ایک ایک انڈا مرغ کا پیش
کردیا جب وہ تمام انڈے جمع ہو چکے تو حاکم کے حکم سے ایک علیحدہ مکان
مین رکہہ دئے گئے۔ پہر حاکم نے کہا کہ بنی فاطمہ سے جزیہ لینا ناجایز ہے
مناسب ہے کہ تم اپنا مال واپس لیجاؤ۔ قوم نے اوس کی تعمیل کی اور
اعتراف کیا کہ ہم نے اپنا اپنا مال پالیا جب وہ اپنے مقام پر واپس آئے
اور انڈون کو کہائے تب تین دن کے گزرنے کے بعد حاکم نے حجت
پیش کی اور کہا کہ تم سے دو گناہ کا ارتکاب ہوا ایک یہہ ہے کہ تم نے

اپنے اپنے مال کے پانیکا اعتراف غلط بیانی کے ساتھہ کیا دوسرا یہ کہ اکل حرام کے مرتکب ہوے اسلیئے کہ انڈون کے مخلوط ہوجانیکی وجہ سے ہر ایک فرد کے مال مین کوئی چیز مابہ الامتیاز نہ تھی پس تمہارے لئے یہ حکم ہی کہ قبول کرو ہمارے مذہب کو یا جزیہ دو۔ جب بددعا کی قوم نے دوسرے دفعہ تو کوئی آثار قبولیت کے نہین ظاہر ہوے اسلیئے کہ اکل حلال اور صدق مقال دونون اجابت دعا کے لئے شرط ہین پس قوم نے مجبوری کے ساتھہ بغداد کو چھوڑ دیا اور بصرہ کا ارادہ کیا۔ جہان امیر قوم سید عبد الرحمن نایطی نے ۱۸۵ ہجری مین رحلت کی۔ قوم نے اپنے رئیس کی رحلت کے بعد بصرہ کو چھوڑا اور دریائے ہند کے اطراف و جوانب مین سکونت اختیار کی۔ الخ یہہ مولف خیال کرتا ہے کہ شیخ علامہ نے ہجرت کے جن واقعات کو خلیفہ وقت کے مظالم سے متعلق فرمایا ہے اوس مین اہل تاریخ کو کسی قدر دہوکہ ہوا ہے بقول شیخ یہہ امر مسلم ہے کہ یہہ تمام واقعات قوم نایط کے اوس گروہ سے متعلق ہین جو اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد مین ہے ہر گاہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا میلاد ۸۳ھ ہجری مین ثابت ہی اور آنکی وفات ۱۴۸ھ مین تو اس گروہ کے واقعہ ہجرت اولین کا وجود حجاج بن یوسف

کے عہد مین نہین مانا جاسکتا اسلئے کہ حجاج خلیفہ نہ تہا اور اوسکی حکومت کا زمانہ جعفر
صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت سے پہلے گزرچکا تہا واقعات اوسنین کی
مطابقت اسبات کی مقتضی ہے کہ اس گروہ کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے خلافت
عباسیہ کے زمانہ مین واقع ہوئی ہو۔ صاحب قلاید الجواہر نے ذکر کیا ہی کہ اسمعیل
ابن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہما اور آپ کی اولاد کے ساتہہ حکومت وقت
کا سلوک کچہہ عمدہ نہ تہا دار وگیر کا بازار گرم تہا پس ممکن ہے کہ حجاج بن یوسف
کے زمانہ مین قوم نوایط کے سلسلہ اول و دوم کے ساتہہ سختی ہوئی ہو
جن سلسلون کو مین نے فصل اول مین صراحت کے ساتہہ دکہلایا ہی اور سلسلۂ
سوم کی ہجرت خلافت عباسیہ کے زمانہ مین واقع ہوئی ہو۔ یورپ کے ایک محقق
(مارک ولکس) نے ہسٹری آف میسور (تاریخ میسور) مین اس قوم کے متعلق
اپنی تحقیق کو دلچسپ طریقہ سے بیان کیا ہے۔ یہہ کتاب ۱۸۱۰ع مین شائع ہوئی
ہے وہ واقعہ ہجرت کی ضمن مین لفظ نوایت کو نوآمدہ کے معنے مین تسلیم
کرتے ہین جیسا کہ اسی باب کے فصل اول مین مولف نے لکہا ہے
وہ فرماتے ہین کہ ہجرت نبویہ کی پہلی صدی مین حجاج بن یوسف
عراق کا گورنر تہا عبد الملک بن مروان نے اوسکو مقرر

گیا تھا اوس کے ظلم وزبردستی سے مسلمان اوس سے متنفر تھے۔ بہت سے لوگون کو جو خاندان ہاشم سے عزت مند اور مالدار بہی تھے اوس نے نقصان پہونچایا وہ اوسکے ظلم اور زبردستی سے کوفہ چلے گئے (مولف کی رائے مین یہہ واقعہ سلسلہ اول و دوم سے متعلق ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا) اہل نایط بہی اپنے عیال و اطفال اور نوکرون کے ساتہہ جہازون پر سوار ہوے بعض خلیج فارس مین پہونچے اور بعض ان مین سے آخر پر ملیبار کے کنارہ پر آئے اور کوکن مین مقیم ہوے۔ جو لوگ کیپ کاموربن مین سکونت پذیر ہوے اون سے لبابین کا تعلق ہے۔ لایق مورخ نے لکہا ہی کہ لبونکی قوم اپنا سلسلہ قوم نوایت سے جدا بیان کرتی ہے۔ مگر اوس مورخ کی تحقیق مین وہ من وجہہ نوایت ہی سے تعلق رکہتے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ لبے کا لفظ لبیک سے بنا ہے جسکے معنے حاضر ہون کے ہین۔ لبون کو قوم نوایت سے محکومی تعلق تہا (یہ انکی محض رائے ہے۔ مولف کو اس سے اتفاق نہین ہے) لبون کے رنگ و روپ سے آجکل بہی اسکی شہادت ملتی ہے نوایتونکی شکل و شباہت اہل فرنگ سے کم نہین ہے۔ وہ باہمی رشتہ داری رکہتے ہین۔ ہند کے معزز خاندانون کے ساتہہ بہی وہ اپنی اولاد کا نسبتی

تعلق ہہین پسند کرتے۔ ہندوستانی دولتون مین یہ لوگ اپنی عجیب
شجاعت۔ تہذیب اور لیاقت کی وجہ سے مشہور ہین۔ مورخ نے
اس قوم کی اخلاقی تمثیل اس طرح پر بیان کی ہے کہ جب مین ایک
اندہیری رات مین راستہ بہولکر بہٹکتا ہوا کرناٹک کے ایک موضع
مین جا پہونچا تو موضع اوّل کنڈہ جو اس قوم کی جاگیر تہی میرے مقام
سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ جب میری پریشانی اور سرگردانی
کی خبر اونکو ملی تو اس قوم کے ایک صاحب نے اپنے دو فرزندونکو
بہیجکر مجہکو بلوایا اور اپنا مہمان بنایا۔ جو خلق و مروت اوہنون نے مسافر
نوازی مین صرف کی اوس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اسکے بعد
لایق مصنف نے بکمال خوبی کے ساتہہ اس قوم کے بعض امرا کا تذکرہ
اپنی تصنیف مین کیا ہے اور نام بنام اونکی اور اونکے کامونکی
تعریف کی ہے۔ جس سے مولف نے اس کتاب کے باب چہارم
فصل دوم مین بعض مشاہیر قوم کے احوال مین مدد لی ہے
یورپ کے ایک دوسرے محقق (ر ورن جی۔ یو۔ پوپ) نے بہی ۱۸۸۰ء
مین بسبیل اجمال اس قوم کا احوال اور بعض مشاہیر قوم کے حالات

لکہے ہین جو بر سر حکومت تہے یہہ معزز تصنیف لسٹ بک آف انڈین ہسٹری کے نام سے مشہور رہے۔

مصنف رسالہ انساب النایط نے بہی واقعہ ہجرت قوم کو نہایت صراحت کے ساتہہ لکہا ہے اور سر زمین ہندمین اس قوم کے اون تعلقات کا تذکرہ فرمایا ہے جو احمد آباد گجرات مین قایم ہوے۔ محمد ہاشم خان نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب کی جلد سوم مین اون مشکلات عبرت انگیز کی تصویر کہینچی ہے جو ورود ہند کے وقت ہندونکی حکومت مین اس قوم کو پیش آئین قوم نے نہایت صبر وتحمل کے ساتہہ اون تمام شرایط کو منظور کیا جو فرمان روایان وقت کے جانب سے پیش ہوئین ایک عرصہ دراز تک گم نامی کے عالم مین انہون نے زندگی بسر کی اور اون تمام قواعد اور قوانین اور رسوم ورواجات کے پابند رہے جو دار الحکومت مین جاری تہے اخفا اور اشاعت مذہب کی کوشش انہین کا حق تہا اسی احتیاط کا نتیجہ تہا کہ جب تک ہندؤنکی حکومت قایم رہی اہل ملک کے ساتہہ اتحاد ومحبت کا رابطہ قایم رہا۔ باہمی اتفاق کی بدولت ان کی ہر ایک ضرورت پر فرمان روایان وقت

کی جانب سے اونکو ہر قسم کی مدد ملتی رہی اکثر خاندانون نے جدا جدا
پیشے اختیار کیے بعض نے کاشتکاری اور زمینداری کو پسند کیا بعض
افراد نے مختلف اجناس کی تجارت قایم کی اور کامیاب رہے غرض ہر طرح
پر رنج و راحت مین ہندؤنکا ساتہہ دیا۔ جب تک ہندؤنکی حکومت قایم
رہی اس قوم کے کسی فرد نے ملازمت کو پیشہ وری پر ترجیح نہین دی سلطان محمود
غزنوی کے زمانہ سے انکے عروج کا ستارہ چمکا اسکے بعد ہر ایک زمانہ مین والیان
ریاست کی نگاہ انکے محاسن اخلاق اور کارنامون پر پڑنے لگی مختلف مقامات
سے انکی طلب مین احکام آنے لگے۔ باوجود اسکے بہت کم افراد نے ملازمت
اختیار کی قوم کے بڑے حصہ نے تجارت مین فروغ پایا زمانہ حال تک
بھی افراد قوم کی تجارت اور ملازمت کی قریب قریب وہی نسبت قایم ہی بھٹکل
کوکن۔ اور گووہ مین ہزارہا افراد اس قوم کے اپنے آبائی پیشہ تجارت مین مشغول
ہین بعض اہل تاریخ نے قوم کی ہجرت کو ۱۵۲ھ سے بہی متعلق کیا ہی جیسے ابو جعفر طبری
اور نواب شہنواز خان صمصام الملک نے پس ان مجموعی واقعات سے یہ بات
صراحت کے ساتہہ معلوم ہوسکتی ہے کہ اس قوم کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے دو مختلف
زمانون مین واقع ہوئی پہلا زمانہ ۶۰ھ یا ۱۱ھ کا تہا اور وہ سلسلہ اول و دوم سے

مخصوص ہوسکتا ہے اور دوسرا زمانہ ۱۵۲ھ کا ممکن ہی کہ تینون سلسلونکے افراد سے متعلق ہو پس بعض اہل تاریخ نے فاش غلطی کی ہی جو بالعموم واقعہ ہجرت کو حجاج بن یوسف ہی کے زمانہ حکومت سے مخصوص کیا ہی بہت بڑا تعجب اسپر ہوتا ہے کہ جس مصنف نے قوم نایط کے نسب کا سلسلہ جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھہ ملایا ہی اور جس نے ہجرت کا واقعہ ۱۵۲ھ سے متعلق کیا ہے دونون نے مظالم حجاج اور اوسکی حکومت کو ہجرت کا باعث قرار دیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ قوم کے دو سلسلون مین عبداللہ اور جعفر کے نام کے اتحاد سے مصنفین کے خیال کو دہوکہ ہوا اور مطابقت زمانی کیطرف توجہ نہین کی گئی بہرحال یہہ واقعہ مسلمہ ہے کہ قوم کی پہلی ہجرت مدینہ مطہرہ سے ہوئی اور دوسری ہجرت بغداد سے اور تیسری ہجرت بصرہ سے ہندوستان کا ورود ۱۵۲ھ کے بعد ہے۔ اسوقت افراد قوم بہٹکلہ۔کوکن۔بیجاپور گووہ ملیبار۔دہلی۔احمدنگر بمبئی۔مدراس۔حیدرآباد۔جاؤرہ[م] مین پہیلے ہوے ہین جن کے اکثر افراد سے مولف نے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے ممکن ہے کہ ہندوستان کے اور شہرون مین بہی اس قوم کا وجود ہو۔

تیسرا باب قوم نایط کے مذہب مخصوصات قوم

م۔ کہا گیا ہی کہ جاؤرہ مین اس قوم کے تمام افراد زراعت پیشہ ہین۔

اور رسم و رواج کے متعلق مشتمل بر دو فصل

پہلی فصل مذہب اور مخصوصات قوم کے متعلق

مذہب — قوم نایط کا بڑا حصہ مذہب سنت جماعت کا پیرو اور شافعی المذہب ہے
بعض افراد قوم مذہب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہین شاذو نادر
افراد تفضیلیہ ہین لیکن اصول مذاہب اربعہ کے تابع۔ جنکو اسمعیلیہ فرقہ
کے سلیمانیہ گروہ کے مماثل خیال کرنا چاہیئے۔ بہت کم افراد نے مذہب اثنا عشریہ
کو اختیار کیا ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ؁ ہجری کے بعد ان مین
مذہبی اختلاف پیدا ہوا۔ بعض تصانیف سے ثابت ہے کہ ہجرت اولے
کے بعد بغداد ہی سے اس کا آغاز ہوا۔ یعنے اس قوم کی ایک جماعت
نے امیر بغداد کی دعوت قبول کی اور اثنا عشریہ مذہب کو اختیار کرلیا
بعض تاریخون سے اسکا پتہ چلتا ہے۔ کہ شاہ طاہر دکنی کے زمانہ
مین اس قوم کے ایک خاص گروہ نے شیعیت کا اعتراف کیا اور طاہ
سے ملقب ہوے بعض کو فضیلت سیدنا حضرت علی ابن ابطالب کرم اللہ وجہہ
کیطرف میلان تہا جو مایل سے پکارے گئے لیکن اُس حکومت کی خفتناپم اس اختلاف کا

بھی خاتمہ ہوچکا صاحب منتخب اللباب فرماتے ہین کہ چون اینہا قاصد بنادر
دکن کہ دران زمان بندر دابل وچیول وکنبایت وبہروج واطراف
مچھلی بندر جاری بود گردیدند بہ ہمعنانی باد موافق ومخالف ہرجہازے
بہ بندرے افتادو وقت فرود آمدن چون راجہ وزمیندار ہرمکان کہ
فرمانرواے آنجا بودند واسم اسلام در گوش الجماعۃ حکم خلیدن ہزار
خار پا داشت وقت فرود آمدن آنہا مضائقہ می نمودند آن تختہ بندان
دریاے سرگردانی ودریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق والحاح پیش آمدہ قرار
عہد وپیمان عدم اظہار دین خود کہ در گوشہ وکنار خانہ خویش ہر یکے
بعبادت معبود برحق رسم وآئین خود بردارد ودر ظاہر وآشکارا موافق
رویۂ آن ملک در لباس ودیگر اطوار بعمل آرد میان آوردہ فرود آمدند
وبکمال حزم واحتیاط کہ صداے اذان وقرارت قران وعادات دیگر بگوش
ہوش آنقوم نرسد زیست می کردند الخ۔ زمانہ حال تک اس قوم کے کل
افراد اپنے مذہبی احکام کی سخت پابندی کرتے ہین اور طہارت کے نہایت
محتاط ہین اکثر افراد قوم ہمیشہ باوضو رہتے ہین۔ ریاضت کے
عادی ہین۔ اس قوم کے بہت کم افراد ایسے پائے جاوینگے جو حرمین شریفین

زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے طواف و زیارت سے مشرف ہوے ہون
صوم و صلوٰۃ کی پابندی انکی بہترین عادت ہے نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد
مین ادا کرتے ہین تقسیم زکوۃ مین تساہل نہین کرتے صلہ رحم کا خیال رکھتے ہین
اپنے خاندان کے مفلوکون کی اعانت اور خبرگیری مین کوتاہی نہین کرتے
میراث کی تقسیم مین بلالحاظ امیر و غریب بغیر مناقشہ باہمی تصفیہ کر لیتے ہین
علوم دینی کی تحصیل کو دیگر علوم دنیوی پر مقدم جانتے ہین۔ اکثر افراد
حافظ قرآن ہین اور پابندی کے ساتھہ تلاوت کلام مجید کے عادی ہین
تجہیز و تکفین اموات مین نہایت سادہ طریقہ پر عمل کرتے ہین اور شرعی احکام
کا لحاظ رکھتے ہین۔ اپنی قوم کے رنج و راحت کے شریک رہتے ہین
حاصل یہہ ہے کہ اس قوم کا طرزعمل اکثر امور مین احکام مذہب کا
پابند ہے۔

پابندی کفو | کفو کی پابندی اس قوم کی اعلےٰ صفت ہے۔ صاحب
منتخب اللباب نے اپنی تصنیف کی جلد سوم مین فرمایا ہے کہ اما درین
ضمن در صورت احتیاط بعض امور کہ از شرفائے دیار عرب در
غربت بکار رفتہ خلاف طریقہ عجم کہ بحکم ضبط انساب ہم سررشتہ کفو را

از دست ندادہ اند و در گرفتن و دادن دختر غیر ہم قوم سواے سیدے
کہ صاحب شجرہ و ذی شہرہ باشد تا پنج سلسلہ با وجود کمال پریشانی
و در ماندگی نسبت نمی نمایند و از جاریہ این ملک کہ ہیچ مذہب سواے
دار حرب ملکیت آن ثابت نمی گردد و از قوم ارازل و فاحشہ کہ بعاشقی
در خانہ آرند فرزند حاصل نمی کنند و اگر احدے از سلسلہ آنہا مرتکب این
افعال گردد او را از قومیت اخراج نمودہ در شادی و غمی او نفرت وقطع

صلہ رحم می نمایند و با و نسبت نمودن باعث خرابی نسل می دانند الخ

حقیقت یہہ ہے کہ کفو کی پابندی جسقدر اس قوم مین رہی ہے اوسقدر ہندوستان کے اور اقوام مین کم پائی گئی ہے فریق ثانی کیساہی مالدار اور کیساہی شریف کہلاوے اگر وہ قوم نایط سے نہین ہے توکسی حالت مین نہ اوسکو لڑکی دیجاتی تہی اور نہ اوسکی لڑکی لیجاتی تہی۔ اسی پابندی کی برکت ہے کہ زمانہ حال تک اس قوم کا نسب قایم ہے اگرچہ فی زمانا بعض افراد قوم نے اسکے برخلاف بہی عمل کیا ہے جیساکہ ڈوگلی کے لقب سے اوس کا پتہ چلتا ہے اور مولف کے ہم عصرون مین بعض ایسے نظایر بہی موجود ہین لیکن وہ الشاذ کالمعدوم کی مصداق ہین اس خلاف

ورزی کا اصلی سبب امارت ہے بعض افراد قوم نے اہل قوم سے محض اس بنیاد پر سمجھدیا نہ منظور نہین کیا کہ وہ مفلس تھے زمانہ سلف کی تاریخ سے یہہ بات ثابت ہے کہ افراد قوم کو افلاس اور امارت کا کوئی خیال نہ تہا بلکہ اونکو صرف اپنی قوم کی تلاش رہتی تھی۔ اس زمانہ مین بھی بعض خاندان ایسے ہین جو زمانیان سلف کے ہم خیال ہین لیکن طبقہ امرا کی کم التفاتی نے بعض نظایر اُسکے برخلاف بھی پیدا کر دئے ہین جسقدر فواید پابندی کفو مین متصور ہین وہ کسیطرح غیر کفو سے متوقع نہین ہوسکتی قومی شرافت کا یقین۔ اخلاقی معلومات صحت کی حالات جس حد تک کفو مین معلوم ہوسکتے ہین ناممکن ہے کہ غیر کفو مین اون پر جیسا چاہئے بہرہ ور ہوسکے جن اقوام مین پردہ کی پابندی ہے اون مین ایک اور نعمت صرف کفو ہی کی بدولت حاصل ہوسکتی ہے۔ ہندوستان کے بعض خاص ملکونکا رواج لڑکیون کے والدین کو مجبور کرتا ہے کہ وہ لڑکے کے اقربا اناث سے بھی اوس لڑکی کو چھپاوین جسکی نسبت کا پیام ہے تا بہ خواہندہ نسبت چہ رسد نتیجہ اس رواج کا اکثر یہہ دیکھا گیا ہے کہ عقد کے بعد میان نے اپنی بی بی کی وجاہت کو اسلئے نہین پسند کیا کہ مشاطاون کے مبالغہ سے

سو مین حصہ کی بہی اصلیت نہ تہی یہی ایک چیز ہے جو بہت سے خانہ برباد ہونیکا باعث قرار پائی ہے مانا کہ مذہب اسلام کے احکام کی پابندی نکلیگا یہہ نتیجہ ہے لیکن کیا کیا جاوے رواج ملک کے لحاظ سے ہندوستان کے خاندانی مسلمانون مین شادی سے پہلے لڑکا اپنے منسوبہ لڑکی کو کسی طرح بچشم خود نہین دیکہہ سکتا پس جو چیز اس نازک مسئلۂ رواجی مین ایک حد تک مدد دے سکتی ہے وہ صرف کفو کی پابندی ہے اور بس۔

پردہ اس قوم کے پردہ کا رواج زمانہ سلف مین کس اصول پر تہا اوسکی دریافت تحصیل حاصل ہے۔ عرب مین پردہ کا جو طریقہ رہا ہو یا جو طریقہ اسوقت ہے اوسی پر اس قوم کے پردہ کو محمول کر لینا چاہئے لیکن ہندوستان مین یہہ قوم مستورات کے پردہ مین مسلمانان ہند کے ہم قدم ہے برقعے یا ملاپے کے ذریعہ سے کاروبار کرنا اور گہر سے باہر نکلنا شریف عورتون کے لئے معیوب ہے مولف نے بچشم خود دیکہا ہے کہ میانے یا گاڑی کی سواری مین صرف دروازون یا کہڑکیون کے بند کرنے کو کافی نہین سمجہا جاتا تہا بلکہ اوس سواری پر ایک بہت بڑا پردہ یا غلاف ڈالا جاتا تہا جس مین سے ہوا کا گذر بہی قریب ناممکن کے ہوجاتا تہا

اور یہی طریقہ بعض خاندانون مین ابتک چلا آتا ہے لیکن ریل کی سواری نے
بہ مجبوری اس مین ترمیم کرائی ہے۔ خاص کر اون مقامات کے لئے جہان
میانہ کا بہم پہونچنا مشکلات سے خالی نہین ہے۔ مثلاً یہ یا برقع پر قناعت
کیجاتی ہے شہرون مین بند گاڑیان بغیر پردہ کے کافی سمجھے جاتے ہین۔
بند میانہ اگرچہ بند گاڑی کا مشابہ ہے لیکن تاہم میانہ پر پردہ ڈالنے کا
رواج ہنوز باقی ہے۔ خاندان کے اون افراد کے روبرو جن سے کوئی
قرابت ہے جو خاندانی اور ہم قوم سمجھے جاتے ہین اور عزیز کہلاتے ہین
باوجود غیر محرم ہونے کے مستورات پردہ نہین کرتین۔ کنواری لڑکیان
غیر محرم مردون کے روبرو اگرچہ وہ اپنے خاندان اور قوم سے ہون
البتہ چھپتی ہین مگر یہہ حجاب صرف شرم کی حد تک ہے سن طبعی سے پہلے تو
اسقدر حجاب بھی نہین رہتا ایک خاندان کا لڑکا کسی ایسی لڑکی کو جو
اوسکے ہم خاندان ہے جس سے اوسکی نسبت کا پیام ہے باوجود بعد
قرابت و غیر محرمیت کسی نہ کسی موقع پر اکثراً دیکھہ سکتا ہے یا دیکھا
ہوا ہوتا ہے احکام شرع محمدی کے برخلاف اگر ملک کا رواج کسی
خاص اہتمام کا مانع ہے تو اہل خاندان کے لئے یہہ خاندانی رواج

اوس کا بدل قرار پا سکتا ہے۔

لباس — تاریخ خافی خانی سے ثابت ہے کہ ابتدائی زمانہ مین جب یہ قوم ہندوستان آئی تو اس قوم کی مستورات نے ضرورت وقت کے لحاظ سے ہندؤون کا لباس اختیار کیا تہا وہ فرماتے ہین کہ دراکثر نادر لغایتہ حال زنان شرفائے آنجا کہ بقوم عرب و نوتیہ مشہور اند وجمعی کہ از اولاد عباس و زبیر وطلحہ و دیگر اصحاب کبار خود را می گیرند رخت و لباس عورات ہنود می پوشند و بہ ہمین دستور بطریق اختفار زندگانی می نمودند وبعبادت صانع بیچون می پرداختند الخ لیکن وہ مجبوری کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کی حکومت کے بعد ختم ہوچکا۔ عادت ہی کی بدولت اوسکا یادگار اسوقت تک باقی رہا اب اوس عادت مین بہی بہت کچہہ اصلاح ہوچکی ہے فی زماننا مستورات کا لباس مقام سکونت کے لحاظ سے کم کم تبدیلی اختیار کرچکا ہے۔ ساڑی کی پوشاک بلاشک اتبک باقی ہے۔ لیکن صرف شوق کی وجہ سے۔ حیدرآباد مین پائجامہ اور کرتنیان اور دوپٹے مدراس مین تہبند اور دامنیان اور اور ملکون مین وہان کی خاص پوشاک مسلمان مستورات کے لئے مخصوص ہوچکی ہے بعض افرادون مین ایسے بہی

ہین جو عرب کے لباس کو پسند کرتے اور اوسی کو پہنتے ہین بمبئی پریسیڈنسی کا مقامی لباس خود لباس عرب سے مشابہ ہے حیدرآباد مین کرتہ کا لباس مستورات کے لئے بلحاظ ستر خاصہ لباس ہے۔ بہ ہیئت مجموعی زمانہ حال مین مستورات قوم نایطہ کا لباس ہنود کا لباس نہین کہا جا سکتا۔ خصوصاً لباس کے مسئلہ مین زمانہ تیزی کے ساتھہ ترقی کر رہا ہے بعض افراد قوم نے مختصر شیروانیون کا لباس اختیار کیا ہے پائجامہ اور ساڑیون کی ساتھہ اوسکو پہنتے ہین۔ صرف پائجامہ کے ساتھہ شیروانی پر ایک جدا اگانہ اوڑنی بہی مستعمل ہے جسکو اہل مدراس دامنی کہتے ہین اور حیدرآباد مین اوسکا نام کہڑا دوپٹہ ہے۔ مردانہ لباس مین اب لباس ہنود کے مشابہت بہت کم باقی رہگئی ہے اکثر افراد قوم عربی جُبّہ۔ قمیص۔ صدری شایعہ۔ چُغہ عمامہ استعمال کرتے ہین پائجامہ پہنا جاتا ہے۔ اہل مدراس مین نیمہ جامہ اور خاندانی دستار یا عربی عمامہ کا رواج ہے علی ہذا حیدرآباد کی منصبداری پگڑی یا اوسکے بدل مین عمامہ رائج ہے۔ اگرچہ یہہ بات مانی ہوئی ہے کہ جامہ اور کہڑکی دار دستار کا رواج شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین راجپوتون سے لیا گیا ہے متعدد کتب تاریخ سے اسکا پتہ چلتا ہے

لیکن اس قوم مین جامہ اور کھڑکی دار دستار کا رواج صرف مدراس پٹینسیڈنسی
مین کسیقدر باقی رہ گیا ہے۔ ترکی ٹوپی کا رواج کم کم ہو چلا ہے اور
اور مقامات پر بہی مسلمان مردون کا لباس مخصوص ہو چکا ہے جو ہندو کے
لباس سے ما بہ الامتیاز فرق رکہتا ہے۔ انگریزی قطع کے لباس کو
اس قوم کے اکثر افراد ناپسند کرتے ہین۔ اکثر افراد قوم پاؤن مین
مُلکی جوتا پہنتے ہین۔ بعض ایسے بہی ہین جو عربی طریقہ پر نعلین کا استعمال
کرتے ہین۔

زبان | اس قوم کی زبان عموماً اردو ہے۔ بعض مواضع کے باشندے
ناگزیر مُلکی زبان بولتے ہین اس مین شک نہین کہ ان کی روزمرہ
اردو زبان مین صدہا الفاظ تلنگی۔ اروی۔ مرہٹی اور کنڑی
کے مخلوط ہین۔ اگرچہ اردو کی بامحاورہ زبان بہی سنسکرت اور
دیگر زبانون سے خالی نہین ہے۔ لیکن اس قوم کی اردو زبان
عجیب ہے۔ ان کے محاورات خاص ہین۔ حیدرآباد مین جو افراد
قوم سکونت پذیر ہین اون کی زبان مین بہی قومی اصطلاحی الفاظ
کی جہلک معلوم ہو جاتی ہے بدین وجہ کہ ان کے اسلاف کا

ابتدائی زمانہ عربی زبان پر فاتحہ پڑھنے کے بعد بالکل ہندؤن کے ساتھہ گذرا ہے زبان کی یہہ حالت تعجب خیز نہین ہے۔ حیدرآباد کے باشندے بہ نسبت اور ملکون کے باشندون کے کسی قدر درست اردو بولتے ہین مدراس پریسیڈنسی مین اس قوم کی اردو زبان بہت ہی خراب ہے۔ علی ہذا بمبئی۔ احمد نگر۔ گجرات۔ کوکن۔ گوا۔ وغیرہ مین ممالک مغربی وشمالی کے رہنے والی قوم نایطہ اہل زبان کی صحبت مین البتہ اپنی زبان کو درست کر چکی ہے۔ لیکن عورتون کی اردو زبان اسقدر درست نہین ہے جس قدر مردون کی زبان۔

تعلیم و تربیت قوم نایطہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین زیادہ سعی کرتی ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی اوسکو اول کلام مجید کا درس دیا جاتا ہے اکثر خاندان اپنے لڑکون کو حفظ قرآن سے پہلے کسی اور کتاب کو پڑہانا پسند نہین کرتے۔ ختم قرآن کے بعد فقہ اور عقاید کے اردو رسائل پڑہاتے ہین۔ پھر انشاء فارسی۔ اور عربی کی صرف کا آغاز ہوتا ہے عربی کی صرف و نحو سے فراغت ہونے کے بعد علوم دینیہ سے فقہ اور حدیث کو اور علوم پر ترجیح دیجاتی ہے۔ مغربی علوم سے

اکثر خاندانون کو تنفر ہے۔ اون کا خیال ہے کہ مغربی علوم سے اسلامی
خیالات مین فرق آجاتا ہے۔ فی زماننا اکثر روشن خیال خاندانون
نے تعلیم مذہبی کے بعد علوم مغربیہ کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہے
دنیوی ضرورتون کے لحاظ سے اون کا یہہ خیال بہت درست
ہے۔ جہان کہین تعلیم فنون کے مدارس قایم ہین وہان اس قوم
کے افراد اپنی اولاد کو خوشی کے ساتھہ تعلیم دلواتے ہین۔ گھر کی تعلیم
ختم کلام مجید کے بعد صرف اردو زبان کی دو چار مذہبی کتابین
اور طرز معاشرت کا کوئی ایک رسالہ اور علم حساب کی تعلیم کافی
سمجھی جاتی ہے۔ خطاطی کی تعلیم سے اکثر خاندان احتراز کرتے ہین
اون کا خیال ہے کہ کتاب کا پڑھ لینا کافی ہے۔ ادائے مضمون
کے لئے نامہ نگاری کی مشق بے ضرور اور خطرناک ہے۔ مولف
کو اکثر بزرگان قوم سے اس کے متعلق گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے
اون کا اصلی خیال یہہ ہے کہ درسی کتابون کی نقل کا کر لینا جو مذہبی
تعلیم اور اخلاق سے متعلق ہون اون کو ناپسند نہین ہے خط و کتابت
کی زیادہ مشق البتہ وہ ضروری نہین سمجھتے باوجود اس خیال کے

اکثر لڑکیاں بہت اچھی طرح پڑہنے لکہنے کے قابل ہو جاتی ہین علم حساب کی تعلیم اگرچہ ادنےٰ درجہ مین دیجاتی ہے مگر خداداد ذہانت کی وجہ سے حسابی سوال کا جواب بغیر کسی تحریری عمل کے صرف زبانی حساب سے صحیح ادا کرتی ہین۔ بعض خاندانون کی لڑکیان اپنے والد یا بہائیون کے تعلیم سے خوشنویس بہی ہوگئی ہین لڑکیون کو لکہنے پڑہنے کے سوا سینے پرونے کی تعلیم بہی اہتمام کے ساتہہ دیجاتی ہے مختلف قسم کی کاریگری سوئی کے کام مین اونہین سکہلائی جاتی ہے۔ زمانہ حال کے بعض روشن خیال افراد نے اپنی لڑکیون کی تعلیم مین انگریزی طریقہ پر۔ جُرّابے۔ گلوبند۔ نقشی فور وغیرہ کا بنانا بہی شامل کر لیا ہے۔ پہر کہانے پکانے کی تعلیم مین معمولی پخت و پز پر اکتفا نہین کیا جاتا بلکہ مختلف قسمون کے پکوان اونکو سکہلائے جاتے ہین۔ اس قوم کی خانہ ساز مٹہائیان مشہور ہین جن کی تعلیم نہ صرف لڑکیون کو بلکہ لڑکون کو بہی دیجاتی ہے۔ یا یون سمجہنا چاہئیے کہ لڑکے اپنے بہنون کی تعلیم کے زمانہ مین ایک حد تک اوس سے خود واقف ہو جاتے ہین۔ مولف

تاریخ نے اپنی والدہ مکرمہ کے اس کمال کو ہمیشہ دیکھا ہے اور ایک حد تک اکثر مٹھائیون کی تیاری سے خود واقف ہے ایسی عمدہ اور مختلف اقسام کی شیرنیي جیسی کہ اس قوم کی خانہ ساز شیرینی ہوتی ہے ہندوستان کے اور قومون مین بہت کم دیکھی گئی ہے مٹھائیون کے مختلف نام ہین ہر ایک کا ذایقہ اور ہر ایک کی لذت خاص ہوتی ہے اوس کے ظاہری اشکال مین کاریگری اور کمال سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض مٹھائیون کی حقیقت اور اون کے نامون کو مولف نے ذیل مین لکھے ہین جو مشت نمونہ از خروارے کا حکم رکھتے ہین۔ ناظرین کے لئے اوس کا ملاحظہ غالباً خالی از دلچسپی نہوگا

(۱) **اشرفی** ۔ یہہ ایک نہایت نفیس مٹھائی ہے جو سکہ اشرفی سے مشابہ بنائی جاتی ہے جس کے دونون جانب الفاظ ذیل کا ٹھپہ لگایا جاتا ہے۔ یہہ الفاظ دو مصرعون کے ذریعہ سے موزون کئے گئے ہین جس مین اون اجناس کے نام ہین جن سے یہہ مٹھائی بنتی ہے ۔

وہو ہذا

گلاب و مشک و بادام و نبات است　　غلط کردم تمام آب حیات است

کہا جاتا ہے کہ اس مٹھائی کے موجد اور اس شعر کے مصنف امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس ہین - مولف نے اس کا تذکرہ باب سوم کی دوسری فصل اور قوم نایط کی منگنی کی تقریب مین کیا ہے اس مٹھائی کو غربائے قوم تقاریب مروجہ مین روپیون کی عوض استعمال کرتے ہین - یہہ نہایت لذیذ مٹھائی ہے۔

(۲) **امرود پہل** - امرود ایک پہل کا نام ہے - یہہ مٹھائی کہوے سے بنائی جاتی ہے جو امرود سے مشابہ ہوتی ہے یعنے کہوے کے امرود شکر کے شیرے مین چھوڑے جاتے ہین - بعض نے اس کو امرت پہل کہا ہے - زبان سنسکرت مین اَمرت کی معنی شہد کے ہین اور پہل سے وہ مصنوعی پہل مراد ہے جو کہوئے سے بنایا جاتا ہے بدین وجہ کہ کہوئے کے مصنوعی پہل شکر کے شیرے مین ڈوبے ہوے رہتے ہین اس کا نام امرت پہل رکہا گیا -

(۳) **انڈے کی پیوسی** - پیوسی زبان ہندی کا لفظ ہے اور گاڑہے دود کو پیوسی کہتے ہین جو بچہ ہونے کے گئے روز بعد تک

غلیظ رہتا ہے اور آگ پر رکھنے سے منجمد اور کھیل کھیل ہو جاتا ہے
اس مٹھائی کو شکر۔ کھویا۔ اور انڈوں کو حل کر کے زعفران مشک
اور مغزیات کی شرکت کے ساتھہ ملاتے ہین۔ ان مخلوطی اجزا کو لگن مین
آگ پر دم دینے سے جب وہ جم جاتے ہین تو اس کو مربع یا مستطیل یا مخروف
ٹکڑون مین کاٹ کر استعمال کرتے ہین۔ یہہ نہایت خوش ذایقہ اور
مقوی مٹھائی ہے۔

(۴) **بادامی پوریان۔** اس کی بڑی کاری گری نقش و
نگار سے تعلق رکھتی ہے۔ نقروی ٹھپے مختلف قسم کے تیار رہتے ہین
بادامی ورق پر باریک سے باریک جال اور پھول اون ٹھپون
کے ذریعہ سے بناتے ہین اور اوس کے نیچے طلائی یا نقروی ورق
جما کر کنگورہ دار پوریون کی شکل قایم کیجاتی ہے۔ پھر اون کو کوئلون
کی آگ پر دم دیا جاتا ہے جس مین ورق کی چمک بہت بھلی معلوم
ہوتی ہے اور ذایقہ مین ایک قسم کا سوندھا پن نہایت خوشگوار
ہوتا ہے۔

(۵) **بادامی حلوا۔** یہہ بڑی مقوی اور لذیذ مٹھائی ہے

بادام مصری۔ زعفران اور مشک سے بنائی جاتی ہے۔ اس کا ذایقہ قریب قریب اشرفیون کے ذایقہ کے ہوتا ہے۔ مگر اس کا قوام اشرفیون سے کسی قدر زاید۔ یہہ حلوا چینی کٹوریون مین جمایا جاتا ہے اور چمچون سے اوس کا استعمال ہوتا ہے۔ یہہ رقیق مٹھائی ہے۔

(۶) **بادامی میوا۔** اس مین بڑی کاریگری صرف کیجاتی ہے۔ بادام کا حلوا تیار کرنے کے بعد اوس سے مختلف مصنوعی میوے بنائے جاتے ہین جیسے انگور۔ انار۔ انجیر۔ کیلہ۔ آم وغیرہ اس کاری مین مختلف رنگون کا استعمال ہوتا ہے۔ مصنوعی میوے کے رنگ و بو کو اصلی میوے سے ملانا بہت نازک کام ہے۔ بعض افراد قوم نے نوابی مدراس کے زمانہ مین اسی کاریگری کا معتد بہ انعام پایا ہے۔

(۷) **باقلا۔** زبان عربی مین ایک خاص غلہ کا نام باقلا ہے جو مٹرا در لوبیہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ جس طرح باقلا کے تخم پہلے کے اندر ملفوف رہتے ہین۔ اوسی طرح سوجی کے مانڈون مین بادامی حلوہ کے ٹکیائین رکھہ کر کوئلون کی آگ پر اوس کو دم دیتے ہین یہہ

بڑی مزہ دار مٹھائی ہوتی ہے

(۸) **بوٹ کا حلوا**۔ قومی اصطلاح مین واؤ مجہول کے ساتھہ کلمہ کی اونگلی کے سرے کا نام بوٹ ہے۔ اگرچہ یہہ حلوا بھی چینی کی کٹوریون مین جمایا جاتا ہے۔ مگر اسکا قوام اول الذکر حلوے سے کسی قدر زاید ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس حلوے کا ذایقہ اوسوقت معلوم ہوتا ہے جب کہ بوٹ سے کہایا جاوے۔ یہی اوس کی وجہ تسمیہ ہے۔

(۹) **پنجیری**۔ ایک خاص قسم کی مٹھائی کا نام ہے اردو مین یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ سوجی کو مسکہ مین بھون کر اوس مین شکر اور گھی مین بھنے ہوے چھارون کی قاشین اور مسکہ مین بھنا ہوا گوند ملاتے ہین۔ انہین پانچ چیزون کی شرکت سے اس کا نام پنجیری ہوا۔ زمانہ حمل کے نو ماسہ کی تقریب مین بعض خاندان اسکی تقسیم کرتے ہین۔ یہہ ایک قسم کا مالیدہ ہے جو نہایت ذایقہ دار ہوتا ہے

(۱۰) **پورن پوری**۔ ہندی زبان مین پورن کے معنے بھرپور کے ہین اور پوری گھی کی تلی ہوئی روٹی کو کہتے ہین پورن پوری

ایک مٹھائی کا نام ہے جو سوجی کے نہایت باریک مانڈون مین تہہ بہ تہہ بھرا ہوا حلوا اور مسکہ کی پرت جما کر بنائی جاتی ہے چینی کی تشتریون مین متعدد پورن پوریان جمائی جاتی ہین اور بہت بہلی معلوم ہوتی ہین۔ یہہ بڑی مقوی اور دیر ہضم مٹھائی ہے۔ ہندوون مین اس کا بہت رواج ہے غالبًا ہم نے اونہین سے اسکو سیکہا ہے

(۱۱) پہینی۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس مٹھائی کا نام جو سوجی کے تارون سے بنائی جاتی ہے جیسے سینویان اس کو دودہ مین بہگو کر پکاتے ہین بہت بامزہ مٹھائی ہے۔ بعض لوگ پہینی کو کدو کے تارون سے بناتے ہین۔

(۱۲) پیوسی۔ یہہ مٹھائی اوس دودہ سے بنائی جاتی ہے جو گائے یا بہینس کے بچہ دینے سے چہہ دن تک دوہا جاتا ہے جس کو چیکا دودہ کہتے ہین یہہ ایسا گاڑہا ہوتا ہے کہ شکر ملانے اور گرم کرنے سے جم جاتا ہے اس قوم کے بعض بی بیان معمولی دودہ کو کہٹائی سے پہوڑکر ہر وقت اوسکی پیوسی بنالیتی ہین۔ اور پیوسی بڑی لذیذ چیز ہے۔ اگرچہ اوسمین اور کسی چیز کی شرکت نہین ہوتی۔ صرف دودہ اور شکر ہی سے کام

لیا جاتا ہے۔ لیکن تیاری کے طریقہ خاص سے اوس مین ذائقہ خاص پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۳۳) **جالی**:- زبان ہندی مین مشبک چیز کو جالی کہتے ہین۔ جالی ایک بادامی مٹھائی کا نام ہے۔ جس مین باریک باریک نقشی سوراخ کئے جاتے ہین۔ دوده انڈے کی سپیدی۔ پسا ہوا بادام۔ شکر۔ گلاب ان اجزا سے اوس کو بناتے ہین۔ کوئلون کی آگ پر دم دینے سے اوس مین سختی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا گرد بہت نازک ہوتا ہے ذرا سے دھکے سے توٹ جاتا ہے۔ ذائقہ دار مٹھائیون مین اس کا شمار ہے۔ تھوڑے سے صرفہ مین زیادہ مٹھائی تیار ہوتی ہے

(۱۳۴) **حب کی لوز یا حب کا حلوا**۔ یہہ مٹھائی بادام مصری نشاستہ اور گلاب سے بنائی جاتی ہے۔ حب عربی زبان کا لفظ ہے۔ دانہ اور تخم کے معنون مین بولا جاتا ہے۔ لوزا ور حلوا دونون عربی زبان کے الفاظ ہین۔ لوز کے معنے بادام اور حلوا سے میٹھا یا میٹھی چیز یا نرم شیرینی مراد ہے۔ حب کی لوز اون مُحرّف تراشیدہ کھجورون کا نام ہے جن کے اندر دانہ دار شیرینی بھری ہوئی ہو ظاہر مین وہ خشک

میدے سے بنے ہوے اور سفید رنگ معلوم ہوتے ہین اور اندر دانہ دار شیرہ بہرا ہوتا ہے۔ حب کے حلوے مین بہی یہی صفت ہوتی ہے۔ جس سے حب کے لوز آسانی کے ساتہہ بن سکتے ہین۔ اسکی لطیف شیرینی اور عطریت اور ذایقہ مولف کی رائے مین تمام مٹہائیون پر فایق ہے حضرت اختر فرماتے ہین۔ ؎

حُسن کی لوز جب نظر آئی ۔ عشق مین بوی نشکر آئی

(۱۵) **حلوا سوہن** ۔ زبان اردو مین ایک قسم کی مٹہائی کا نام ہے۔ یہہ ابتداءً ایسا سخت پایا جاتا ہے جس کی نسبت مبالغتاً کہا جاتا ہے کہ بغیر سوہان کے نہ ٹوٹیگا۔ مگر جب دانتون مین دابا جاتا ہے تو خستگی کے ساتہہ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے۔ بزرگان قوم نے کہا کہ ضعیفون کے خاطر ہم نے اسکو ایسا بنانا شروع کیا ہے دراصل اسکی تیاری مین بڑی صفت یہی تہی کہ لوہے کے ہتہوڑے سے توڑا جاتا تھا اور اوسکے ریزے منہہ مین مثل سخت مصری کے گہولے جاتے تہے۔ اس مین شکر اور میدے اور مسکہ سے کام لیا جاتا ہے بعض لوگ مغزیات بہی شریک کرتے ہین۔ بڑی ذایقہ دار اور

لطیف شیرینی ہے۔

(۱۶) **خشت عَدَن** ۔ یہہ ایک نفیس مٹھائی ہے جو منجمد حلوا کو مستطیل ٹکڑون مین کاٹ کر بنائی جاتی ہے۔ بے شک اسکی وضع اینٹ سے مشابہ ہوتی ہے اسکے موجد قومی باشندگان عَدَن کہے جاتے ہین۔ لیکن اس کے نام مین عَدَن کا لفظ بفتح اول وسکون دال بہشت کے معنون مین مستعمل ہے ۔ کدو۔ کھویا۔ مصری۔ مغزیات کیوڑا۔ زعفران کی شرکت سے ایک حلوا تیار ہوتا ہے جس کا قوام سخت رکھا جاتا ہے اور حالت انجماد مین اسکو مانڈے کی شکل پر پھیلا اوس سے مستطیل ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہین۔ اس مٹھائی مین ذائقہ لطیف کے سوا ترتیب بدن کا اعلے جوہر ہے۔

(۱۷) **دہی بڑے** ۔ بڑی بجائے معروف زبان ہندی مین ایک قسم ہے غذا کی جسکو دہوئی ہوئی مونگ یا اوڑد کی دال پیسکر چھوٹی چھوٹی ٹکیاؤن کی شکل مین بناتے ہین اور سکھا کر اوس کا سالن پکاتے ہین۔ اسی اسم مونث کا مذکر بڑا ہے اور بڑے اوسکی جمع یہ تذکیر اور جمع اردو محاورہ مین ہمین بولی جاتی تو می زبان مین

مستعمل ہے۔ بڑا بہ نسبت بڑی کے کسی قدر بڑا ہوتا ہے اور یہہ خالص
دہی سے بنایا جاتا ہے۔ دہی کو ایک دبیز کپڑے مین چھان کر اوسکا
پانی جدا کر لیتے ہین اور پہر اوس کی ٹکیا ئین بنا کر مسکہ مین تلتے ہین
اور پہر شکر کے شیرے مین وہ تلی ہوئی ٹکیا ئین چھوڑ دیجاتی ہین
ایک دن کے بعد یہہ مٹھائی قابل استعمال ہو جاتی ہے اور دہی کی ترشی
کے ساتھہ عجیب ذایقہ پیدا کرتی ہے۔

(۱۸) روٹ۔ زبان ہندی مین بڑی روٹی کے معنون مین مستعمل ہے
ہندون مین دیوتا کا روٹ مشہور ہے جو بہیک مانگے ہوے آٹے سے
پکایا جاتا ہے قوم نوایط مین اسی نام سے ایک مٹھائی بنائی جاتی ہے
جسکو ایک وسیع لگن مین کوئلون کی آگ پر دم دیتے ہین اور پہر اوسکو
مربع چھوٹے چھوٹے ٹکرون مین تقسیم کرتے ہین۔ سوجی۔ قند۔ زعفران
مغزیات اور گلاب سے روٹ بنایا جاتا ہے۔ یہہ مٹھائی یوم عاشورہ
کے فاتحہ سے مخصوص ہے۔

(۱۹) کڑاہی کی کہیر۔ درحقیقت یہہ ایک اعلے قسم ہے۔ شیر برنج
کی جس مین کہویا۔ اور کدو کے اوبلے ہوے تار شریک کئے جاتے ہین

اور کڑاہی مین دیر تک پکہائی جاتی ہے۔ دودہ کی نصف مقدار باقی رہ جانے پر تیار ہو جاتی ہے۔

(۲۰) گونڈا۔ زبان ہندی مین آٹا گوندنے کے ظرف کو کونڈا کہتے ہین کونڈے کے نام سے جو مٹھائی بنائی جاتی ہے درحقیقت وہ ایک رقیق حلوا ہے۔ جو کورے گلی کونڈون مین بہر دیا جاتا ہے۔ اس مٹھائی کے موجد نے یہہ حکم لگا دیا ہے کہ چینی کے ظرف سے مٹی کا کونڈا اسکے لئے مفید ہے۔ یہہ حلوا نرم خشکہ کو حل کرکے بنایا جاتا ہے جس مین بالائی قند کہویا۔ گلاب۔ زعفران۔ مشک۔ مغزیات شریک ہوتے ہین اور اوس کے بالائی سطح پر بالائی کی ایک پرت جمائی جاتی ہے۔ اسکا ذایقہ قابل تعریف۔ یہہ بڑی ہی مقوی مٹھائی ہے اس کی شیرینی تمام مٹھاییون پر غالب رہتی ہے۔ میٹھے کے شوقین بہی اس کو زیادہ مقدار مین نہین کہا سکتے

(۲۱) گاجر کا حلوا۔ کدوکش یا کہیاکش پر گاجر کا برادہ نکال کر تازہ کہوپرے کی قاشین دودہ اور شکر کے ساتہہ اوس مین ملاتے ہین اور قوام دیتے ہین۔ منقہ اور چلغوزے بہی اوس مین شریک

کئے جاتے ہین۔ یہہ حلوا نہ صرف ذایقہ دار ہوتا ہے بلکہ ترتیب جسم کے لئے معجون مرکب کا حکم رکہتا ہے۔ یہہ بات مشہور ہے کہ چالیس دن تک غذائے معمولی کے ساتہہ اس کا استعمال انسان کو تیار اور فربہ بنا دیتا ہے۔

(۲۲) گل فردوس۔ یہہ ایک لطیف حلوے کا نام ہے جو کہویا بادام۔ قند۔ گلاب۔ زعفران۔ مغزیات کی قاشون کو باہم ملا کر دودہ کے ساتہہ پکاتے ہین۔ اور ایک چینی کی قاب مین جماتے ہین۔ چمچون سے اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہہ نہایت خوش مزہ اور مقوی چیز ہے اسکا نام بہ ترکیب فارسی رکہا گیا۔

(۲۳) لوز۔ لوز عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی بادام و حلوا۔ یہہ درحقیقت بادامی سادہ حلوا ہے جس کو قوام پر لاکر شل مانڈے کے پہیلاتے ہین اور اوس کے محرف ٹکرے کاٹکر۔ سفوف قند۔ سے خشک کر لیتے ہین۔ لوز کی مٹہاس معتدل ہوتی ہے۔ اور بادام کا ذایقہ شکر پر غالب رہتا ہے خفیف سا نشاستہ بہی اس مین شریک کیا جاتا ہے۔ سادہ مٹہائیون مین اسکا شمار ہے۔

(۲۴) مالیدا۔ یہہ فارسی زبان کا لفظ ہے جسکو ملیدہ بہی کہتے ہین روغنی روٹی کو چورا کرکے شکر اور کہانڈ اوس مین ملانے سے مالیدہ بنتا ہے۔ بعض لوگ مغزیات کے باریک باریک قاش بہی اوس مین ملاتے ہین اور پہر اوسکو مسکہ مین بہون لیتے ہین۔

(۲۵) موصوف۔ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنے تعریف کیا گیا۔ ملیبار کے رہنے والی قوم اسکی موجد ہے۔ تازے کہوپرہ کو مصری یا قند کے ساتہہ پیسکر اوسکو پکاتے ہین جس مین گلاب یا کیوڑا بہی ملایا جاتا ہے۔ جب قوام آجاتا ہے تو اوسکو ایک چینی کی رکابی مین پہیلا دیتے ہین اور اوسکے مربع ٹکرے یا مدور قرص کاٹکر استعمال کرتے ہین۔

(۲۶) نان خطائی۔ یہہ ایک قسم کی مٹہائی ہے جو بڈہون کو زیادہ پسند ہے۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکہا ہے کہ اس کی ایجاد شہر خطا سے ہوئی ہے جو ترکستان کا مشہور ایک شہر ہے سیدے اور مسکہ مین سمندر جہاگ کا خمیر ملاکر کاغذ پر اوسکے پیڑے جماتے ہین اور پہر تنور مین دم دیتے ہین اسمین مٹہاس نہایت

کم ہوتی ہے اس قدر نرم مٹھائی ہے کہ بزرگان خاندان نے اس کو ہونٹوں سے کہانے کی مٹھائی کہا ہے۔

(۲۷) ورقی سموسہ۔ ورقی سموسہ اور ورقی کہجور مین صرف مٹھاس کا فرق ہے۔ ورقی سموسہ بہ نسبت ورقی کہجور کے زیادہ میٹھا ہوتا ہے اسلئے کہ اوسکے اندر بادامی حلوا شریک کیا جاتا ہے۔ سموسہ بنانے سے پہلے میدہ کے متعدد اوراق شکر کے ساتھ تہہ بہ تہہ ایک دوسرے پر جمائے جاتے ہین اور پہر اوس کے مدور مانڈے سے مثلث سموسہ بنایا جاتا ہے۔ آخر پہ اوس کو کوئلون کی آگ پر دم دیتے ہین

(۲۸) ورقی کہجور۔ یہہ ادنے درجہ کی مٹھائی ہے جو کم صرفہ مین تیار ہوتی ہے۔ میدہ کے باریک ورقون کو ایک دوسرے پر جماتے ہین اور دو ورق کے درمیان خفیف سی شکر پہیلائی جاتی ہے اور آخر پر اوس کو مربع یا مستطیل حصون مین کاٹ کر کہجور سے موسوم کرتے ہین اور پہر مسکہ مین اون کہجورون کو تل کر استعمال کرتے ہین۔ اس مین زیادہ شیرینی نہین ہوتی۔ ہلکی مٹھاس بہت

پہلی معلوم ہوتی ہے۔

قوم کی صدارت قوم کی صدارت کا خاتمہ ۱۲۵۲ھ کے بعد رئیس قوم سید عبدالرحمن کی رحلت کے ساتھہ ہوچکا اوس کے بعد کسی تاریخ سے اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ قوم نایط نے اپنا کوئی قومی امیر یا رئیس مقرر کیا ہو بعض مقامات پر انکی قومی پنچایتین البتہ قایم تہین اور تمام مناقشات کا باہمی تصفیہ اوس پنچایت کے ذریعہ سے کرلیا کرتے تہے لیکن زمانہ حال مین پنچایتون کا طریقہ بہی باقی نرہا جسطرح ہوا ہیر مین نائب داعی یا عامل کے ذریعہ سے قوم کی صدارت ہر ایک ملک مین قایم ہے اوسطرح کوئی انتظام قوم نایط مین نہین ہے صوبہ مدراس مین باوقات مختلفہ قوم نے اپنا امیر مقرر کرنا چاہا لیکن بعض افراد قوم کی اختلاف رائے کی وجہ سے وہ منصوبہ چل نہ سکا۔ مولف کہتا ہے کہ اس کا انتظام کوئی مشکل چیز نہین ہے۔ ہر ایک مقامی گروہ کے لئے کسی قومی امیر کا مقرر کرلینا قوم کے حق مین نفع بخش ثابت ہوگا پادشاہ یا شہنشاہ وقت کے ساتھہ وفاداری پر ثابت قدم رکہنے اور مستحق افراد قوم کی خبرگیری کرنے کے لئے امیر قوم کا وجود نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے

دوسری فصل رسوم و رواجات قوم نایط کے متعلق

الف۔ شادی کے رسوم

قوم نایط کے رواجات شادی مین ہندوستان کے رسم و رواج کا بہت کچھہ اثر باقی ہے۔ جس کی اصلاح قریب قریب ناممکن کے ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہہ ہے کہ کفو کی پابندی مین فرق آگیا ہے۔ مسلمانان ہند کے اکثر اقوام اہنین رواجات مین مبتلا ہین۔ دانشمند افراد قوم خاندانی بیبیون کے اصرار سے مجبور رہوتے ہین اور اونکا اصرار ایک حدتک بامعنے ہے۔ نکاح سادہ اور شادی مین ابتک بہت بڑا فرق قایم ہے۔ اگرچہ ان رسوم کے متعلق بہ نسبت گذشتہ صدی کے زمانہ موجودہ مین بہت بڑا تفاوت پیدا ہوچکا ہے۔ تاہم قوم کا بڑا حصہ رواجی اور رسمی پابندیون پر اسلئے مجبور رہے کہ اونکو دیگر اقوام اسلامی کا ہم خیال ہونا خاص کر اسلئے ضروری ہے کہ اون کے ساتھہ سمدہیانہ کی ضرورت ہوتی رہتی ہے بعض مواقع پر فریق ثانی جو دوسری قوم اور خاندان کے ہین اوسوقت تک نسبت تقرر پر رضامند نہین ہوتے جب تک رواجی رسوم کی پابندی کے ساتھہ

تقریب شادی کا وعدہ نہوا ور بعض وقت خود اسی قوم اور خاندان
کیطرف مقابل اصرار کرتے ہین کہ اگر رسم ورواج کی پابندی نہوگی
تو اس تقریب پر شادی کا اطلاق نہوگا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اس مناکحت اور
مواصلت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ نکاحی اولاد کہلائے گی جن اقوام مین بیاہ
شادی کی اولاد اور نکاحی اولاد مین فرق قایم ہے اون کے نظرون مین
ایسی اولاد کی بے حرمتی ہوگی بدینوجہ کہ قوم اپنی کفو کی پابندی کم کرتی
جاتی ہے اور اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ دوسرے اقوام سے تعلقات
بڑہتے جاتے ہین۔ یہہ بات ضروری خیال کی جاتی ہے کہ دیگر اقوام کے
رسم ورواج کی پابندی مساوات کے ساتھہ لازمی گردانی جائے۔
جو خاندان کفو کا پابند ہے وہ بہی اسی آفت مین مبتلا ہے اسلئے کہ اپنے
ابنائے جنس اور اقربائے دیگر اقوام کے ساتھہ مساوات قایم کرنے کا
یہی ایک ذریعہ ہے۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے اس قوم کے بعض
خاندانون نے ایک حد تک رسم ورواجات کو ترک کردیا ہے سمجہہ دار
بیبیان ترک رسوم کی ساعی ہین اور اس بات پر پابندی کے ساتھہ قایم
ہوچکی ہین کہ ہم اپنی قوم کے اونہین افراد کے ساتھہ اپنی اولاد کا

لین دین قایم کرینگے جنکو ہمارے اصول سے اتفاق ہے۔ لیکن ایسے باہر
خاندان الشاذ کالمعدوم کا حکم رکہتے ہین مولف کو اونکی کامیابی مین بہت
کچہہ کلام ہے۔ جب تک قوم کا بڑا حصہ اونکا ساتہہ نہ دے اونکو رواجی
مشکلات سے نجات حاصل نہین ہوسکتی اگرچہ خود مولف کے خاندان کا
شمار اونہین معدودے چند مین ہے لیکن مولف کو اسیبات کا خطرہ ہے
کہ اگر قوم کے بڑے حصہ نے اتحاد خیالات مین انکی مدد نہ کی تو کفو کی رہی
سہی پابندی بہی بالکل رخصت ہوجاویگی۔ اسطرح پر کہ اس گروہ کو ناگزیر
اقوام غیر کے اون افراد سے تعلق بڑہانا پڑیگا جن کے خیالات ان کے
ساتہہ متحد ہین۔ ورنہ اولاد کے لین دین مین بڑے بڑے مشکلات کا سامنا
ہوگا۔ اگر قوم نایط کے مجموعی افراد یا کم سے کم اونکا بڑا حصہ ترک رسوم
مین کامیاب ہوا تو آیندہ نسلون کو اوس قدر دقت باقی نرہے گی جس قدر
دقت مین ہمارے معاصر مبتلا ہین۔ مولف نے رواجات اور رسوم
جاریہ کو اسی فصل مین صراحت کے ساتہہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے
جسکا نتیجہ دونون فریق کے لئے من وجہٍ مفید ثابت ہوگا۔ ان رسوم
کی ابتدا شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے کہی جاتی ہے۔ اور بے شک اسکی

کچھہ اصلیت بھی ہے اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ بعض رسوم کی پابندی جسکا
آغاز شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے ہے بہت مفید ثابت ہوئی اکثر رسوم کو
شہنشاہ اکبر نے ہندوؤن کی دلجوئی کی غرض سے اختیار کر رکھا تھا اوسکا
خیال اوسکے باپ ہمایون کے وقت سے اس اصول پر جما ہوا تھا کہ
مسلمان حکمرانون کو اہل ملک کی دلجوئی سے غافل نہ رہنا چاہئیے
ہندوستان ہندوؤن کا ملک ہے ہندوؤن کے رسم و رواج کو مٹانے
کی فکر اور تعصب کا اظہار سلطنت کے لئے کسیطرح مفید نہین ہوسکتا
شہنشاہ اکبر ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ مذہب اسلام کی وجہ سے
ہندوون پر کوئی سختی نہ ہونے پاوے ہندوؤن کا جزیہ اسیکے عہد حکومت
مین معاف کردیا گیا دربار شہنشاہی مین بہت سے ایسے دستورات
جاری کئے گئے جو ہندو راجاؤن کے دربار مین مروج تھے اسمین
کچھہ شک نہین ہے کہ اوسکے اس خیال سے سلطنت کو ضرور فائدہ ہوا
اقوام ہنود نے عموماً اور راجپوتون نے خصوصاً اوسکو دلی رغبت
کے ساتھہ اپنا شہنشاہ تسلیم کیا اکبر کی زندگی تک کبھی اونکو اپنی قوم
کے ہاتھہ سے سلطنت کے جانیکا افسوس نہین رہا۔ شہنشاہ اکبر معاملات

شادی مین سات قواعد کا پابند تہا۔ ایک یہہ کہ معنوی نسبت اور
ذاتی ہمسری مین فرق نہ آوے۔ دوسرا چہوٹی عمر مین شادی نہو۔
تیسرا قریب کے رشتہ دارون مین سمدہیانہ قایم نہ کیا جائے۔ چوتہا
مہر کی زیادتی سے اوسکو نفرت تہی اوسکا مقولہ تہا کہ جہوٹے اقرار سے
مہر کا بڑہانا پیوند کا توڑنا ہے۔ پانچوان ایک مرد کے لئے متعدد بیبیان
اوسکو ناپسند تہین جسکو طبیعت کی پریشانی اور خانہ ویرانی کہتا تہا۔
چہٹا بڈہے کو جوان کے ساتہہ شادی کرنا اوسکو پسند نہ تہا جسکو وہ
بےحیائی نام رکہتا تہا۔ ساتوان ستی کا مخالف تہا اور بیوہ کے عقد ثانی
کا طرفدار۔ اوسکے زمانہ حکومت مین مردون اور عورتون کی تحقیقات
حالت کے لئے ایک دیانت دار عہدہ دار مقرر تہا۔ طوی بیگی اوسکا
خطاب تہا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ صدر الصدور۔ قضاۃ
اور مفتیون سے اوسکی رضاجوئی کی آڑ مین ہمیشہ احکام شرع کی ترمیم
ہش ہوا کرتی تہی جنکے تاویلات نامتناسب کے ذریعہ سے احکام شرعی
کے معنے اور مقصود کو نقصان پہونچتا رہا اور یہہ نقصان اکبر کے اون
رواجات سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا جو ہندؤن کی خاطر سے جاری تہے

جب ستیّ کی موقوفی اور بیوہ کے عقد ثانی کا مسئلہ ہندؤن کے رواج کے
برخلاف طے ہوا تو ہندو اوسپر رضے اوس نے صاف الفاظ مین کہدیا
کہ اگر بیوہ کا عقد ثانی ناگوار ہے تو رنڈوے مرد بہی دوسری شادی
نکرین اور ستیّ کا طریقہ بیوہ عورت اور رنڈوے مرد دونون کے لئے
مساوی سمجہا جاوے حاصل یہہ ہے کہ موجودہ رسوم مروجہ کو تمام تر
شہنشاہ اکبر کے سر تہوپنا یا ہندؤن کو اوسکا موجد قرار دینا بڑی
ناانصافی کی بات ہے۔ ایک حد تک البتہ رسم ورواج کا سبق ہم نے
ہندؤن سے سیکہا ہے لیکن اوس سے زیادہ ہمارے علماء کا سکوت ہے
اور اکبر کے زمانہ مین اونکا طرز عمل موجودہ رسم ورواج کا باعث ہا
جو مشکلات اسوقت رسم ورواج کے ترک کرنے مین درپیش ہین اونکے
نسبت ہمکو شہنشاہ وقت کی رضاجوئی کا بہانہ تک باقی نہین ہے
مقامی حکمرانون نے ہر ایک قوم کو کامل آزادی دے رکہی ہے
علماء قوم کو ایسے کسی اصلاح کے لئے کوئی امر مانع نہین ہے باوجود
اسکے اگر سربرآوردہ افراد قوم اور علماء کے جانب سے اسمین
پیش قدمی نہو تو کسیطرح امید نہین کیجا سکتی کہ قوم اپنے اس منصوبہ مین

کامیاب ہوسکے۔ مولف نے رسم و رواج شادی کے بیان مین حتی الوسع
اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہر ایک رسم اور ہر ایک رواج کے متعلق
تاریخی واقعات بیان ہون اور اوسی کے ساتھہ اوسکو ہندؤن کے شاستر
سے مطابق کرکے دکھلایا جائے جس سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل
ہوگا کہ ہماری موجودہ رسم و رواج کے مقابل ہندؤن کے رسم و رواج
کا فرق آسانی کے ساتھہ معلوم ہوسکے گا آج کل تہذیب نے اسقدر
ترقی کی ہے کہ خود ہندؤن نے اپنے ناپسند رواجات کے مٹانے کی
کارروائی شروع کردی ہے۔ مختلف مقامات پر اون کے سوسائٹیان
قایم ہوچکی ہین متعدد سبھائین شب و روز اسی فکر مین مستغرق ہین۔
اور ایک حد تک اونکو اپنے خیالات مین کامیابی کے آثار بہی نظر
آنے لگے ہین جیسا کہ زمانہ حال کے واقعات سے ظاہر ہورہا ہے
اخباری دنیا مین بہت سی ایسی مثالین نظر آوین گی جن مین ہندون کے
بعض فرقون نے عقد بیوہ کے مسئلہ مین اپنی روشن خیالی کی وجہ سے
کامیابی حاصل کی۔ اور بہت پرانے رواج کو مٹایا جسکا مٹنا اسی
صدی کے اوائل مین بہت مشکل اور قریب قریب ناممکن کے

سمجھا جاتا تھا کیونکہ اونکا شاستر اس خاص مسئلہ مین اون کا طرفدار نہ تھا۔ ہمکو اپنے غیر مفید بلکہ نقصان بخش رواجات کے ترک کرنیمین اسلیئے بہت آسانی ہے کہ ہمارے مذہبی احکام تمام تر ہمارے موید ہین

منگنی کی رسم

منگنی بیائے معروف ہندی زبان کا لفظ اور بول چال مین اسکا محاورہ ہے منگنی اوس تقریب کا نام ہے جس مین شادی سے قبل نسبت کا قرارداد ہوتا ہے دولہا دولہن کے والدین جب اپنے پاس قرارداد نسبت کا تصفیہ کرلیتے ہین تو اس رسم کے لئے ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے جس پر لڑکے کے اولیا اور عزیز و اقارب وقت مقررہ پر لڑکی کے مکان پر جاتے ہین جہان اون کے ساتھہ نہایت اخلاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور ہر ہر فرد کو پہول۔ پان عطر دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو اس مبارک قرارداد پر مبارکباد دیتا ہے جسطرح مردو مین یہہ رسم سرانجام پاتی ہے اوسی طرح عورتون مین بہی اسی قسم کا برتاؤ ہوتا ہے یعنے دولہا کی والدہ مع اپنی خاندانی عورتون کے دولہن کی والدہ کے گہر جاتی ہین اور خواستگاری کی اجازت لیکر ایک یا کئی زیور اپنے ہاتہہ سے لڑکی کو پہناتی ہین اسی زیور کا نام چڑہاوا ہے

جو بہ تقریب خاص چڑہایا جاتا ہے۔ چڑہاوا۔ اسم مذکر ہندی زبان کا
لفظ ہے جسکے لغوی معنے نذر کے ہین اور اصطلاحی معنے وہی ہین جو اوپر
بیان ہوے۔ اس تقریب کے دوسرے دن دولہن کے لوگ دولہا کے
گھر آتے ہین۔ مرد اور عورت دونون۔ یہہ گویا جواب ہے روز گزشتہ
کا۔ اونکے ساتہہ بہی اوسی طرح کا اخلاقی برتاؤ ہوتا ہے جسطرح پچھلے دن
اونہون نے کیا تہا۔ عطر لگایا جاتا ہے پہول پہنائے جاتے ہین۔ پان
دئے جاتے ہین۔ اور باہمی ایک دوسرے کو مبارکباد کہتا ہے۔ یہ تقریب
قوم نایط مین ملکی رسم و رواج کے خفیف سے فرق کے ساتہہ عموماً رائج ہے
صوبۂ مدراس مین ایک چیز البتہ زاید ہے یعنے جسطرح دولہا کی والدہ
دولہن کو چڑہاوا چڑہاتی ہین اوسیطرح دولہن کے والد ایک معینہ رقم
اپنے جانب سے دولہا کے لئے بہیجدیتے ہین جسکا نام پینڈ ہے یہہ غالباً
تلنگی زبان کا لفظ ہے تلنگی زبان مین شادی کو پنڈلی کہتے ہین اور
پینڈ اوسی پینڈلی کا مخفف معلوم ہوتا ہے یہہ رقم گویا تیاری سامان
شادی کے لئے دیجاتی ہے یا دولہا کی قیمت ہے۔ اگر دولہا کے والدین
کم مقدرت ہین تو مٹہائی کی اشرفیان بناکر پینڈ کے نام سے بہیجدیتے ہین

تا کہ رسم ترک ہونے نہ پاوے ہندوؤن مین بہی اسکا رواج ہے جسکو واگدان
کہتے ہین جسکے معنے زبان دینے کے ہین ہنڈا یا ور وکہشنا کے نام سے ایک
رقم معینہ دولہن کے باپ کے جانب سے دولہا کو دیجاتی ہے اور یہہ
عطیہ ایک قسم کا انعام سمجہا جاتا ہے۔ یہہ صرف رواجی رسم ہے واگدان
کے ہوجانے کے بعد اگر کسی اتفاق سے قرارداد قایم نرہی تو شاستر
کی رو سے بلا تکلف دوسرا قرارداد ہوسکتا ہے۔ قوم نایط مین بہت سے
خاندان ایسے ہین جن مین نسبت کا تقرر اپنے اپنے پاس ہو لیتا ہے
مگر منگنی کی رسم کے لئے اسلئے سالہائے سال گذرتے چلے جاتے ہین کہ
نہ دولہا والون کے پاس چڑہاوے کا زیور ہے اور نہ دولہن والون کے
پاس ہنڈے کی رقم۔ جس موجد نے غریبون کے لئے مٹہائی کی اشرفیون کا
طریقہ ایجاد کیا ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ اور ایسی ہی کسی جوہر
کی ضرورت ہے جو چڑہاوے کے لئے بہی کم بہتر دن کیواسطے کوئی
سستا اور ہلکا سا معاوضہ ایجاد کرے۔ سال خوردہ افراد قوم کا
بیان ہے کہ مٹہائی کی اشرفیون کی ایجاد امیر الہند نواب غلام غوث خان
مغفور والی دربار والاجاہی نے کی تہی جو غربا کے لئے نہایت پرستے اور

پر مذاق ثابت ہوی۔ قوم نایطہ کے بعض خاندانون نے منگنی کی رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے باہمی قرار داد کے بعد شادی ہی کا آغاز کردیا جاتا ہے اس اصلاح کی توفیق زمانہ کے بعض واقعات کے بدولت پیدا ہوئی۔ چند ایسے قرار دادون مین دولہا کی رحلت یا خاندانی نا اتفاقی کی وجہ سے نسبت کا قرار داد باقی نرہا لیکن بدقسمت لڑکی کو محض اس شہرت کیوجہ سے دوسرا پیام نہین آیا کہ ایک دفعہ اوسکی نسبت فسخ ہوچکی تھی یا یہہ کہ قرار داد کی بدیمنی سے لڑکا شادی سے قبل مرچکا تھا اون روشن خیالون پر آفرین ہے جنہون نے ایسی عمدہ ترمیم کی۔ لیکن باوجود ایسے اتفاقات کے پیش ہونے کے بہت سے خاندان اوسی پرانی لکیر پر قایم ہین۔ سیدہی بات یہہ ہے کہ یا تو عقیدہ کی اصلاح کرو یا اس رسم کو ترک۔ محتاط طریقہ وہی ہے جو معدودے چند خاندانون نے اختیار کیا ہے۔ مولف تسلیم کرتا ہے کہ منگنی کی رسم مین کوئی گناہ نہین ہے لیکن ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ عورتون کی خام عقیدت کی وجہ سے واہمہ کا انسداد ناممکن ہے۔ افراد قوم کی ان مشکلات کا علاج اگر ممکن ہے تو اوسی ایک طریقہ سے ممکن ہے جسکو خاص افراد نے اختیار کیا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزا

شادی کا آغاز بدین وجہ کہ شادی کی ابتدا رسوم و رواجات کی پابند ہے اور احکام مذہب کی سادگی رسم و رواج دنیا مین حرمت کا حکم رکھتی ہے افراد قوم نایط اعم از نیکہ غریب ہون یا امیر نہایت فکر و تردد مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ بی بی فرماتی ہین کہ خدا رکھے صرف ایک اولاد ہے اگر اسکی آرزو نہ نکلی اور اسکے کاج مین ہم نے تکلفات سے کام نہ لیا تو افراد قوم کے آگے بڑی ندامت حاصل ہوگی اہل قوم کیا کہین گے اولاد کے دل کی آرزو دل ہی مین رہ جاویگی اگر میان نے اپنی بی بی سے اتفاق کیا تو خیر ہے ورنہ بی بی ملول ہین رنجیدہ ہین اونکا دل دنیا سے اوچاٹ ہے میان سے بات نہین کرتین کہانا پینا بند ہے۔ اودہر اونکی مٹی خراب ہے اور ادہر میان کی جان عذاب مین اگر دونون ہم خیال ہین تو استقراض کی فکرین ہو رہی ہین۔ سودی قرضہ کا لینا جائداد کا رہن کرنا کچھہ فکر کی بات نہین ہے۔ غرض اور ضرورت پر مہاجن نے روپیہ سیکڑہ کے عوض دو یا چار روپیہ سیکڑے کا نرخ بتایا تو بسر و چشم قبول ادائی مین اپنی تمام آمدنی لکھدی جاتی ہے اسکی مطلق فکر نہین ہے کہ آئندہ ہمارے ضروری اور لابدی مصارف کا کیا سامان ہوگا۔ دل یہہ کہتا ہے

کہ خدا مالک ہے آیندہ جیسا ہوگا دیکھہ لیا جائیگا۔ بالفعل اس کار خیر سے
سبکدوشی حاصل ہونا چاہیئے۔ بعض دور اندیش خاندانون کو اگر اس ضرورت
کے ساتھہ آیندہ کا بھی خیال ہے تو برس دو برس۔ دس برس تک شادی
کو ملتوی کر دینا اون کے پاس کچھہ مشکل نہین ہے۔ کرین گے تو اوسی ٹھاٹ
سے کرین گے ورنہ کیا جلدی ہے لڑکی جوان ہے تو کیا ہوا زندگی باقی ہے
تو سب کچھہ ہوگا۔ بہت سے واقعات ایسے دیکھے گئے ہین کہ انہین خیالات
مین ماں باپ دنیا سے چل بسے اور آرزو اپنے ساتھہ لے گئے۔ بے شک
ایسے بھی چند خاندان ہین جو اپنی موجودہ مقدرت کے لحاظ سے زیادہ
فکر اور تکلفات سے باز آکر اپنے متاع موجودہ کو ٹھکے لگا کر پابندی رسوم
کے ساتھہ کار خیر سے سبکدوش ہوے ہین۔ بعض ایسے بھی خاندان ہین
جو میان بی بی کے اتفاق یا صرف میان کے جبر سے التوا رسم پر اسکو
ترجیح دیتے ہین کہ سادہ طریقہ پر کار خیر کو سرانجام دیدین بہت کم ایسے
خاندان بھی ہین جو باوجود اسکے کہ رواجی رسوم اور تکلفات کے لئے
کافی سرمایہ رکھتے ہین مگر سادگی کو دل سے پسند کرتے ہین اور لغویات
اور تکلفات رواجی سے روپیہ بچاکر اپنی اولاد کے لئے اوسکو سرمایہ

بنا دیتے ہین - یہہ وہی لوگ ہین جنکا اشارہ مولف نے آغاز فصل مین کردیا ہے جن کو آگے بڑی مشکلات کا سامنا ہے - جسطرح ہمارے شرع محمدی کے احکام سادگی سے مملو ہین وہی کیفیت احکام شاستر کی ہے - ہندؤن مین بہی تکلفی مشکلات رسم و رواج کی بدولت قایم ہین -

بیوی کی صحنک

بیوی کی صحنک ایک نہایت متبرک رسم ہے جسکو آغاز شادی کا پیش خیمہ کہنا چاہئیے - اس رسم کو گہر کی بی بی نہایت عقیدت کے ساتہہ سر انجام دیتی ہین - یہہ خاتون جنت کی فاتحہ کی رسم ہے جو ہر کار خیر کے آغاز مین نہایت ادب کے ساتہہ کی جاتی ہے - اس نیاز کا کہانا کوری صحنکون مین جما یا جاتا ہے - جسکو خاندانی - پارسا سہاگن عورتون کے سوا کسی اور کو نہین کہلایا جاتا - منتخب دعوتی با وضو ہر ہر نوالہ پر بسم اللہ فرماتے ہوے اسکو نوش جان فرماتے ہین - تاریخ سے اس رسم کا پتہ چلتا ہے یہہ رسم جہانگیر کے زمانہ مین قایم ہوئی - جہانگیر کی چہیتی بیوی اجودہیا بائی قوم کی راجپوت تہین جن کو نورجہان کے ساتہہ موافقت نہ تہی بدنیوجہ کہ نورجہان بیگم - کم نصیب شیر افگن خان کی بیوی تہین اور جہانگیر نے اوسکو اپنے گہر ڈال لیا تہا اور وہ جہانگیر کی مقبولہ نظر کہلاتی تہین بنا بریہ

اجودھیا بائی کے ساتھ گویا سوت کا درجہ رکھتی تھین۔ نورجہان بیگم کی عادت تھی کہ وہ غریب راجپوتنی کو ہمیشہ دہقان زادی کے نام سے چھیڑا کرتی تھین اور اوس بیچاری کی جان نورجہان بیگم کی وجہ سے عذاب مین مبتلا تھی۔ اجودھیا بائی نے تنگ آکر ایک منصوبہ سوچا یعنے ایک دن حضرت خاتون جنت کے نام سے فاتحہ دلانا تجویز کیا۔ کوری صحنک مین فاتحہ کا کھانا چنا گیا اور بہ آواز بلند حکم دیا گیا کہ تمام بیگمات جو اپنے خاوند پر قایم ہین اس تبرک فاتحہ کا کھانا کہا سکتی ہین۔ اس دعوت مین نورجہان بیگم شریک نہو سکین اسلئے کہ شرط کے لحاظ سے اون کی شرکت ممنوع تھی۔ اوس دن سے نورجہان بیگم نے اجودھیا بائی کا نام لینا چھوڑ دیا اور پھر کبھی اوس نے اجودھیا بائی کے ساتھ آنکھ نہ ملایا۔ غرض اوسوقت سے اس صحنک کا رواج قایم ہوا جسکو ایک سو چپن سال سے زیادہ زمانہ گذرا ہے قوم نوایط کے بعض افراد نے اس فاتحہ کو اسطرح پر جاری رکھا ہے کہ وہ قیود مزید کی پابندی نہین کرتے دعوتیون کو دسترخوان پر باوضو رہنا البتہ ضروری خیال کرتے ہین۔ بعض خاندان اس صحنک پر فاتحہ پڑھنے کے بعد جدا جدا اچھے اہل خاندان پر تقسیم کر دیتے ہین بعض خاندان اس دسترخوان پر صرف مسلمان فقرائے اثنا

کو کہلاتے ہین اس فاتحہ کا التزام برابر جاری ہے۔ شادی کے سوا دیگر
تقریبات کے آغاز مین بہی اس فاتحہ کا دستور قوم نایطین رایج ہے
بہت کم ایسے خاندان بہی ہین جو شادی کے پہلے دن فاتحہ کے نام سے صرف
فقرا کی دعوت کرتے ہین اور پر تکلف کہانے پکاتے ہین اور دسترخوان پر
فقرا کو کہلاتے ہین۔ صاحب مکان اپنی اولاد کے ساتہہ سیلاپچی لئے ہوئے
خود اپنے ہاتہہ سے فقرا کے ہاتہہ دہلواتے ہین۔ بی بی کی صحنک کی رسم دولہا
اور دلہن دونون کے گہر لازمی ہے۔ اس رسم کے نام اور وجہ تسمیہ سے
خود یہ بات ظاہر ہے کہ اسکو ہنود سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ اجودہیا بائی
ملکہ شہنشاہ جہانگیر۔ اسلامی عقیدت کے ساتہہ اسکی موجد ہین۔ مذہب
ہنود مین دیوی برہمن اور دیویکی انبل کی رسم اگرچہ اسکے مماثل ہے لیکن
اوسکے قواعد بی بی کی صحنک سے کوئی مناسبت نہین رکہتے۔ دیو برہمن کی
رسم آغاز تقریب مین ادا ہوتی ہے برہمنون اور سہاگن عورتون کو کہانا
کہلایا جاتا ہے۔ اسیطرح دیوی کے نام سے انبل تیار کرکے۔ صادر و وارد
اور غربا کو پلاتے ہین۔ ان رسوم کا پتہ دہرما سندہو۔ سے ملتا ہے۔ ہندوونکے
پاس رسم اول الذکر فرایض مین داخل ہے۔ لیکن آخرالذکر طریقہ صرف اچہی ہے

رت جگہ کی رسم

بی بی کی صحنک کے بعد رت جگہہ کی باری ہے۔ رت جگہہ رات جاگے کا مخفف ہے جسکے معنے شب بیداری کے ہین۔ ہر ایک تقریب تہنیت مین عموماً اور شادی مین خصوصاً یہہ رسم ادا کیجاتی ہے۔ عورتین رات بہر جاگتی ہین۔ کڑائی کیجاتی ہے۔ گلگلے اور پوریان بنائی جاتی ہین۔ جن پر فاتحہ کے وقت اللہ میان کی سلامتی کا ورد پڑہا جاتا ہے اور پہر خشکہ یا میٹھے چانول پر خاتون جنت کے نام فاتحہ پڑہکر صبح اوس کے حصے اہل خاندان مین تقسیم کئے جاتے ہین یہہ رسم قوم نایطہ کے اونہین خاندانون مین زیادہ مروج ہے جو نواح دکن مین سکونت پذیر ہین بعض خاندانون نے اسکے عوض مولود شریف کا جلسہ قایم کیا ہے جس مین شب بہر جاگنے کے پابند نہین ہین نصف شب کے بعد سو رہتے ہین۔ یہہ رسم بہی دولہا اور دولہن دونون کے مکان مین لازمی ہے۔ رت جگہہ کا پتہ ہندو شاستر سے نہین چلتا بعض اقوام ہنود مین البتہ اسکا رواج ہے جو صرف پوجے کی غرض سے ہے شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین بہی کہین رت جگے کا تذکرہ نہین ہے۔ حامیان اصلاح تمدن کو اون افراد قوم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہون نے رت جگہ کو نیم شبی جلسہ مولود شریف سے بدل دیا ہے۔

منجے کی رسم رت جگہہ کے بعد منجے کا نمبر ہے۔ منجہ ہندی زبان کا لفظ ہے جسکے معنے پلنگ کے ہین۔ پنجاب مین اس لفظ کا زیادہ استعمال ہے۔ دولہا ہو یا دولہن اوسکو آغاز شادی کے دن رت جگہہ کے بعد غسل تہنیت دیکر لباس زرد یا سرخ پہنانا اور ایک تخت یا چارپائی پر جو اسی خاص غرض سے سجائی گئی ہو بٹہلانا منجے کی غرض کو پورا کرتا ہے۔ بعض خاندانون مین منجے کی رسم آغاز شادی سے دس دن پیشتر آغاز کیجاتی ہے۔ منجہ بٹہلانیکی اصلی غرض یہہ ہے کہ دولہا اور دولہن خانگی کاروبار سے سبکدوش ہوکر تقریب شادی کے پابند ہو رہین۔ منجہ بٹہلانے کے بعد دولہا اپنے گہر سے باہر نہین جاسکتا اور دولہن کو اپنے کمرہ سے بہی باہر نکلنے کی اجازت نہین ملتی وہ اپنے گہر مین بہی چلنے پہرنے نہین پاتین نقل مقام کی ضرورت پر پردہ نشین اقارب اوسکو اپنے گود مین اوٹہالیجاتی ہین۔ گویا اسی دن سے دولہن کے شرم کا آغاز ہے۔ وہ اپنے اقربا، بعیدہ اناث سے بہی چارچشمی کی جرءت نہین کرتین۔ منجے کے دن دونون جانب پُرتکلف مہمانی ہوتی ہے بعض خاندانون مین منجے کی برات دولہا کے گہر سے دولہن کے گہر اور دولہن کے گہر سے دولہا کے گہر لیجانیکا دستور ہے۔ متمول افراد اس رسم کے

ساتہہ ایک لباس بہی روانہ کرتے ہین جسکو منجے کا جوڑا کہتے ہین۔ اسی
رسم کے ساتہہ پسی ہوئی ہلدی اور خوشبودار بین بہیجا جاتا ہے۔ منجے کی
شب مین دولہا کے جانب سے دولہن کے گہر اور دولہن کے جانب سے
دولہا کے گہر مخصوص کم سن مہمان سمدہیون اور سمدہنون کے نام سے
آتے ہین جنکی اقل تعداد دو ہے۔ میزبان کے جانب سے ان کم سن مہمانون
کو تکلف کے ساتہہ خاصہ پیش ہوتا ہے اور عطر۔ پہول پان دئے جاتے ہین
دولہن کے گہر سے آئی ہوئی سمدہنین دولہا کے محلسرا مین خاصہ سے فراغت
پانے کے بعد دولہا کو پہول پہناتین ہین اور اوسیکے ساتہہ ایک زیور یا اقلاً
ایک انگوٹہی دولہا کو پہنائی جاتی ہے اسیطرح دولہا کی بہیجی ہوئی سمدہنین
دولہن کی گلپوشی کی رسم ادا کرتی ہین اور زیور چڑہاتی ہین۔ دونون کے
رسم گلپوشی کے وقت تہوڑی سی ہلدی دولہا دلہن کے ہاتہہ پاؤن پر
ملی جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر اس رسم کو ہلدی کی رسم بہی کہتے ہین۔ ہلدی کی رسم
بلاشک ہنود سے سیکہی ہوئی ہے ہندو مذہب مین یہہ رسم صرف رواجی
ہے۔ شاستر مین اسکی نسبت کوئی تاکید نہین ہے۔ قوم ہنود مین اس رسم کا
نام اوشٹی ہلد ہے اوشٹی مرہٹی زبان کا لفظ ہے بمعنے بچی ہوئی اور ہلد سے

ہلدی مراد ہے۔ دولہن کو چڑہائی ہوئی ہلدی سے جو حصہ بچ رہتا ہے وہ دولہا کے لئے بہیجا جاتا ہے۔ ہلدی کا استعمال دولہا دولہن کے نہانے مین بطور علامت یکرنگی لازمی سمجہا گیا ہے۔ قوم نایط کے بعض خاندانون نے ہلدی کی رسم کو قطعاً ترک کردیا منجے کے تکلفات اون کے پاس البتہ باقی ہین لیکن اوسمین بہی مہمانی اور ضیافت کے سوا سمدہیون اور سمدہنون کی آمد ورفت موقوف ہوچکی ہے۔

ساچق کی رسم اسکے بعد ساچق کی تقریب ہے۔ اسی کو بعض خاندانون نے تیل سے موسوم کیا ہے۔ اسی کو بری بہی کہتے ہین لفظ ساچق زبان ترکی مین حنا بندی کے معنون مین مستعمل ہے۔ اردو بول چال مین بری سے ساچق مراد ہے۔ شب گشت سے ایک دن پہلے اس رسم کی برات کو دہوم دہام کے ساتہہ دولہا کے گہر سے دولہن کے گہر لیجاتے ہین جسکے ساتہہ نقل میوہ۔ بادام۔ مصری۔ خوانون یا ٹہلیاؤن مین رکہتے ہین۔ دولہن کا لباس۔ پہلیل۔ عطر۔ سُہاگ کا پڑا۔ اسی رسم کا لوازمہ ہے۔ ذی مقدرت خاندانون مین اسی رسم کے ساتہہ زیورات بہی بہیجے جاتے ہین۔ رنگ بہرے ہوے شیشے پسی ہوئی مہندی بہی سات ہوتی ہے۔ مولف کا خیال ہے

کہ حنابندی کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ آرایش کا تکلف سب سے سوا ہوتا ہے۔
دولہا کے جانب سے معزز مہمان ساچق کے ساتہہ دولہن کے گہر جاتے ہین
جہان اونکو پہول پان۔ عطر دیا جاتا ہے۔ اسی شب مین دولہا کے گہر سے
اقلاً چار سہاگنین دولہا کے ہمرتبہ قرابت دار دولہن کے گہر آتی ہین اور
خاصہ سے فارغ ہونے کے بعد دولہن کی گلپوشی کی رسم اپنے ہاتون
اداکرتی ہین۔ دولہن کے ہات پاؤن اور سر مین پہلیل ملتی ہین۔ ساچق
کا جوڑا پہناتی ہین۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہہ رسم ہندوستان مین
ترکون کے ساتہہ آئی۔ اور برات ساچق کی دہوم دہام اور پر تکلف جلوس
بہی ترکون ہی کی ایجاد ہے۔ صاحب دربار اکبری فرماتے ہین کہ شہنشاہ
اکبر نے اپنے پوتے کی شادی مین ساچق کی رسم کو نہایت پر تکلف طریقہ
سے ادا کی تہی۔ ساچق کیا ہی ایک شاہانہ سواری تہی۔ اوسکا اندازہ
اس سے قیاس کرنا چاہیئے کہ جہان آرایش کے ہزارون سامان گران بہا
تہے وہان ایک لاکہہ روپیہ نقد تہا۔ امراے دربار ساچق کے ساتہہ حاضر
تہے۔ بعض خاندانون نے ساچق کی برات اور اوسکے تکلف کو برطرف کردیا ہے
پردہ نشینون کی آرزو کے خاطر صرف ملبوس اور میوے کی ارسال

خوانون کے ذریعہ سے باقی رکھی ہے۔

مہندی کی رسم | سانچق کے دوسرے دن مہندی کی تقریب ہے۔ مہندی کی برات دولہن کے مکان سے دولہا کے گہر آتی ہے جسکے ساتہہ پسی ہوئی مہندی اور پہلیل اور دولہا کے لئے ملبوس اور میوہ بہیجا جاتا ہے۔ اس رسم کی ہمراہی مین دولہن کے قرابت دار اور دعوتی دولہا کے گہر آتے ہین۔ اور پہول۔ پان۔ عطر لے جاتے ہین۔ رات مین دولہن کے چار بزرگ اقربا اثنا دولہا کے گہر مہمان ہوتے ہین جنکی ہر طرح پر خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ خاصہ سے فارغ ہوکر دولہا کی گلبوشی کی رسم انہین مہانون کے ذریعہ سے ادا ہوتی ہے۔ اگر دولہا ان سمدہنون کے روبرو پہلے سے بے پردہ نہین ہے تو ادائے رسم کیوقت درمیان ایک پردہ قایم کیا جاتا ہے۔ جو شرعی پردہ سے موسوم ہوتا ہے۔ دولہا کو اُسی طرح تیل چڑہایا جاتا ہے جسطرح ایک دن پہلے دولہن کو۔ اس رسم کا فارسی نام حنا بندی ہے اسکے موجد ایرانی ہین اجکل بہی ایران مین اس رسم کے ساتہہ ایک تعزیہ یا کاغذ کا ڈہانچ جسکے چارون گوشون پر شمع روشن رہتی ہے رکہا جاتا ہے۔ اہل ہند اوسی کو مہندی کہتے ہین اہل ایران اوسکے ساتہہ حضرت قاسم علیہ السلام کی رسم حنا بندی کی یادگار مین

اشعار پڑھتے جاتے ہین۔ اہل ہند اوسکے عوض باجے بجاتے ہین۔ (مصرع) ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا۔ موجد کا مقصد کیا تھا اور ہم نے اوسکو کیا سمجھا۔ آفرین ہے اون افراد خاندان پر جنہون نے مہندی کی برات اور رسوم دہام کو مطلقاً ترک کر دیا ہے۔ جب سمدہین دولہا کی گلپوشی سے فارغ ہو کر اپنے گہر سدہار جاتے ہین تو دولہا کے گہر شب بیداری رہتی ہے مسرت اور خوشی کے ساتھہ بہانواز کی مدارات مین وقت گذرتا ہے نصف شب کے بعد دولہا کے غسل تہنیت کا سامان کیا جاتا ہے غسل کے بعد دولہن کے گہر کا جوڑا اوسکو پہناتے ہین اور شب گشت کی تیاری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ہندو شاستر مین شب گشت کے قبل دولہن کے اقربا بزرگ بطور استقبال دولہا کے گہر آتے ہین۔ اور شب گشت کا انتظام اون کے فرایض مین داخل ہے۔ کچہہ تعجب نہین کہ ہم نے چار سمدہنون کی آمد کا طریقہ اونہین سے سیکہا ہو۔

شب گشت کی رسم شب گشت زبان فارسی کا مرکب لفظ ہے۔ لیکن یہہ لفظ فارسیونکے محاورہ مین اس رسم کے لئے بولا نہین جاتا۔ اہل لغت نے بہی اس اصطلاحی لفظ سے کنارہ کشی کی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے

کہ مخصوص مقامات کی ہندیون کی گھڑت ہے۔ یہہ رسم ہندؤن مین مروج
ہے جسکو ور پاچارن کہتے ہین۔ یہہ زبان سنسکرت کے الفاظ ہین ور یا
سے دولہا مراد ہے اور چارن کے معنے مطالبہ کے ہین یعنے یہہ وہ رسم
ہے جسمین دولہن کے جانب سے دولہا طلب کیا جاتا ہے۔ قوم نوایط مین
تین پہر رات کے بعد طلوع صبح صادق سے پہلے شب گشت کی برات
نہایت تکلف کے ساتہہ قایم کیجاتی ہے۔ روشنی کا سامان مشعلون اور
قندیلون کے ذریعہ سے مہیا ہوتا ہے۔ دولہا کے عزیز و اقارب بلکہ اہل قوم
کی ایک بڑی جماعت ہمراہی کے لئے پیادہ پا جمع ہوتی ہے۔ نہایت شان کے
مجمع کے ساتہہ دولہا کو گھوڑے پر سوار کرکے دولہن کے گھر لیجاتے ہین
راستہ پر آتش بازی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ بینڈ۔ تاشہ مرفہ
روشن چوکی وغیرہ مختلف قسم کے ساز اور باجے سواری کے آگے
بجاے جاتے ہین اور نماز صبح کے متصل شب گشت کی برات دولہن کے
گھر پہونچ جاتی ہے۔ جہان استقبال کے لئے دولہن کی برادری دروازہ
مکان پر موجود رہتی ہے۔ دروازۂ مکان اوسوقت تک نہین کھولا جاتا
جب تک کہ دولہا کے جانب سے دولہن کے چھوٹے بہائی یا اوسکے قایم مقام

کو ایک خاص رقم نہین دیجاتی جسکو عام و خاص دہنگانہ سے موسوم کرتے ہین۔ اس لفظ کا صحیح املا دہنیانہ ہے لفظ دہنی سے بنا یا گیا ہے۔ دہن کے معنے زبان ہندی مین مال و دولت کے ہین۔ یہہ ایک قسم کا جرمانہ ہے جو دل خوش کن الفاظ مین دہنیانہ سے موسوم ہوا ہے۔ بدینوجہ کہ نوشاہ نے غیر معمولی وقت مین عروس کے گہر پر اوسکے لیجانے کی غرض سے چڑہائی کی ہے۔ لہذا دربان (دولہن کا چھوٹا بہائی) کو یہہ حق دیا گیا ہے کہ وہ دہنیانہ کی رقم وصول کرکے دروازہ کہولے۔ ہندؤن مین بہی دہنگانہ یا دہنیانہ کا رواج ہے جسکو زبان سنسکرت مین مدہوپرک یا مرہٹی مین بہینٹ بکرا کہتے ہین۔ یہہ ایک قسم کا انعام سمجہا جاتا ہے جو دولہا کی والدہ کے جانب سے دولہن کی والدہ یا بہائی کو اوسوقت ادا ہوتا ہے جبکہ دولہا کی والدہ عقد کے بعد اپنی بہو کے لیجانے کے لئے دولہن کے گہر آتی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ قوم نایط نے دہنگانہ یا دہنیانہ کی رسم کو ہندؤن کی اسی رسم و رواج سے بترمیم خفیفہ اخذ کیا ہے الحاصل دہنیانہ یا دہنگانہ کی رقم ادا ہونے کے بعد دولہا دیوانخانہ مین داخل ہوکر ایک پرتکلف مسند پر رونق افروز ہوتا ہے۔ جو خاص کر اسی غرض سے سجائی جاتی ہے

اسی قوم کے بعض خاندانون نے رسم شب گشت کے تکلفات کو سادہ طریقہ کے ساتھہ بدل دیا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ آتش بازی وغیرہ کو موقوف کرکے قریب وقت نماز یا بعد نماز صبح دولہا کو گھوڑے یا میانہ کی سواری مین اہل خاندان اور افراد قوم کے ساتھہ دولہن کے مکان پر پہونچا دیتے ہین۔ بعض افراد قوم نے وقت مین بھی ترمیم کر دی ہے یعنے اول شام یا بعد نماز مغرب شب گشت کی برات نہایت سادگی کے ساتھہ سنواری جاتی ہے بعض روشن خیال حضرات نے مجلس عقد کے لئے مسجد متصلہ کو بہترین مقام قرار دیا ہے اور دولہا اپنے گھر سے اوسی مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

سہرے کا رواج — قوم کے بڑے حصہ مین سہرہ کا رواج باقی ہے سہرا موتیون یا مقیش کے تارون یا صرف پہول کی لڑیون سے بنایا جاتا ہے جو بطریق نقاب دولہا کے سر پر بوقت شب گشت اور دولہن کے بہی جلوہ کیوقت باندہا جاتا ہے۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ قطعہ

اے جوان بخت مبارک ترے سر پر سہرا ٭ آج ہے یمن سعادت کا ترے سر سہرا
ایک کو ایک یہ تزئین ہے دم آرایش ٭ سر پہ دستار ہی دستار کے سر پر سہرا

بعضون نے لکہا ہے کہ یہہ لفظ درحقیقت شوہر تہا۔ پہر شہرہ ہوگیا اور

آخر پر سہرا بنگیا۔ بعضون کا خیال ہے کہ یائے مجہول کے ساتھہ سیرا کہنا چاہئیے۔ بعض اہل لغت کا ارشاد ہے کہ یہہ لفظ سہ ہار ستے مرکب ہے شاید ابتدائی زمانہ مین صرف تین ہار کا سہرا باندہا جاتا تہا۔ لیکن یہہ اسلئے ٹہیک نہین خیال کیا جاتا کہ اسمین ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا ہندی صاحب فرہنگ آصفیہ کی رائے من وجہہ درست معلوم ہوتی ہے کہ سر ہار سے سہرا بنا ہوگا۔ آپ فرماتے ہین کہ سر جسمین فرق ہندی بول چال کا لفظ ہے اور ہار سے مرکب ہوا ہے اول اول اسکا نام سرہار رہا ہوگا اور پہر ہائے مہملہ گر کے سہار ہوا ہوگا اسکے بعد الف نے قلب مکانی پیدا کر کے سہرا نام حاصل کیا۔ صاحب بہار عجم نے زبان فارسی کا محاورہ قرار دیا ہے اور ہائے ہوز آخر کے ساتھہ سہرہ لکہا ہے۔ امتیاز خان خالص تخلص کی ایک نظم سے اس لفظ کا استعمال دکہلایا ہے۔

وہو ہذا

ماہ من از حیا رخش بسکہ بآب تاب شد ٭ سہرہ چو بست عارضش پنجہ آفتاب شد

اگر اس لفظ کو زبان فارسی کا لفظ قرار دیا جاوے تو سارا جہگڑا مٹ جاتا ہے لیکن تعجب اسکا ہے کہ اکثر صاحبان لغت فارسی نے اس لفظ کو چہوڑ دیا ہے

اور یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ مسلمانان عجم مین سہرا باندہنے کا رواج
کسی زمانہ مین نہین رہا۔ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ قوم نایط نے سہرہ
کا دستور ہندوٗن ہی سے سیکہا ہے جسطرح قوم ہنود سہرہ کو دولہا دولہن
کے لئے نہایت ضروری خیال کرتی ہے۔ اوسیطرح قوم نایط کے اکثر
افراد سہرے کے سخت پابند ہین بعض افراد قوم نے نہایت مشکل کے ساتھ
سہرہ کے رواج کو ترک کیا ہے۔ ہندون مین سہرہ کا رواج احکام شاستر
کی رو سے قایم ہوا جسکو بہال سنگ کہتے ہین۔ بہال بمعنی پیشانی اور
سنگ سے دونون کنپٹیون کا فاصلہ مراد ہے۔ شادی کی تقریب مین
بروی احکام شاستر دولہا اور دولہن کے لئے بہال سنگ کا ہونا فرض ہے
جس سے دونون کے چہرے خاص وعام کی نظرون سے کسیقدر مخفی رہین
ہندو شاستر مین شادی کے وقت دولہا دولہن دونون معمولی انسان
نہین سمجہے جاتے بلکہ قدرت الہی کے مظہر مانے جاتے ہین دولہن کو لکشمی
کہتے ہین۔ اور دولہا کو پرمیشر۔ یہہ خیال اس بنیاد پر ہے کہ مخلوق کی پیدایش
انہین دونون کی وصلت کا نتیجہ ہے۔ سہرہ کا نقاب اسلئے ضروری
سمجہا گیا ہے کہ ناظرین کے خیال مین اون دونون کی تشخیص کسیقدر محجوب ہے

اور شاستر کے عقیدہ کے طرف رجحان ہو۔ مسلمانان ہند کو عموماً اور قوم نایط کو خصوصاً اگر سہرہ کی علت غائی سے آگاہی ہوتی تو وہ بلحاظ اپنے اسلامی عقیدے کے سب سے پہلے سہرے کی رسم کو ترک کرتے فی زمانا اس خاص رسم کے ترک کرنے مین جن افراد نے کوشش کی اور کامیاب ہوے اوس کا سہرا مولف کے سر ہے۔ مولف اسی ایک بہانہ سے پروردگار عالم کی بارگاہ سے اپنی مغفرت کا امیدوار ہے۔ ؎

رحمت حق بہا نمی جوید ٭ رحمت حق بہانہ می جوید۔ مؤلف کو کامل توقع ہے کہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد اہل اسلام عموماً اور قوم نوایط کے افراد خصوصاً سہرے کے رواج کو ترک کرنے مین کوشش بلیغ فرماوین گے اسلئے کہ تمام رسوم مین یہی ایک رسم ہے جسکو مسلمانونکا مذہب اوسکے جاری رکھنے کی اجازت نہین دیتا۔

مجلس عقد مجلس عقد مین اس قوم کے لئے حکومت وقت کا قاضی یا نائب قاضی کافی نہین ہے۔ رئیس قوم سید عبد الرحمن نایطی کی زندگی تک عقد کا خطبہ اونہین کے فرایض خدمت مین داخل تہا۔ جیسا کہ فرقۂ اسمعیلیہ مین آجتک یہہ خدمت نائب داعی یا عامل کے تفویض ہے۔

لیکن سید عبد الرحمن رئیس کی رحلت کے بعد جب امارت اور صدارت قوم کا خاتمہ ہو چکا تو ہر ایک خاندان اپنے اپنے عقیدت کے لحاظ سے اپنی قوم کے کسی متبرک قومی عالم کو خطبۂ نکاح کے لئے منتخب کرنے لگا۔ یہانکی ترتیب قاضی یا نائب قاضی کے ہاتھہ رہتی ہے۔ اور اونکا مقررہ حق اونکو دیدیا جاتا ہے۔ مجلس عقد مین شرع محمدی کے احکام کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔ اکثر خاندانون مین دولہن کے والد ماجد شریک مجلس رہتے ہین۔

مہر کا رواج مہر کا قرار داد اس قوم نے کر لیا ہے۔ اونتالیس تولہ زر خالص سے زیادہ مہر کسی حالت مین نہین باندھا جاتا بعض غریب خاندانون مین اسکی مقدار نہایت خوشی کے ساتھہ گھٹائی جاتی ہے۔ لیکن دولہا کی عمارت کے لحاظ سے کبھی اسبات کی خواہش نہین کی جاتی کہ اونتالیس تولہ زر خالص سے مہر بڑھایا جائے۔ جن خاندانون نے اپنے کفو کی پابندی سے کنارہ کشی کی ہے اون کے لئے یہہ قرار داد محض بے اثر ہے۔ غیر کفو کے ساتھہ سمدھیانہ قرار پانے کی حالت مین فی زمانا یہہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مہر کا قرار داد دولہا کی حیثیت معاش کے لحاظ سے آغاز شادی

سے پہلے کرلیا جاتا ہے حیدرآباد کے بعض امرائے قوم نایط البتہ اس طریقہ کے پابند نہین
ہین - مہر کی مقدار دولہا کی حیثیت کے مقابلہ مین بہت بڑہی ہوئی تجویز کرتے ہین
ہماری شریعت غرا کا حکم اونکی اس عمل درآمد کی تائید نہین کرتا - شہنشاہ اکبر
کی تاکید تہی کہ مہر کی مقدار زیادہ نہو وہ کہا کرتا تہا کہ جہوٹے اقرار سے مہر کا
بڑہانا پیوند کا توڑنا ہے احکام شرع محمدی کے ساتہہ ہماری خلاف ورزی
نے برٹش قانون کو مداخلت جایز کا موقع دیا ہے - ممالک مغربی وشمالی مین بعض
ایسے مناقشات کا تصفیہ برٹش انڈیا نے منصفانہ اصول پر سیاہہ نکاح کے
برخلاف کیا اور اونکا فیصلہ علمائے مذہب کے فتوے پر مبنی تہا قوم نایط کے اون
افراد کو جنکو مہر کے مسئلہ مین دولہا کی حیثیت کا اندازہ ناپسند ہے ان واقعات
پر غور فرمانا چاہیے جن افراد قوم کو مہر کی زیادتی پر اصرار ہے غالبًا اونکا
خیال ہے کہ مہر کی زیادتی استحکام تعلقات باہمی کا ایک عمدہ ذریعہ ہے
اور اسی ایک چیز کی بدولت شوہر ہمیشہ اپنی بی بی کا رضاجو اور خیر طلب
رہتا ہے - لیکن ادنے غور کے ساتہہ یہہ بات سمجہہ مین آتی ہے کہ قضیہ اوسکے
بالعکس ہے - جن خاندانون نے انتخاب مین غلطی کی ہے اونکو مہر کی زیادہ مقدار
نے کسی قسم کی مدد نہین کی متعدد مثالین ایسی ہین جنمین مہر کی مقدار معتدل تہی

مگر شوہر کی اہلیت اور قابلیت نے اوسکی بی بی کیلئے ہر ایک قسم کی راحت کا
سامان مہیا کردیا اکثر خاندانوں مین جہان انتخاب مین غلطی ہوئی ہے باوجود زیادتی
مہر بی بی کے تعلقات اُسکے شوہر کے ساتھہ اچھی حالتمین نہین رہے حاصل یہہ ہے
کہ مولف کی رائے مین لیاقت و اہلیت کا انتخاب اصل اصول ہے۔ مہر کی زیادتی
محض فضول۔

جلوہ کی رسم انعقاد نکاح کے بعد دولہا محل مین طلب ہوتا ہے اور دولہن
کی رونمائی کی رسم جسکو جلوہ کی رسم کہتے ہین ادا کیجاتی ہے۔ جلوہ زبان عربی
کا لفظ ہے بمعنے دیدار۔ نظارہ۔ زبان اردو مین دولہا دولہن کو آمنے سامنے
بٹھلا کر آرسی اور کلام مجید کے دکھلانیکو جلوہ کہتے ہین جلوہ کیلئے ایک خاص
چارپائی یا تخت آراستہ کیا جاتا ہے جسپر دولہا دولہن آمنے سامنے بٹھلائے
جاتے ہین۔ اور مستورات سے دولہا کی مان یا دادی یا پھپی جسکا انتخاب بلحاظ بزرگی
اہل خاندان نے کیا ہو رونمائی کی رسم ادا کرتی ہین سب سے پہلے کلام مجید دونون کو
دکھلایا جاتا ہے۔ اور پھر آرسی یا آئینہ دکھلایا جاتا ہے۔ یہی وقت ہے جسمین
دولہا رونمائی کے نام سے کوئی خاص زیور دولہن کو پہناتا ہے جسکے بعد مصری
چنائی جاتی ہے۔ جسکا نام نوباتی کی رسم ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ بعض اہل تصنیف

نے یون بیان کیا ہے کہ نون لیان مصری کی دولہن کے ہر ایک اعضا
مونڈہون۔ کہنیون۔ گہٹنون۔ پیٹ۔ اور ہاتون پر رکہکر عین رسم
کے وقت دولہا کے منہہ سے بغیر ہات لگائے کہلواتی ہین۔ چونکہ
عربی مین نبات مصری کو کہتے ہین اور مسلمانون ہی کی یہہ رسم ہے
معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے نبات کا نوبات کر لیا ہے۔ یہہ ایک فرمانبردار ہونیکا
امتحان خیال کیا جاتا ہے۔ اس مین دولہا کو عورتین خوب حیران کرتی ہین
قوم ہنود مین رونمائی کی رسم نہایت پر تکلف رسم مانی گئی ہے۔ لیکن
رونمائی کی رسم مین بہت بڑا ٹہاٹ دولہا کی والدہ کا ہے۔ نکاح کے
دوسرے دن اون کے لانے کے لئے دولہن کے معزز اقربا جاتے ہین
اور بڑی خوشامد کی جاتی ہے۔ جب اونکی سواری دولہن کے مکان کے قریب
آتی ہے تو دولہن کی والدہ اپنے دروازہ تک استقبال کرتی ہین اور
اپنے ہاتون سمدہن کے پاؤن دہلواتی ہین اور انتہا درجہ کی خاطر و مدارات
کی جاتی ہے اون کے نشست کے لئے ایک بلند مقام تجویز کیا جاتا ہے
جہان ایک بڑا آئینہ قایم کیا جاتا ہے اور پہر بہو اون کی خدمت مین
پیش کیجاتی ہے اور اوس بڑے آئینہ مین اونکو بہو کی رونمائی کیجاتی ہے

وہ اپنی بہو کو دولہا کے جانب سے متعدد زیور چڑہاتی ہین اور یہہ دولہن کا استری دہین ہے زبان سنسکرت مین اس رسم کا نام دہومکہہ اولوکن ہے۔ دہو کے معنے دولہن۔ مکُہہ بمعنے چہرہ۔ اولوکن سے نمایش مراد ہے۔

شرم وحیا کی رسم دولہن کی شرم قوم نایط کی شادی کا جزو اعظم ہے شادی کے بعد عرصہ تک اقربا کی مجلس مین دولہا یا اوس کے عزیزون کے آگے۔ دولہن آنکہین بند کی ہوئی۔ جہکی رہتی ہین تا بوقت جلوہ چہ رسد بعض خاندان جنہون نے رسوم کے بڑے حصہ کو ترک کر دیا ہے وہ بہی اس رواج کے پابند ہین۔

رونمائی اور سلامی کی رسم جلوہ کے مراسم ادا ہونے پر دولہا کے اقربائے اناث اپنے اپنے رتبہ کے مطابق رونمائی کی رسم ادا کرتے ہین یعنے زیور یا نقدی کا عطیہ دولہن کو دیتے ہین۔ پہر دولہا اپنے تخت کے بازو کہڑا ہو جاتا ہے۔ اور نہایت ادب کے ساتہہ اپنی خوشنودی اون کی خدمتمین تسلیم عرض کرتا ہے۔ سب سے پہلے دولہن کی والدہ کی جانب سے سلامی کا پاندان اوسکو دیا جاتا ہے یہہ درحقیقت رخصتی پاندان ہے۔

جس مین نقرو ی لوازمہ کے علاوہ نقدی بہی ہوتی ہے۔ غریب سے غریب خاندان بہی بقدر مقدرت اس پاندان کے ساتہہ نقدی کا دینا ضروری خیال کرتا ہے جس کا نام سلامی ہے۔ پہر علے سبیل الترتیب دولہن کے تمام اقربائے اناث کے جانب سے سلامی کے پاندان باری باری سے دئے جاتے ہین اور ہر ایک سلامی کے ملنے پر دولہا کمال انکسار کے ساتہہ معطی کی خدمت مین تسلیم بجالاتا ہے۔ سلامی کے ختم ہونے پر دولہن کے والد تشریف لاتے ہین اور نہایت رقّت کے ساتہہ جسکی ہمدردی مین تمام محفل شریک ہوتی ہے دولہن کا ہات دولہا کے والد کے ہات مین دیکر قبلہ رو ہوکر بارگاہ صمدیت مین دعا کے لئے ہات اوٹہاتے ہین۔ ساری محفل سے آمین گوئی کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اوسوقت واقعی ایک موثر سمان بندہجاتا ہے۔ آپ کی واپسی کے بعد دولہن کی والدہ بہی اسی رسم کو اپنی سمدہن کے ساتہہ ادا کرتی ہین جس کے اختتام پر سامان جہیزی کی ایک مُفصل فرد دولہن کے تفویض کردیجاتی ہے اور اسکے بعد بازگشت کی تیاریان شروع ہوجاتی ہین۔ جن افراد قوم کی سکونت مغربی شمالی ہند مین ہے اونکی پاس چار دن تک دولہا کی مہمانی کا

رواج ہے اور اسکے بعد بازگشت کی نوبت آتی ہے۔ نایطیان جُھرمی لقب اپنے وطن کا رواج اسطرح بیان کرتے ہین کہ تقریب عقد کے بعد دولہا قبل از رونمائی اپنے گہر واپس ہوجاتا ہے اور دولہن کے عزیز واقارب جنمین دولہن کے والدین شریک نہین ہوتے نہایت سادگی کے ساتہہ دولہن کو دولہا کے مکان پہونچا آتے ہین جسکی تفصیلی کیفیت رسم بازگشت کے ساتہہ بیان ہوگی۔

بازگشت کی رسم بازگشت زبان فارسی کا لفظ ہے جسکے معنے مراجعت کے ہین۔ لیکن اصطلاحی معنون مین اہل زبان اوسکا استعمال نہین کرتے۔ جلوہ کے بعد جب دولہا دولہن کے ساتہہ اپنے گہر واپس ہوتا ہے تو اس واپسی کی رسم کو افراد قوم بازگشت سے موسوم کرتے ہین۔ بازگشت مین وہی تمام تکلفات ہوتے ہین جنکا بیان شب گشت کی رسم مین ہوچکا ہے۔ قوم نوائط کے بعض خاندانون مین بازگشت کی برات دن مین قبل ظہر قایم ہوتی ہے اور اکثر بعد عصر قبل مغرب۔ اور کبہی بعد نماز مغرب۔ سامان جہیز برات بازگشت کے ساتہہ رکہا جاتا ہے۔ بازگشت کی برات دولہا کے گہر پہونچنے کے بعد جو رسم نہایت ضروری خیال کی گئی ہے وہ یہہ ہے کہ دولہا اور دولہن کے پیر دہلواتے ہین اور اوسکا پانی دولہا کے مکان کے چارون گوشون مین

چھرکا جاتا ہے جسکو سیمنت اور خانہ آبادی کا نشان سمجھتے ہین۔ بازگشت کی رسم مذہب ہنود کے احکام شاستر مین داخل نہین ہے بلکہ صرف رواجی رسم ہے جسکا سنسکرت مین دوہو پریش نام ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ دولہن کا اوس منڈوے مین داخل ہونا جو دولہا کے گھر مین باغراض تقریب شادی بنایا گیا ہے خانہ آبادی اور سیمنت کی علامت ہے۔

ہندؤنکی بازگشت کا وقت اکثر عقد سے چوتھے دن اور بعض فرقون مین پندرہوین دن نیک ساعت مین تجویز کیا جاتا ہے اور یہہ منجمین اور جوسیونکا اختیاری امر ہے۔ قوم نوایط کے وہ افراد جن کی سکونت ممالک مغربی و شمالی ہند مین ہے عقد کے چوتھے دن دولہن کو دولہا کے گھر روانہ کرتے ہین اور اس عرصہ مین دولہا اپنی سسرال کا مہمان سمجھا جاتا ہے اسی قوم کے بعض افراد جو ممالک عرب مین سکونت پذیر ہین وہ انعقاد نکاح کے بعد اوسی وقت دولہن کو لئے ہوے اپنے گھر واپس ہو جاتے ہین۔ نایطیان جہرمی لقب جنکی سکونت ممالک محروسہ ایران سے متعلق ہے۔ اس رسم کی عجیب دلچسپ داستان بیان کرتے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ نکاح کے بعد دولہا کو زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہین ہے وہ فوراً اپنے گھر واپس چلا آتا ہے

اور اوسکے عزیز و اقارب بہی اوس کے ساتہہ چلے آتے ہین اور شام سے
دولہن کی آمد کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ مکان کی آرایش مین اہتمام
بلیغ اور پر تکلف روشنی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شام کے کہانے سے
فارغ ہونے پر نماز عشا کے بعد دولہن کے اقربا دولہن کے لے چلنے کا
انتظام شروع کرتے ہین براتی لوگ اپنے ہاتون مین لمبی لمبی فانوسین
لٹکاے دُہری قطار باندہکر آگے چلتے ہین اون کے بعد اقربا اُناث
کے بیچ مین دولہن ملایہ اوڑہے ہوئی اپنے گہر سے روانہ ہوتی ہے
ایک عورت کے ہاتہہ مین کسی قدر بڑا آئینہ ہوتا ہے جسکا رخ دولہن کیطرف
رہتا ہے۔ دولہن نہایت آہستہ آہستہ قدم اوٹہاتی ہین اور چند قدم چلکر
رک جاتی ہین۔ ساتہہ کی عورتین قلی للی للی کا شور مچاتی چلتی ہین۔ یہہ آواز
بڑی خوشی کی آواز سمجہی جاتی ہے۔ اس آواز کو سنکر گہرون مین لوگ جانجاتے
ہین کہ کوئی برات جا رہی ہے۔ مردون کی جماعت بلند آواز سے درودٗ
شریف پڑہتی ہوئی چلتی ہے۔ اور رہ رہ کر ٹہر جاتی ہے۔ اور عورتون
کے گروہ کا انتظار کرتی ہے۔ ہر رکاوٗپر قدم بڑہانے کا تقاضا ہوتا ہے
اور بسم اللہ کی آواز مردون کے گروہ سے بلند ہوتی رہتی ہے۔ تب دولہن

بڑی مشکل سے چند قدم تیز چلتی ہین اور پہر ٹہر جاتی ہین۔ اسی طرح یہہ
برات بڑی دیر مین دولہا کے گہر تک پہونچتی ہے۔ فانوس بردارون کے
سوا اور کوئی باجے گاجے ہمراہ نہین ہوتے۔ جب یہہ برات دولہا کے
محلہ مین داخل ہوتی ہے تب دولہن کا قدم تقاضہ پر بہی نہین اوٹہتا
براتی مرد درود شریف کا ورد اور عورتین قلی للی للی کا شور اس قدر
مچاتی ہین کہ دولہا کو برات پہونچ جانے کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ پہر کیا
دیکہتے ہین کہ سامنے سے چند آدمی دولہا کو کہسیٹے ڈہکیلتے لا رہے ہین وہ
مارے شرم کے پیچہے ہی ہٹا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ براتیون کے قریب
پہونچتا ہے تو براتی گروہ راستہ کے دونون جانب کسی قدر ہٹ کر
ٹہر جاتا ہے۔ اور دولہا کے لئے درمیان مین راہ قایم کر دیتا ہے۔
جب دولہا اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ جہان سے دولہن نظر آسکے اوسوقت
سلام کے لئے سر جہکا کر فوراً اوسی راستہ سے اپنے گہر بہاگ جاتا ہے
جس کے بعد دولہن آگے بڑہتی ہے لیکن بڑی آہستگی سے قدم اوٹہاتی
ہے۔ ہر ہر قدم پر ہمراہین اوسکی خوشامد کرتے ہین۔ جب براتی مرد
دولہا کے گہر تک پہونچ جاتے ہین تو وہ راستہ کے دونون طرف

ہشکر عورتون سکے لئے راہ قایم کردیتے ہین۔ اس موقع پر دولہا کے والد استقبال کے لئے آگے بڑہتے ہین اور فرماتے ہین کہ بخشیدم تبو باغی و مکانے اس بخشش کی آواز اون کی زبان سے نکلتے ہی ہر ایک براتی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دولہن کی رونمائی مین باغ و مکان ہبہ کیا گیا۔ قریب کی عورتین دولہن کو مبارکباد دیتی ہین اور آگے بڑہنے کی التجا کرتی ہین وہ دو قدم چلکر پہر ٹہر جاتی ہے۔ اور اوسیکے ساتہہ یہہ آواز آتی ہے کہ زیور و لباس بخشیدم۔ جس پر مبارکباد کی صدا پہر بلند ہوتی ہے۔ اور دو چار قدم چلکر پہر سواری رُک جاتی ہے۔ ہر ایک وقفہ پر خسر صاحب کو کچہہ نہ کچہہ سلوک کرنا پڑتا ہے جسکے بغیر قدم آگے نہین بڑہتا۔ ہمراہین بالکل تہک جاتے ہین۔ اور خسر صاحب قریب آجاتے ہین اور فرماتے ہین بسم اللہ۔ دیگر چہ میخواہی۔ تب براتی عورتون سے ایک چلبلی عورت کہدیتی ہے کہ عروس کنیزک میخواہد۔ تب خسر صاحب ظاہر مین کسیقدر متفکر ہوکر نہایت زور کے ساتہہ۔ لا الہ الا اللہ پڑہکر فرماتے ہین کہ بلے بخشیدم تبو فرخندہ کنیزکے ہم یہہ سنتے ہی سب کے سب اصرار کرتے ہین کہ اب چلنا چاہئیے۔ مردون کے گروہ سے یہہ آواز بلند ہوتی ہے۔ کہ موذن صبح پہر سنت مینار

(نماز صبح کا وقت آپہونچا) پہر توکشتان کشتان دولہن کو آگے بڑہاتے ہین
دروازہ مکان مین دولہا کے جانب سے صدقات پیش ہوتے ہین نقدی
کا نچہاور ہوتا ہے۔ شاباش کی صدا چارون طرف سے بلند ہوتی ہے۔ غرض
بڑی مشکل سے خدا خدا کر کے دولہن مکان مین تشریف لیجاتی ہین اور براتی
خدا حافظ اور فی امان اللہ کہکر واپس چلے آتے ہین۔ سامان جہیز سے کوئی
چیز اوسوقت دولہن کے ساتہہ نہین بہیجی جاتی۔

چوتہی کی رسم چوتہی اسم مونث زبان ہندی مین ایک رسم کا نام ہے
جو ساچق سے چوتہے روز ادا کیجاتی ہے۔ بعض خاندانون مین بازگشت کے
چوتہے دن اس تقریب کا دن مقرر ہے۔ اسی کو قوم نوایط کنگن کی رسم
کہتے ہین۔ کنگن ایک زیور کا نام ہے جو کلائی مین پہنا جاتا ہے۔ دولہا
کی والدہ کی جانب سے بہو کی چوڑیون کی تکمیل کے لئے اوسوقت
پہنایا جاتا ہے۔ جبکہ دولہن اپنی والدہ کے گہر جاتی ہین۔ بعض قانون
گو یان قوم کا بیان ہے کہ جب دولہن بازگشت یا ساچق کے چوتہے دن
اپنے والدین کے گہر جاتی ہین تو یہہ زیور دولہا کے جانب سے
اوسکو پہنایا جاتا ہے اسی لئے چوتہی کی رسم کو کنگن کی رسم کہنے لگے

بہرحال چوتھی کی رسم کے لئے دولہن کا چھوٹا بھائی اور بہن دولہا کے گھر آتے ہین اور دعوت پہونچا جاتے ہین جسکے بعد دولہا اپنی دولہن اور اہل خاندان کے ساتھہ سسرال مین جاتا ہے جہان تکلّف کے ساتھہ مہمانی ہوتی ہے۔ اور دونون کی گلپوشی کی رسم ادا کیجاتی ہے۔ سلامی دیجاتی ہے اور اوسی شب مین واپسی ہوجاتی ہے۔ دولہن کے مکان پر جب چوتھی کی رسم کے لئے دولہا پہونچ جاتا ہے تو وہان ایک دل خوش کن لڑائی قایم کرتے ہین جس مین دولہن کے عزیز و اقارب دولہا کے عزیز و اقارب کے ساتھہ منقّش کار۔ باریک چھڑیون اور پہولون سے لڑائی لڑتے ہین اور سمجھا جاتا ہے کہ یہہ درحقیقت دولہا والون کے لئے ایک مہذب سزا ہے۔ اوس مبارک قصور کی پاداش مین کہ وہ بازگشت کے دن دولہن کو اپنے ساتھہ لے گئے۔ پھر ہنسی خوشی کے ساتھہ صلح ہوجاتی ہے۔ بعض افراد خاندان نے اس رسم کو بالکل ترک کردیا ہے۔ یہہ رسم نہ ہندؤن کی شاستر مین داخل اور نہ رواج مین مسلمانان ہند کی ایجاد پائی جاتی ہے۔

دسندانہ کی رسم دسندانہ کی رسم دولہا کی سسرال سے متعلق ہے یعنے

دولہا اپنی سسرال کے گہر دولہن کے ساتہہ دس دن تک مہمان رہتا ہے اسکا وقت اختیاری ہے بعض افراد قوم چوتہی کے دوسرے دن سے اسکا آغاز کرتے ہین اور بعض کچہہ دن بعد۔ یہہ رواج ہند و شاستر مین نہین ہے اور نہ عرب وعجم مین اسکو مستحسن خیال کرتے ہین۔ بلکہ بعض ایرانی اقوام کے پاس داماد کی مہمانی سسرے کے گہر مکروہ اور ناقابل برداشت مانی گئی ہے۔ نایطیان جہرمی لقب سے اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ اہل عجم داماد کا خسر کی خدمت مین حاضر ہوکر سلام کرنا بہی پسند نہین کرتے تا بہ مہمانی چہ رسد۔

ہات برتانہ کی رسم ہات برتانہ کی رسم شادی کی آخری رسم اور نہایت پرمعنے ہے۔ اسی کو سمدھ بلاوا کہتے ہین۔ یہہ تقریب دولہا کے گہر رچائی جاتی ہے۔ دسندانہ کے کچہہ دن بعد دولہن کے والدین مع اپنے خاندانی اقربا کے دولہا کے گہر مہمان ہوتے ہین اور دولہن کو کاروبار خانہ داری کی نصیحت کرتے ہین۔ اور سامان خانہ داری کا برتاؤ سکہلاتے ہین یہی اس رسم کی وجہ تسمیہ ہے۔ خاندان کے تمام معزز افراد اناث اوسدن اپنے ہاتون مہمانی کا سامان تیار کرتے ہین۔ پوریان کچوریان مختلف قسم کی

مٹھائیان بناتے ہین اپنے اپنے کمالات پخت وپز کا نمونہ دکہلاتے ہین کوئی خاص کام اسی قسم کا دولہن کے بہی تفویض ہوتا ہے۔ سمجہا جاتا ہے کہ اس تاریخ سے دولہن کی شرم اور گوشہ نشینی کو اوس کے والدین نے گہٹا دیا۔ سمدھ ملاوا کی وجہہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہہ حقیقی سمدہیون اور سمدہنون کی ملاقات کی تقریب ہے یعنے دولہن کی والدہ دولہا کی والدہ سے ملتی ہین۔ علے ہذا دولہن کے والد دولہا کے باپ سے ملاقات کرتے ہین جسکے بعد پہر کوئی ضمیمہ رسوم شادی کا باقی نہین رہتا الا یہہ کہ ہر ایک جمعہ کو کبہی دولہا کے گہر اور کبہی اوسکے سُسرال مین صرف دولہا دولہن اور اون کے والدین کی مہمانی ہوتی رہتی ہے۔ اسکا سلسلہ عرصہ تک قایم رہتا ہے اسکا نام جمعگی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت باہمی کے بڑہانے اور ایک دوسرے کے طرز معاشرت سے واقف ہونے کا یہہ ایک عمدہ ذریعہ ہے بدینوجہ کہ سمدہیانہ کی قرابت قایم ہونے کے بعد بزرگان خاندان کی باہمی ملاقات تقریب خاص کے بغیر متعذر اور ایک دوسرے کے خلاف شان سمجہی جاتی ہے اسلئے جمعگی کے بہانہ سے باہم ملنے جلنے کا موقع دیا گیا ہے۔ ہندو شاستر سے اس رسم کا پتہ نہین چلتا۔

البتہ آٹھہ نہان (ہفتہ کا غسل) کے نام سے دولہن کی آمد و رفت اپنے والدین کے گہر قایم رہتی ہے۔ ان مواقع پر دولہا بھی اپنی سسرال کا مہمان ہوا کرتا ہے یہہ طریقہ صرف رواجی ہے نہ شاستری۔

بیوہ کے عقد ثانی کا رواج | صاحب منتخب اللباب بضمن احوال قوم نایط فرماتے ہیں

کہ اگرچہ بعد از فوت شوہر زنان جوان در مکہ متبرکہ و مدینہ منورہ و تمام روم و ایران و توران و ہمہ قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایتہ حال شوہر دیگری نمایند ولے وارثان آنہا نیز و ربعقد کفو می آرند اما در ہندوستان کہ میانِ شرفاء اسلام کہ مراد از عرب اند این عمل را قبیح و عیب دانستہ ترک روئیہ آبا و اجداد کہ موافق حکم خدا و رسول و مطابق شرع محمدی نبست نمودہ اند و ہمین است کہ بعد امتداد ایام کہ درین غربت میان کفرا توالد و تناسل واقع شد و ملاحظہ نمودند کہ از جملہ اقسام ہنود کہ تعداد آنہا انتہا ندارد۔ پنج قوم برہمن و کہتری۔ و راجپوت و بقال و کایت باشند از نجبائے کفرا اند اگر دختر شیر خوارہ را بہ عقد احدے در آرند و شوہر او در ہمان شب بمیرد باز بہ نکاح دیگر در نمی آرند چون شرفاء قوم ہا با اشراف ہر دیار ہم چشمی بمیان می آید بہ تقاضائے غیرت کہ ما از چہ رو

کم تر از ین جماعہ باشیم طبیعت این رسم را سرمایۂ آبرو و عزت و نشان

شرافت و نجابت دانستہ ترک روئیہ بزرگان سلف نمودہ اند۔ این طریقہ

عقلاً و شرعاً محمود نیست و درین ضمن مفسدہ بسیار حاصل می گردد کہ توضیح

آن نپرداختن اولے الخ۔

قوم کے بعض خاندانون نے نہایت آہستگی کے ساتھہ اس طریقہ کو ترک

کرنا شروع کر دیا ہے۔ اصل یہہ ہے کہ ہندوستان مین قوم ہنود کے

بعض فرقون نے بہی بیوہ کے عقد ثانی پر توجہ کی ہے۔ آثار سے اسبات

کی امید ہو چلی ہے کہ نہ صرف اس قوم مین بلکہ عموماً اہل اسلام اور ہنود

کے تمام فرقون مین اسی صدی کے آخر تک بیوہ کے عقد ثانی کا رواج

ایک حد تک قایم ہو جاویگا۔ مسلمانون کے متعدد علما اور ہنود کے

اکثر سبہاؤن نے اس ترمیم کے متعلق متعدد تصانیف اور ارٹکلز شایع

کئے ہین اور شب و روز اس رواج کے بڑہانے اور پچھلے خیالات

کے مٹانے کی کوشش کر رہے ہین اور یہہ کوشش بہ نسبت موجودہ

زمانہ کے آیندہ زمانہ مین زیادہ موثر ثابت ہوگی۔ اکبر کے زمانۂ

شہنشاہی مین جسکو اکثر رسوم و رواجات کا ماخذ خیال کیا جاتا ہے

خود اس بات کی تاکید نہی کہ بیوہ کے عقد ثانی کو نہ روکا جاوے شہنشاہان
کو اس مسئلہ مین اسقدر اصرار رہا ہے کہ وہ مخالفین عقد ثانی اور طرفدار
ستی کو حکم دے رکھا تہا کہ اگر شوہر کی موت کے بعد بیوہ کی ستی پر اصرار
ہے تو عورت کے مرنے پر بہی اوسکے شوہر کو ستی ہونا چاہیئے۔ علی ہٰذا
مخالفین عقد بیوہ کو رنڈوے کے عقد ثانی سے بہی احتراز لازم ہوگا۔ یہہ تاکید درحقیقت ایک قسم
کی تہدید تہی۔ اسی اصول نے ستی کے رواج کو مٹایا اور اسی نے اکثر
افراد قوم ہنود کو باوجود اختلاف احکام شاستر۔ بیوہ کے عقد ثانی
پر آمادہ کیا واے بحال ما۔ کہ باوجود اسکے کہ ہماری شریعت بیوہ کے
عقد ثانی کی اجازت دیتی ہے اور ہمارے شہنشاہ دین و دنیا اوسکا
حکم موکد فرما چکے ہین۔ اور موجودہ زمانہ کے دنیوی شہنشاہ اوسکی مخالفت
نہین کرتے بلکہ اون کی قوم اپنے مذہب کے حکم سے اوسی پر عمل پیرا ہے
لیکن ہم اپنی ایک ناقابل تعریف عادت پر جمے ہوے ہین۔ ہم تسلیم
کرتے ہین کہ ہمارے لئے ایک زمانہ وہ تہا جس مین ہمکو اپنے مذہب
اور احکام مذہب کا اخفا مجبوری کی وجہ سے ناگزیر تہا اور ہم اپنے
معاصرین قوم ہنود کے رسم ورواج کی پیروی مین عقد بیوہ کو نامناسب

خیال کرتے تھے اور کچھہ عرصہ کے بعد اگرچہ ہماری مجبوریان باقی نہین رہین
لیکن اس مسئلہ مین ہندو شاستر کی پیروی کو ہم نے شرفاء اہل ہنود کے
نگاہون مین اپنی شرافت کی ایک نشانی قرار دے رکھی تھی لیکن جبکہ وہ
زمانہ بھی باقی نہین رہا اور بعض اقوام ہنود اس رواج کی اصلاح مین
عملی طور پر کامیاب ہو رہے ہین اور ہماری شرافت کا انحصار کسی دوسری
قوم کے رسم و رواج کی پیروی پر باقی نہین رہا تو پھر کیسی بدقسمتی کی
بات ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے اور اپنی بھلائی
اور برائی کا اندازہ نہین کر سکتے اور اپنے ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے مبارک احکام کی خلاف ورزی کرتے ہین۔ قوم کے جن افراد
نے اس مسئلہ خاص مین سبقت کا اعزاز حاصل کیا ہے اون کو ہم اپنی
نگاہون مین ذلیل سمجھتے ہین اون کے ساتھہ اپنی اولاد کا لین دین ہمکو
ناگوار رہے۔ آفرین ہے اون مستقل مزاج معدودے چند خاندانون پر
جنھون نے مطلق ہماری پرواہ نہین کی اور اپنے آپکو تباہی اور خطرہ سے
بچایا مولف کی رائے مین اگر قوم کا بڑا حصہ اس مسئلہ پر توجہ کامل مبذول
نکرے گا تو بہت تھوڑے عرصہ مین کفو کی رہی سہی پابندی بھی رخصت

ہو جاویگی جس سے اندیشہ ہے کہ قوم کو نقصان پہونچے پس علماء قوم اور سربرآوردہ افراد کو خصوصیت کے ساتھہ اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے جنکی بزرگی اور وجاہت کے اثر سے ہر طرح پر کامیابی کی توقع ہے

ب - متفرق رواجات قوم کے متعلق

عیادت اور تعزیت کا رواج اس قوم مین ابتک یہہ رواج جاری ہے کہ عیادت اور تعزیت مین افراد قوم نہایت ہمدردی کرتے ہین عموماً یہہ دستور ہے کہ جب کبھی بیمار کی خبر گیری کے لئے اہل قوم کی زنانہ سواریان کرایہ کی گاڑیون مین آتی ہین تو آمد کا کرایہ اخلاقاً صاحب مکان کے جانب سے ادا ہوتا ہے - لیکن یہہ طریقہ تعزیت مین مروج نہین ہے قوم اور خاندان کے اکثر افراد بیمار کی خدمت یا غم رسیدے کی دل جوئی اور تسکین کے لئے دو چار دن تک اوسکے پاس رہ جاتے ہین اور یہہ رواج خصوصیت اور قرب قرابت کے ساتھہ مخصوص ہے جس مکان مین رحلت کا سانحہ گذرا ہے اوسکے لئے اہل خاندان باری باری سے کئی روز تک سادہ طریقہ پر روٹی بھیجا کرتے ہین اور سب سے زیادہ قابل تعریف دستور یہہ ہے کہ سامان تجہیز و تکفین مین ساری قوم علی

امداد پر آمادہ ہوجاتی ہے اہل قوم - میت کے غسل - جنازہ کے لے چلنے - اور دفن کی امداد مین غیر اشخاص یا غسالان اجیر کی شرکت کو پسند نہین کرتے بلکہ خود اپنے ہاتون نہایت سلیقہ کے ساتھہ ہر ایک کام کو انجام دیتے ہین فاتحہ اور درودخوانی - ختم کلام مجید مین افراد قوم کی شرکت سے نہایت مدد ملتی ہے - امیر و غریب علی قدر مراتب ان ضروریات مین مستعد نظر آتے ہین -

متفرق تقاریب تہنیت کا رواج

متفرق تقاریب تہنیت مین جنکی تفصیل ذیل مین بیان ہوئی ہے قوم کے اکثر افراد مدعو ہوتے ہین - بعض افراد خاندان کے تقاریب مین جن کی دعوت کا دسترخوان وسیع نہین ہوتا مبارکباد کے حیلے سے افراد قوم کا گزر وقت بوقت ہوتا رہتا ہے - ہر ایک تقریب مین صاحب تقریب کی گلپوشی کی رسم لازمی ہے جس مین افراد قوم اپنے رتبہ اور قرب قرابت اور خصوصیات کے مطابق ایک رقم معینہ - صاحب تقریب کے ہاتھہ مین رکھدیتے ہین جس کا نام قومی اصطلاح مین بے سودی قرضہ ہے - قوم کا عام خیال یہہ ہے کہ اس قرضہ کے ادای کا وقت او سوقت آتا ہے جبکہ دینے والے کے گہر

کوئی ایسی ہی تقریب قایم ہو۔ اکثر افراد قوم نے اس لین دین کے طریقہ کو مکروہ سمجھکر مٹا دیا ہے۔ مولف کی رائے مین یہہ طریقہ برا نہین ہے قوم کے کم ثروت افراد کے ساتھہ متمول افراد کو مدد دینے کا عمدہ حیلہ ہے اور یہہ رواج قابل تعریف ہے کہ حاضرین جلسہ سے اکثر مہمانان قوم جن کو اوس خاندان سے کم خصوصیت ہے جس مین تقریب قایم ہے اس طریقہ کی پابندی نہین کرتے اور بعض اہل خاندان اور قرابت قریبہ رکھنے والے غریب افراد بھی اس طریقہ مین شریک نہ ہونے کی وجہ سے ذلیل نہین سمجھے جاتے۔ بعض غیر متمول افراد صرف نچھاور پر قناعت کرتے ہین جسکا نام رختنی ہے۔ یہہ لفظ نچھاور کے معنون مین مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ رخت افگندن سے بنایا گیا ہو۔ جسکے اصطلاحی معنے زبان فارسی مین عاجز آمدن کے ہین اگر فی الحقیقت یہہ لفظ اسی مصدر سے بنایا گیا ہو تو خود نچھاور کرنے والون نے اپنی مجبوری اور انکسار کے لحاظ سے اسکو بنایا ہوگا لیکن اگر یہہ لفظ رخت سے بنایا گیا ہو تو کسی قدر معنے ٹہیک ہوتے ہین۔ رخت زبان فارسی کا لفظ ہے اردو مین لوازمہ کے معنون مین بھی اوسکا استعمال ہے بدینوجہ کہ نچھاور کا طریقہ تقریب تہنیت کا لوازمہ ہے اوسکو رختنی سے موسوم

کرسکتے ہین -

(الف) چوماسا - یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنے برشکال کے ہین اصطلاحاً اوس تقریب کا نام ہے جو چار مہینہ کے حمل کے بعد رچائی جاتی ہے - عورتون کا مقولہ ہے کہ ابتدائی چار مہینہ ٹہنڈے ٹہنڈے گذر جاتے ہین جسکے اختتام پر خوشی منائی جاتی ہے - ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اس تقریب کا نام چوماسا رکہا گیا ہو - اس کا رواج ہندؤن مین ہے نہین قوم نایط کے اہل خاندان اس تقریب مین جمع ہوتے ہین اور حاملہ کی گلپوشی کی رسم ادا کرتے ہین - تکلف کے ساتہہ مہمانی ہوتی ہے -

(ب) ستوانسا - یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے حمل کی ایک رسم کا نام ہے جو اکثر پہلی زچگی مین برتی جاتی ہے - جس مین حاملہ کے میکے سے حاملہ کے لئے جوڑا - مسی - عطر - پہلیل - کنگی - جوتی - پہولون کا گہنا - مہندی - چاندی کی نہرنی اور کٹوری بہیجی جاتی ہے - تقریب کے دن قوم کی مہمانی اور حاملہ کی گلپوشی لازمی ہے - اس تقریب مین حاملہ کا گود میوے سے بہرا جاتا ہے اور پہر وہ میوہ اہل خاندان پر تقسیم ہوتا ہے اسکو گود بہرائی کی رسم بہی کہتے ہین - حاملہ کو دولہن بنا کر اوسکی گود مین سات قسم کا میوہ -

سات قسم کی ترکاریان۔ سات پان اور سات روپلے ایک کپڑے مین باندھکر رکھتے
ہین۔ بزرگان خاندان دعا دیتے ہین کہ اس حاملہ کی گود ہمیشہ اولاد سے
بھری پُری رہے۔ میوہ مین ناریل کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر ناریل
کے اندر سے گلا ہوا کھوپرا نکلا تو بیٹے کی فال ہے۔ اگر اچھا کھوپرا نکلا تو بیٹی
ہونے کی علامت کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎
آج دروازہ پہ نوبت جو دہری جاتی ہے ٭ میری کوکا کی اجی گود بھری جاتی ہے
مذہب ہنود مین ستواسے کی رسم شاستر کے احکام مین داخل ہے۔ رسمی
پوجا کے وقت پجاری حاملہ سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہین۔ وہ
جواب دیتی ہین کہ پُم ساونم یعنے لڑکے کی پیدایش۔ شاستر مین اس رسم
کا نام پُم سادنم ہے۔ اور یہی اوسکی وجہ تسمیہ ہے۔ یہہ زبان سنسکرت
کے الفاظ ہین۔ بعض خاندان قوم نوایط نے اس رسم کو قطعًا ترک کردیا ہے

(ج) نوماسا۔ یہہ زبان ہندی کا عام محاورہ ہے قوم نایط نے بھی
حمل کے نوین مہینہ کی تقریب کو اس نام سے موسوم کرلیا ہے۔ یہہ
تقریب آغاز ماہ نہم مین سرانجام پاتی ہے۔ اسکی بنیاد بھی ہندو شاستر
سے ہے جس کا نام سنسکرت مین سیمونتونیئم ہے جس کے معنے حاملہ کی

مانگ مین اوسکے شوہر کے ہاتہہ سے گہانس لگانے کے ہین یعنے حمل کے نوین
مہینہ مین حاملہ کا شوہر خود پوجا کرتا ہے اور اپنے ہات سے حاملہ کی مانگ
مین گہانس کے تنکے جماتا ہے اور یہہ سرسبزی کا شگون سمجہا جاتا ہے۔ قوم
نوایط مین نو ماسے کی رسم مین صرف اہل خاندان کی مہمانی اور حاملہ کی
گلپوشی ہوا کرتی ہے۔

(د) **بانگ کا گڑ** ۔ یہہ روز ولادت کی رسم ہے۔ بمجرد ولادت
اذان دیجاتی ہے اور موذن کا منہہ گڑ سے میٹہا کرتے ہین اور اوسیکے ساتہہ
تمام افراد قوم پر گڑ کے حصے تقسیم ہوتے ہین۔ جس سے اعلان ولادت
مقصود ہے۔ بانگ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنے آواز۔ صدا۔ اذان۔
گڑ زبان ہندی مین قند سیاہ کو کہتے ہین۔ متمول خاندانون نے بہی گڑہی
کی تقسیم کا طریقہ جاری رکہا ہے مصری یا بتاسون کی تقسیم اس موقع پر
نہین کیجاتی۔ قوم کے ایک بزرگ نے اسکی نسبت اپنا یہہ خیال ظاہر کیا
کہ گڑ کی تخصیص یا تو اسلئے ہے کہ بہت ارزان چیز ہے جو غربا٫ قوم بہی
اسکو تقسیم کر سکتے ہین یا اسوجہ سے کہ پرانے لوگ اور متقی افراد قند یا شکر
کو اسلئے کراہت کی نظر سے دیکہتے ہین کہ اوسکی تیاری مین ہڈی سے

کام لیا جاتا ہے۔ یا یہہ کہ دیہاتی مقامات پر گذشتہ زمانہ مین قند و نبات کا میسر آنا خالی از دشواری نہ تہا۔ آج کل بہی راجایان قوم ہنود و امرائے صاحب تقوی عمدہ قسم کے گڑ کو قند و نبات پر ترجیح دیتے ہین۔ بعض خاندانی دفاتر سے پتہ چلتا ہے کہ اس رسم کی ابتدا ۱۰۵۰ ہجری مین ہوئی۔ فی زماننا قوم نوایط کے اکثر خاندان اس رسم کی پابندی نہین کرتے۔

(۵) چھٹی۔ یہہ تقریب ولادت سے چھٹے دن کی جاتی ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔ یعنی چھہ سے نسبت رکھنے والی تقریب۔ جس مین مہمان جمع ہوتے ہین۔ زچا کے میکے سے اس تقریب مین۔ جوڑا۔ کچھڑی طشت چوکی اور کہلونے زچا کے گھر بہیجی جاتی ہین۔

(۶) منڈن۔ یعنی سر مونڈی کی تقریب جس سے عقیقہ مراد ہے منڈن ہندی محاورہ مین بولا جاتا ہے۔ عقیقہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے موی شکم کے ہین یعنے وہ بال جو بچے کے سر پر وضع حمل سے پہلے مانکے پیٹ مین پیدا ہو جاتے ہین۔ وضع حمل سے ۷ دن بعد اس تقریب کا وقت ہے جس مین مولود کے سر کے بالون کی ہم وزن چاندی حجام کو دیجاتی ہے۔ اور بکرے ذبح کئے جاتے ہین بیٹے کے لئے دو۔ اور

بیٹی کے لئے ایک بصفات معینہ ذبح کرنے کا حکم ہے۔ یہہ مسلمانونکی مذہبی رسم ہے۔ اس ذبیحہ سے یہہ مقصود ہوتا ہے کہ بچہ کے بالون کے عوض بال۔ گوشت کے عوض گوشت۔ پوست کے عوض پوست علیٰ ہذا تمام جسم کی چیزون کے بدلے تمام چیزون کا صدقہ دیا جاوے تاکہ بچہ آفات دنیوی سے محفوظ رہے اس تقریب مین اہل خاندان کی دعوت ہوتی ہے۔ حصے تقسیم کئے جاتے ہین۔

(ز) **نام رکھائی**۔ جس کو تسمیہ کی تقریب بہی کہتے ہین۔ بعض افراد قوم عقیقہ ہی مین اس تقریب کو سرانجام دیتے ہین اور بعض افراد روز ولادت سے گیارہوین دن کسی ایک بزرگ قوم کے ذریعہ سے وہ نام بچہ کے کان مین کہدیا جاتا ہے جس سے اوسکو موسوم کرنا مقصود ہو اس تقریب مین مہمانی کا طریقہ نہین ہے۔ بلکہ نام کے تباسے یا نام کی مصری اہل خاندان کے گہر بہیجدی جاتی ہے تباشا یا تباسے کے لغوی معنے حباب کے ہین ہندی بول چال مین تباشا یا تباسا اوس مٹھائی کا نام ہے جو بشکل حباب۔ ہوا بہر کر بنائی جاتی ہے۔

(ح) **چہلہ**۔ یہہ زبان فارسی کے لفظ چہل سے بنایا گیا ہے

ہندی بول چال مین چلہ یا چہلّہ زچہ کے اوس غسل کو کہتے ہین جو زچگی سے چالیسوین دن دیا جاتا ہے یہی اوس کی وجہ تسمیہ ہے۔ جس مین مہمانی کے سوا زچہ اور اوسکے شوہر کو پہول پہناتے ہین۔ رسم کے وقت بچہ اوسکی مان کی گودی مین ہوتا ہے۔ دادی اور نانی کے جانب سے بچہ کو جوڑا گہوارہ عنایت ہوتا ہے۔ بچہ کے دادا اپنی بہو کو اور نانا اپنے داماد کو جوڑا عطا فرماتے ہین۔ فقرا کو خیرات تقسیم کیجاتی ہے۔

(ط) جہولے کی تقریب۔ چہلہ کے بعد جہولے کی رسم منائی جاتی ہے یعنے بچہ کو جہولے مین سُلاتے ہین اور لوریان گاتے ہین۔ اہلِ خاندان کی مہمانی ہوتی ہے۔ لوری زبان ہندی کا لفظ ہے۔ لار یعنے لاڑ سے بنا یا گیا ہے۔ اون سریلے اور پیارے الفاظ کا نام لوری ہے جو بچّے کے بہلانے کے لئے گیت کے طور پر دہیمے سرون مین گائے جاتے ہین۔ ایک اہل زبان نے لکھا ہے۔ ؎

آجاری نندیا تو آکیون نہ جا ⁂ میرے بالے کی آنکھون مین گھل مِلجا
آتی ہون بیوی آتی ہون ⁂ دو چار بالے کھلاتی ہون

(ی) چٹانا۔ یہہ اسی قوم کا محاورہ ہے۔ چٹانا اوس تقریب

کا نام ہے جو بچے کے چار مہینہ کی عمر مین سرانجام دیجاتی ہے۔ جس مین فیرنی یا چاول یا اور کسی قسم کے اناج کو جو دودہ مین پکا ہوا ہو بچہ کو چٹواتے ہین اہل خاندان اور قوم کی اوسدن ضیافت ہوتی ہے جسمین کہیر پوریون کا دسترخوان پر ہونا لازمی ہے۔ بعض اقربا ر قوم بلحاظ خصوصیات اپنے جانب سے بچہ کو کُرتہ۔ ٹوپی عنایت کرتے ہین اور بعض کہیر اور پوریونکا تحفہ اپنے ساتھہ لاتے ہین۔

(ک) سالگرہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ سالگرہ سے وہ کلاؤہ مراد ہے جسمین بچے کی عمر یاد رہنے کے لئے سال بسال اوسکی ولادت کی تاریخ مین گرہ لگاتے جاتے ہین۔ اسی کا نام جنم دن۔ رشتہ عمر۔ برس گانٹہ ہے۔ یہہ اہل عجم کی رسم ہے جسکو قوم نایط نے اختیار کیا ہے۔ غنی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

گشت چون رشتہ عمرم کوتاہ		معنی سالگرہ فہمیدم

فارسیون نے سالگرہ کو تسبیح سال سے بہی موسوم کیا ہے۔ صاحب شیرازی نے کہا ہے۔ ؎

چہ حاجت است بہ تسبیح سالِ عمر مرا ؛ کہ میشود بہ یک انگشت این حساب تمام

قوم نوائط کے پاس یہہ رسم نہایت مبارک رسم ہے جس مین غربا کو خیرات تقسیم کیجاتی ہے کہانا کہلایا جاتا ہے بزرگان خاندان نہایت خضوع وخشوع کے ساتہہ سجدۂ شکرانہ ادا کرتے ہین اور صاحب تقریب کے لئے بارگاہ ایزدی مین دعا فرماتے ہین۔

(ل) **دودڑہائی** ۔جسکو دودچہڑائی بہی کہتے ہین یہہ رسم بچہ کے ایک یا ڈیڑ سال کی عمر مین ادا کیجاتی ہے۔جس مین اہل قوم کی ضیافت اور اہل خاندان کی مہمانی ہوتی ہے اسی مین مختلف قسم کی مٹہائیان کمسن بچون کو تقسیم کرتے ہین فقرا کو شیر برنج کہلواتے ہین۔بچہ کی اناّ کو نیا لباس اور انعام دیا جاتا ہے۔آناّ۔زبان ترکی کا لفظ ہے۔اناّ کے معنی ترکی بول چال مین مادر کے ہین دودہ پلانے والی عورت کو اناّ بولتے ہین۔یہہ لفظ آنا سے بنایا گیا ہے۔اناّ کے اوس بچہ کو جس کی رضاعت بچہ کے ساتہہ قایم ہے۔بچے کا کوئی ایک قیمتی لباس دیا جاتا ہے۔اور وہ بچے کا کوکہ کہلاتا ہے۔کوکہ بہی زبان ترکی کا لفظ ہے

(م) **مکتب** ۔عربی زبان کا لفظ ہے بمعنے پڑہنے کی جگہہ۔مدرسہ اسی کو بعض اہل قوم نے بسم اللہ خوانی کہا ہے ۔بدینوجہ کہ اس تقریب

کے بعد بچہ کی تعلیم اور مکتب نشینی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رسم کو رسم
مکتب کہنا نادرست نہین ہے۔ یہہ ایک مذہبی رسم ہے۔ جب بچے
کا سن چار سال چار مہینہ۔ چار دن کا ہوتا ہے تو اوسوقت اس تقریب
کا وقت آتا ہے۔ یہہ تقریب اور تقاریب کے مقابلہ مین بڑی بہاری تقریب
ہے بعض افراد قوم چار دن تک اسکی خوشی مناتے ہین۔ گلپوشی کے
دن افراد خاندان و قوم کی مہمانی ہوتی ہے بچہ کو پُرتکلف لباس پہناتے
ہین۔ امیر قوم یا قوم کا عالم یا خاندان کے بزرگ۔ بچے کی زبان سے
بسم اللہ اور اقراء کا لفظ یا اقراء کا کامل سورہ پڑہاتے ہین۔
اس رسم کے ادا کرتے وقت بچے کے دونون ہات دو لڈو پر رکھتے ہین
لڈو زبان ہندی کا لفظ ایک قسم کی مٹھائی کا نام ہے جو بیسن یا مونگ
کے آٹے وغیرہ سے مدور شکل پر بنائی جاتی ہے۔ مولف کو اچھی طرح
یاد ہے کہ وہ اپنے مکتب کی رسم مین اپنے نانا جان کے حکم کی تعمیل اچھی طرح نہ
سورۃ اقراء کے پڑہنے کے وقت انہین لڈون کی خوشی مین کی تہی اور
مجہہ سے وعدہ کیا گیا تہا کہ حکم کی تعمیل اچھی طرح پر کیجاویگی تو ایک
سالم لڈو مجھکو دیدیا جاویگا۔ الحاصل ادائے رسم کے بعد وہ مٹھائی

اہل خاندان پر تقسیم کردیجاتی ہے۔

دن) کان۔ ناک چھدائی۔ لڑکیون کے لئے پانچ سال کی عمر کے بعد اس تقریب کا رواج ہے جس مین میوے کی تقسیم اہل خاندان اور اہل قوم پر کی جاتی ہے یہہ رواج زیورات کے استعمال کے لئے قایم ہوا ہے اردو محاورہ مین اسکو کان بیدنا کہتے ہین۔ بلاد عرب وعجم مین اسکا رواج بہت کم ہے۔ ہندوستان اور خصوصًا مدراس اور ملیبار مین غالبًا ہندوؤن سے اس کا سبق ملا ہے۔ قوم نوایط کے لڑکیون کے لئے نتھنے کا سوراخ بضرورت استعمال زیور (نتھہ) لازمی ہے۔ نتھہ زبان ہندی مین اوس نقروی یا طلائی حلقہ کا نام ہے جو سُہاگنین پہنا کرتی ہین۔ اِس زیور کا استعمال قوم نوایط مین جلوہ کے دن دولہن کے لئے نہایت ضروریات سے ہے۔ اور یہہ بات ضروری سمجھی گئی ہے کہ نتھہ کا زیور دولہا کے طرف سے بہیجا جاوے۔ عورتین اِسکو سہاگ کی علامت خیال کرتی ہین۔ بیواؤن کو اسکے استعمال کی اجازت نہین ہے۔ اسی طرح بناگوش کا سوراخ اودراج یا چاند بالیان۔ یا کرن پہول کے لئے مخصوص ہے۔ یہہ تینون نام مرصع زیورات کے ہین علی ہذا کان کے سرے کا

سوراخ بجھنے یا بگڑ و ن کے لئے وضع ہوا ہے۔ یہہ دو نون موتیون کے زیور ہین کان کے کنار و ن پر جو سوراخ کئے جاتے ہین وہ پہول بالیو نکے لئے کام مین لائے جاتے ہین یہہ ایک ہلکا ساز یور ہی جو غربا مین اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔

(س) ختنہ۔ یہہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو ارد و مین سنت کہتے ہین اسکی تقریب دو وقتون مین رائج ہے۔ (۱) ختنہ کے دن جس مین صرف اہل قرابت قریبہ جمع ہوتے ہین جن پر بتاشون اور پان کی تقسیم ہوتی ہے۔ (۲) گلپوشی کے دن بہت بہاری مہمانی ہوتی ہے جس مین افراد قوم مدعو ہوتے ہین یہہ مسلمانون کی مذہبی رسم ہی تقاریب متذکرۂ بالا مین جو حصے تقسیم ہوتے ہین اون مین چینی کی رکابیون کا استعمال ہوا ہو تو خاص کر اون رکابیون مین جن مین مٹھائیان یا مصری یا گڑ کی تقسیم ہوئی ہے اہل خاندان حصہ کو لے لینے کے بعد نقد رقم رکھہ دیتے ہین جسکی تعداد کم سے کم ایک روپیہ مقرر ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ۔ لیکن اگر چینی کی رکابیون کے عوض مٹی کی صحنکون کا استعمال کیا گیا یا چینی ہی کی رکابیون کی نسبت کہدیا گیا کہ وہ رکابیان بہی حصہ مین داخل اور ناقابل واپسی ہین تو پہر کوئی نقدی

سلوک نہین کیا جاتا۔ لیکن یہہ طریقہ لازمی نہین ہے تخصیصات قرابت
کے لحاظ سے مرعی ہے بعض متمول افراد خاندان کو غربا خاندان کی
تقاریب مین اون کے ساتھہ سلوک کرنے کا عمدہ بہانہ ہے فی زماننا
اکثر خاندانون نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے مولف کی رائے مین یہہ
طریقہ برا نہین ہے۔ مولف اس مین کسی ترمیم کی ضرورت نہین خیال کرتا

نہاوا یا الایچی کی رسم

ہر ایک تقریب مین قوم کی بی بیون کو مدعو
کرنے کے دو طریقے ہین اکثر افراد قوم اپنے عزیزون سے کسی ایک
بی بی کو پیام دعوت کے ساتھہ روانہ کرتے ہین۔ اسی طریقہ کا نام
نہاوا ہے۔ یہہ طریقہ مدراس پریسیڈنسی مین عموماً جاری ہے اور ملکون
مین کم۔ ملیباری زبان مین نہوسے کی معنی انکار کے ہین۔ نہاوا لفظ
انکار کے معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ یعنے جب داعی کے جانب سے اوسکا
ایک عزیز دعوت پہونچانے کے لئے خود حاضر ہوتا ہے تو اخلاقاً
قبول دعوت سے انکار نہین کیا جاتا اور قوم کی اون بی بیون کو جنکو
داعی کے مکان پر کسی تقریب مین شریک ہونے کا اتفاق نہین ہوا ہے
یہہ عذر بھی باقی نہین رہتا کہ جدید طریقہ آمد و رفت کا کیونکر جاری ہو،

اسلئے کہ جب داعی یا اوس کے قایم مقام قرابت دار نے مدعو کے
گھر آنے کی تکلیف گوارا کی ہے تو مدعو نہایت خوشی کے ساتھہ داعی کے
گھر جانے کے لئے امادہ ہو جاتا ہے کم مقدرت افراد قوم کے دل سے
یہہ خیال بالکل مٹ جاتا ہے کہ متمول داعی کو غریب مدعو کے گھر کسی خیر یا شر
تقریب مین شریک ہونے مین تامل ہو۔ بعض خاندانون مین اسی کا نام
بلاؤا ہے اور اسکے معنے ظاہر ہین۔ قوم کے بعض افراد صرف الائچی بھیجکر یا
بلاوے کا مقصد پورا کرتے ہین۔ اس طرح پر کہ خوبصورت کاغذی ڈبیاؤن
مین مصری اور الائچی کے چند دانے رکھے جاتے ہین اور اون پر مدعو کا
نام لکھکر ایک خوبصورت خوان کے ذریعہ سے وہ ڈبیائین گھر گھر روانہ
ہوتی ہین۔ ہمراہی خدمتی یعنی ماما اون ڈبیاؤنکی تقسیم کرتی ہے اور دعوت
کی تاریخ اور وقت سے مطلع کرجاتی ہے۔ معذرت یا اقبال کا زبانی جواب
اوسی کو دیا جاتا ہے اس طریقہ کا رواج حیدرآباد مین زیادہ ہے جہانکی
عورتین اور ملکون کے مقابلہ مین سادگی کو زیادہ پسند کرتی ہین اور
اقربا قوم کے ساتھہ زیادہ ملنسار ہین۔ بعض خاندانون نے آجکل یہ
طریقہ جاری کیا ہے کہ وہ بی بیون کے جانب سے مدعو بی بیون کے نام

دعوتی رقعے جاری کرتے ہین۔ مولف کی راے مین اس طریقہ کو الاچی کے طریقہ پر ترجیح ہے اسلئے کہ تاریخ و وقت دعوت سے ہر ایک مدعو کو تحریراً اطلاع ہو جاتی ہے۔ جسکے جواب مین وہ معذرت یا قبول دعوت کی اطلاع دیتا ہے۔ اس مفید ترمیم کو لڑکیون کی تعلیم سے بہت بڑا تعلق ہے۔ الاچی کا دستورا اور ماما کے ذریعہ سے تاریخ اور وقت کی زبانی اطلاع غالباً اسلئے پسند کی گئی تہی کہ داعیون اور مدعوون مین بہت کم افراد لکہنے پڑہنے کے عادی تہے بدین وجہ کہ زمانہ حال مین تعلیم اناث کے جانب قوم نایط زیادہ متوجہ ہے غالباً یہہ ترمیم اوسی کا لازمی نتیجہ ہے۔

نیوتہ کا رواج نیوتہ زبان ہندی کے محاورہ کا لفظ نہین ہے بلکہ بگڑی ہوی ہندی کا لفظ ہے جسکے معنے تحفہ کے ہین۔ مرہٹی زبان مین بہی یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ ترکون نے اس کا نام سوغات رکہا ہے۔ حیدرآباد مین اسکو منجا کہتے ہین۔ منجے کی اصلی معنے کے لحاظ سے جسکو مولف نے اسی باب کے فصل اول مین بیان کیا ہے منجے کا لفظ نیوتہ کے ہم معنے نہین ہے غلط العوام مین داخل ہے۔ نیوتہ سے وہ رواج مقصود ہے جو شادی یا

اور کسی تقریب تہنیت مین اہلِ خاندان یا افراد قوم کے جانب سے
مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے یعنے اہلِ قوم اپنے خصوصیات قرابت
اور تعلقات محبت کے لحاظ سے صاحب تقریب کے لئے جوڑا یا شیر خوارون
کے تقاریب مین جھولا ۔ بہایت تکلف کے ساتھہ لے جاتے ہین متمول
افراد اپنے حوصلہ اور مقدرت کے مطابق زیورات ۔ میوہ ۔ عطر ۔
پھول پان وغیرہ بھی نیوتہ مین شامل رکھتے ہین ۔ بعض تصانیف سے
اسکا پتہ چلتا ہے کہ یہہ طریقہ ترکون مین جاری ہے یعنے صاحب تقریب
کے احباب اور اقرباءِ خاص اپنے مکانون مین ضیافت کرتے ہین
اور وہ ضیافت کسی محب یا عزیز کی شادی یا اور کسی تقریب کی خوشی
کے ساتھہ موسوم ہوتی ہے ۔ قوم نوایط کے اکثر خاندانون نے اس کو
ترک کیا ہے بعض متمول افراد قوم نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ
ایسے مواقع پر اپنے عزیز یا قومی محب کی خاطر ایک رقم معینہ کسی اسلامی
کالج یا بیت المعذورین کے پاس بھیجدیتے ہین اور ظاہر کردیتے ہین
کہ فلان دوست یا عزیز کی کامیابی کی مسرت مین ہم نے یہہ رقم بھیجدی
ہے ۔ ماشا اللہ کیا اچھا نیوتہ ہے جسکی نسبت کامیاب دوست اور

عزیز بہی شکر گذار رہتا ہے اور مستحقین قوم و مذہب بہی اوس سے متمتع ہوتے ہین۔ مولف اپنے مقلب القلوب سے التجا کرتا ہے کہ قوم کے تمام افراد کو ایسے عمدہ اور شایستہ تزیینات کی توفیق عطا کرے۔

باجون اور قوالی کا رواج جملہ اقسام تقاریب مین نوبت۔ نقارہ۔ روشن چوکی۔ طاسا مرفہ۔ انگریزی بینڈ اور قوالی کا رواج ہے۔ زنانہ مکان مین میراثنین طبلہ کے ساتہہ گاتی ہین۔ ہر ایک رسم کے لئے مخصوص اشعار دوہرے اور ٹہمریان گائی جاتی ہین۔ قوم کا بڑا حصہ تقاریب تہنیت مین ان چیزون کا پابند ہے۔ وہ تقریب تقریب نہین سمجہی جاتی جس مین انکی شرکت نہو۔ نوبت اور روشن چوکی کے لئے ایک بلند مقام دروازہ مکان پر بنایا جاتا ہے۔ اور پنج وقتہ یعنے صبح مین پہردن چڑہے۔ دوپہر سہ پہر اور شام۔ دو پہر رات مین نوبت اور روشن چوکی بجا کرتی ہے بدین وجہ کہ پادشاہون کے دولت خانہ پر پنج وقتہ نوبت اور روشن چوکی بجنے کا دستور ہے۔ نوشاہ کے شادی خانہ پر بہی اوسکی نقل اوتاری گئی ہے۔ اور اسی کے ساتہہ تقریب کی شہرت کے لئے یہہ ایک عمدہ ذریعہ سمجہا گیا ہے۔ طاسا مرفہ براتون کی ہمراہی کے لئے تیار رہتا ہے

متمول افراد قوم براتون کے ساتھہ روشن چوکی اور انگریزی بینڈ بھی رکھتے ہین ہاتیون یا گاڑیون پر نوبت بھی ساتھہ رہتی ہے۔ بعض خاندانو نے ان لغویات کو ممنوعات مذہب اسلام سے قرار دیکر ترک کردیا ہے اور مصارف بے نتیجہ سے سبکدوشی حاصل کی ہے۔ وہ ضیافت کے دن مکان مین پر تکلف روشنی کرتے ہین۔ قوم کے علاوہ احباب دیگر اقوام کو بھی بلاتے ہین جن کے ساتھہ پھول۔ پان۔ عطر۔ مصری۔ بادام کی مدارات ہوتی ہے۔ سچ یہہ ہے کہ شہرت تقریب کا مقصد جس شائستگی کے ساتھہ اس طریقہ سے حاصل ہوتا ہے اوسکو طریقہ اول الذکر پر ترجیح ہے۔ یہہ طریقہ ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے اور اوسکو نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ خیال کرنا چاہیئے۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ ہمو کے ایک عنایت فرما کسی مرض مہلک مین مبتلا ہوے جن کا علاج نہایت احتیاط کے ساتھہ کیا جا رہا تھا اتفاقاً اوسی علالت کے زمانہ مین ہمسایہ مین شادی رچائی گئی نیچو قتہ نوبت نقارہ روشن چوکی۔ بینڈ کی دہوم دہام ہونے لگی۔ صاحب تقریب اپنے قواعد شادی کے لحاظ سے ان تکلفات پر مجبور تھے جس سے ہمارے بیمار کی جان سخت عذاب مین مبتلا

ہوئی منتوم دواؤن کے ذریعہ سے بیمار کے نیند کے لئے بہت کچھہ فکرین
کی گیئین مگر ہمسایہ کی دہوم دہڑکے کیوجہ سے تمام تدبیرین بیکار ثابت
ہوئین نوبت بدینجا رسید کہ بیمار کا حال روز بروز ابتر ہونے لگا حکیمون
نے اس علاج کو مقدم قرار دیا کہ بیمار کو اوسکے مکان سے لے بہاگین
اور اسی ایک تدبیر سے اوسکو آرام ملا اس عرض مدت مین بارہا صاحب
تقریب سے التجا کی گئی کہ وہ رحم کرین اور نوبت نقارہ کو روکین مگر وہ
بیچارے مجبور تہے۔ شادی کا ملتوی ہونا ناممکن تہا۔ اور شادیانہ
کا سکوت امر محال۔ اگرچہ صاحب تقریب قوم نایط سے نہ تہے لیکن اگر ہوتے
بہی تو اون کی مجبوری کا اندازہ خود ہم کرسکتے تہے۔ خیال کرنے کی
بات ہے کہ بیمار کے لئے اوسکے ذاتی مکان اور اوسکے آسایش کا چہوڑنا
اور دوسرے مقام پر منتقل کیا جانا کچہہ آسان کام نہ تہا۔ ایسے وقت مین
ہماری قوم کے ایک ہمدرد بزرگ نے فرمایا کہ ناحق پریشان ہوتے ہو
تقدیر الہی پر شاکر ہوکر اسی مکان مین ٹہرے رہنا چاہئے۔ یہہ دوسرا
صدمہ تہا جس نے مولف کے دل کو ہلا دیا۔ ہمارے شارع علیہ السلام نے
ہمیشہ یہہ تاکید فرمائی ہے کہ تقدیر کے بہروسہ پر تدبیر کو ہات سے نہ دینا چاہیے

نہ دینا چاہیئے جس بات کی احتیاط ہمارے امکان مین ہے اوس سے
غفلت کرکے تقدیر پر شاکر رہنا بہت بڑی غلطی ہے۔ بر توکل زانوے
اُشتر بہ بند۔ کے معنے پر غور کرنا چاہیئے۔ قوم کے اکثر افراد اس مسئلہ مین
غلطی کرتے ہین۔ علماء قوم کو اسطرف توجہ خاص فرمانا چاہیئے۔ آمدم بر
سر مطلب۔ اون افراد قوم کی ترمیم بلاشک قابل تعریف ہے جنہون
نے دہوم دہام کی لغویت کو ترک کیا ہے اور سادگی سے کام لیا ہے
قوم کے تمام افراد کو کوشش کرنا چاہیئے کہ اس ترمیم کو قبولیت کی نگاہ
سے دیکھین اور اوسپر عمل کرین۔

رنگ کہیلنے کا رواج　مختلف رسوم تہنیت مین عموماً اور شادی کی تقریب
مین خصوصاً افراد خاندان رنگ کہیلنے کے عادی ہین روز مقررہ پر
تبدیل لباس کے ساتھہ شہاب کی پچکاریون سے رنگ کہیلا جاتا ہے
بزرگان خاندان البتہ اس رواج مین شریک نہین ہوتے۔ مولف
خیال کرتا ہے کہ غالباً ہندؤن کی ہولی سے ہم نے یہہ طریقہ سیکہا ہے
تاریخ سے البتہ اسکا پتہ چلتا ہے کہ اکبر کے زمانہ مین عید نوروز اور
ہندؤن کے تہوارون مین اہل اسلام برابر اون کا ساتھہ دیتے تہے

تعزیت کے مواقع پر شہنشاہ اکبر نے اپنی داڑھی مونچھہ کا صفایا فرمایا تہا
جن کے ساتھہ سارے درباری داڑھی مونچھہ سے ہات دہو بیٹھے تھے۔
ایک مسلمان شہنشاہ کا طرز عمل اوسکے عہد حکومت مین اوسکے پولیٹکل مقاصد
سے جیسا کچھہ رہا ہو مگر آج ہمکو کوئی ایسی مجبوری نہین ہے جو کسی ایسے
رواج کی پیروی کرین جو ہمارا مذہبی یا قومی رواج نہین ہے۔ آفرین
ہے اون افراد قوم پر جنکے پاس رنگ کھیلنے کا طریقہ مسدود ہو چکا ہے
وہ اپنی ترمیم پر اسقدر استقلال کے ساتھہ عمل کرتے ہین کہ جن خاندانون
مین رنگ کھیلا جاتا ہے وہ اونکی دعوت مین شریک نہین ہوتے۔

سُہاگ کا رواج قوم نایطہ مین شوہر دار عورت سہاگن کہلاتی ہے
سہاگن زبان ہندی کا لفظ ہے۔ سو بہاگ سے بنایا گیا ہے۔ سو کی
معنی خوش اور بہاگ بمعنی طالع۔ جب عورت کا خاوند زندہ ہے اوسکو
سُہاگن کہتے ہین۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے ؎

سرخ جوڑا جو پہنکر مرا قاتل آیا ☙ موت تو آئی مگر خوب سُہاگن آئی

سُہاگ کی تین علامتین رکھی گئی ہین (۱) گلے مین سیاہ پوت سے پرویا ہوا
لچھہ (۲) ہات مین چوڑیان (۳) لباس مین رنگینی۔ جب عورت کا

خاوند مرجاتا ہے وہ اپنے گلے سے پوتھ ہاتون سے چوڑیان اوتار دیتی ہے

اور سپید لباس پہن لیتی ہے۔ قوم کے تمام افراد اس طریقہ کے پابند ہین

بعض غربا قوم نے بحالت بیوگی سیاہ لباس کو بھی اختیار کیا ہے اکثر مالدار

بیوائین زیور کا استعمال ہات پاؤن مین بہی مگر وہ خیال کرتی ہین۔

کاجل مسی کو بھی معیوب سمجھتی ہین۔ قومی تقاریب مین اگرچہ وہ شریک

ہوتی ہین لیکن رسمی کاروبار سے الگ تہلگ رہتی ہین۔ اسلئے کہ بیوہ

کے ہاتہہ کسی رسم تہنیت کے ادا ہونے کو بدشگونی مین داخل کیا جاتا ہے

سخت نگرانی کے ساتہہ رسم و رواج کا مین سہاگنون سے کرائے جاتے ہین

بیواؤن کے ساتہہ کا یہہ برتاؤ ہم نے ہندؤن سے سیکہا ہے۔ ہندو

بیوہ بعض خاص پوجاؤن مین بروئے احکام شاستر شریک نہین ہوسکتی

اور انکی ہر ایک رسم پوجا کے ساتہہ ادا ہوتی ہے۔ پس ہندو بیوہ کا

کاروبار شادی سے کنارہ کش رہنا من وجہہ درست ٹہرا برخلاف اسکے

ہمارے مذہب نے بیوہ کا رتبہ کسی طرح سہاگن سے کم نہین قرار دیا پہر

کیا وجہ ہے کہ ہم صرف دیکہا دیکہی مقصد و معنے سے بے خبر بیواؤن کی ذلت

کو گوارا کرین۔ خوشی کی بات ہے کہ بعض روشن خیال افراد قوم نے اسکو بہی

نہین چہوڑا وہ ایسے کامون مین بیواؤن کو ترجیح دیتے ہین اور ہر قدم پر اون سے دعا لیتے ہین اور سمجہا جاتا ہے کہ بیواؤن کی دعا بہ نسبت سہاگنون کے زیادہ موثر ہے۔ اس مین کچہہ شک نہین کہ اس ترمیم کی وجہ سے بعض سن رسیدہ افراد خاندان سے سخت مقابلہ رہتا ہے تقاریب مین وہ اپنی شرکت سے معافی چاہتے اور علانیہ بول اوٹہتے ہین کہ ہماری آنکہین ان نئی باتون کو دیکہہ نہین سکتین اور ہمارا دل ایسے ترمیم سے دکہتا ہے۔ بعض وقت بزرگون کی کنارہ کشی سے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بزرگون کا شریک ہونا صاحب تقریب کے ذلت کا باعث قرار پاتا ہے لیکن بہائیو یہہ ذلت بہ نسبت اوس ذلت کے ہزار درجہ کم ہے جو بیواؤن کو نصیب ہوتی تہی۔ یہہ مشکلات صرف موجودہ طبقہ کے حصہ مین ہین جن کو استقلال کے ساتہہ برداشت کرنا چاہئیے اور یقین ماننا چاہئیے کہ تمہاری بدولت آیندہ نسلون کو ان مشکلات سے ہر طرح پر نجات حاصل رہے گی۔

زیور کا رواج۔ زیور زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی چیز۔ رقم۔ گہنا آرایش۔ قوم نایط مین صرف گہنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ مرصع ہو

یا طلائی یا نقروی۔ قوم نوایط مین زیور کا رواج غالباً ورود ہندوستان
کے بعد قایم ہوا ممالک عرب مین بہت کم رواج ہے۔ بعض زیورات
کے استعمال کا طریقہ ہندؤن سے سیکہا گیا ہے جیسا کہ بعض نامون سے
معلوم ہوتا ہے۔ افراد قوم زیورات کو مکان یا دیگر سامان ضروری
پر ترجیح دیتے ہین اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ زیورات کا استعمال اعزاز
کی نشانی ہے۔ بی بیون کے زیور کی تکمیل سے پہلے اپنے سرمایہ کو کسی
دوسرے کام مین صرف کرنا یا جمع رکہنا عموماً ناپسند ہے۔ استعمال زیور
مین بعض خاص قواعد اس قوم نے مقرر کر لئے ہین مثلاً مدراس پریسیڈنسی
مین غرباء قوم کی بی بیان خالی پاؤن رہنا پسند کرتی ہین مگر نقروی زیور
کا استعمال اونکو نہین بہاتا۔ دیگر ممالک مین پاؤن کے لئے نقروی زیور
کا رواج بہی ہوچکا ہے علیٰ ہذا کان اور گلے کے لئے مرصع زیور مخصوص ہے
جہوٹے نگینون کے استعمال پر ترکِ زیور کو ترجیح دیجاتی ہے۔
لڑکیون کی شادی مین بعض زیورات کو قوم نے دولہا سے مخصوص
کر دیا ہے۔ یعنے دولہا ہی کے جانب ہی سے وہ دولہن کو عطا ہوتے ہین
غریب سے غریب افراد بہی اپنی لڑکی کو گلے کا کچہہ دینا ضروری خیال

کرتے ہین مالدار تو مالدار رہی ہین لیکن متوسط افراد قوم کے پاس بھی یہہ بات ضروریات مین داخل ہے کہ اپنی لڑکی کو اوسکے سامان جہیز مین کم سے کم کان۔ گلا۔ ہات۔ پاؤن کا ایک ایک زیور دیا جاوے جن بی بیون کے متعدد لڑکیان ہین اور وہ زیور کی اقل تعداد یعنے ہر ایک عضو کے لئے صرف ایک ایک زیور رکھتی ہین تو اونکی یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنا موجودہ زیور اوس لڑکی کو عطا کر دین جسکی شادی ہو رہی ہے اور اون کے لئے خدا پر بھروسہ کرتی ہین۔ افراد قوم کا خیال ہے کہ لڑکی کو زیور دئے بغیر شادی کر دینا والدین کے لئے نہایت سبکی اور لڑکی کے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ دوسرے جانب یعنے دولہا والون کو لڑکی کے زیور کا خیال اوسکے دیگر خوبیون پر غالب رہتا ہے لڑکی کی قابلیت اور اخلاق کی دریافت سے پہلے اون کا سوال یہہ ہوا کرتا ہے کہ کسقدر زیور والدین کے جانب سے لڑکی کو عطا ہوگا۔ اس غلطی کی اصلاح بعض افراد قوم نے نہایت استحکام کے ساتھہ کی ہے یعنے وہ ہمیشہ یہی جواب دیا کرتے ہین کہ زیور کچھہ نہ دیا جائیگا بعض روشن خیال افراد نے لڑکی کے والدین کی غربت کا لحاظ کرکے

یہہ شرط لگا دی ہے کہ ہم اس شادی سے اوسی حالت مین خوش ہونگے
جب کہ دولہن کے والدین اوسکی عمدہ برائی مین قرض دار نہ بنین۔
سچ یہہ ہے کہ ایک جانب کے عمدہ خیالات کا اثر دونون جانب کو
نفع پہونچاتا ہے اور جہان دونون جانب کے خیالات روشن ہون
اوسکا کیا کہنا۔ بہت کم افراد ایسے ہی ہین جو مالدار رہنے پر بھی زیورات
کا تکلف زیادہ پسند نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کے ساتھہ زیور کے بدلے
نقدی کی امداد یا کسی ایسی جائداد کا سلوک کرتے ہین جس سے آمدنی
کے ذرائع قایم ہوسکین۔ اون کے اس طرز عمل سے اونکی اولاد کو
اور خوبیون کے سوا یہہ ایک فائدہ ضرور نصیب ہوا ہے کہ زیور کے استعمال
کا رواج اور اوسکی پابندیان غالباً آیندہ نسلون مین باقی نرہین گے جس کی وجہ
سے اصلی خوبیون کی منزلت پر توجہ بڑہتی جاویگی ایک شایستہ خاندان
اپنی لڑکی کے لئے زیور کی تکمیل سے زیادہ زیور علم وہنر کے جانب متوجہ
ہوگا۔ مغربی خیالات کی ترقی نے بھی کسی قدر زیور کی اصلاح کی ہے یعنی
تعلیم یافتہ افراد اپنی بی بیون یا لڑکیون کے لئے زیورات کی کثرت
نہین پسند کرتے بلکہ کم تعداد مین خوشنما زیور کو کافی خیال کرتے ہین۔

امراء کے طبقہ مین جب ایسے خیالات ترقی پذیر ہون گے تو غربا کے لیے انکی کم مایگی مشکلات کا مقابلہ کر سکے گی۔ ابہی ابہی زمانہ حال مین جب ایک غریب خاندان سے دولہا کے والد نے یہہ سوال کیا کہ لڑکی کو کیا کیا زیور دئے جاوینگے تو دولہن کے والد نے یہہ جواب دیا کہ اوسی قدر جسقدر نواب عزیز جنگ بہادر نے اپنی لڑکی کو دیے اسپر بڑی ہنسی ہوئی نتیجہ یہہ نکلا کہ تعداد زیور کی شرط منسوخ کی گئی۔ اور خوشی خرمی کے ساتہہ عقد کی تقریب قرار پا گئی۔ الحاصل مولف نے ذیل مین اون زیورات کی تفصیل بیان کی ہے جو قوم نایط مین مروج ہین۔ ہر ایک زیور کی وجہ تسمیہ کے ساتہہ یہہ بہی دکہلایا ہے کہ کس قوم سے ہم نے اسکا رواج سیکہا۔ اس تفصیل سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل ہوگا کہ مصلحان قوم کو ترمیم زیورات کے وقت اپنے پرائے مال کا خیال پیش نظر رہیگا۔

سر کے زیور

(۱) جہومر۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو موتیونکی لڑیون اور مرصع آویزون سے بنایا جاتا ہے۔ بالون سے متصل لب ابرو اوسکو لگاتے ہین یہہ کسیقدر فرق کے ساتہہ مرزا بے پروا سے مشابہ ہوتا ہے

کسی اہل زبان نے فرمایا ہے ؎		
موی سر کو نہ سواد شب یلدا پہونچے		اور نہ جہومر کو ترے عقد ثریا پہونچے

قوم نوایط کی بی بیان اسکا استعمال مرزا بے پرواسکے ساتہہ بہت کم کرتی ہین۔

(۲) چاند سورج پہول۔ جسکو بعضون نے چاند شش پہول اور بعض نے چاند سورج پہول کہا ہے۔ اردو بول چال مین اسکا صحیح نام چاند سورج ہے۔ یہہ ایک مرصع زیور ہے جو دو حصون پر شامل ہوتا ہے۔ ایک حصہ ہلال سے مشابہ ہوتا ہے اور دوسرا حصہ بالکل مدور جیسے آفتاب۔ حصہ آخرین کی شکل سورج مکہی کی سی ہوا کرتی ہے جسکے اطراف چہہ کنگورہ ہوتے ہین۔ سونے سے بنایا جاتا ہے اور اوس پر موقع موقع سے نگینے جڑے جاتے ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو ماتہے سے اوپر سیدہے جانب بالون مین جمایا کرتی ہین اسطرح پر کہ نیچے کے حصہ مین ہلال ہوتا ہے اور اوسکے اوپر سورج۔ یا سورج مکہی اسقدر تفصیل کے ساتہہ مختلف نامون کی وجہ تسمیہ آسانیکے ساتہہ سمجہہ مین آسکتی ہے۔ ہندوستانی بی بیان اسکو اپنی چوٹی کیجانب

لٹکاتی ہین۔ حضرت آتش نے فرمایا ہے ؎

بینگے کس کا زیور چاند سورج		گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

بعض اہل تصنیف نے اس زیور کو لکھنو کی ایجاد قرار دی ہے لیکن مولف اوس سے اتفاق نہین کر سکتا۔ چوٹی مین اس زیور کا استعمال لکھنو کی ایجاد مانی جاسکتی ہے۔ اس زیور کو ہندوون سے تعلق نہین ہے۔ نہ اون کے یہان اسکا رواج ہے۔

(۳) لاکڑی۔ جس کا صحیح املا راکڑی ہے یہہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے اوس زیور کو راکڑی کہتے ہین جو سونے سے گھڑا جاتا ہے جسکی شکل خوبصورت مدور سرپوش سے مشابہ ہوتی ہے اوسپر بینت نقش ونگار کے علاوہ نگینے جڑے جاتے ہین۔ ہندو عورتین اسکو بطریق زیور اپنی تالو پر لگاتی ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اس زیور کو نہایت رغبت کے ساتھہ پہنتی ہین۔

(۴) مرزا بے پروا۔ اردو محاورہ مین بے فکر اور لاپروا شخص کو مرزا بے پروا کہتے ہین۔ قوم نایط مین یہہ ایک خاص زیور کا نام ہے جو تین چہوٹے چہوٹے مرصع پہولون کو تین طلائی زنجیرون مین لٹکا کر

پیشانی سے اوپر بائین جانب سر کے بالون مین جماتی ہین بعض پرانے
افراد قوم کا بیان ہے کہ ہم نے اسکے استعمال کو نایطیان جُھرمی لقب
سے سیکھا ہے یہہ عجمی زیور ہے اسکے استعمال سے ایک گونہ متانت
اورلاپروائی چہرہ سے ٹپکتی ہے۔ کہتے ہین کہ اس زیور کو پہننے کے بعد
کسی اور زیور کی پرواہنین رہتی یہہ نہایت رودار اور رموز کا زیور
ہے صاحبان مصطلحات زبان فارسی نے اس سے سکوت
فرمایا ہے۔ بہرحال اس کے نام سے اسبات کا پتہ ملتا ہے کہ ہندونکی
ایجاد نہین ہے اور نہ ہندوعوتون مین اسکا استعمال ہے بعض نے
اسکا نام لاپروا رکہا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ زیور لاپروا اور
مرزا بے پروا مین خفیف سا فرق ہے۔ مولف کی رائے مین
دونون ایک ہین اور دونون کا استعمال یکسان ہے۔

چوٹی کے زیور

(۵) چوٹی کا تعویذ۔ تعویذ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے
امان۔ بچاؤ۔ حرز۔ نقش۔ آیت یا اسماء الہی کو گلے مین ڈالنے کے
ہین جس کی حفاظت کیلئے مختصر سی ایک مستطیل یا مربع طلائی یا نقرئی

ڈبیہ بنائی جاتی ہے جس پر بنسبت نقش ونگار رہوا کرتا ہے۔ یہہ ڈبیہ
جس کا وجود ہمیشہ جسم پر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ زیورات مین
داخل کرلی گئی ہے۔ بیک کرشمہ دو کار کا مصداق ہے جسکو نہایت
خوبصورتی کے ساتھہ بناتے ہین اور طلائی نازک زنجیرین لٹکاتے ہین
تعویذ خواہ گلے مین لٹکا یا جاوے یا چوٹی مین یا بازو پر باندہا جاوے
اوسکا شمار زیورات مین ہے۔ طلائی زنجیرین تین چھوٹے چھوٹے
تعویذون کے آویزے مجموعًا چوٹے کے تعویذ کہلاتے ہین جنکا مقام
یا تو چوٹی کے آخر پر ہوتا ہے یا سر سے متصل یہہ زیور بڑا متبرک زیور
مانا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ بزرگی اوس نقش یا آیت کی
بدولت ہے جو اوس مین ملفوف ہے۔

(۶) **چوٹی کے قبّے**۔ چوٹی کے آخر پر چار قبون کا ایک جھوم
لٹکا یا جاتا ہے۔ ہر ایک قبّہ نصف گنبد کی صورت مین سونے سے
بنا یا جاتا ہے جسمین ریشمین پُھندنا لگا رہتا ہے۔ اس زیور کا
رواج ہندوؤن مین نہین ہے۔ دیگر اقوام اہل اسلام بھی
اسکو نہین پہنتے۔ غالبًا اسی قوم کی ایجاد ہے۔

(۷) چوٹی کی لاکڑیان - لاکڑی کی تعریف نمبر تین پر بیان ہو چکی ہے۔ لاکڑی یا راکڑی سے متصل ایک سلسلہ طلائی راکڑیون کا چوٹی پر قایم ہوتا ہے اور اوسکے اختتام تک مسلسل چلا جاتا ہے۔ اسطرح پر کہ پہلے نمبر سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتہا الی آخرہ۔ باعتبار قد گہٹا ہوا ہوتا ہے۔ اسی کا نام چوٹی کی لاکڑیان رکہا گیا ہے۔ اس زیور کا رواج قوم نایط کی بی بیون نے ہندو عورتون سے سیکہا ہے۔

ماتہے کا زیور

(۸) ٹیکہ - جس کا صحیح املا نون کے ساتہہ ٹینکا ہے زبان ہندی کا لفظ ہے مرہٹی زبان مین اسکو ٹِکّا کہتے ہین۔ اسکے لغوی معنے قشقہ اور تلک کے ہین جسکو اقوام ہنود پوجا کے بعد اپنے ماتہے پر لگاتے ہین۔ مجازاً اوس زیور کا نام ہے جو مانگ کے مقابل ماتہے پر لگایا جاتا ہے بیضاوی شکل کی ایک ٹکیا ہوتی ہے جس مین قیمتی نگینے جڑے ہوے ہوتے ہین اور اوسکے اطراف موتیون کی جہالر۔ یہہ بہت خوبصورت زیور ہے۔ قوم نایط کی بی بیان دولہن کے لئے اس زیور کے سخت

پابند ہین صرف دولہن ہی کے لئے یہہ زیور مخصوص ہے۔ کتخدا بی بیان
جب صاحب اولاد ہو جاتی ہین یا شادی ہو کر عرصہ گذر جاتا ہے
تو ٹیکہ کا استعمال پسند نہین کرتین۔ ہندؤن مین اسکا رواج ہے
ایک پنڈت جی کی رائے ہے کہ زیور ٹیکہ درحقیقت ایک طلائی
قشقہ ہے جو عمدہ لباس اور زیورات کے استعمال کے وقت لگایا
جاتا ہے۔ یہہ پوجا کے خاص علامت ہے عجیب بات یہہ ہے کہ
خاتونان فارس بہی اس زیور کو پہنتی ہین جسکو تیتہ یا طیطہ کہتی ہین

کان کے زیور

(۹) اَنتی۔ زبان سنسکرت مین اَنْت کے معنے آخر کے ہین۔ اَنتی
سے وہ زیور مراد ہے جو کان کے آخر حصہ مین پہنا جاتا ہے۔ یہہ صرف
ایک حلقہ طلا کا نام ہے جس مین دو موتی اور دونون کے بیچ مین
ایک رنگین نگینہ پروتے ہین۔ ہندو عورتین اسکو بناگوش مین
پہنتی ہین اور قوم نایط کی بی بیان کسی قدر اوپر۔ ہندوستان کے
سوا دیگر ممالک مین اس کا استعمال نہین ہے۔

(۱۰) اُدراج ۔ اس کا صحیح اِملا اودیراج ہے۔ زبان سنسکرت مین

اودیراج آفتاب کو کہتے ہین۔ یہہ ایک مرصع زیور ہے جو کان کے حصہ زیرین مین پہنا جاتا ہے۔ حلقہ طلائین یا یاقوت یا نیلم یا زمرد کا ایک بڑا سا منکا موتیون کی جہالر کے ساتہہ لٹکا یا جاتا ہے جسکی چمک دمک مثل آفتاب کے روشن رہتی ہے اسی وجہ سے اس کا نام اودیراج رکہا گیا یہہ زیور ہندؤن کا ہے قوم نایط کی بی بیان اسکے استعمال کو بہت پسند کرتی ہین۔

(۱۱) بہٹے بہٹا۔ زبان ہندی مین مکئی کی ککڑی۔ خوشہ زرت کو کہتے ہین۔ قوم نایط نے اوس زیور کو بہٹے سے موسوم کیا ہے جسکی ساخت اگرچہ مثل بگڑون کے ہوتی ہے لیکن اوسکے اطراف موتی کی سلک بالاتصال لپیٹی جاتی ہے۔ اور موتیون کی جہالر اوسکے نیچے لٹکاتے ہین بہ ہیئت مجموعی اوسکی شکل جوار کے بہٹون سے مشابہ ہو جاتی ہے یہہ بہ نسبت بگڑون کے بہت قیمتی زیور ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متمول افراد قوم نے بگڑے کے زیور مین کسی قدر ترمیم کرکے اوسکا نام بدل دیا ہے۔ ہندو عورتین اسکا استعمال کم کرتی ہین۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ۔ نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس کی

ایجاد ہے۔ کان کے حصۂ بالائی مین پہنا جاتا ہے۔

(۱۲) بگڑے۔ اس کا صحیح املا یائے معروف کے ساتھہ بگڑی ہے مرہٹی زبان مین بگڑی اوس مرصع زیور کا نام ہے جو کان کے حصۂ بالائی مین پہنا جاتا ہے۔ اس کی شکل کلس کی سی ہوتی ہے جسکے اطراف موتیون کی جھالر اور اسکے سر پر ایک بڑا موتی لگایا جاتا ہے۔ ہنود مین عموماً اس کا رواج ہے۔ ہم نے ہنود ہی سے اسکا استعمال سیکھا ہے یہہ نہایت قیمتی زیور ہے۔

(۱۳) پنکھے۔ یہہ ایک مرصع اور نہایت قیمتی زیور ہے جو انگریزی عاجی پنکھے کی شکل مین بیضاوی شکل پر بنایا جاتا ہے جسمین یک رنگی نگینے جڑے جاتے ہین اور اطراف عمدہ قسم کے موتی کی جھالر۔ کنارہ گوش کے وسطی حصہ مین پہنا جاتا ہے جسکی جھلک بہت بھلی معلوم ہوتی ہے بدینوجہ کہ یہہ زیور پہلاؤ مین کان کے کل زیورات پر فایق ہوتا ہے اوسکا دکھاو بھی بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ہندؤن سے اسکو کچھہ تعلق نہین ہے۔ مدراس پریسیڈنسی کے بعض برہمنیون نے بھی اسکے استعمال کو اختیار کیا ہے۔ حیدرآباد مین اسکا رواج کم ہے۔ اسکے جگہہ مین

چاند بالیون کا استعمال ہے۔

(۱۴) پہول بالیان۔ بالیان جمع ہے بالی کی۔ بالی زبان ہندی مین اوس چہوٹے سے طلائی یا نقرئی حلقہ کو کہتے ہین جو کان مین پہنا جاتا ہے۔ قوم نایط نے اس زیور مین مرصع پہولون کے آویزے بڑہا کر اوس کا نام پہول بالیان رکہا ہے۔ کنارۂ گوش کے درمیانی حصہ مین دو دو چار چار پہول بالیان پہنے جاتے ہین۔ اس زیور کے موجد افراد قوم ہین۔ یہہ زیادہ قیمتی زیور نہین ہے غربا ء قوم اسکا استعمال اکثر کرتے ہین کم خرچ بالانشین کا مصداق ہے۔

(۱۵) جہلملی۔ یہہ زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی چلمن۔ دہیمی چمک ہلکی چاندنی۔ کان کے ایک زیور کا نام ہے جسکو دہلی اور لکہنو کی بی بیان اکثر استعمال کرتی ہین۔ چمک دار زیورات مین اسکا شمار نہین ہے۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو صرف اپنے گہرون مین پہنا کرتی ہین تاکہ کان خالی نہ رہین۔ باریک باریک مرصع پہول چکریون سے مشابہ بنائے جاتے ہین جن مین قیمتی اور چمک دار نگینے نہین جڑے جاتے بدینوجہ کہ اکثر اسکی تیاری مین خام الماس سے کام لیا جاتا ہے۔

اسکی چمک دہیمی ہوتی ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۱۶) جُہمکہ۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو موتیون کی متعدد لڑیون پر شامل ہوتا ہے یا طلائی لٹکنون سے بنایا جاتا ہے۔ بناگوش مین اسکا استعمال اور بہت خوبصورت زیور ہے۔ یہہ مسلمانونکا خاص زیور ہے جسکو فارسیون نے زیور ہندی نام کہا ہے یہ زیور ایران مین مستعمل ہے اور آویزے کے نام سے مشہور۔ ملّا عبداللہ ہاتفی فرماتے ہین۔ ؎

چہ گوشش خدیوا ز لآلی پسند ؎ شد از روی اخلاص آویزہ بند

(۱۷) چاند بالیان۔ بالیان کیا چیز ہین نمبر ۴ اپر معلوم ہوچکا ہے۔ چاند بالیان ایک مرصّع زیور کا نام ہے جو ہلال کی شکل پر بنایا جاتا ہے جسکے نیچے موتیون کی جہالر نہایت خوشنما نظر آتی ہے۔ اسکو قوم کی بی بیان خصوصًا حیدرآباد مین بہت رغبت کے ساتہہ استعمال کرتی ہین۔ پنکہون کے عوض یہہ زیور پہنا جاتا ہے۔

(۱۸) چکریان۔ بدینوجہ کہ یہہ زیور ایک مدوّر حلقہ مین بنایا جاتا ہے اوسکا نام چکری رکہا گیا۔ چکریان اوسکی جمع ہے۔ یہہ بہی کانکا

زیور ہے جسکو بنا گوش مین پہنتے ہین اسکی ساخت طلا یا نقرہ سے ہے اور
اوس مین موقع موقع سے قیمتی نگینی جڑے ہوتے ہین اور اطراف
مین موتیون کا حلقہ ہوتا ہے تقاریب مین پہنا جاتا ہے اسلامی زیور ہے
ہنود کو اس سے کچھہ تعلق نہین۔ بعض اقوام ہنود کی عورتین اسکو
پہنتی ہین۔

(۱۹) **چولا پہول** ۔ یہہ زبان تلنگی کے الفاظ ہین۔ چو کی معنی کان
کے ہین اور چولا پہول سے وہ پہول مراد ہے جو کان مین پہنا جاتا ہے
یہہ ہندؤن کا ایک خاص زیور ہے جو چکریون سے کسیقدر مشابہ
ہوتا ہے فرق اسقدر کہ چولا پہول کنگورہ دار ہوتا ہے اور چکریان
بغیر کنگورون کے قوم نایط کی بی بیان بہی اسکو پہنتی ہین یہہ زیور
کان کے اوسی حصہ مین مستعمل ہے جہان چکریون کا زیور۔

(۲۰) **کرن پہول** ۔ یہہ سنسکرت کے الفاظ ہین۔ کرن کے معنی
کان کے ہین۔ یعنے وہ مرصع پہول جسکو کان مین پہنتے ہین۔ اگرچہ چولا
پہول۔ اور کرن پہول کے لفظی معنے ایک ہین۔ لیکن کرن پہول کی شکل
چولا پہول سے سوا ہوتی ہے۔ ہندی بول چال مین بہی یہہ نام بولا جاتا ہے

یہہ ہے تو ہندوؤن کا زیور مگر نہایت خوبصورت اور خوشنما۔ اس زیور کے نیچے کنگورہ دار جہمکے بہی لگائے جاتے ہین۔ پہر یہہ کرن پہول جہمکے کہلاتا ہے۔ اسکے ساتہہ ایک موتیون کی لڑی اور اوسکے آخر پر ایک طلائی کانٹہ لگا ہوتا ہے جسکو پس گوش بالون مین لگا دیتے ہین اسی لڑی کو قومی بی بیان لرزک کہتی ہین حضرت آتش فرماتے ہین ع

کانون مین ترے دیکہہ کے سونیکے کرن پہول

اے سرو روان بہول گئے مرغ چمن پہول

بعض اہل قوم نے اسی کا نام گل گوشے رکہا ہے۔ اور وضع مین بہی کسیقدر تبدیل کی ہے لیکن اس ترمیم کو خوشنمائی مین اوسکی اصلی شکل پر کبہی ترجیح نہین ہوسکتی۔

(۲۱) **لونگ کے پہول**۔ یہہ بہت ہلکا طلائی زیور ہے جسکی شکل لونگ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکو قوم نوایط کی بی بیان اپنے مکان مین صرف اس غرض سے استعمال کرتے ہین کہ کان کے روزن محفوظ رہین۔ ہر ایک روزن مین ایک ایک لونگ کا پہول پڑا رہتا ہے اور بہ ہیئت مجموعی کان زیور سے بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ناک کا زیور

(۲۲) **بُلاق** - ترکی زبان مین ایک خاص زیور کا نام ہے جو دیوار بینی مین پہنا جاتا ہے - ایک طلائی حلقہ مین موتی کا آویزہ لگا ہوا ہوتا ہے - ترکون مین اس زیور کا رواج ہے - آرکاٹ اور ملیبار کے ہنود نے بہی اپنی بی بیون اور لڑکیون کے لئے اسکو پسند کیا ہے قوم نایط مین بلاق کا رواج صرف نا کتخدا لڑکیون کے لئے باقی رہ گیا ہے شادی کے بعد بہت کم خاندان اس زیور کے استعمال کو پسند کرتے ہین عجمی بی بیون مین بہی اسکا رواج ہے -

(۲۳) **بیسر** - یہہ زبان ہندی مین ایک حلقہ طلا یا نقرہ کا نام ہے جو بلاق کے عوض پہنا جاتا ہے - جس طرح بلاق مین موتی کا لٹکن ہوتا ہے - اوس طرح بیسر مین نہین ہوتا - گویا اس زیور کو سر نہین ہے ہندنیان اسکو پہنا کرتی ہین - قوم نوایط کے بعض خاندان اپنی کم سن لڑکیون کو صرف اس غرض سے پہناتی ہین کہ بلاق کا روزن اوسکی وجہ سے محفوظ رہے -

(۲۴) **ڈال** - زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی دلے ہوے چنے -

اور دُ دو غیرہ اہلِ قوم نوایط اوس زیور کو دال کہتے ہین۔ جو معمولی وقتون مین رات دن نتھنے مین پڑا رہتا ہے۔ یہہ زیور نہایت مختصر درحقیقت دال کے برابر ہوتا ہے جس مین ایک قیمتی نگینہ جڑا رہتا ہے پشت پر ایک مختصر سا پیچ ہوتا ہے جسکو پردہ بینی کے سوراخ مین جما دیتے ہین اسی زیور کو اہلِ قوم ناک کی پُھلّی کہتے ہین۔ اس کا رواج ملیباری برہمن عورتون مین زیادہ ہے۔ ہماری قوم نے غالباً انہین سے اس کا رواج سیکہا ہے۔ اسی زیور کو اہل ہند کیل سے موسوم کرتے ہین اور یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

آبلے پہوٹین اُتار وکان سے موتی کہین ؎
دل مین چہبتی ہے نکالو کیل اپنی ناک سے

(۲۵) نتھہ ۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اُس حلقہ طلا ء یا نقرہ کو نتھہ کہتے ہین جو بطریق زیور استعمال کیا جاتا ہے۔ جس مین دو موتی اور دونون کے درمیان ایک زمرّدی یا یاقوتی منکہ کا ہونا لازمی ہے۔ نتھہ ایک خاص قسم کا زیور ہے جو دولہا کے جانب سے دولہن کو عطا ہوتا ہے۔ اور سہاگ کی نشانیون مین اس کا شمار ہے۔

سید ہے نتھنے مین پہنا جاتا ہے۔ عورتین اس زیور کی بڑی تعظیم کرتی ہین۔ بیوہ عورتون کے لئے اسکا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔ قوم نوایط کی سہاگنین اولاد کے ہو جانے کے بعد اسکو نتھنے مین کم استعمال کرتی ہین بلکہ تیمناً اوسکو سید ہے کان پر لگا لیتی ہین۔ یہہ زیور عرب و عجم دونون مین مروج اور مسلمانون کا خاص زیور سمجہا جاتا ہے۔ اہل عجم اسکو حلقہ بینی سے موسوم کرتے ہین۔ اور محاورہ عرب مین اس کا نام زمام ہے۔ اشرف ایرانی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

باز اعرابی بتے از جلوہ ام مدہوش کرد ۔ حلقہ در بینی نگارے حلقہ ام درگوش کرد

ہندؤن مین بہی اسکا رواج ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندؤن نے اسکا سبق مسلمانون سے سیکہا ہے۔

گلے کے زیور

(۲۶) **تلسی** ۔ ہندی زبان مین ایک پودہ کا نام ہے جسے ہندو لوگ پوجتے ہین اور متبرک جانتے ہین۔ اور بعض نے لکہا ہے کہ تلسی ایک عورت کا نام تہا جس پر کرشن جی عاشق تہے جسکو اُنہون نے تبدیل ہیئت کر کے ایک پودے کی شکل مین بنا دیا اور اوسکی پرستش کا حکم دیا۔

ہندوؤن نے اسی پودے کی بیج کے مشابہ طلائی دانے بنوا کر اون کو
ایک تاگے مین پرو یا اور بشکل زیور استعمال کرنے لگے یہہ زیور نہایت
متبرک مانا جاتا ہے اردو کے اہل زبان اسکو تلسی دانہ کہتے ہین قوم
نوایط کی بی بیون مین اس زیور کا رواج عموماً جاری ہے پانچ سے
گیارہ تک اسکی لڑیان بناتی ہین ایک لڑی سے دوسری لڑی
کسی قدر لمبی ہوتی ہے جس سے زیور بہیئت مجموعی عریض نظر آتا ہے

(۲۷) **جگنی** - جگنے کی تانیث بمعنی کرم شب تاب - ہندی مین
اوس زیور کو جگنی کہتے ہین - جو گلے مین پہنا جاتا ہے - بادامی شکل
مین ٹیکہ سے مشابہ بنایا جاتا ہے جس مین چمکیلے نگینے جڑے جاتے ہین -
ہر ایک نگینہ مثل جگنو کے چمکتا ہے - اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان
سادہ طریقہ پر بھی گلے مین باندھتی ہین اور لچہ مین بھی لگاتی ہین -
ہندوؤن مین بھی اوسکا رواج ہے -

(۲۸) **چمپا کلی** - ہندی زبان مین اوس مرصع زیور کا نام ہے
جسکے دانے چمپا کے کلیون سے مشابہ ہوتے ہین یہہ زیور مسلمانان
ہند کا زیور ہے جس کو قوم نوایط کی بی بیان عموماً استعمال کرتی ہین

بعض کلیان صرف طلائی ہوتی ہین اور بعض مرصع۔ ہر ایک کلی کے سرے پر ایک موتی لگایا جاتا ہے۔ اور تمام کلیان ایک ہار کی شکل مین پروئے جاتے ہین۔ رند فرماتے ہین۔ ؎

تم جاتے جاتے کس لئے پھر آئے خیر ہے ؏

چمپا کلی کہ موتیون کا ہار رہ گیا ؏

(۲۹) چنتاک۔ زبان تلنگی مین ایک خاص زیور کا نام ہے جو مثل لچہ کے گلے مین پہنا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی خوبصورت مرصع تعویذون کو ڈوریون مین پرو کر بنایا جاتا ہے۔ تلنگانہ کی عورتین عموماً اسکو پہنتی ہین قوم نایط کی بی بیون نے اس کے استعمال کو اونہین سے سیکھا ہے۔

(۳۰) چندن ہار۔ اسکا صحیح اِملا چندر ہار ہے۔ سنسکرت مین چندر کے معنے چاند کے ہین۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو سونے کی ٹکیاؤن سے بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک ٹکیا مُدوّر ہوتی ہے جسکو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ہندوؤن مین عموماً اسکا استعمال ہے۔ یہہ درحقیقت اونہین کا زیور ہے قوم نایط

کی بی بیان اسکے استعمال کے عادی ہین اور بہت پسند کرتی ہین۔
اسکے متعدد ہار رہوتے ہین طولاً ایک ہار دوسرے سے بڑھا ہوا ہوتا ہے
بہ ہیئت مجموعی یہہ زیور نہایت خوبصورت زیور ہے۔ بعض افراد
قوم نے اسکے ٹکیا ؤن کو ہلالی شکل پر بہی بنایا ہے یہہ اونکی ایجاد
ہے۔ بہرحال ہلالی شکل ہو یا مدور دونون پر چندر کا اطلاق ہوسکتا ہے
اور دونون کا نام چندر ہار ہے۔

(۱۳) سَتلڑا۔ زبان ہندی مین ستلڑ سات لڑی رکھنے والے
زیور کا نام ہے۔ یہہ لفظ مرہٹی زبان مین بولا جاتا ہے۔ مرہٹے
اوس زیور کو ستلڑا کہتے ہین جس مین موتیون کے سات لڑیان
ہوتی ہین ہر ایک لڑی کو طولاً دوسری لڑی سے کسی قدر لانبی
رکہتے ہین اور بالآخر دونون جانب اون کے سرون کو ایک
ڈوری مین گوندھ کر اوسیطرح گلے مین باندہتے ہین جیسا کہ تُلسی یا
چندرہار۔ اسکا استعمال قوم نایط کے متمول بی بیان صرف لچھہ
اور مرصع ہار کے ساتہہ کرتی ہین۔ جن افراد قوم نے زیور کی تعداد
گو گہٹانے کی کوشش کی ہے اونہون نے صرف ستلڑے یا مرصع ہار کو

گلے کے لئے کافی خیال کیا ہے۔ واقعی صرف اس زیور سے گلا بھرا ہوا نظر آتا ہے البتہ فوق البھڑک خیالات اس زیور کو کافی نہین سمجھتے ہین

(۳۲) گٹلہ۔ اس کا صحیح املا گاٹھلہ ہے۔ مرہٹی زبان مین گاٹھلہ اوس زیور کا نام ہے جو طلائی دانون کو سیاہ پوت کے ساتھہ جالدار کیسہ کی شکل مین پروتے ہین جس کے بیچ مین ایک طلائی بڑا منکا رکھا جاتا ہے منکا زبان ہندی مین اوس مُہر کو کہتے ہین جو فقیر اپنے گلے مین ڈالتے ہین کسی اہل زبان نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کہو کچھہ اے بحر حال اپنا فقیر کس نے تمھین بنایا ؛
جبین پہ قشقہ کمر مین تسمہ بغل مین مینا گلے مین منکا

یہہ زیور غرباء قوم اکثر استعمال کرتے ہین اسلئے کہ یہہ سستے دامون تیار ہو جاتا ہے۔ بعض متمول افراد طلائی دانون کے عوض موتیون سے گٹلہ پروتے ہین اور منکہ کے عوض ایک بڑا موتی لگاتے ہین بہر حال اس زیور کے موجد ہنود ہین۔ قوم نائط کی بی بیون نے غالباً کوکنی برہمنیون سے اسکو سیکھا ہے۔

(۳۳) گلسر۔ یا گلسری۔ اسکا صحیح املا گرسوڑی ہے۔ یہہ

زبان مرہٹی کے الفاظ ہین۔ گرٹے سے گلا مراد ہے اور سوٹری کے معنے گھیرا ہوا۔ یہہ ایک قسم کا ہندی زیور ہے۔ جسکے موجد ہندو ہین۔ مرہٹواڑی مین اسکا زیادہ رواج ہے۔ کوکنی برہمنیان اسکو بہت پسند کرتی ہین۔ ہماری قوم نے اس کے رواج کو غالبًا انہین سے لیا ہے۔ گلسیر یا گلسری کا زیور طلائی دانون اور پوت کی شرکت سے صرف لڑیون مین پرویا جاتا ہے جس مین متعدد مقامات پر منکے شریک کیئے جاتے ہین یہہ کوئی خوبصورت زیور نہین ہے۔ غرباء قوم مین اکثر اِسکا رواج ہے۔

(۴۳) لچھا- یہہ لفظ ہندی زبان کا ہے بمعنی ریشم یا سوت اور بہت سے تاگون کا بنا ہوا حلقہ۔ اور زیور خاص کا نام ہے جو گلے مین باندہا جاتا ہے۔ مختلف شکل اور مختلف قسم کی کاریگری سے اسکو بناتے ہین۔ یہہ بڑا ہی خوبصورت زیور ہے گلے سے چسپیدہ باندہا جاتا ہے ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونون مین اس کا رواج ہے قوم نوایط کی بی بیون نے اسکی شکل مین مختلف طریقہ پر تراش و خراش کیا ہے۔ نئی نئی ایجادین ہوئی ہین۔ لچھہ کے سیکڑون نمونے بن چکے ہین اور بنتے جاتے ہین۔ ہر ایک نمونے کے جدا جدا نام ہین جیسے چوکڑو ٹیکا

پچہا - تعویذ ونکا پچہا - سمو سونکا پچہا - لہریلا پچہا - سادہ کا پچہا - آویزونکا
پچہا - جہالردار پچہا - چوگوشی پچہا وغیرہ وغیرہ - پچہہ کا رتبہ گلے کے
تمام زیورات مین معزز مانا گیا ہے اسلئے کہ یہہ سہاگ کا زیور ہے -

(۳۵) مالا - ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پہولون کا ہار - سونے
یا موتی کا ہار - حمایل - مصحفی فرماتے ہین ؎

سینے پہ تو بنا ناک موتیونکا مالا ✽ نقاش کہینچا یون تصویر اشک جانان

عرب مین اس زیور کے استعمال کا رواج ہے جس کو سبحہ کہتے ہین -
اور صرف موتیون یا زمردی - یا فیروزئی - یا عقیقی منکون سے
پرویا جاتا ہے - جسکو مرد و عورت دونون گلے مین پہنتے ہین - اور ضرورت
کے وقت اوس سے تسبیح کا کام بہی لیتے ہین - فارسیون نے اس کا
استعمال تسبیح کے نام سے کیا ہے - پادشاہان سلف و والیان ریاست
نے بہی موتیون کا مالا اپنے گلے مین رکہا ہے - ہندؤن مین مالے کا
رواج بہت قدیم زمانہ سے ہے - رُدراکش ایک خاص قسم کا نباتی
نازک تخم ہے جس پر قدرت نے ایسی لکیرین پیدا کئے ہین جو انسانی
شکل سے کسی قدر مشابہ ہوتی ہین - برہمن - جوسی - اس تخم کو نہایت

متبرک مانتے ہین اور اسی کی تسبیح بناتے ہین اسی کا مالا ہند و عورتین اپنے گلے مین پہنتی ہین اور طلائی مالے کے منکون پر بہی اوسی قسم کا نقش بنا کر بطریق زیور پہنا جاتا ہے۔ ہر ایک طلائی منکہ کے ساتہہ سبز پوت کا ایک منکہ یا زمردی دانہ پروتے ہین۔ زبان سنسکرت مین اس زیور کا نام جیپ مال ہے جس سے تسبیح مراد ہے بدینوجہ کہ تسبیح کا رواج ہند و مسلمان دونون مین ہے یہہ زیور دونون اقوام کا زیور سمجہا جاتا ہے۔ قوم نایط کی بی بیان مالہ کو متعدد لڑیون مین پروتی ہین ایک لڑی دوسری سے مساوی ہوتی ہے۔

(۳۶) **ہنسلی** - زبان ہندی مین اوس ہڈی کا نام ہے جو گلے کے اطراف ہوتی ہے۔ مجازًا اوس زیور کا نام بہی ہنسلی رکہا گیا ہے جو گلے مین پہنا جاتا ہی جس کو سونے سے بطریق ایک طوق کے بناتے ہین فارسیون نے اسکو طوق زرین کہا ہے۔ عجم مین اسکا استعمال صرف گہوڑون کے لئے ہے۔ حافظ شیراز فرماتے ہین۔ ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ؎
طوق زرین ہمہ در گردنِ خرمی بینم

ہنسلی کا زیور کر خت ہوتا ہے یعنے مختلف اجزا پر شامل نہین ہوتا بلکہ
ایک طلائی یا نقرئی موٹے تار کا حلقہ ہوتا ہے جس مین نقش و نگار کے
سوا نازک گہنگرو بطریق جہالر لٹکائے جاتے ہین۔ اس کا استعمال اکثر کم سن
بچون کے لئے ہے قوم نوایط کے بعض ناکتخدا لڑکیان بہی اسکو پہنتی ہین
(۳۷) ہار۔ زبان ہندی مین پہولون یا موتیون کے مالے کو ہار کہتے
ہین۔ عام معنون مین ہر ایک حمایل کے لئے بولا جاتا ہے۔ زیورات مین
ہار ایک مرصع اور قیمتی زیور کا نام ہے۔ جو طلائی پہولون یا تعویذن
سے پرویا جاتا ہے جس مین الماس جڑے جاتے ہین۔ اور ہر ایک پہول
یا تعویذ کے آخر پر ایک موتی لٹکایا جاتا ہے۔ شہنشاہ اکبر پہول کے ہار
کو ہار کہنا پسند نہین کرتے تہے بلکہ اوسکو پہول مال کہتے تہے یہہ لفظ حکومت
اکبر کے بعد پسندیدہ نہ ٹہرا اور رواج نہ پایا۔ شہنشاہ اکبر کے پاس پہول
کا ہار کہنا شگون بد مین داخل تہا اسلئے کہ وہ بہت تہوڑے عرصہ مین
کملایا جاتا ہے اور ہار کے لئے پژمردگی عیب ہے۔ نہ معلوم اونکا یہہ
خیال کس بنا پر تہا۔ مگر فی زمانہ زبان اردو کے متقدمین اور متاخرین
دونون نے پہول کے لئے ہار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور یہی بول چال

مین مروج ہے حضرت آصف فرماتے ہین ؎

دو مری قبر پہ اک پہولون سے چادر ہوتی

ہار باسی نہ وہان تم نے اُتارے پیارے

مصنف بہار عجم و منتخب النفایس نے لفظ ہار کو خواہ وہ موتیون کی سلک کے لئے کہا جاوے یا پہولون کے ہار کے لئے زبان فارسی کا لفظ قرار دیا ہے ملاّ منیر کے کلام سے اوسکا استعمال دکہلایا ہے ع

گسستہ ہار مروارید در بر (ولہ) ؎

بذکر خلق شاہنشاہ دوران ز ہارِ گل ملایک سبحہ گردان

ہار کو زبان عرب مین عِقد کہتے ہین جس کا تلفظ عین کے کسرہ اور قاف اور دال کے سکون کے ساتھہ ہے۔

بازو کے زیور

(۳۸) **بازو بند** ۔ یہہ زبان فارسی کے الفاظ ہین۔ بازو سے کہنی اور مونڈہے کا درمیانی مقام مراد ہے ۔ بند کے معنے بندش بازو بند اوس زیور کا نام ہے جو کہنی اور مونڈہے کے درمیان باندہا جاتا ہے۔ یہہ زیور چہوٹی چہوٹی طلائی یا مرصع تعویذون یا پہون پر

شامل ہوتا ہے جو بالاتصال گتھوائی جاتی ہین اور بہیئت مجموعی وہ ایک مستطیل شکل کا زیور ہو جاتا ہے جسکو ڈوریون کے ذریعہ سے بازو پر باندہ دیتے ہین عجم مین اسکا استعمال صرف سید ہے بازو پر ہے۔ اور قوم نایط کی بی بیان دونون بازو پر اوسکو باندہتی ہین شفائی نے مجید شوستری کی ہجو مین کہا ہے۔ ؎

بستہ بر خود بجائے بازو بند ۔۔۔۔۔۔ مجید شوستری

اسی زیور کا رواج عرب مین بھی پایا جاتا ہے جسکو زبان عرب مین مِعضَدَ۔ اور دُملوج کہتے ہین۔ ہند کے عام لوگون نے اسی زیور کا نام بجُبند رکھا ہے۔ اس زیور کو ہندؤن سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے

(۳۹) **بازو کے تعویذ**۔ یہہ ایک مربع طلائی یا مرصع تعویذ کا نام ہے جس کے بازؤن مین دو سمو سے لگائے جاتے ہین جن مین ریشمی ڈوریان لٹکی ہوتی ہین۔ قوم نایط مین اسکو صرف سید ہے بازو پر باندہنے کا رواج ہے۔ بعض دیگر اقوام اسلام نے اسکا استعمال دونون بازؤن پر پسند کیا ہے۔ یہہ مسلمانون کا زیور ہے۔

(۴۰) **بازو کے کڑے**۔ کڑا اوس حلقۂ طلا یا نقرہ کا نام ہے

جو بازو یا کلائی یا پاؤن مین پہننے کی غرض سے بنایا جاتا ہے۔ بازو کے کڑے سے وہ مخصوص دو حلقے مراد ہین جو منبت نقش و نگار کے ساتھ صرف ایک بازو کے لئے بنائے جاوین۔ بازو کے کڑے مرصع بہی ہوتے ہین اور سادہ بہی اسکی ساخت اندر سے خالی ہوتی ہے جس مین لاکہہ بہری جاتی ہے۔ کفایت شعاری کے علاوہ نقش و نگار کی ضرورت سے بہی خلا ضروری سمجھا گیا۔ قوم نوایط کی بی بیون نے اس طریقہ کو دکہنیون سے سیکہا ہے۔ دکہنی اقوام مین بازو کے کڑون کا عام رواج ہے۔ اس زیور کو دکہنی اور پٹہان عورتین سپاہیانہ زیور سے موسوم کرتی ہین اور بعض دکہنی مرد بہی اسکو اپنے بازو پر چڑہاتے ہین۔ مولف خیال کرتا ہے کہ اس زیور کی کرختی اور سختی جو لفظاً اور معناً ثابت ہے غالباً اس وجہ تسمیہ کا جوہر ہے۔ اسکے استعمال مین کوئی تکلف یا نزاکت درکار نہین ہوتی۔

(۳۱) **کنگنی پٹری** - یہہ زیور جواب ہے بازو کے کڑون کا یعنی ایک بازو پر کڑے پہنتے ہین اور دوسرے بازو پر کنگنی پٹری یہہ زیور دو لفظون سے بنایا گیا ہے ایک لفظ کنگنی - یہہ زبان ہندی مین

ایک چھوٹے سے اناج کا نام ہے جسکو دکن مین راله کہتے ہین۔ طلائی
یا نقرئی دو حلقون پر باریک نگینے اس طرح پر جڑتے ہین
جیسا کہ کسی نے کنگنی جا دیا ہے۔ جن افراد کو مرصع زیور مقصود
نہین ہے وہ صرف طلائی یا نقرئی حلقون پر نقش کے ذریعہ سے
نگینون کی نقل اوتارتے ہین۔ یہہ نقش نگینون سے زیادہ بہلا معلوم ہوتا ہے۔
دوسرا لفظ پٹری ہے۔ زبان ہندی مین پٹری چوڑی کا
نام ہے جس سے پٹہا مراد ہے بدین وجہ کہ بازو کی طلائی یا نقرئی
پٹری اوسی چوڑی چوڑی سے مشابہ ہوتی ہے اس کا نام بہی پٹری
رکہا گیا۔ ایک پٹری کے دونون جانب دو کنگنیان چڑہانے کا رواج
ہے۔ یہہ زیور بہی مثل کڑون کے دکہینون کا زیور سمجہا جاتا ہے۔
(۴۲) **نورتن**۔ ہندی زبان مین رتن کے معنی قیمتی پتہرا ور
جواہرات کے ہین۔ نورتن سے بازو کا وہ زیور مراد ہے جسمین
نون قسم کے جواہرات جڑے جاوین۔ بعض صاحبان تصنیف
نے لکہا ہے کہ نورتن کے نون اقسام سے (۱) یاقوت (۲)
موتی (۳) پکہراج (۴) زمرد (۵) مونگا (۶) لاجورد (۷) نیلم

(۸) الماس (۹) فیروزہ۔ مراد ہے۔ الحاصل نورتن اوس زیور کا نام ہے جس مین نون قسم کے جواہر جڑے ہوے ہون جسکو بازو پر کرتے اور کنگنی پٹری سے اوپر باندھا جاتا ہے اوسی طرح جسطرح بازوبند۔ یہہ زیور درحقیقت ہندو راجاؤن کے آرایش لباس کا ایک جزو ہے۔ جسکو بی بیون نے اپنے زیور مین شامل کر لیا ہے۔

کلائی کے زیور

(۴۳) بجر بٹو۔ بجر زبان ہندی مین جواہر کو کہتے ہین۔ بجر بٹو بہی زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس جنگلی پہل کا نام جس کا مالا ہندوون مین مروّج ہے۔ بجر بٹو کے نام سے ایک زیور کلائی مین پہنا جاتا ہے جس مین ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منکہ طلاکاری کے ساتہہ ریشم مین گہتا ہوا ہوتا ہے۔ یہہ زیور ہندؤن کا ہے۔ لیکن قوم نایط کی بی بیون نے اس کا استعمال نظر بد کے دفع کے لئے تجویز کیا ہے۔ یہہ بہونڈی شکل کا زیور ہے اور مقصود کے لئے موضوع خیال کیا گیا ہے۔

(۴۴) پہنچی۔ ایک طلائی یا مرصع زیور کا نام ہے جو پہنچے مین پہنا جاتا ہے۔ جسکو زبان فارسی مین دستبند اور دستینہ کہتے ہین۔

صاحبان مصطلحات و لغت نے اسکو لکھا ہے اور اوسکا استعمال دکھلایا ہے۔ طالب آملی۔ گھوڑے کی تعریف مین فرماتے ہین۔ ع

درشکیلش پا بسان ساق خلخال آشنا ٭

درچدارش دست ہمچون ساعدِ دستینہ دا

اوستاد فرخی

ارغوان بینی چو دست نیکوان پُر دستبند ٭

شاخِ گل بینی چو گوشِ نیکوان پُر گوشوار

بلاد عرب مین بہی اس زیور کا رواج ہے جسکو شوالی کہتے ہین یہہ زیور انار کے دانون کی شکل مین بنایا جاتا ہے جسکے ہر ایک دانہ مین ایک ایک قیمتی نگینہ جڑا جاتا ہے یا سادگی کے ساتہہ صرف طلائی یا نقرئی دانے بنائے جاتے ہین ہر ایک دانہ کے نیچے ایک باریک سا حلقہ ہوتا ہے جس مین ریشم پروکر ایک دانہ کو دوسرے دانہ کے ساتہہ جماتے ہین۔ یہہ نہایت خوبصورت اور مرغوب زیور ہے۔

(۵۴) **سُمرَن** ۔ سُمرنی کے معنے زبان سنسکرت مین تسبیح کے ہین سُمرن زبان ہندی مین یاد خدا کے معنون مین مستعمل ہے اردو بول چال

مین سمرن اوس زیور کا نام ہے جو بلور یا کانچ یا مونگے یا موتیون کے
چند دانون کو پروکر بناتے ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اس کے متعدد
لڑیون کو اپنی کلائی مین پہنچی کے زیور کے ساتھہ پہنتی ہین۔ معلوم ایسا
ہوتا ہے کہ ہندوستان کے دیگرا قوم اہل اسلام مین بہی اسکا رواج
ہے۔ میر حسن فرماتے ہین۔

مرد کے سمرن کو ہاتون مین ڈال اور اک بین کاندہے پہ اپنے سبنہال

متمول راجپوت عورتین بہی اسکا استعمال کرتی ہین اونکا خیال ہے
اور ایک حد تک اوس کے نام سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ زیور
راجا یان قوم ہنود کے لئے بنایا گیا جسکو ہندنیون نے بہی اختیار کیا۔
(۶۴) **کنگن**۔ زبان سنسکرت کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ کرا اور گہن
سے مرکب ہے۔ کر کی معنی کلائی اور گہن سے گہنا مراد ہے۔ اس زیور
کو ہندوستان مین چوہے دنتیان بہی کہتے ہین اسکی ساخت دو طرح
پر ہوتی ہے ایک سادہ جو صرف چاندی یا سونے سے بنایا جاتا ہے
دوسری مرصع جس مین رنگ برنگ نگینے جڑے جاتے ہین۔ یہہ ایک
کرخت حلقہ اور ایک جسم ہوتا ہے جسکا استعمال چوڑیون کے عقب

مین ہوتا ہے۔ عورتون کا مقولہ ہے کہ دولہن کی ناقص چوڑیونکی
بھرتی کنگن سے۔ اسی کو مولف نے چوہتی یا کنگن کی رسم مین بھی بیان
کیا ہے۔ قوم نایط کا خیال ہے کہ اس زیور کا استعمال ہم نے ہندؤن
سے سیکھا۔ اس کے نام سے بہی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ
غالبًا یہہ اونہین کا زیور ہے۔ لیکن حیرت اسپر ہوتی ہے کہ ایران
مین بہی اس کا رواج ہے جسکو وہ دستبرنجن کہتے ہین۔ اور مرصع کنگن
کا نام فارسی زبان مین گوہرکش ہے۔ رفیع الدین لسانی فرماتے ہین

ز بہر ساعد شاخ ابر ساخت گوہر کش+
کہ قطرہ دُرِ خوش آبست و سبزہ شبہ در آن

عربستان مین بہی یہہ زیور پہنا جاتا ہے جسکو محاورہ عرب مین سوار
و قلب کہتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ قریب قریب ایک ہی
قسم کا زیور ہے جس کا نام عربون نے اپنی زبان مین رکھدیا اور

+ ساعد کی معنی زبان فارسی مین بازو کے ہین لیکن فارسیون کے استعمال مین
ساعد سے وہ مقام مراد ہے جو ہتیلی اور کہنی کے درمیان ہے۔ (دیکھو غیاث اللغات)

ایرانیون اور ہندیون نے اپنے اپنے محاورہ کے مطابق اسکو موسوم کیا۔

(۷۴) **گوٹ**۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ یعنی سنجاف۔ مغزی۔ حاشیہ۔ لیس۔ مجازاً اوس طلائی زیور کو قوم نوایط نے گوٹ سے موسوم کیا ہے جو کلائی کے لئے چوڑیون کے شکل مین بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک کلائی مین کم سے کم دو گوٹ چوڑیون کے دونون طرف پہنے جاتے ہین گویا یہہ زیور چوڑیون کا طلائی سنجاف اور حاشیہ ہے۔ قوم نوایط کی متمول بی بیان چوڑیون کے عوض طلائی گوٹ کا زیور پسند کرتی ہین جو متعدد حلقون پر شامل ہوتا ہے جن کے بیچ مین بعض بی بیان صرف دو چار بلورین چوڑیان رکھتی ہین۔ اس زیور کا رواج صوبہ مدراس مین بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ ہے۔ ہندؤن سے اس کو کچھ تعلق نہین ہے۔ بلکہ ہندؤن مین طلائی چوڑیون سے شگون بدلیا جاتا ہے بلور یا کانچ پر اوسکو ترجیح نہین دی جاتی۔ ایک ذی علم بی بی کا خیال ہے کہ بلوری چوڑیون کے عوض طلائی گوٹ کا ایجاد درحقیقت پر معنے ہے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ چوڑیان سُہاگ کی علامت سمجھی گئی ہین بیوہ چوڑیون کا استعمال نہین کر سکتی۔ پس بلوری یا لاکھی چوڑیون کے

استعمال مین ہمیشہ یہہ بدشگونی ہوا کرتی ہے کہ جب کبھی وہ کسی اتفاق سے ضائع ہوجاتی ہین تو نئی چوڑیان پہنا ناگزیر ہوتا ہے جس چیز کو ہم نے سہاگ کی علامت قرار دی اوسکو بار بار بدلنا سخت ناگوار گزرتا ہے۔ لہذا طلائی چوڑیان اختیار کی گئین تاکہ بقائے سہاگ تک اپنے آب و تاب کے ساتھہ قایم رہین اونکی شکل بعینہ ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ لاکھی اور بلوری چوڑی کی شکل ہے۔ چمکیان کٹوریان جسطرح چوڑیون مین چمکتی رہتی ہین اسیطرح طلائی چوڑیون مین بہی۔ اون تمام مصنوعات کی چمک دمک بالاستقلال قایم رہتی ہی۔ قوم نوایط کی بی بیان اس زیور کو بہت عزیز رکہتی ہین اور رات دن پہنتی ہین۔ مولف نے دیکہا ہے کہ ایک شریف بی بی نے اپنے ہات کی ایک گوٹ کو جسکا جوڑ کسی قدر ضائع ہوگیا تہا ترمیم کی غرض سے اوتار کر سنار کو دینا پسند نہ کیا بلکہ اوس کے عوض ایک دوسری گوٹ بنوائی گئی جب وہ تیار ہوچکی اور پہن لی گئی تب ترمیم طلب گوٹ کو ہات سے اُتارا۔

پنچہ کے زیور

(۸۴) آرسی۔ زبان ہندی مین منہہ دیکہنے کے شیشہ اور آئینہ کو

آرسی کہتے ہین۔ آرسی ایک قسم کی انگوٹھی کا نام ہے جس پر بجاے نگینہ کے ایک چھوٹا سا گول آئینہ جڑا ہوتا ہے تاکہ ہر وقت بناو سنگار کی درستی اوس سے ہوسکے اس کا نام زبان فارسی مین انگشتر آئینہ دار ہے میرزا داراب جویا فرماتے ہین ؎

می نماید عارضش از حلقۂ زلف سیاہ
یا نشاندست بر انگشتری آئینہ را

صائب

این قوم خود آرا کہ کنون بر سر دست اند
وقت است نگین خود از آئینہ بسازند

اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان انگوٹھے مین پہنا کرتی ہین یہہ مسلمانون کا زیور ہے جسکو ہندوؤن نے بھی اختیار کیا ہے۔

(۴۹) انگوٹھی۔ اوس مرصع یا طلائی یا نقروی زیور کا نام ہے جو ہات کے اونگلیون مین پہنا جاتا ہے۔ جسکو فارسی زبان مین انگشتری کہتے ہین۔ انگوٹھی کی شکل مثل ایک حلقہ کے ہوتی ہے جس پر ایک یا کئی نگینے جڑے جاتے ہین قوم نایط کی بی بیون مین

انگوٹھی صرف چھنگلیا مین پہنی جاتی ہے۔ بعض افراد اُس کے بازو کی اونگلی مین بھی پہنتے ہین۔ لیکن بیچ کی اونگلی بالکل خالی رکھی جاتی ہے اور یہہ کہا جاتا ہے کہ اوسکے لئے یہہ تفوق اور زیور کافی ہے کہ وہ اورون سے بڑی ہے۔ کلمہ کی اونگلی مین بھی انگوٹھی پہنتی ہین۔

(۵۰) چھلا۔ ہندی زبان کا لفظ ہے بن نگینہ کی انگوٹھی کو چھلا کہتے ہین۔ چھلون کا استعمال انگوٹھے اور بیچ کی اونگلی کے سوا باقی تینون اونگلیون مین ہوتا ہے۔ قوم نوایط کی بی بیان ہر ایک انگوٹھی کے دونون بازو دو چھلے پہنا کرتی ہین۔ بعض چھلے انگلیون کے جوڑون مین بھی پہنے جاتے ہین جنکا نام پھیری رکھا گیا ہے۔ پھیری اردو کے محاورہ مین اس زیور کے لئے نہین بولا جاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہہ قوم کی بگڑی ہوئی زبان کا محاورہ ہے۔

کمر کا زیور

(۵۱) زرکمر۔ زرکمر فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے کمربند مراد ہے۔ جو کمربند طلائی یا نقروی تار سے تیار ہوتا ہے جسکو عورتین اپنے لباس کے اوپر کمر مین باندھتی ہین اوسکا نام زرکمر ہے۔ ہندو عورتین

اسکو اپنی ساڑہی پر استعمال کرتی ہین جسکا نام کردہنی ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پٹکا۔ ہندوئنین کردہنی طلائی تارون سے بنائی جاتی ہین بلکہ طلائی تعویذون کا سلسلہ مُثبت نقش و نگار کے ساتھہ قایم کرکے ساڑہی پر باندہا جاتا ہے۔ ہر ایک تعویذ پر ایک نگینہ بہی جڑا جاتا ہے۔ عجم مین زر کمر کا استعمال مرد اور عورت دونون کے لباس پر ہوا کرتا ہے۔ جس سے لباس ہوا سے ہٹنے نہین پاتا کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

بربود دلم عشوہ گرے آفتِ جانے
زرین کمرے سیمبرے موئے میانے

پاؤن کے زیور

(۵۲) **بیڑی**۔ ہندی زبان مین بیڑی زنجیر پا کو کہتے ہین جس کا فارسی ترجمہ جولان ہے۔ لیکن پاؤن کے زیورات مین طلائی یا نقرہ وہی بیڑی اوس زنجیر کا نام ہے جو بوضع خاص بنا کر ہر ایک پاؤنمین جدا جدا پہنی جاتی ہے۔ کم سن بچون کے پاؤنمین عموماً بعض بی بیون نے اپنے زیور مین خصوصاً اسکا استعمال پسند کیا ہے کوئی

خوبصورت زیور نہین ہے۔ اس کا استعمال صرف سنّت کے طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ بدینوجہ کہ اشقیا نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کو حلقہ حفاظت اور حراست کا پابند کیا تھا اوسکی یادگار مین بعض محبّان اہل بیت نے اپنے بی بیون اور بچون کے لئے یہہ زیور تجویز کیا۔ اس زیور سے ہندؤن کو کوئی تعلق نہین ہے۔

(۵۳) **پازیب**۔ زبان فارسی کا لفظ ہے یعنی وہ زیور جس سے پاؤن کو زیب و زینت ہے۔ اسی کو فارسیون کے محاورہ مین پائے برنجن کہتے ہین۔ اور عربی مین خلخال۔ اسیر ہندی نے خوب کہا ہے۔ ؎

اسقدر رویا مین آنکھین ملکے اوسکے پاؤن پر
یار کی خلخال پاگرداب دریا ہوگئی

زبان فارسی مین خواجہ نظامی فرماتے ہین۔ ؎

ہمہ عنبرین خال و خلخال پوش ؛ سر زلف پیچیدہ بالائے گوش

پازیب نہایت خوبصورت زیور ہے جس کو متعدد سادہ کڑیون سے

بنا کر اوس کے نیچے گھونگرو لٹکاتے ہین۔ اس زیور کو پہن کر چلنے سے گھونگرو کی دھیمی آواز آتی ہے۔ بعض مرصع پازیب مین نگینے بھی جڑے جاتے ہین۔

(۵۴) **پایل**۔ زبان ہندی مین ایک طلائی زیور کا نام ہے جسکو پاؤن مین پہنتے ہین۔ پازیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ فرق اسقدر ہے کہ یہہ کڑیون سے نہین بنایا جاتا بلکہ اوس کی ساخت تعویذی ہوتی ہے اوس کے اطراف گھونگرو کی جھالر ویسی ہی ہوتی ہے جیسے پازیب مین۔ ہندوستان مین عموماً اس کا رواج ہے فارسیون نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ اور اس کا نام پا اورنجن رکھا ہے۔

(۵۵) **توڑا**۔ زبان ہندی مین اوس طلائی یا نقروی زنجیر کا نام ہے جو پاؤن مین پہنی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض اہل زبان نے اسکو زنجیر لکھا ہے مگر مولف کی رائے مین وہ زنجیر نہین ہے بلکہ طلائی یا نقروی تار کو پیچ دیا ہوا ایک خاص شکل کا زیور ہے۔ توڑا دو قسم پر بنایا جاتا ہے۔ ایک زلفی جس مین طلائی یا نقروی تارون کو بشکل زلف پیچ دیکر بناتے ہین۔ دوسرے لہسنی۔ یہہ طلائی یا نقرئی

لہسن کی ایک سلک ہوتی ہے۔ قوم نوایط مین زلفی توڑون کا زیادہ رواج ہے۔ حیدرآبادیون کو لہسنی توڑے پسند ہین۔ مرہٹی قوم کی عورتین لہسنی توڑونکو زیادہ پہنتی ہین۔ اون کا خیال ہے کہ یہہ اون کا قومی زیور ہے۔ ہندوستان کی بی بیان زلفی توڑے کو نزاکت کے ساتھہ مطول بناکر اپنے گلے مین پہنا کرتے ہین جسکو گلے کا توڑا کہتے ہین۔ بعض لوگ اسی توڑے کو اپنی گھڑی کے ساتھہ لگاتے ہین۔ جو گھڑی کا توڑا کہلاتا ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔

گلے کا مین تمہارے آج اس مین سر اگر جاوے
نکالے بن نہ چھوڑون آپکی سر کی قسم توڑا

(۵۶) رَم جہول۔ اس کا صحیح تلفظ رن جوڑوے ہے۔ یہہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے۔ رن کے معنی ہندی بول چال مین آبلہ کے ہین جیسے ماتا کا رن۔ بدین وجہ کہ اس زیور مین طلائی موتی کو باہم جوڑکر بانٹہسے کے ذریعہ سے اوسپر موتیون کی شکل بنائی جاتی ہے۔ اسکا نام مرہٹون نے رن جوڑوے رکھا۔ یہہ زیور پاؤن مین پہنا جاتا ہے اور اوسکے نیچے گھونگرو کی قطار لٹکائی جاتی ہے۔ قوم نایط نے

اس کا استعمال غالباً کوکن کے مرہٹون سے سیکھا ہے۔

(۵۷) گجرے - ایک طلائی یا نقرئی زیور کا نام ہے جو مثل توڑون کے پاؤن مین پہنا جاتا ہے۔ گجرا زبان ہندی کا لفظ ہے اوس ہار کو گجرا کہتے ہین جو پاس پاس گٹہا ہوا ہو۔ بدینوجہ کہ اسکی ساخت طلائی یا نقروی تار سے پاس پاس گٹھی ہوئی ہوتی ہے جیسے گوپ۔ مجازاً اسکو گجرا کہا گیا اہل ہند اس زیور کا استعمال گلے سے مخصوص کرتے ہین۔ جس کو وہ نزاکت کے ساتھہ ایک زنجیر کی شکل مین بناتے ہون لیکن قوم نوایط کی بی بیون نے اوس کو پاؤن کا زیور قرار دیا ہے۔ ہندون مین اسکا استعمال نہین ہے۔

(۵۸) لُول - بروزن پہول۔ لولو کا مخفف ہے۔ مگر زبان اردو مین نہین بولا جاتا۔ یہہ ایک خاص زیور ہے جو طلائی باریک منکون سے بنایا جاتا ہے اور قوم نوایط کی بی بیان اوسکو اپنے پاون مین پہنتی ہین۔ یہہ زیور بہت ہلکا اور کم وزن ہوتا ہے۔ سونے کا ورق مثل کاغذ کے گہر کر اوس سے لول بناتے ہین جس کے اندر لاکھہ بہردی جاتی ہے۔ کم مقدرت بی بیان اپنے پاؤن مین نقروی زیور

کے مقابلہ مین صرف اس زیور کا استعمال پسند کرتی ہین۔

(۵۹) منکلے۔ منکہ کی جمع۔ اوس زیور کا نام ہے جو پاؤن مین پہنا جاتا ہے جسکو ہندی مین ہٹر کہتے ہین۔ ہٹر ایک قسم کے کسیلے پہل کا نام ہے طلائی منکلے بڑے بڑے بشکل ہٹر بناتے ہین اور اون کو ایک ڈوری مین پروکر اوس کا حلقہ پاؤن مین پہنا جاتا ہے۔ قوم کی بی بیون کا مقولہ ہے کہ نقروی پازیب سے طلائی منکلے بہلے۔ اس کا یہہ مطلب ہے کہ ایک نقروی پازیب کی جوڑی جس قیمت مین تیار ہوتی ہے طلائی منکون کی لڑی اوسی قیمت مین بن سکتی ہے پہر کیا وجہ کہ پیر مین سونا نہ پہن کر چاندی پہنین۔ منکلے بالکل کاغذی ہوتے ہین اندر سے لاکہہ بہری ہوئی ہوتی ہے جو کاریگری کم خرچ بالانشینی کے لئے لول مین کیجاتی ہے۔ وہی کاریگری منکون کے تیاری مین ہوتی ہے۔ اس زیور کو ہندؤن سے کچہہ تعلق نہین ہے

پاؤن کے انگلیونکا زیور

(۶۰) گہول۔ اسکو غلط العام کہنا چاہیئے پاؤن کے انگلیون مین جو چہلّے پہنے جاتے ہین اوسکو عام و خاص گہول کہتے ہین۔ یہہ لفظ اردو

بول چال مین مستعمل نہین ہے مدراس اور حیدرآباد مین بولا جاتا ہی
بعض ممیز اور ذی علم عورتین اس کو گول کہتی ہین۔ یہہ نام بلحاظ
اس زیور کی گولائی کے کسی قدر بامعنی ہے۔ گھول کا لفظ تو کسیطرح
معنے دار نہین ہے

چوتھا باب قوم نایطہ کے القاب اور مشاہیر قوم کے متعلق

پہلی فصل القاب قوم کے متعلق

قوم نوایط مین ہر ایک خاندان کے لئے جدا جدا لقب مشہور ہین
لقب زبان عربی کا لفظ ہے۔ لقب سے وہ نام مراد ہے جس سے موسوم
کی مدح یا ذم پائی جاوے۔ یا وہ لفظ مدح یا ذم پر دلالت کرے
یا وہ نام جو کسی خاص صفت یا خاص عزت کے باعث پڑ گیا ہو۔
ناسخ فرماتے ہین۔ ؎

یہہ اوس کے ہے ساعدون کا عالم کہ جس نے دیکھے ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضا سے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اوستاد فرخی نے زبان فارسی مین کہا ہے ؎

مارا سخن فروش نہادی لقب چہ سود

خواجہ ز ما بزر نخریدی ہمی سخن

لقب کے جو معنے اہل لغت نے لکھے ہین اور اس لفظ کا استعمال
جس طرح استادون نے کیا ہے اوسکے لحاظ سے قوم نوایط کے بعض القاب
پر البتہ لقب کی تعریف صادق آسکتی ہے لیکن اون کے بہت سے
ایسے القاب مشہور ہین جنکو مولف کی رائے ہین القاب سے موسوم
نہ کرنا چاہیئے۔ عموماً اہل تاریخ نے ایسے کل الفاظ کو القاب قوم
ہی کے نام سے لکھے ہین جیسے صمصام الدولہ شہنواز خان اپنی کتاب
ماثر الامرا مین فرماتے ہین کہ برائے شناسائی ہر فرقہ را باندک ملابست
باچیزے نسبت بآن چیز ملقب ساختہ اند و غریب لقب ہا درین گروہ
شائع است۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اہل تصانیف اور خود قوم کے
افراد کو اون الفاظ کی وجہ تسمیہ اور تعریفات کی اطلاع بہت کم ملی ہے
یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اون الفاظ کا نام القاب قوم رکہا گیا ہے
بعض اہل تصنیف نے القاب کے چند الفاظ بہی لکھے ہین اور اونکے
وجہ تسمیہ پر بہی طبع آزمائی کرنا چاہا ہے۔ جیسے اکرم خان شاہجہان بادشاہ کی

نے اپنے مختصر رسالہ مین القاب کی تعریف مین بہت کچھہ زور مارا ہی
لیکن اون کے طرز بیان سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اون کو اون
الفاظ کی حقیقت پر بہت کم آگاہی ہوئی یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اون
الفاظ کو القاب سے موسوم کرنے مین غلطی کی ہے بلکہ اصل الفاظ
کی تعریفات مین بہی کامل توجہ نہین فرمائی گئی۔ کسی لفظ کو لقب سے
موسوم کر دینا اور اوسکی تعریف مین کسی لغوی یا اصطلاحی معنے یا وجہ تسمیہ
کی حقیقت کے ساتھہ مطابق کرکے نہ دکہلانا اور اپنی محض رائے سے
کسی لفظ کو شرافت کی علامت قرار دینا یا کسی لفظ کے متعلق یہ کہدینا
کہ اسکو اپنے نام کے ساتھہ استعمال کرنے والون کا درجہ شرافت مین
گہٹا ہوا ہے ایک مصنف کی شان سے بعید ہے۔ مولف کو جسقدر مدد
اس کتاب کی تالیف مین اور مصنفین سے ملی ہے جنکی فہرست دیباچہ
مین لکھہ چکا ہون اون سب مین اکرم خان شاہ جہان آبادی ہی کا ایک
رسالہ ہے جس نے القاب قوم کی تحقیق کی نسبت مجھکو زیادہ توجہ
دلائی۔ مین نے اسکو مناسب نہ جانا کہ ایک مصنف کی رائے مجرد سے
کام لون اور ایسی بہاری ذمہ داری کے کام مین جیسا کہ یہہ کام ہے

اپنی تحقیق سے بحث نکرون۔ اگرچہ مین اوپر لکھہ چکا ہون کہ اکثر الفاظ کو بلحاظ اون کے معنون کے القاب قوم سے موسوم کرنا میری رائے مین درست نہین ہے لیکن بدینوجہ کہ یہہ لفظی غلطی کئی صدیونسے چلی آتی ہے اور اسوقت الفاظ کی تفریق کے ساتہہ اون کے لئے کسی نئے نام کا تجویز کرنا اور ایک مشہور و معروف نام سے قطع نظر کرنا اس موقع پر ٹہیک نہین ہے مین نے اپنے آیندہ بیان مین ناگزیران الفاظ کو القاب قوم ہی سے تعبیر کیا ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ قوم نایطے نے ہر ایک خاندان کے لئے القاب کی ضرورت کو پابندی کفو کے اغراض سے تسلیم کیا تہا اور مندرجہ ذیل چہہ اصول پر القاب وضع ہوئے تہے

(۱) عام معنون مین جنکو ہر فرد قوم اپنے نام کے ساتہہ استعمال کرسکتا ہے جیسے قریشی یا مہاجر کا لقب۔

(۲) پیشہ کے لحاظ سے جنکو وہی خاندان اپنے نامونکے ساتہہ لکہہ سکتے ہین جنکے مورثین اعلےٰ کو اوس پیشہ کے ساتہہ تعلق تہا یا اونہون نے بہی اوسی پیشہ کو اپنی وجہ معیشت کرر کہا ہے۔ جیسے پالکر یا پی لے کا لقب

(۳) مقام سکونت کے لحاظ سے۔ جس سے فوراً یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے

کہ اس خاندان کے مورثین اعلےٰ نے مدینہ طیبہ سے ہجرت کرنیکے بعد فلان مقام پر سکونت اختیار کی تہی۔ جیسے۔ مکی۔ جُہرمی۔ لوکہری کا لقب

(۴) اعزازات حاصلہ کے علامت کے طور پر۔ یعنے جن خاندانون کے مورث اعلےٰ نے کوئی خاص اعزاز پایا ہے اوس کا اشارہ جیسے چیدہ یا برادر کا لقب

(۵) بطریق علامت خاص یعنے جن خاندانون کے مورث اعلےٰ کسی خاص نام یا خاص صفت سے مشہور رہے ہون اونکی آل اولادنے اوسی صفت یا نام کو اپنے نام کے ساتہہ محض اس غرض سے قایم رکہا کہ موجودہ نسل اور آیندہ نسلون مین اوس نام یا صفت کی وجہ سے مورث اعلےٰ کا پتہ ملجاوے۔ جیسے دلوائی اور سعید کا لقب۔

(۶) جن خاندانون نے کفو کی پابندی نہین کی اون کی شناخت کے لئے جیسے۔ ڈوگلے اور ماکے اور پاپا کا لقب۔

اس مین کچہہ شک نہین ہے کہ بعض القاب کے الفاظ رکیک ہین اور اپنے معنا و مقصود پر حاوی نہین نظر آتے جن کی صراحت آیندہ کی جاویگی۔ لیکن اس مین واضعان القاب کا کچہہ قصور نہین ہے اسلئے

کہ جن قوموں کے ساتھہ اون کو بسر کرنا پڑا ہوا ورجن زبانوں مین وہ
اپنے کاروبار کے لئے مجبور رہے ہون اورجن مقامات پر اونکی سکونت
رہی ہوا ونہین کے لحاظ اور مناسبت اور ضرورت پر انہون نے
لقب تجویز کرلیا ہوگا۔ صاحب ماثر الامرا کا خیال بالکل درست ہے
کہ اونکا مقصد القاب سے صرف اسی قدر رہا ہے کہ کسی ایک
علامت کے ذریعہ سے اپنی قوم کی شناسائی اور ہر فرقہ کا پتہ معلوم
ہوجائے۔ اکثر لقب ایسے ہین جن کے ساتھہ ایک واقعہ کا تعلق ہے
یعنے قصہ طلب واقعات پر اونکی بنیاد قایم ہوئی ہے بعض لقب
ایسے ہی ہین جو بغیر کسی پیچ پاچ کے بالکل صاف معنون مین وضع
کئے گئے ہین۔ اسی ایک قوم پر کیا منحصر ہے مسلمانون کے بہت سے
ایسے اقوام پائے جاتے ہین جنکا ہر ایک خاندان ایک مخصوص لقب سے
مشہور ہے۔ ہندوٗن مین الک کی حقیقت ایسی ہی ہے جیسے کہ اہل
نوایط کے القاب۔ عربون کے بہت سے قبیلے خاص نامون سے پکارے
جاتے ہین اور اونکی وجہ تسمیہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ سے تعلق رکھتی ہے
الغرض خاندان ہائے قوم نوایط کے القاب تعجب خیز نہین ہین اسلئے کہ

ہندوستان کے مختلف مقامات مختلف زبانین اور مختلف اقوام کے لحاظ سے القاب کے بعض الفاظ کا رکیک یا محاورہ اردو کے برخلاف ہونا وسی اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے۔ القاب کا انحصار قریب قریب ناممکن کے ہے اسوجہ سے کہ اول الذکر تین اصول مین وجہہ اصول عامہ مین داخل ہین۔ مولف نے صرف چند القاب معروفہ کی تعریف اور اونکی وجہ تسمیہ کو ذیل مین بیان کی ہے جسکو اصول متذکرۂ بالا کی تمثیل خیال کرنا چاہیئے۔

ردیف الف

آگ لاوے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنہون نے آہنی کارخانے قایم کر رکھے تھے۔ بدینوجہ کہ شبانہ روز انکے کارخانون مین آگ روشن رہتی تھی اونکو عام لوگ آگ لاوے کہنے لگے۔ افراد قوم کے ایک کہن سال بزرگ نے بیان کیا کہ آپ نے اپنے بزرگون سے اس لقب کا تلفظ آگ الاوے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ آگ الاؤ سے یہہ لقب تجویز کیا گیا۔ الاؤ فارسی زبان کا لفظ ہے بمعنی تودۂ آتش۔ اس قوم کے بعض افراد نے نواح کوکن مین کاشتکاری کیلئے

دیہات حاصل کئے تہے جب اپنی مقبوضہ اراضی مین مکان بنا کر رہنے لگے تو بہیڑیون نے انکو بہت ستایا ان کے بچے بہیڑیون کے نذر ہونے لگے اوسوقت مکان دارون نے حفاظت کے لئے ہر ایک مکان کے پاس ایک الاؤ تیار کیا جس مین ہمیشہ اگ جلا کرتی تہی اور اوسی سے آہنی آلات کشاورزی کی تیاری اور ترمیم کا کام ہوا کرتا تہا۔ ہندؤنکی حکومت تک انکا نام اگنی ہوتری رہا۔ اگنی ہوتر ہندؤن مین ایک خاص قسم کی پوجا کا نام ہے۔ جو میان بی بی دونون آتش سلگا کر کرتے ہین۔ اگنی ہوتر۔ اگنی دوہوتر کا مخفف ہے۔ زبان سنسکرت مین اگنی سے اگ اور دوہوتر سے زن وشوہر مراد ہین۔ اس پوجا کے لئے یہہ شرط ہے کہ پوجا کی آگ ہمیشہ روشن رکہی جاوے۔ میان بی بی سے جب کوئی مرجاتا ہے تو اوس کی لاش اسی اگ سے جلائی جاتی ہے۔ الغرض الاؤ کی آگ کی وجہہ جو ہر ایک مکانکے پاس دہکتی رہتی تہی سارا قریہ اگنی ہوتریون سے معروف ہوا ہندؤنکا خیال اون کے بنسبت یہی تہا کہ یہہ چہپے ہوے اگنی ہوتری ہین

جب مسلمانون کی قوت بڑہنے لگی تو اگنی ہوتری کی شہرت گہٹنے لگی پہر اگنے الاؤ کے نام سے شہرت ہوئی آخر پر آگ الاوے مشہور ہوے اور پہر کثرت استعمال سے آگ لاوے کہے گئے اہل تصانیف نے اس لقب کا کوئی تذکرہ نہین کیا ہے اس لقب کے افراد ابتک موجود ہین اور مولف سے اونکی ملاقات ہے بعض افراد قوم نے اسی لقب کو آتش خانیکے الفاظ سے بدلدیا۔

ردیف ب

باجتری۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ بعض رسایل مین یون بیان ہوئی ہے کہ ان افراد قوم کا نسبی سلسلہ شاہان بیجاپور کے ناقوس نوازون تک پہونچتا ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ شاہان سلف کے پاس یہہ دستور رہتا کہ اپنے خاصہ کے ہاتی کا مہاوت اور اپنے ناقوس نواز یعنے بیوگلچی کو قوم سادات اور شرفا سے مقرر کرتے تہے بدیں وجہ کہ مہاوت کی پشت ہمیشہ عماری نشین کے طرف ہوتی ہے اور وہ بادشاہ کی جان کا محافظ سمجہا جاتا ہے اور حکم رسان ناقوس نواز عادتاً بادشاہ کے بازو حاضر رہا کرتا تہا جس کے ذریعہ سے فوج کو حکم سنایا جاتا تہا لہذا اونکوان دونون خدمات پر معمولی درجہ کے لوگو نکا

مقرر کرنا پسند نہ تہا۔ پادشاہی سواری کا مہاوت زمانہ حال تک
سادات ہی سے مقرر ہونے کا دستور ہے شاہی ہیوگلر یا ناقوس نواز
کی ضرورت موجودہ زمانہ مین باقی نہین رہی۔ تاہم فوجی سردار اپنے
ایک بہروسہ کے شخص کو ہیوگلری کی خدمت عطا کرتے ہین۔ بعض
مورخین نے لکہا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے ساتہہ ہمیشہ اوسکا ناقوس نواز
لگا رہتا تہا جب فتح نصیب ہوتی تہی تو شہنشاہ اپنے ناقوس نواز کو یہ
حکم دیا کرتا تہا کہ ناقوس سے یا اللہ یا اللہ کی آواز نکالے جس آواز
پر سارا لشکر جان جاتا تہا کہ اکبر کی فتح ہوئی اور لڑائی اوسی کے
ہاتہہ رہی۔ متعدد لڑائیون مین خاص کر ایسے وقت پر جبکہ دونو
لشکر باہم مل چکتے تہے اور تلوار سے کام لیا جاتا تہا۔ اپنے اور پرائے
کی خبر نہوتی تہی اور معلوم نہ ہوتا تہا کہ پادشاہ کس حالت مین
ہین ناقوس ہی کے ذریعہ سے احکام شاہی اور نتایج جنگ کی
اطلاع دیجاتی تہی اور مخصوص الفاظ کا استعمال جنکا قرار دادجنگ سے
پہلے ہولیتا تہا موقع موقع سے بذریعہ ناقوس کیا جاتا تہا پس
اسبات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ ناقوس نواز شاہی کا کیا درجہ تہا

اور وہ اصول کس حد تک صحیح تھے۔ جو شخصی انتخاب کے متعلق مدنظر تھے۔ اس لقب کے ایک فرد قوم سے مولف نے بمبئی مین ملاقات کی ہے۔

برادر۔ اس لقب کے افراد قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ اکرم خان شاہجہان آبادی نے اپنی مختصر سی تصنیف مین اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ راجایان وقت بعض اپنے مصاحبین اور ملازمین کو جو قوم نایط سے تھے برادر کے نام سے بلایا کرتے تھے۔ اور اس برتاو کی وجہ سے دربار مین اون کی بڑی عزت ہوا کرتی تھی اون کی آل اولاد نے اپنے نامون کے ساتھ اوسی لفظ کو بطریق لقب قایم کر لیا۔ مولف کہتا ہے کہ اس مین لفظی تغیر ضرور ہوا ہے۔ مولف کو حیدرآباد مین بعض ایسے امرا سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے جو قوم نوایط ہی سے ہین اور اونکا خاندانی لقب مامون ہے جب مین نے اوسکی حقیقت دریافت کی تو اونہون نے اسناد سلطنت پیشوا مین اپنے مورثین اعلے کا نام مامون کے لقب کے ساتھ دکھلا دیا اور کہا کہ بزرگان خاندان فرمایا کرتے تھے

کہ سرکار پیشوا سے یہہ اونکا خطاب تہا۔ اس خطاب کی منزلت تہی
کہ وہ راجہ کے دربار مین بلحاظ مراتب و اعتبار راجہ کے ماموں کے
مساوی سمجھے جاتے تہے اور ماموں ہی کے نام سے راجہ اون کو
بلایا کرتا تہا اوس زمانہ مین بعض کا خطاب بہاؤ تہا جسکی معنی برادر
کے ہین کوئی امیر موگلے سے مخاطب تہا جسکا ترجمہ بیٹا ہے یہہ سب
مرہٹی زبان کے الفاظ ہین۔ یہہ خطاب ویسے ہی تہے جیسے کہ زمانہ
حال مین بعض والیان ریاست کو برٹش انڈیا نے فرزند ارجمند کا
خطاب عنایت فرمایا ہے۔ الحاصل مولف کا خیال یہہ ہے کہ ان
افراد قوم کے مورث اعلےٰ غالبًا بہاؤ کے خطاب سے سرفراز ہوئے ہون
جسکو اون کی اولاد نے فارسی زبان کے لفظ سے بدل دیا۔
ترکون کی حکومت مین برادر یا فرزند کا خطاب کسی ملازم کو دیا جانا
تاریخ سے نہین پایا جاتا۔ مولف نے اپنے والد ماجد سے بارہا سنا ہے
کہ افراد قوم سے ایک صاحب علاءالدین نام تہے جن کا عُرف
اپنی تمام برادری مین بہاؤ صاحب تہا۔ علی ہذا خود مولف نے
ایک بزرگ قوم کو دیکہا ہے جن کو تمام اہل برادری چچا صاحب سے

بلایا کرتے تھے۔ میری کم عمری کا زمانہ تھا بار بار خیال اوسطرف رجوع ہوتا تھا کہ یہہ چھوٹے اور بڑے سب کے چچا کیون کر ہوسکتے ہین خود اون بزرگوار سے مولف نے اسکے متعلق کوئی گفتگو نہین کی

بدری ۔ یہہ مشہور لقب ہے۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے بہی اس کا تذکرہ فرمایا ہے اس کا صحیح املا بیدری ہے۔ یعنی محمد آباد بیدر کے رہنے والے جن افراد قوم کے مورث شاہان سلف کے زمانہ مین بیدر مین نام آور اور بیدری کہلاتے تھے اونکے نسلون نے اپنے نامون کے ساتھہ اوسی لفظ کا استعمال کیا حقیقت سے ناواقف افراد نے صحت لفظ کا خیال نہ رکھا۔ بدری کہنے لگے مولف نے اس قوم کے اکثر افراد سے ملاقات کی اور لقب کی وجہ تسمیہ کو دریافت کیا لیکن اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی جب اونکے بزرگون کے حالات دریافت ہوے تو معلوم ہوا کہ وہ عالمگیر کے زمانہ مین محمد آباد بیدر مین مراتب عالیہ سے سرفراز رہے ہین۔ جیسے امام المدرسین مولانا مولوی محمد حسین الشہید البیدری قادری رحمتہ اللہ علیہ۔

بھانڈے بھونڈے ۔ اس لقب کا صحیح املا پانڈا پونڈا ہے صاحب تذکرۂ اعظم نے لکھا ہے کہ پانڈا پونڈا ایک خاص مقام کا نام ہے جن افراد قوم نے اوس مقام پر نام آوری کے ساتھہ اپنا زمانہ بسر کیا اونکی آل اولاد نے اپنے نامون کے ساتھہ اونہین الفاظ کو بطور لقب قایم کر لیا۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدرآباد اور مدراس مین موجود ہین۔

ردیف پ

پالکر۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے لکھا ہے کہ پالکر لقب کرنے والے افراد زراعت پیشہ تھے۔ آبپاشی کا کام اون کے تفویض تہا۔ مولف کو اس وجہہ تسمیہ سے اتفاق ہے۔ نشان حیدری (تاریخ ٹیپو سلطان) مین متعدد مقامات پر پالکرون کا تذکرہ ہے کرناٹک مین زمیندار ونکا نام پالکر تہا متعدد اہل تصانیف نے لکھا ہے کہ اس قوم کے اکثر افراد زمیندار اور زراعت پیشہ تھے پالکر لقب کرنے والی قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہین ہوا لیکن بعض افراد قوم نے کہا کہ رائے ویلور۔ بنگلور اور ریاست میسور مین یہہ لوگ

موجود ہین اور بعض اون مین سے کافی کی کاشت کرتے ہین اور بڑے مالدار ہین۔

تیتو۔ اس لفظ کا صحیح املا تیّر ہے۔ بکسر اول وتشدید تا وفتح وسکون آخر۔ یہہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی بزرگ مغفور و دیوتا و مربی یہہ اون بزرگون کا لقب ہے جو کوکن مین زہد و تقوے سے مشہور تھے۔ سلوک و طریقت مین کامل سمجھے جاتے تھے۔ اُنہون نے اپنی زندگی تک قریشی لقب کیا بعض کا لقب مکّی اور جدّی تھا انکی رحلت کے بعد اہل کوکن اون کے نامون کو تیّر کے ساتھہ منسوب کرنے لگے اون کی نسلون نے اپنے نامون کے ساتھہ بھی اسی لفظ کو بطور لقب استعمال کیا۔ محمّد سعید اور محمّد محی الدین تیّر کی اولاد حیدرآباد مین موجود ہے وہ اپنے مورثین اعلے کو مشایخین سے کہتے ہین کثرت استعمال اور ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے بعض افراد اپنا لقب تیّو بیان کرتے ہین اور بعض تیّور۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اس لفظ کی املا مین ہائے ہوز کو شریک کیا ہے اور تیتھو لکھا ہے مگر لفظی تحقیق اور اوسکے معنے پر مطلق غور نہین فرمایا۔

پھانٹو - اس لفظ کی تحقیق اور اوسکے معنی مین مولف کو کامیابی نہین ہوئی بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ نایطیان چودہری لقب کو پھانٹو بہی کہتے ہین - مارڑواڑ مین تاجران پھاٹکہ - پھانٹو سے مشہور ہین پھاٹکے کی تجارت وہ ہے جو صرف بولی پر ہوتی ہے - یعنے اجناس کی عرض بازار ہونے سے پہلے باہمی معاہدات کے ذریعہ سے اونکا نرخ فرضی مقرر کرلیا جاتا ہے اور یہی طریقہ بعض وقت سکہ کے بٹاون مین بہی مستعمل ہوتا ہے - مثلاً ربیع کی فصل تیار ہے ہنوز اوسکی کٹائی کی نوبت نہین آئی ہے زید نے عمرو سے یہہ معاہدہ کرلیا کہ یکم ماہ آیندہ کو وہ ۵ فی کہنڈی کے حساب سے پانچہزار کہنڈی جوار عمرو کے ہاتہہ فروخت کریگا اور عمرو نے اسکو قبول کرلیا تو یہہ معاملہ پھاٹکہ کہلایا - علی ہذا بکر نے خالد سے کہا کہ ماہ آیندہ کی ۲۰ تاریخ کو دس ہزار کلدار سکہ فیصد ۱۰ حالی کے بٹاون سے خالد کے ہاتہہ فروخت کریگا اور خالد نے اوسکو قبول کرلیا تو کہا جاویگا کہ ان دونون مین باہم پھاٹکہ ہوچکا ہے - کچہہ عجب نہین ہے کہ افراد تجارت پیشہ جنکی سکونت مارڑواڑ مین رہی ہو اس تجارت کی وجہ سے پھانٹو کے لقب سے

مشہور ہوے ہون یا اس نام سے پکارے گئے ہون۔ اسی قوم کے
ایک بزرگ امام صاحب جوہری کے نام سے مشہور تھے جن کے
بعض کاغذات مین اون کے بزرگون کے ساتھہ پہانٹو کا لقب لکھا ہوا
تھا لیکن وہ اوس کے ظاہر کرنے مین شرماتے تھے۔ مولف نے اونسے
گفتگو کی اونہون نے کہا کہ مجھکو اپنے بزرگون سے معلوم ہوا کہ پشتین سے
وہ جواہر کی تجارت کرتے تھے مدراس پریسیڈنسی اور گوہ مین طرح
کی تجارت مین اونکو بڑی کامیابی ہوئی تھی۔ بلور کی تجارت بہی
اونہون نے کی ہے نہ معلوم اون کے نام پر جوہری کے عوض پہانٹو
لقب کیونکر لکھا گیا جو ایک رکیک اور بے معنے لفظ ہے۔ مدراس
اور ملیبار مین طرب الماس خام کو کہتے ہین۔ مولف نے اون کو
صلاح دی کہ وہ بزرگون کے لقب کو اپنے نام کے ساتھہ لکھا کرین
اگرچہ ہندی زبان مین پھٹک کے معنے بلور اور کچے ہیرے کے ہین
مگر کچھہ سمجھہ مین نہین آیا کہ پھٹک یا پہاٹکے سے پہانٹو کا لقب کیونکر
قرار پایا۔ دنیا مین ہزارہا مثالین ایسی ہین جو واضع کے وضع کئے
ہوے نامون مین کثرت استعمال و عدم واقفیت وجہہ تسمیہ کی وجہ

سے بہت بڑا اختلاف ہو گیا ہے۔ پس کوئی تعجب نہین کہ پہانکو یا پہنکو کو پہانشو کہنے لگے ہون۔

پہٹانے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جنکے پاس نخود کی تجارت جاری تہی کرناٹک کے لوگ دلے ہوے چنون کو پٹہانے کہتے ہین۔ صاحب توزک والاجاہی نے بہی اسکو لکہا ہے۔ اکرم خان شاہجہان ابادی نے بہی اس سے اتفاق کیا ہے۔

پی لے۔ بیای اول معروف و یائے ثانی مجہول۔ اون افراد قوم کا لقب تہا جو توت کے باغات مین ریشم کی تجارت کیا کرتے تہے۔ زبان فارسی مین پیلا۔ گو یہ ابریشم اور ریشم کے کیڑے کو کہتے مین اسی تجارت کی وجہ سے غالبًا اونکا لقب پی لے ہوا ہو۔ انہین کو بعض نے جہرمی سے موسوم کیا ہے۔ جہرم ایک شہر کا نام ہے جو سلطنت ایران مین واقع ہے۔ اسی لقب کے بعض افراد زمانہ گزشتہ مین چومکرو سے مشہور رہتے۔ چومکرو کا لقب بعض شاخ شجرون مین پایا جاتا ہے۔ یہہ زبان سنسکرت کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ سنسکرت مین اکچہو کرہ ریشم باف کو کہتے ہین۔ ممکن ہے کہ جب تک یہہ لوگ جہرم مین

سکونت پذیر رہے ہون۔ فارسی بول چال مین بلحاظ اپنے پیشہ کے پی لے
سے مشہور ہون جب ہندوستان مین آئے تو ہندیون نے اون کا
نام انچموکرہ رکہا ہو جس کا مخفف چومکرہ رہ گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
حیدرآباد مین پی لے لقب افراد موجود ہین اور مولف کو اون سے ملنے
کا اتفاق ہوا ہے۔ لیکن وہ خود اپنے لقب کی وجہ تسمیہ سے ناواقف ہین۔

ردیف ت

تانتلی۔ بیائے معروف اون افراد قوم کا لقب ہے جو بندر
کوکن کے قصبہ تانتلا مین سکونت پذیر تہے بعض مصنفین نے لکہا ہے
کہ یہہ اعلےٰ درجہ کی تیر و کمان بنانے مین مشہور رہتے تہے۔ تانت زبان
ہندی کا لفظ ہے جسکے معنے رودہ کے ہین۔ رودہ سے زہ کمان مراد ہے
پچہلے زمانہ کے سامان حرب مین بندوق کے عوض تیر و کمان کی
زیادہ قدر رہتی۔ لڑائیون مین اسی سے زیادہ کام لیا جاتا تہا۔ ممکن ہے
کہ اسی پیشہ کی وجہ سے انکا لقب تانتلی ہوا ہو لیکن موضع تانتلا کا
وجود وجہ تسمیہ لقب کو زیادہ تر اپنے جانب متوجہ کرتا ہے۔
اس لقب کے افراد حیدرآباد مین موجود ہین خود مولف تاریخ کا

قومی لقب تانتلی ہے۔ مصنف انساب النایط نے اس لقب کو قصبۂ تانتلہ سے منسوب فرمایا ہے۔

ردیف ٹ

ٹینڈاسی۔ بیای آخرہ معروف ٹینڈاسی یا ٹینڈا ایک خاص قسم کی ترکاری کا نام ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہی ممکن ہے کہ نایطیان پالکر لقب سے کسی نے اسکی کاشت کو رونق دی ہوا ور اسی لقب سے پکارے گئے ہوں مولف کو اس لقب کی حقیقت اس سے زیادہ معلوم نہو سکی اور نہ اس لقب کے کسی فرد سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

ردیف ج

جَدّی۔ بیای معروف۔ اون افراد قوم کا لقب ہی جو جَدّہ کے رہنے والے تھے۔ اس لقب کے افراد حیدرآباد اور مدراس مین پائے گئے ہین مولف تاریخ کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

جَہُرمی۔ جَہُرم کی رہنے والی قوم۔ جَہُرمی سے موسوم ہوئی۔ ممالک فارس مین جہُرم ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ردیف چ

چلنے ۔ بکسر اول و یائے مجہول ۔ اوس مالدار گروہ کا لقب تہا جسکا سرمایہ ترقی کر چکا تہا ۔ اس لقب کے اکثر افراد نے اپنے آپکو رئیس سے ملقب کیا ہے چلنے کے معنے ہندی زبان مین تیلیا ۔ مرغن ۔ چربی دار کے ہین ۔ دکہنی لوگ مالدار کو چکنا آسامی کہتے ہین ۔ اور مرہٹی مین بہی اس لفظ کا استعمال انہین معنون مین ہے بعض اہل تصنیف نے اس لقب کا ذکر کیا ہے مگر اوسکی حقیقت نہین بیان کی مولف کو اس لقب کے افراد سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا ۔

چندی ۔ بکسر اول و یائے معروف ۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جو کشمیر مین رہتے تہے ۔ شالبافی اور رفوگری کرتے تہے راجایان سلف نے اپنی قیمتی پوشاکون کے لئے ان کاریگرون کی بہت قدر کی جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے ۔ لیکن بعض بزرگان قوم کو جو زندہ تاریخ کا حکم رکہتے ہین اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے ۔ وہ فرماتے ہین کہ شالگر کے لقب سے بعض خاندان گزرے ہین اور وہ چندی لقب سے جدا تہے ۔ چندی لقب سے وہ خاندان مشہور تہے جو دیسی پارچہ بناتے تہے ۔ اور اون کا عروج اپنے اسی پیشہ کی وجہ سے رہا ۔ انکا اصلی لقب ماگہے تہا غالباً جلاہو نکے ماگہہ سے یہہ لقب مشہور ہوا ہو مگر یہہ

مین جلائی چاماک اوس آلہ کا نام ہی جس سے پارچہ بافی کا کام لیا جاتا ہے
چودہری۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سرگروہ ہم پیشگان
کے ہین۔ گاؤن کا سردار۔ میر محلہ۔ میر بازار بہی چودہری سے موسوم
ہوتا ہے۔ بنگالی زمینداروں مین یہہ لفظ بطریق خطاب اعزازی
مستعمل ہے۔ بعض کا مقولہ ہے کہ قوم نایطے کے جن افراد نے بنگالہ مین
کاشتکاری اختیار کی تہی یہہ اونکا لقب ہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ
تجارت مین جو افراد سربرآوردہ ہوے وہ چودہری کہلائے بعض
واقعات سے اس لقب کا پتہ اسطرح چلتا ہے کہ کوکن مین قوم نایط
کے افراد نے اپنے مناقشات کے تصفیہ کے لئے ایک پنچایت مقرر
کر رکہی تہی جسکے ارکان کل افراد قوم کے مقبولہ اور منحصر علیہم تہے
اہل قوم اونکو چودہری کے نام سے پکارا کرتے تہے۔ مصنف
انساب النایط نے لکہا ہے کہ جودہری مخفف ہے چوتہہ دہری کا
نواب فیروز جنگ نایطی اس نام سے مشہور تہے اسلئے کہ لطایف الحیل
کے ساتہہ چوتہہ کی رقم زمینداران سرکش سے دہروا لیتے تہے۔
چونکر و۔ اس لقب کا صحیح املا اکچمو کرہ ہے۔ جس کی تعریف مولف

نے پی لے کے بیان مین لکھی ہے۔ ان کی وجہ معیشت ریشم کے کار خانون سے تھی۔ مشاہیر قوم مین اس لقب کے ایک بزرگ پائے گئے ہین۔

چیدہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی مُنتخَب۔ بعض بزرگان قوم نے اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ زمانہ سلف مین مہاراجہ کشمیر کو اپنے دربار کے لئے چند ایسے افراد کی تلاش ہوئی جو فن نبوٹ مین لاثانی ہون۔ اس مین مختلف القاب کے لوگ منتخب ہوے جن مین بعض افراد جُھرمی لقب نے اپنے آپ کو چیدہ سے موسوم کیا۔ اکرم خان شاہجہان آبادی نے اسکی وجہ تسمیہ قریب اسیکے لکھی ہے۔ اسی گروہ کے بعض افراد نے اپنا لقب منتخب رکہا۔ جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔

مولف نے افراد چیدہ لقب سے ملاقات کی ہے

ردیف خ

خطیب۔ قبایل عرب مین جس شخص کو قانون گوئی کی خدمت تفویض ہوتی تھی وہ خطیب کہلاتا تہا۔ قومی مساجد کے خطبہ خوان بہی خطیب سے مشہور رہتے۔ بعضون نے اپنے

آپکو اعلے خطاب سے موسوم کیا ہے ۔ مشاہیر قوم مین نالطیان
خطیب لقب پائے گئے ہین ۔

ردیف د

دَلوائی ۔ اس لقب کا اصلی لفظ ڈولچی تہا۔ یہہ اون افراد قوم
کا لقب ہے جو حضرت شاہ محمد حسن المعروف ۔ بہ ڈولچی شاہ قدس سرہ
کی اولاد مین ہین ۔ یہ بڑے پایہ کے بزرگ تہے حیدرآباد مین آپکا
مزار ہے ۔ ہر وقت آپ کے کندہے پر ایک چرمی ڈولچی لگی رہتی
تہی جس سے کنوے کا پانی اپنے وضو کے لئے اپنے ہی ہاتہ سے نکالا
کرتے تہے ۔ سفر و حضر مین کسی وقت آپ سے ڈولچی جدا نہین ہوتی
تہی ۔ صاحب کرامات تہے ۔ آپ نے کسی مقام پر اپنی اسی ڈولچی
سے شیر کو مارا تہا جس کے قصہ سے بزرگان خاندان واقف ہین
آپ کی اولاد سے بعض نے اپنے آپ کو ڈولچی سے ملقب کر لیا بعض
دلوائی کہنے لگے ۔ دلو زبان عرب مین ڈول کو کہتے ہین ۔ مولف نے
خاندانی شجرون مین دلوائی کا لقب پایا ہے ۔

ردیف ڈ

ڈوگلے۔ اس کا صحیح املا دال اور غین منقوطہ کے ساتھہ دوغلے ہے۔ یہہ لفظ دوغلہ سے بنا ہے۔ دوغلہ فارسی زبان مین اوس شخص کو کہتے ہین جسکے مان اور باپ دو مختلف قومون سے ہون۔ جن افراد قوم نے اپنی اولاد کی شادی غیر کفو مین کی اون کی اولاد ڈوگلے سے ملقب ہوئی۔ مولف کو ایک گجراتی نایطی سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ جنہون نے بے تکلف اپنا نام ضیاء الدین ڈوگلے بتلایا۔ اگر اس ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا تو مولف خیال کرتا کہ یہہ لقب افراد قوم کا اختیار کیا ہوا نہین ہے بلکہ کفو کی پابندی نہ کرنے والون کو نفرت کی راہ سے ڈوگلے کہا جاتا ہے۔ لیکن ضیاء الدین ڈوگلے کے بے تکلف بیان سے معلوم ہوا کہ قوم نے اس لقب کو ضرورتاً استعمال کیا ہے تاکہ پابند ان کفو دہوکہ سے بچین۔ ضیاء الدین نے کہا کہ اون کے والد قریشی لقب تھے اور اونکی والدہ قوم نوا ہیر سے نہین۔ اونہون نے فرمایا کہ ہمکو کسی حالت مین اسکا اخفا منظور نہین ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ واضعین القاب نے بہت بڑی مصلحت اور دور اندیشی کے

خیال سے القاب کو وضع کیا ہے۔ اس قوم کے جو افراد ابتک کفو کے پابند
ہین وہ ڈوگلون کو نہ اپنی لڑکی دیتے ہین نہ اونکی لڑکی کے ساتھہ
عقد کرنا پسند کرتے ہین۔ جن خاندانون سے کفو کی پابندی رخصت
ہو چکی ہے وہ ڈوگلون کو اپنے مساوی خیال کرتے ہین اسلیئے
کہ خود اون پر ڈوگلے کی تعریف صادق آتی ہے۔

ردیف ر

روگھے۔ اس کا صحیح لفظ رقعے ہے۔ یہہ معتبر تاجرین کا لقب
ہے جن کے پاس سے ہنڈویان جاری ہوتی تہین۔ عربی زبان مین
رقعہ کے مجازی معنی ہنڈوی کے ہین۔ جب ان افراد کا مقام
کوکن۔ صورت اور بمبئی مین قرار پایا تو کثرت استعمال سے
وہان کے باشندے رقعے کو روگھے کہنے لگے۔

رئیس۔ عربی زبان مین رئیس کے معنی ریاست رکہنے والے
کے ہین مجازًا امیر اور مالدار کے معنون مین یہہ لفظ مستعمل ہے۔
رئیس فی الاصل اون افراد قوم کا لقب تہا جو امیر عبدالرحمن نایطی
رئیس قوم کی آل اولاد مین تہے۔ فی زمانناً مالدار اور متمول

افراد قوم نے بھی اس لقب کو اختیار کیا ہے جو مجازی معنون کے
لحاظ سے ایک حد تک صحیح ہے۔ اس لقب کے بعض افراد حیدرآباد
مین موجود ہین اور مولف کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے

ردیف س

سَبّی۔ اس لقب کو صرف اکرم خان نے بیان کیا ہے۔ مولف
نے زمانہ حال کے اکثر خاندانون مین اسکی تحقیق کی بزرگانِ قوم
نے بالاتفاق کہا کہ سَبّی کوئی خطاب نہ تہا۔ ایک بزرگ کے ارشاد
نے البتہ مولف کی تسکین کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ ۔ سُنیان
ذی تعصّب نے بعض طاہر لقبون کو سَبّی سے موسوم کر رکہا تہا
اور یہہ اونکی زیادتی تہی۔ طاہر لقب کے بعض افراد شیعی تہے
اور رہین۔ لیکن کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اون کو اپنے تعصب سے
ایک بُری نام سے موسوم کرین۔ اکرم خان کی اس تحریر سے
سخت تعجب ہوتا ہے کہ خود طاہرون نے اپنا لقب سَبّی رکہا تہا
مین اسکو کسی طرح تسلیم نہین کر سکتا۔ جس لفظ کے معنے قابل تعریف
نہین ہین اوسکو وہ خود کیون اختیار کرنے لگے تہے۔ یہہ ہمارے ہی

تعصب کا نتیجہ ہے اسکے ذمہ دار وہی بزرگ ہین جنکی تحریر ہے۔ بعض افراد قوم نے اسکا املا صاد سے لکہا ہے اور اسکو ایک خاص واقعہ سے متعلق کیا ہے جس کا تذکرہ فصل دوم کے نمبر ۱۴۷ پر ہوا ہے۔

ردیف س

سعید۔ اس لقب کے مورث اعلے قاضی سعید الدین گزرے ہین جنکا پایہ علوم بہت بلند تہا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اپنی تالیف مین آپکا تعلق ریاست حیدر آباد سے بیان کیا ہے۔ ممکن ہی کہ ایسا ہو۔ لیکن حیدر آباد کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین چلتا۔ قاضی سعید کی بعد کی نسلون نے اپنے نام کے ساتہہ لفظ سعید کا استعمال کیا ہے بعض اہل تصانیف نے لکہا ہی کہ انہین کا لقب منتخب ہی لیکن وہ اونکی محض رائے ہے۔ منتخب کے لقب کو مولف نے چیدہ کے ضمن مین بیان کیا ہے یہہ اور بات ہے کہ خاندان سعید سے کسی کا انتخاب ریاست کشمیر مین ہوا ہو اور اوسکے لحاظ سے وہ منتخب یا چیدہ سے ملقب ہوے ہون

ردیف ش

شاکر۔ اس لقب کے مورث اعلے شاکر علیخان گوپاموتہے جنکے

بعد کی نسلون نے شاکر کا لقب اختیار کیا۔ اکرم خان نے اپنے رسالہ مین اس لقب کا تذکرہ نہین کیا۔ مولف نے بعض افراد شاکر لقب سے ملاقات کی جنہون نے اپنے مورث اعلے کا تخلص شاکر بیان کیا اور اپنے آپ کو شاکر علیخان کے سلسلہ سے بے تعلق ظاہر کیا۔ لیکن اس سے اس لقب کی حقیقت پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

شکری۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جنہون نے شکر کے کارخانے قایم کر رکہے تہے اور شکر کی تجارت کرتے تہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ یہہ قصبہ لوکہر کے رہنے والے تہے۔ اکرم خانی رسالہ مین اسبات کا اعتراف ہوا ہے کہ وجہ تسمیہ سے اون کو اطلاع نہین ہے۔ مولف کی تحقیق مین وجہ تسمیہ صرف شکر کی تجارت ہے۔ حیدرآباد مین نایطیان شکری لقب کثرت سے تہے۔ ایک خاص محلہ شکر گنج کے نام سے ابتک وہان آباد ہے جہان اکثر شرفاء قوم کی سکونت ہے۔ لیکن فی زماننا شکر کی تجارت باقی نہین رہی صرف محلہ کا نام اوسکا یادگار رہ گیا۔

شہراوستاد۔ اس لقب کے صحیح الفاظ کو بعض بزرگون نے شاہ اوستاد کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جن خاندانون کے مورث اعلے

والیان ریاست کی اوستادی کا افتخار حاصل کر چکے ہین اون کی
آل اولاد نے شاہ اوستاد کا لقب اختیار کیا بعض کا خیال ہے
کہ شہر اوستاد کے الفاظ بھی صحیح ہین۔ اس لقب کو امام المدرسین حضرت
شاہ محمد حسین شہید بیدری قدس سرہ کے نام کے ساتھہ منسوب
کرتے ہین اس بنیاد پر کہ ہزار ہا طالب العلم نے آپ سے تلمذ کا
شرف حاصل کیا ہے۔ آپ پادشاہی دفاتر مین امام المدرسین کے
خطاب سے مخاطب تھے اور عامہ خلایق مین شہر استاد سے معروف
بعض نایطیان مدرس لقب نے بھی اپنے آپ کو حضرت ممدوح
کے سلسلہ مین بیان کیا ہے۔ بعض نے حضرت کا خاندانی لقب
بدری بیان کیا لیکن اوس کا صحیح املا یا کے ساتھہ بیدری ہے جیسا
کہ مولف نے ردیف ب مین لکھا ہے۔ الحاصل یہہ لفظی اختلاف
اصل حقیقت پر موثر نہین ہے۔ اصول القاب کے لحاظ سے جنکو
مولف نے اس فصل کے آغاز مین بیان کیا ہے۔ ایک خاندان
مین مختلف القاب کا ہونا بالکل ممکن ہے۔ اسی باب کے فصل دوم
مین غلام حسین خان جودت کا احوال لکھا گیا ہے جنکا لقب شہر استاد

تہا اور اون کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ سے صدہا
علمائے دین کو تلمذ تہا۔ آپ کے خاندان مین ہر ایک فرد اپنے آپکو
شہر استاد سے ملقب کرتا ہے۔

ردیف ص

صابر۔ یہہ لقب اوس گروہ کا ہے جسکے لئے وجہ معیشت کا کوئی
ذریعہ نہ تہا اور نہ اوسکی تجارت کو فروغ تہا باوجود تکالیف
کے وہ لوگ قوم سے استمداد کرنے کو عار سمجہتے تہے اور محض اس لحاظ
سے کہ اپنے فقر و فاقہ سے قوم آگاہ نہ ہو ایک علٰحدہ مقام پر آباد ہوئے ایسے
دور رہنے لگے۔ قوم نے انکو صابر سے موسوم کر رکھا تہا۔ صابر
زبان عربی مین اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ صبر اوسکا مصدر ہے ایک
بزرگ بی بی نے اپنے والد کا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ بلدۂ
بیجاپور مین اس خاندان کے چند افراد نہایت غربت مین مبتلا تہے
راوی کے والد ہمیشہ فرماتے تہے کہ خاندانی لقب نے ان
بیچارہ ون کو اپنا مصداق بنا دیا اتفاقاً قوم کو معلوم ہوا کہ
اونکے گہر کسی لڑکی کا عقد ہے قوم کی بی بیان بالاتفاق مبارکباد

کے نام سے اون کے گھر پہونچین صاحب تقریب سخت پریشان ہوے
دال خشکہ کی تیاری کے لئے دوڑ دہوپ کرنے لگے مگر سب مدعو
مہمانون نے کہدیا کہ وہ کہانے سے فارغ ہوکر آئی ہین۔ جب
جلوہ کی رسم ادا ہوئی تو ان مہمانون نے سلامی کے ذریعہ سے
سلوک کیا جس سے دولہا کی حالت سنبہل گئی تقریباً دو ہزار کے
رقم سلامی مین جمع ہوگئی اور اوس کے ذریعہ سے اوس نے
چہوٹی سی تجارت کرلی۔ افسوس صد افسوس کہ وہ افراد دنیا سے
چل بسے جن کی ہمدردی کی بیہ ادنے مثال تہی ہم کو ایسے واقعات
تاریخی سے سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ ہمارے موجودہ اخلاق مین
اس کا دسوان حصہ باقی نہین رہا ہے۔ مولف اپنے خداوند کریم
کی بارگاہ سے صرف توفیق خیر کا امیدوار ہے۔ خدا کا شکر ہے
کہ حیدرآباد مین جو افراد قوم سر برآوردہ ہین اونکی مالی حالت
اپنے قوم کے مستحقین کے لئے بہت کافی ہے بہ ہیئت مجموعی اگر وہ
کوئی ایسا انتظام کرنا چاہین جس سے غربا قوم کو مدد مل سکے
تو کچہہ مشکل نہین ہے۔ قوم نوا ہیر کی عملی تمثیل ہمارے ہی ملک مین

ہمارے ہی نظروں کے سامنے موجود ہے جب کا کوئی فرد قوم کی بدولت محتاج نہین ہے۔

صلواتی۔ صلواتی وہ افراد قوم تھے جو درود خوانی کے نام سے مشہور رہتے تھے۔ یہہ گروہ اپنے قوم کی تجہیز و تکفین مین زیادہ مدد دیا کرتا تہا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اسکا تذکرہ نہایت سبک الفاظ مین فرمایا ہے اور یہہ اونکی ناانصافی ہے۔ قوم نایط کے اس عمدہ رواج کے لحاظ سے کہ وہ تجہیز و تکفین کے کامونکو اغیار کے سپرد کرنا پسند نہین کرتے اور تمام افراد قوم ہر ایک کام کو اپنے ہاتون سر انجام دیتے ہین۔ مولف کہہ سکتا ہے کہ تمام قوم صلواتی کے لقب سے ملقب ہو سکتی ہے۔ اگر بعض افراد مسایل ضروریہ کی مزید واقفیت کے لحاظ سے زیادہ مدد کرتے ہین تو اون کی ہمدردی شکرگزاری کے قابل ہے۔ ایک مصنف کو حقیقت سے بے خبر رہ کر لعن طعن کرنا زیبا نہ تہا۔ اکرم خان مرحوم آخر اسی قوم کے شخص تھے اگرچہ اونہون نے اپنی تصنیف کی ابتدا مین اسبات کو ظاہر کر دیا ہے کہ اون کا ننہال شرفاء قوم سے نہ تہا

لیکن بلالحاظ شرافت و نجابت اونکی موت کے دن نایطیان صلواتی لقب نے جو حسن سلوک معاملات تجہیز و تکفین مین خود اون کے ساتھہ کیا ہے وہ قوم کی اخلاق کا اعلے نمونہ ہے۔

ردیف ط

طاہر۔ طاہر زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنے پاک کے ہین طاہر کی وجہ تسمیہ مین اختلاف رہا ہے۔ محمد برہان خان ہانڈے مصنف توزک والاجاہی نے لکھا ہے کہ عادت بسیار خوردن وکوتاہ قامتی وجہہ تسمیہ این لقب است۔ اسی مصنف نے اور معنون مین بہی اس لقب کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ مولف کو اون کی آخری تحقیق سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہین کہ قوم مذکور در زمان پادشاہ طاہر دکہنی (نظام شاہ پادشاہ احمد نگر) اعتبار تمام داشت به تبدل مشرب سینۂ شافعیہ خود تصدیق شرایط وارادت اثنا عشر گزیدند و ملقب بہ طاہر شدند۔ بعد انقضائے ایام طاہری رجعت بہ مذہب چاریاری کردند۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ ہر شخص اپنے مذہب کی نسبت مختار رہے۔ یہہ وجہ تسمیہ

بہ نسبت پہلے بیان کے زیادہ متناسب معلوم ہوتی ہے حیدرآباد مین نایطیان طاہر لقب موجود ہین۔ مولف کو جسقدر افراد سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے وہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو پائے گئے۔

ردیف ع

عنبر خالی۔ اس گروہ کے مورث اعلے خواجہ محمد مالی بیان ہوے ہین جن کا تعلق زمانہ سلف مین ملازمت سرکار آصفیہ سے بیان ہوا ہے۔ بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ نواب صفدر جنگ مرحوم کا لقب یہی تہا۔ حضرت (مغفرت منزل) نواب سکندر جاہ نوراللہ مرقدہ کا ان پر بڑا اعتبار رہتا مختلف لڑائیون مین محلات شاہی کی حفاظت آپ نے صفدر جنگ کے تفویض فرمائی تہی والی ریاست نے کبہی صفدر جنگ کو خواجہ معتبر کے نام سے بلایا ہے اور کبہی خواجہ عنبر کہا ہے اسی باب کی دوسری فصل مین ان کے حالات بیان ہوے ہین۔

ردیف غ

غریب۔ اس لقب کے مورث اعلے کوکن مین گذرے ہین

جو نہایت ذی علم اور فاضل تھے ۔ آپ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ غریب الوطن
کے الفاظ لکھا کرتے تھے ۔ آپ کی آل و اولاد نے انہین الفاظ سے
سے لفظ غریب کو اپنا لقب قرار دیا ۔

غیاث ۔ مولف کی تحقیق مین صرف اسقدر پتا چلا ہے کہ اس
خاص خاندان کے سربرآوردہ مورث کا نام شاہ غیاث الدین تھا
جن کی آل و اولاد نے اپنے ناموں کے ساتھ لفظ غیاث کو بطریق نشان
خاندان بطور لقب اختیار رکھا ۔ اکرم خان مغفور نے کہا ہے کہ
نظام الدین نام ایک بزرگ گذرے ہین جو ابتداءً نہایت مفلوک الحال
تھے حضرت شاہ منیر الدین اولیاءؒ قدس سرہ کی ہدایت سے آپنے
ایک عرصہ دراز تک الغیاث کی تسبیح پڑھی اور آخر عمر مین آپ
نہایت مالدار ہو گئے ۔ آپ ہمیشہ اپنی اولاد اور احباب کو اس
ورد کی اجازت عطا فرمایا کرتے تھے اور آپ کی زندگی مین آپکا
نام الغیاث سے مشہور تھا

ردیف ق

قاری ۔ یہہ اوس خاندان کا لقب ہے جس کے افراد لزوماً

حافظ قرآن شریف ہوے ہین۔ حیدرآباد کے امراء نایطی سے
ایک خاندان اس صفت خاص سے مخصوص ہے جس کے مورثین
اعلائے اناث بھی قاری گذرے ہین۔

قریشی۔ یہہ لقب تعمیمی معنون مین ہے ہر ایک فرد قوم اپنے
آپ کو قریشی کہہ سکتا ہے۔ اسلئے کہ ساری قوم قریشی الاصل ہے
بعض افراد قوم نے تخصیص کے ساتھہ اس لفظ کو بطریق لقب
استعمال فرمایا ہے۔ جس کی کوئی وجہ دریافت نہو سکی۔ مولف
کہتا ہے کہ صحیح معنون مین اس قوم کا اصلی لقب یہی ہونا چاہیے
اگرچہ قریب قریب تمام القاب ایسے ہین جو مورثین اعلےٰ کی
جائے سکونت یا پیشہ یا کسی واقعہ مشہور کے اشارہ سے منسوب
ہونے کی وجہہ من وجہہ تاہم صحیح مانے جا سکتے ہین۔ لیکن سلاطین سلف
کے اکثر اسناد سے جن کو مولف نے بچشم خود دیکھا ہے مختلف خاندانون
کے مورثین کے نام کے ساتھہ قریشی کے الفاظ لکھے گئے ہین۔ اور
القاب تو آئندہ زمانون مین متبدل ہو سکتے ہین مگر قریشی کا لقب
اس قوم کے لئے ہر ایک زمانہ مین قایم رہ سکتا ہے۔

ردیف ک

کتاب خوانی - کتاب خوانی فضلائے قوم سے تھے مسجدون مین ہمیشہ وعظ کیا کرتے تھے - اکرم خان نے لکھا ہے کہ اس لقب کے افراد نے دکھنیون کے ساتھہ سمدھیانہ کیا اور کتاب خوانی کا لقب جو دکھنیون کا لقب ہے اختیار کیا - واقفین تاریخ و حالات قوم کو اس سے اتفاق نہین ہے - کتاب خوانی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے اصطلاحی معنے اردو بول چال مین واقعہ کربلا کو بیان کرنے والون کے ہین اور یہی معنے اوس تعریف سے مطابق معلوم ہوتے ہین جو ابتدا مین بیان ہوئے - ممکن ہے کہ واقعہ خوانان دکن سے اس گروہ نے سمدھیانہ کیا ہو - لیکن اس سے اون کے واعظ ہونے کی تردید نہین ہوسکتی - مولف نے اس لقب کے بعض افراد سے ملاقات کی ہے جن کے مان اور باپ دونون نایطی بیان ہوئے - اکرم خانی رسالہ کی تعریف ڈوگلی لقب پر صادق آتی ہے -

کلان تر - یہہ لقب ملا یحی نواتیہ المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری

اور ملا احمد نا تیہ کے افراد خاندان مین پایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معاصرین قوم مین بلحاظ عروج دنیوی ملا احمد نا تیہ کا خاندان سب سے بڑا اور سربرآوردہ تہا۔ مولف نے بہی بضمن تحریر احوال مشاہیر قوم ایسا ہی پایا ہے۔ پس یہی وجہ تسمیہ ہے۔ اس لقب کی۔ اگرچہ بعض افراد اس خاندان کے غریب لقب مشہور ہین اور بعض کوکنی کہلاتے ہین۔ مگر اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے وہ القاب بہی صحیح ہین۔ حیدرآباد مین اس لقب کے افراد قوم موجود ہین۔ اسی باب کے فصل دوم مین ایک صاحب کا تذکرہ لکہا گیا ہے جن کا لقب کلان تر ہے۔

کوکنی ۔ جن افراد کے مورثین اعلےٰ کی سکونت مستقل کوکن مین رہی ہے وہ کوکنی سے موسوم ہوے۔ جیسے ملا احمد نا تیہ آپ کا لقب کوکنی تہا۔

ردیف گ

گوڈرے ۔ بیائے مجہول۔ اس لقب کے اکثر افراد بیجاپور مین موجود ہین۔ بعض اپنے آپکو گودے سے ملقب کرتے ہین۔ مولف

کی رائے مین گودے کا لفظ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہہ عموماً فن نبوٹ سے واقف تہے۔ کُشتی کے ساتہہ انکو زیادہ دلچسپی تہی۔ ہر ایک فرد خاندان نے اپنے گہر مین ایک گودا بنا رکہا تہا اور یہی اس لقب کی وجہ تسمیہ ہے۔ گودا دکہنی بول چال مین اوس نرم زمین کو کہتے ہین جو کُشتی گر ایک مدوّر حلقہ مین بنا رکہتے ہین بقول صاحب انساب النایط۔ یہہ قصبہ گودڑ علاقہ بیجاپور کے رہنے والے ہین۔

گوہر۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ ایک شاعر گزرے ہین جنکا تخلص گوہر تہا۔ ان کی آل واولاد نے اپنے نامون کے ساتہہ لفظ گوہر کو بطریق لقب خاندان استعمال کیا آئیندہ فصل کے مشاہیر قوم مین بعض افراد گوہر لقب پائے جاتے ہین۔

ردیف ل

لوگڑی۔ اس لقب کا صحیح املا کاف عربی اور ہائے ہوز کے ساتہہ لوکہری ہے۔ لوکہر ایک قصبہ کا نام ہے جس مین اس خاندان کے مورثین اعلےٰ کی سکونت تہی اسوقت حیدرآباد مین اس لقب کے اکثر افراد موجود ہین جن سے بعض کا تذکرہ اسی باب کے

دوسری فصل مین ہوا ہے۔

لونیال۔ لون بفتح اول وفتح واؤ وسکون نون آخرہ۔ زبان سنسکرت مین نمک اور کہار کو کہتے ہین۔ اردو بول چال مین لام اول نون سے بدل گیا ہے۔ لفظ نون بمعنی نمک مستعمل ہے۔ لونیال اون افراد قوم کا لقب تہا جو نمک کی تجارت کرتے تہے۔ اکرم خان نے لکہا ہے کہ نواح دکن مین انکی تجارت زیادہ تہی۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن فی زماننا نایطیان لونیال لقب کا کوئی شخص نہین دیکہا گیا۔ بزرگان قوم اس لقب اور اوسکی وجۂ تسمیہ کو مانتے ہین۔ انساب النایط مین بہی اس کا ذکر ہے۔

ردیف م

مامون۔ یہہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ برادر کا لقب جس کی حقیقت مولف نے ردیف ب مین لکہی ہے۔ اس لقب کی تصدیق بعض اسناد راجایان پونہ سے بہی ہوتی ہے جو بعض مشاہیر قوم نایطہ کے نام نافذ ہوے ہین جنکو مولف نے بچشم خود دیکہا ہے مشاہیر حیدرآباد مین قوم نایطہ کے ایک امیر مامون لقب موجود ہین

جن کا تذکرہ اسی باب کی دوسری فصل مین ہوا ہے۔
مُدَّرس۔ ملاحظہ ہو ردیف ش مین شہر استاد کا لقب جس کے ساتھہ مُدَّرس کی حقیقت بیان ہوئی ہے۔
مَرْگے۔ رسالہ اکرم خانی مین مرگے کا لقب اوس مالدار گروہ کا بیان ہوا ہے جو دکن مین کلالی کے اجارہ دار تہے۔ لائق مصنف فرماتے ہین کہ دکھنی زبان مین کلال کو مرکہ کہتے ہین۔ مولف کی تحقیق مین مرکہ بمعنی کلال ثابت نہین ہوا۔ البتہ زبان ہندی مین مُرْگ تمکنت اور توڑ جوڑ کے معنے مین بولا جاتا ہے۔ ایک بزرگ قوم نے اس لقب کے متعلق عجب قصہ بیان کیا وہ فرماتے ہین کہ جَہُرم کے رہنے والے ایک بزرگ قوم جن کا لقب پی تہا اپنے سیدہے کان کی لو مین مختصر سا ایک طلائی حلقہ پہنتے تہے نہ معلوم اون کا وہ طرز کس ضرورت اور کس مصلحت پر مبنی تہا ہندیون سے اگر کوئی مرد اپنے کان مین بالی کا استعمال کرتا تو اہل ہند اوسکو مَنّت کی بالی خیال کرتے۔ ہند کے مسلمان بی بیان جن کے بطن سے ہمیشہ لڑکیان پیدا ہوتی ہون۔ زمانہ

حمل مین حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کی منت منائی ہین کہ اگر لڑکا تولد ہوا تو اوسکی لو مین بالی پہنائی جاوے گی۔ مولف نے بعض افراد قوم کو اپنی لو مین بالی پہنے ہوے دیکھا ہے جو منت کی بالی ہتی۔ الحاصل جب عجمی نو وارد نایطی کی لو مین بالی نظر آئی تو قوم نایطہ کے افرادنے اون کا نام مُرکی کے نشان سے لینا شروع کیا۔ مُرکی زبان ہندی کا لفظ ہے جو کان کے طلائی حلقہ کے لئے بولا جاتا ہے حضرت میر فرماتے ہین۔ ؎

خوش آپ ہین ترے کانونکے مرکیان کیا خوب
صدف سے ہون گے نہ ایسے دُرِ ثمین پیدا

الغرض اون کی زندگی تک اون کے نام کے ساتہہ مُرکی کا لقب مستعمل رہا کچہہ عجب نہین ہے کہ اون کی وفات کے بعد اون کی آل اولادنے اس لفظ کو اپنے نامون کے ساتہہ بطور لقب اختیار کیا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ صاحب انساب النایط نے ان کو موضع مُرکہ سے منسوب فرمایا ہے۔

مکّی۔ جن افراد قوم کی سکونت ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین تہے

وہ ٹکی کہلائے۔ ورود ہند کے بعد ہی اونہون نے اپنے آپ کو ٹکی سے مشہور رکہا۔ نایطیان ٹکی لقب کو مولف نے دیکہا ہے۔ حیدرآباد مین موجود ہین۔

مَلِک۔ یہہ بہت مشہور لقب ہے نہ صرف قوم نوایط کے بعض خاندان اس سے ملقب ہین بلکہ قوم افغان مین بعض خانوادون کا لقب مَلِک ہے۔ زبان عربی مین مَلِک کے معنی فرمانروا کے ہین۔ افغانون کی تاریخ سے ثابت ہے کہ جن خانوادون نے مَلِک کا لقب اختیار کیا ہے اون کے مورثین اعلےٰ فرمان روا تھے۔ مولف کا خیال ہے کہ عبد الرحمن نایطی امیر قوم کی اولاد نے جسطرح اپنا لقب رئیس کر لیا ہے اوسی طرح ممکن ہے کہ اون کی اولاد کے بعض خاندان مَلِک کے لقب سے مشہور رہے ہون۔ مولف نے نایطیان مَلِک لقب سے لقب کی حقیقت دریافت کی بعض بزرگون نے فرمایا کہ کہ ہمارے مورثین اعلےٰ نے افغانان مَلِک لقب سے رشتہ قرابت قایم کیا تہا اور اوس کا نشان اس لقب سے قایم ہوا۔

موڑے۔ بیائے آخرہ مجہول مرہٹی زبان کا لفظ ہے جس کا صحیح املاٗ

مولیا ہے۔ کوکن کی مرہٹے اوس شخص کو مولیا کہتے ہین جس کا دوہیال اور ننہال ایک ہی قوم سے ہے۔ قوم نایط کے وہ خاندان جو اپنی کفو کے پابند تھے کوکن مین اسی نام سے پکارے گئے۔ یہہ لقب عام معنون مین ہے جن خاندانون مین کفو کی پابندی باقی نہین رہی ہے اون پر اس لقب کا اطلاق نہین ہو سکتا۔

موںجے۔ بیائے آخرہ مجہول زبان مرہٹی کا لفظ ہے۔ مونجے اون افراد قوم کا لقب تہا جن کو اوایل زمانہ ورود ہند مین اخفاے مذہب کے سوا چارہ نہ تہا۔ اتباع ہنود مین مونج یعنے جنیوا کا استعمال کرتے تہے۔ دیکہو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان ۲ جس مین خافی خان نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب مین فرمایا ہے کہ

آن تختہ بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق و الحاح پیش آمدہ قرار داد عہد و پیمان عدم اظہار دین خود کہ در گوشۂ و کنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق بہ رسم و آئین خود بہ دارد و در ظاہر و آشکارا موافق رویۂ آن ملک در لباس و دیگر اطوار بہ عمل آردمیان آوردہ فرود آمدند

دبجمال خرم و احتیاط کہ صداے اذان و قراءت قرآن و عادات
دیگر بگوش آن قوم نر سد زیست می نمودند و ہر یکی بکسبے و پیشہ

بلباس آن ملک مشغول شدندالخ۔ اگرچہ یہ محکومانہ حالتہ بقول صاحب منتخب اللباب سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین باقی نہین رہے لیکن ان گہرانون کا لقب صفحہ روزگار پر بطریق یادگار اتبک باقی ہے۔ اس لقب کے بعض افراد اتبک باقی ہین جن سے مولف کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے وہ اس وجہ تسمیہ سے اختلاف فرماتے ہین۔ لیکن اس لقب کی حقیقت سے بہی بے خبر ہین بعضون نے اپنے لقب کو منجائی کہا ہے۔ رسالہ اکرم خانی مین اس لقب کا تذکرہ نہین ہے

مہاجر۔ یہہ لقب اوس خاص گروہ کا ہے جو حوالی مدینہ مطہرہ مین سکونت پذیر تہا۔ حجاج بن یوسف کے مظالم سے جب تمام افراد قوم کا اجماع مدینہ مطہرہ مین ہوا تو مہاجر سے موسوم ہوے۔ جب ساری قوم بہیئت مجموعی مدینہ مطہرہ سے ہجرت کرکے بغداد سے آئی تو کل افراد قوم مہاجرین کہلائے۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدرآباد

مین موجود ہین۔

مہکری۔ باشندگان قصبہ مہکر کا لقب مہکری ہے مصنف صبح وطن نے غلام حیدر خان حیدر تخلص کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ مہکر قصبہ ایست از توابع کوکن کہ جد و مادرش در آن سکونت میداشت الخ مہکر کے نام سے ایک قصبہ مدراس پریسیڈنسی کے سواداودگیر مین بھی واقع ہے جونوابی اودگیر مین اکثر شرفاء قوم کا مستقر رہا۔

مایل۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ کہ شاہ طاہر دکھنی کے زمانہ مین جن افراد قوم کا رُجحان مذہب تفضیلیہ کے جانب ہوا اونکو قوم نے مایل سے ملقب کیا انہین کے اکثر افراد نے آخر پر طاہر کا لقب اختیار کیا جس کی حقیقت ردیف ط مین بیان ہوئی ہے۔ زمانہ حال مین اس لقب کے افراد حیدر آباد مین موجود ہین جو مذہب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو اور نہایت ذی علم اور متقی ہین۔بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ مایل اپنے مورث اعلےٰ کا تخلص تہا جس کو اون کی اولاد نے اپنا لقب مقرر کر لیا۔

ردیف ن

نا تگر۔ بعض نے اسکو عین کے ساتہہ نعت گر کہا ہے۔ اور اسکی حقیقت یون بیان کی ہے کہ اون کے مورثین اپنے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت مین قصاید خوانی کرتے تہے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ یہہ لفظ درحقیقت تا تگر تہا۔ اور اون افراد قوم کا لقب تہا جو تیر وکمان بنا یا کرتے تہے۔ دیکہو ردیف ت مین تا تلی۔ کثرت استعمال اور حقیقت سے بیخبری نے تا کو نون سے بدل دیا۔ بعض کا خیال ہے کہ بلحاظ اپنے پیشہ کے جس کو عموماً عرب کے رہنے والے چاکری پر ترجیح دیتے ہین۔ اور پیشہ وری کی عزت کرتے ہین۔ ان کا لقب نا نگر رہا ہے جیسا کہ بعض خاندانی یورپین بیکر سے مشہور رہین اسلئے کہ ولایت مین اون کے پاس روٹی کا کارخانہ اور اوسکی تجارت قایم ہے۔ کچہہ عجب نہین ہے کہ اخر الذکر خیال بہی صحیح ہو۔ بلاد عرب وعجم مین شرفا پیشہ ورا یسے ہی نامون سے مشہور رہین۔

ردیف ھ

ہزاری - یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلےٰ زمانہ عالمگیری اور اکبری مین ہزار سوار کے منصب سے سرفراز تھے۔ اسی باب کے دوسری فصل مین اس لقب کے ایک فرد قوم کا تذکرہ ہوا ہے۔

القاب کا دوسرا حصہ

قوم نایط کے جن القاب کا تذکرہ اوپر ہوا ہے اون کے سوا بعض القاب کو اسی قوم کے تاجرین نے بطور خاص اختیار کیا ہے جن کا تعلق بمبئی پریسیڈنسی کے موضع بھٹکلہ سے ہے۔ مولف کو مدراس مین ان حضرات سے صرف ملاقات ہی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ مولف نے اون سے خاص کر القاب کی نسبت گفتگو بھی کی ہے جس کو اسی فصل سے تعلق ہے۔ بعض ذی علم افراد نے فرمایا کہ وہ اپنے القاب کی بدولت اپنے کفو کے پابند ہین۔ اون کو بھروسہ نہین ہے کہ حصہ ماضیہ کے القاب اختیار کرنے والے افراد۔ کفو کے پابند بھی ہین یا نہین وہ سنتے ہین کہ کفو کی پابندی اپنے گروہ کے سوا اورون مین کم ہو چلی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اورون کو اپنے مساوی نہین خیال کرتے

اور بدینوجہ کہ اون سکے معلومات اس قوم کی نسبت اور نیز دیگر القاب
متذکرہ صدر کی حقیقت پر حاوی نہین ہین۔ وہ صرف اونہین
افراد کو اپنی قوم سے سمجھتے ہین جن کے نامون کے ساتھہ القاب
ذیل لکھے جاتے ہین۔ اس گروہ کو بالاتفاق اس کا اعتراف ہے
کہ اون کا نسبی سلسلہ جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے
یعنی یہہ سارا گروہ شیخ قریشی ہے۔ اونہون نے کہا کہ جن افراد نے
ہمارے خاص القاب سکے سوا اور القاب کو اختیار کیا ہے ہم اوسوقت
تک اون کے ساتھہ سمدھیانہ نکرین گے جب تک اون کے نسبی سلسلہ
کی تصدیق اور کفو کی پابندی ثابت نہ ہو۔ مولف۔ محمد عمر اکرم لقب
ابن قاضی۔ حاجی محی الدین نایطی کا شکرگذار ہے جنکی محبت اور مہربانی
نے تحقیق القاب ذیل مین مولف کی مدد کی۔ یہہ بزرگ صوبہ مدراس کے
محلہ میتال پیٹہ مکان نمبر ۶۷ مین سکونت پذیر ہین اور جواہر کی تجارت فرماتے ہین

اَصرَمنَا۔ یہہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ صرم کے معنی پوست کے ہین اَصرَم
اوسکی جمع ہے۔ جن تاجرین نے چمڑون کا بیوپار اختیار کر رکھا تہا
اونکو قوم نے اصرمنا کے لقب سے پکارا۔ اگرچہ فی زماننا اس لقب کے

اختیار کرنے والے افراد چانول اور ساگوانی چوبینہ کی تجارت کرتے ہین لیکن اپنے مورث اعلے کے کاروبار کے لحاظ سے اوسی ابتدائی لقب سے مشہور ہین اونکو اس لفظ کی حقیقت سے بہی بہت کم واقفیت ہی۔ اس لقب کے اختیار کرنیوالے متعدد افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا جنمین بعض ذی علم نہی تہے مگر سب تاجر۔

اَفرِقا - ان کے مورثین اعلے کی تجارت ملک افریقیہ مین بہت مشہور رہتی موجودہ نسلون کی رنگ و روپ سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ انکے اجداد افریقیہ مین رہے ہون۔ یہہ لوگ بہ نسبت اور لوگون کے بہت مضبوط معلوم ہوتے ہین۔ انکے سر بڑے ہین۔ لیکن ان کے بال گہونگر والے نہین ہوتے اسلئے کہ یہہ حبشی النسل نہین ہین۔

اَفضَل - یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنکے مورث اعلے افضل الدین نام گزرے ہین جنکی تجارت بہت مشہور رہتی۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ رنگون کے چوبینہ اور ہاتیون کی تجارت کرتے تہے لکپتی تہے بعض نے کہا کہ اونکا نام افضل الدین نہ تہا بلکہ افضل تہا۔ اس لقب کے اکثر افراد دکن اور بہٹکلہ مین مالدار تاجر ہین۔ مولف نے بلدۂ مدراس مین بعض افراد سے ملاقات کی ہے۔

اَکرَم - اس لقب کے مورث اعلے محمد اکرم نایطی تہے۔ جن کی تجارت

نمک کو بڑا فروغ تھا۔ انکا خاندان بہت وسیع تھا۔ موجودہ زمانہ مین
اس لقب کے افراد کثرت سے ہین۔ ایک بزرگ نے کہا کہ گزشتہ زمانہ
مین محمد اکرم نام والے متعدد افراد گزرے ہین جنکا شمار مشاہیر قوم
مین تھا۔ سب کے سب بڑے مالدار تھے۔ آج کل بھی اس لقب کے افراد
متمول اور لکھ پتی تاجر ہین۔ اکثر موتیون کی تجارت کرتے ہین اور
بعض اناج کی۔ جن بزرگ سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا اونکی
جداعلےٰ دو سو برس پہلے سورت مین قاضی اکرم کے نام سے مشہور رہتے۔
ایکری۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ اغرّی کہا اغرّ زبان
عربی کا لفظ ہے بمعنی شریف ومشہور وسپید بعض افراد قوم نے فرمایا
کہ ایکری لقب وہ لوگ ہین جن کے مورثین اعلےٰ کو پادشاہان وقت
سے جاگیرات مدد معاشی عطا ہوے تھے۔ مابعد الذکر معنون مین اس کا
صحیح املا ایغاری ہونا چاہئے۔ زبان عربی مین ایغار کے معنے معافی
خراج کے ساتھ زمین عطا ہونے کے ہین۔ زمانہ حال مین افراد ایکری
لقب تجارت پیشہ ہین جن کے پاس زمینداری بھی ہے اون کے
مقبوضہ زمینات کی حیثیت بدل چلی ہے۔ مولف نے متعدد افراد ایکری

لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے

پاپا۔ فارسی زبان مین باپ کو با کہتے ہین۔ انگریزی مین اسکو پاپا بولتے ہین۔ افراد پاپا لقب سے سولت کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے اوہنون نے اسبات کا اعتراف کیا کہ ہمارے مورثین اعلےٰ کا ننہال سادات سے تہا۔ صرف اجداد قوم نوایط سے تہے۔ زمانہ حال مین یہہ اپنے کفو کے سخت پابند ہین اور اون کو نایطیان کوکن و بہٹکلہ اپنے مساوی خیال کرتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ڈوگلے لقب کے عوض انلوگون نے دو القاب قرار دئے ہین۔ ایک پاپا۔ جن کا صرف دو یال قوم نایط سے تہا۔ دوسرا ماکے جن کو قوم نایط سے ننہالی تعلق ہے۔

دام دا۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ دان دا کہا لیکن دونون کی وجہ تسمیہ سے وہ محض ناواقف ہین۔ اس خاندان کے تاریخی واقعات سے اسقدر پتہ ملتا ہے کہ ان کے مورث اعلےٰ بندر گووہ مین سنہ ۵ ہجری مین بڑے مالدار کروڑپتی تاجر گذرے ہین ہر ایک قسم کی تجارت کو ان کے پاس فروغ تہا۔ مساکین اور غربا

کے اجداد مین انکا نام ملکون پر مشہور تہا۔ دان دتار سے پکارے
جاتے تہے۔ یہہ الفاظ زبان ہندی کے ہین جن کے معنے فیاض
دریا دل۔ لکہہ لٹ۔ لکہہ بخش کے ہین۔ ممکن ہے کہ انہین الفاظ
کا مخفف دام وا یا دان وا عوام کی زبان پر رہ گیا ہو۔ اون کے
بعد کی نسلون نے اسی لفظ کو اپنے لقب کے طور پر استعمال کیا ہو
دُرگا۔ یہہ لقب عجیب ہے ضمہ اول سے مشہور رہے۔ مولف نے
افراد دُرگا لقب سے ملاقات کی ہے اور وہ اوس کی حقیقت سے
واقف نہین ہین۔ سنسکرت مین دُرگا۔ کالی دیوی کو کہتے ہین۔
ہندی مین یہہ لفظ محض سیاہ کے معنے مین بہی مستعمل ہے۔ عجیب اتفاق
ہے کہ جس قدر افراد اس قوم کے مولف کی نظر سے گذرے وہ
مثل لبّون یا حبشیون کے سیاہ فام تہے۔ برخلاف اہل نوایط کے
جو نہایت سرخ و سپید ہوتے ہین۔ جس طرح اسی قوم کا ایک
سیہ فام فرقہ افرقا لقب کرتا ہے۔ اوسی طرح دُرگا لقب کی وجہ تسمیہ
کو سیاہ فامی کی علامتہ خیال کرنا چاہئے۔
سُکرّی۔ اگرچہ یہہ لقب بالضم مشہور رہے۔ لیکن فی الحقیقت

اس کا صحیح تلفظ بالفتح ہے۔ سکّر زبان ہندی مین گنوار لوگ شکر کو
کہتے ہین۔ بیوپاریون مین بہی شکر کے لئیے یہی لفظ بولا جاتا ہے۔
جن افراد قوم نے شکر کی تجارت مین فروغ پایا وہ سکّری سے
مشہور رہوے۔ اسی قوم کے ایک بزرگ نے مولف سے کہا کہ اونکو
اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے۔ وہ تجارت شکر کی فروغ کو تسلیم
کرتے ہین لیکن اس لقب کے وجہ تسمیہ کو کچہہ اور ہی خیال فرماتے
ہین۔ اون کا خیال ہے کہ قاضی حمید اللہ محترم جن کی سکونت کوکن
مین ہتی اور جو باعتبار تجارت لکپتی سے مشہور رہتے۔ ہر جمعہ کو
جامع مسجد مین مختلف زبانون مین وعظ فرمایا کرتے تہے۔ غیر اقوام
کا مجمع کثیر صحن مسجد مین رہا کرتا تہا۔ آپ کے وعظ کی شہرت اسقدر
ہوئی کہ جمعہ کے دن حوالی کوکن سے بہی لوگ جمع ہونے لگے
کاروبار تجارت پر اس قدر اثر پڑا کہ اوس دن اکثر کاروبار
ملتوی رہا کرتے تہے۔ بدینوجہ کہ جمعہ کو ہندی زبان مین سکروار
کہا کرتے ہین۔ مخلوق نے آپ کو سُکّری سے ملقب کیا اسی لقب کا
سلسلہ آج تک اون کی بعد کے نسلون مین چلا آتا ہے۔ بعض نے کہا

کہ فقیہ مخدوم اسمعیل شکری اس خاندان کے جد اعلےٰ ہین اور وہ مقام شکر کے رہنے والے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ مندری۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ گوہ مین گذرے ہین جن کو پادشاہی دربار سے کڑوڑی کی خدمت تفویض تھی۔ زمانۂ سلف مین کڑوڑگان بازار کی خدمت اوس شخص کو دیجاتی تھی جس سے بازار کا انتظام متعلق ہوتا تھا۔ کڑوڑگان مال سے بھی بعض عہدہ دار موسوم تھے۔ ایک کڑوڑ دام کے محاصل کی اراضی یا ایک کڑوڑ دام کی آمدنی ان افسرون کے تفویض رہتی تھی۔ تاریخ سے اس عہدہ کا وجود ثابت ہے۔ جب اس لقب کے مورث اعلےٰ کڑوڑہ بازارات مقرر ہوے تھے تو ان کو ایک پادشاہی مہر عطا کی گئی تھی جس پر۔ عاقبت محمود باد کے الفاظ کندہ تھے۔ مخلوق کے ایک حصہ نے ان کو عاقبت محمود خان سے موسوم کیا۔ ہندونکے گروہ مین شاہ مندری سے پکارے گئے۔ مُندری بضم اول زبان ہندی مین مہر شاہی کو کہتے ہین بدینوجہ کہ تصفیہ محصول درآمد وبرآمد کے بعد بطریق علامتِ تصفیہ یہہ اپنے عہدہ کی مہر تجارتی بستون اور

پارچہ پر شنجرف سے لگاتے تہے تاجرین ہنود مین انکا نام شاہ مندری سے مشہور رہوا۔ بعض افراد خاندان نے کہا کہ ان بزرگ کی آل نے اپنے آپ کو کروری سے ملقب کیا تہا۔ لیکن مولف کو کروری لقب افراد قوم سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ شاہ مندری کا لقب متعدد گہرانون مین ابتک جاری ہے جو اونہین مورث اعلے کی نسل مین سمجھے جاتے ہین۔ جن کا احوال مذکور ہوا۔ ریاست حیدرآباد مین کرڑوڑگیری کے نام سے محصول تجارت کا انتظام ابتک قایم ہے۔ اور جو مہر بطریق علامت تصفیہ محصول مال پر ثبت کی جاتی ہے۔ اوس مین وہی الفاظ عاقبت محمود باد کے موجود ہین۔

شریف۔ یہہ لقب سید شریف نایطی کی اولاد نے اختیار کیا ہے جن کا مقام کنبایت مین تہا۔ مولف کو اس لقب کے کسی بزرگوار سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ بعض بزرگان قوم نے کہا کہ شاہی حکومت گودو مین ایک شرعی عہدہ شریف کے نام سے قایم تہا۔ اوسی طرح جس طرح آجکل برٹش انڈیا کے انتظام مین بہی اسی نام کا ایک عہدہ ہے۔ کچہہ عجب نہین ہے کہ اس لقب کے مورثین سے

کسی کو وہ عہدہ عطا ہوا ہو یہہ محض خیال ہے۔

صدیقہ ۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ صدیق بن عمر تہے جو ۵۰ ہجری مین بصرہ سے ہندوستان کے بندر دابل پر اوترے نایطیان صدیقہ لقب عموماً تاجر ہین مولف نے اکثر افراد صدیقہ لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

صَوبے ۔ اون افراد قوم کا لقب ہے جن کے جد اعلےٰ نے قبلۂ صوب کے لڑکی سے عقد کیا تہا۔ اس لقب کے افراد قوم اپنے لقب کو ثاء ثخذ کے ساتہہ لکہتے ہین اور یہہ اون کی غلطی ہے مولف نے ایک بزرگ سے ثوبہ کے معنے دریافت کئے اوہون نے فرمایا ایک خاص قبیلہ عرب کی لڑکی ہمارے اجداد مین بیاہی گئی ہے اور اوسوقت سے ثوبہ لقب چلا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے اونکو واقفیت نہین ہے کہ صاد کے عوض ثاء ثخذ لقب کے املاء مین کیون مستعمل ہوا مولف کا خیال ہے کہ غالباً املاء کی غلطی محض ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

غوائی ۔ اس لقب کی حقیقت اون افراد قوم سے بہی کچہہ نہ معلوم

ہو سکی جنکا خود یہہ لقب تہا۔ یہہ لوگ عموماً تجارت پیشہ ہین۔ ایک بزرگ قوم نے اپنے خاندان کا شجرہ دکہلایا جس مین بعض نامون کے ساتہہ غوائی لقب لکہا تہا۔ اور بعض اسماء پر غوری۔ یہہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ناواقفین حقیقت نے غوری کو غوائی لکہا ہو۔ غور بالفتح ملک عجم کا ایک مقام ہے جہان کے رہنے والے غوری کہلاتے ہین۔

فقروئی۔ خود افراد قوم سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اسکا صحیح املا فقوی ہے جسکو عام لوگ سہولت تلفظ کے لئے فقروی کہنے لگے بعض تصانیف سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ ملک عرب مین فقوا ایک مقام کا نام تہا۔ یہہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ مکّی یا جدّی کا لقب۔

فقیہہ۔ اس لقب کے مورث اعلے فقیہہ مخدوم اسمعیل سُکرّی بیان ہوے ہین جو حضرت امام المدرسین مولانا محمّد حسین شہید نایطی کے جدا علے تہے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ آپ سُکرّی لقب فرماتے تہے اس مین کوئی شک نہین کہ آپ لاثانی فقیہہ گذرے ہین بعض اہل تاریخ نے آپ کا احوال لکہا ہے۔

گوائی - یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورثین اعلے کی تجارت گووہ مین قایم تھی - مولف نے اس لقب کے اکثر افراد سے ملاقات کی ہے - الی الان وہ اپنی آبائی تجارت مین کامیاب ہین۔
ماکے - یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلی کی صرف والدہ قوم نوایط سے تھین - دیکھو پاپالقب کی تعریف جسمین مولف نے اسکا بہی تذکرہ کیا ہے - بعض افراد قوم نے جو ماکے لقب اختیار کیا ہے اپنے آپ کو باعتبار نسب وحسب نایطی کہا مولف خیال کرتا ہے کہ انکے مورث اعلے نے جو درحقیقت نایطی النسب ہون کسی ایسے لڑکی سے عقد کیا ہو - جس کا قومی لقب ماکے تہا اور پہر وہ لقب اس سلسلہ مین چلا ہو بدینوجہ کہ حقیقت القاب پر غور کرنے کا اتفاق افراد قوم کو بہت کم ہوا ہے - بعد کی نسلون نے ننہال کا لقب اختیار کیا ہو - مولف نے بعض نایطیان مایل لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے جو اپنا اصلی لقب ماکے بیان فرماتے ہین اور مایل لقب کے نسبت اونکی یہ تحقیق ہے کہ اونکے جد اعلے کا یہہ تخلص تہا۔

محترم ۔ یہہ لقب نایطیان بہٹکلہ مین متعدد خاندانون نے اختیار کیا ہے اور اپنے مورث اعلےٰ کا نام جن کی تجارت کو بہت فروغ تہا اور لک پتی کہلاتے تہے محمد محترم بیان کیا ہے۔

محتشم ۔ اس لقب کے جد اعلےٰ محمد محتشم گزرے ہین جو کوکن مین بڑے مالدار تاجر تہے۔ اس خاندان کے بعض افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

مُنیرا ۔ منیر الدین کوکنی کی اولاد نے منیرا کا لقب اختیار کیا انکو قضارت کا عہدہ تفویض تہا۔ لیکن آخر زمانہ عمر مین انکو تجارت مین بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ یہہ متعدد موضع کے زمیندار رہی تہے

دوسری فصل مشاہیر قوم نایطہ کے متعلق

انتخاب کس اصول پر کیا گیا مشاہیر قوم نایطہ سے صرف اون افراد کے مختصر حالات مولف نے اس فصل مین بیان کئے ہین جنکا تذکرہ یا تو کسی مشہور تاریخ سے مولف کو مل سکا۔ یا جنکی مختصر سوانح عمری سے خود مولف واقف تہا۔ بدینوجہ کہ یہہ کتاب ایک خاص قوم

کی تاریخ ہے۔ مناسب خیال کیا گیا کہ بعض مشاہیر قوم کے حالات بھی اس مین لکھے جاوین اعم ازینکہ وہ مولف کے معاصرین سے ہون یا متقدمین سے۔

جن مشاہیر قوم کا تذکرہ اس فصل مین ہوا ہے اونکا انتخاب مندرجہ ذیل نو۹ن اعتبارات پر مبنی ہے۔

(۱) سالکان طریقت (۲) علماء و فضلاء

(۳) والیان ریاست (۴) وزراء

(۵) امراء (۶) اطباء

(۷) شعراء (۸) تجار۔

(۹) اعزاء مشاہیر۔

بعض افراد ان مشاہیر مین ایسے بھی ہین جو بلحاظ تفصیل متذکرہ بالا متعدد اعتبارات سے موصوف ہین۔ نامون کی ترتیب ردیف کے لحاظ سے قایم ہوئی ہے۔

مشاہیر قوم جن کا احوال اس فصل مین بیان ہوا ہے۔ باعتبار خاندان تین قسم پر منقسم ہین (۱) وہ جنکی ددیال اور ننہال

دونون نایطی ہین (۲) وہ جن کی صرف ددیال نایطی ہے (۳) وہ جو اپنی نایطی ننہال کی وجہ سے قوم نایط سے تعلق رکھتے ہین نمبر ۱ و ۲ کی صراحت جدا جدا نہین کی گئی۔ صرف نمبر ۳ کی نسبت البتہ اشارہ کیا گیا ہے۔ بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ نمبر ۳ کو نایطی نہ کہنا چاہیئے اسلیئے کہ صرف ننہالی تعلق معتبر نہین ہے۔ مولف کہتا ہے کہ قوم نے کفو کی پابندی کو خود کم کر دیا جس کا لازمی نتیجہ تہا کہ نمبر ۲ و ۳ قایم ہوا۔ اگر ہم اسوقت بال کی کہال نکالین اور صرف نمبر ۱ کو نایطی کہین تو بہت تہوڑے عرصہ مین نمبر ۱ بہی باقی نرہیگا زمانہ حال کی رفتار کے لحاظ سے مولف کی رائے ہے کہ اگر قوم نایط نے ان تینون نمبرون کو نایطی مان کر کفو کی پابندی کو کم سے کم اہمین تینون نمبرون مین قایم رکہا تو اوسکو اپنے مقصد مین کامیاب سمجہنا چاہیئے ہرگاہ اسی باب کے فصل اول مین بضمن القاب دوگلے کا لقب بیان ہوا ہے۔ اور افراد ڈوگلے لقب نایطی مانے جاتے ہین تو مولف غلطی کرتا اگر افراد نمبر ۳ کے مشاہیر کا احوال اس فصل مین نہ لکہتا۔

آغاز احوال مشاہیر قوم

ردیف الف

(۱) **ابراہیم نایطی**۔ ابن بدرالزمان خان نایطی مشاہیر قوم سے گذرے ہین۔ آپ کے خاندانی اعزاز کا تذکرہ کرنل مارک ولکس نے ہسٹری آف میسور مین کیا ہے۔ جب آپ کوکن سے آرکاٹ آنے لگے تو خطرناک راستہ مین ڈاکوؤن نے آپ کو لوٹ لیا اور اسی مقابلہ مین آپ کے والد ماجد کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ جب آپ اپنے بہنون کے ساتھہ کولار پہونچے تو وہان آپ کی ایک ہمشیرہ کا عقد محمد فتح نایک سرگروہ فوج شاہی سے ہوا۔ جن سے آپ کے خاندان کو بڑی مدد ملی۔

(۲) **ابوبکر نایطی**۔ ابن محمد۔ سوداگر لقب۔ ملیبار کے مشہور تاجرین سے ہین۔ اور ہاتیون کی تجارت کرتے ہین۔ لک تیون مین آپ کا شمار ہے صاحب خُلق و مُروت۔ کشادہ دل اور غربا پرور اور اپنے کفو کے سخت پابند ہین۔

(۳) **ابو محمد نایطی** جَہرمی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین

برٹش انڈیا کی حکومت سے پہلے نوابی کے زمانہ مین صوبہ کڑپہ کی دیوانی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا۔ خلق اللہ کی آسایش اور آرام کا آپ کو زیادہ خیال رہتا تہا۔ آپ کے حسن انتظام نے تا دم مرگ آپکو نیک نام رکھا۔ مقام کڑپے کے پرانے اور معمر لوگون کی زبانون پر آپ کے محامد صفات اتبک ضرب المثل ہین۔ مولف کے خاندانی شجرون سے آپ کے خوبیون کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۴) ملا احمد نائتہ۔ گو کنی لقب مشاہیر قوم سے گذرے ہین آپ کلان تر لقب سے بہی مشہور رہتے۔ مصنف مآثر الامرانے آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ شرفائے عرب سے ہین علم و دانش فضل و کمال سے متصف۔ علی عادل شاہ والی بیجاپور کے التفات خاص سے مدار المہام سلطنت مقرر ہوے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کو کمال اعزاز کے ساتہہ طلب کیا اور غائبانہ منصب شش ہزاری اور چہہ ہزار سوار کی افسری کا رتبہ عطا فرمایا۔ خطاب سعد اللہ خانی کا بہی وعدہ ہوا مگر اثنائے راہ مین بمقام احمد نگر پیغام اجل نے آپ کو آگے بڑہنے نہ دیا۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد اسد نائتہ

دربار عالمگیری مین ممتاز رہے اور مراحم شہنشاہی سے سرفراز جن کا احوال جدا گانہ لکھا گیا ہے۔

(۵) **نواب احمد حسین خان نایطی**۔ لوکھری لقب المخاطب بہ نواب اعظم جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین آپ کے والد ماجد (نواب محمد عسکری خان شیرافگن جنگ) کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ نواب اعظم جنگ بہادر کی نیک بختی اور اخلاق حسنہ سے زمانہ واقف ہے۔ آپ بڑے دین دار اور خدا ترس امیر تھے۔ اعزاز ذاتی کے سوا آبائی معاش جاگیری آپ پر بحال اور برقرار تھی جو آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد جلیل اللہ خان کے نام الی الآن قایم ہے۔ آخرالذکر نواب نہایت لایق اور ہوشیار شخص ہین آپ کی فروتنی نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین کا مصداق ہے۔ فی زمانناسرکار نظام نے آپ کو ضلع اورنگ آباد کی سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔ نیک نام افسرون مین آپکا شمار ہے۔

(۶) احمد عبد العزیز نایطی۔ تاتلی لقب ولا تخلص المخاطب

بہ خان بہادر عزیز جنگ مولف تاریخ ہذا۔ قوم کا خادم۔ گم نامی مین
بسر کرتا ہے جس کا خاندانی احوال اور جس کی مختصر سوانح عمری اس
کتاب کے باب اول فصل اول مین بیان ہوئی ہے۔ مولفین صحیفۂ
زرین اور تزک محبوبیہ کا شکر گذار ہون جنہون نے مہربانی سے اپنے
بیش بہا تالیفات مین میرا تذکرہ فرمایا ہے۔ بدینوجہ کہ اس فصل مین
بعض شعرائے قوم کا کلام ہدیۂ ناظرین ہوا ہے۔ مولف نے مناسب
خیال کیا کہ اپنے نتیجۂ فکر کے ایک حصہ کو ناظرین کے ملاحظہ مین پیش
کرے۔ معزز ناظرین کے مکارم اخلاق سے متوقع ہون کہ مجھہ ہیچمدان
کے نقص کلام پر خورده گیرین نہ فرمادین۔

قطعہ تاریخ رحلت مولوی محمد جہانگیر مرحوم سابق مہتمم انعام سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

خدایا این چہ نافرجام روز است	کہ از شام بلا افزون بہ تخدیر
زبان گردیده با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رسانداز آه دل بر سینہ ہا تیر
ز تار نالہ و فریاد عالم	مسرت را بہ پا افتاد زنجیر

کف افسوس می مالد پئے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابی فی المثل بود	بجستم از سروشش عیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوابے	جہان بگذاشت بیچارہ جہانگیر
	۱۲۹۹ھ

تاریخ دولت سرائے نواب عماد جنگ بہادر معتمد عدالت وکوتوالی بزمانہ میر مجلسی عدالت العالیہ سرکار نظام

سپہ برج امارت میر مجلس	کہ عالی پایہ مرد ہوشمند است
سخن سنجی کہ طول باع فکرش	فراز بام معنے را کمند است
بنا فرمود نورانی بنائے	کہ چون بانی بعالم سربلند است
ولا تاریخ تعمیرش چہ خوش گفت	تعالی اللہ مکان دلپسند است
	۱۲۹۹ھ

قصیدہ تاریخی در تہنیت میلاد صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام ادام اللہ اقبالہم

خوشا صبحے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی	شود دستان سرا بلبل بباغ تہنیت خوانی

ہمایون روزگارے کاختر برج مراد ما
بگردون حصول مدعا دارد درخشانی

زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را
رسید از یُمن طالع وقت جشن مملکت رانی

تعالی اللہ چہ ہنگامی کہ در مشکوے شاہ ما
مہ تابندہ پیدا گشت با سیماے نورانی

رُخش چون نیّر انور قد از شمشاد زیبا تر
دہانش حقہ گوہر لبش لعل بدخشانی

بہ پیش فر و اقبالش چہ دارا و چہ اسکندر
بکیب طالعش شرمندہ شد بخت سلیمانی

ز میلادش بہر سو غلغل شادیست در عالم
بہر یک کوچہ می بینم بہار جشن قاآنی

بہ شکل مہر زر بخشی کند شاہ جوان دولت
ز ابر دست جود او شود پیہم دُر افشانی

بہ یغمائے بساط خوان نعمت ہائے الوانش
رعایا راست در درگاہ سلطان حکم مہمانی

دعا گویان دولت را رسد بہجت مسرت
ز رحم شہ رہا گشتند محبوسان زندانی

صدائے تہنیت از ہر در و دیوار می آید
وزد باد طرب در گلشن سرکار دیوانی

و آلائے شہسوار ساحت مدح شہ والا
بدہ شبدیز طبع خویشتن را رنگ جولانی

بآب زر رقم کن مصرع سال ولادت را
ہمایون بادشہ را نوبر گلزار سلطانی
۱۳۰۱ ھ

قطعہ تاریخ فرمان روائی حضور نظام ادام اللہ اقبالہم و جلالہم

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت
نہم ۱۹ سمت

حکمران شد شاد از احسان خلاق زمن
۴ ۸ ۱۹ ع

چار تا سالش نویسد پنجہ کلکِ ولا — مملکت رانی ہمایون بادشاہی شاہ دکن

۳ ۹ ۱۲ ف — ۱ ۰ ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ مرحوم

اینک از احسان بحسن عمارت گرفت — خانہ رب العباد سجدہ گہ مسلمین

سمت ۱۹ الے ۴۰ — ۳ ۹ ۱۲ ف

کلکِ سروش ولا سال بنائیش نوشت — معبد قدسی مقام مسجد اقصی است این

۳ ۸ ۱۸ ع — ۱ ۰ ۱۳ ھ

تاریخ تالیف قانون فارسی مصنفہ سید کمال الدین سنجر شیرازی

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال — درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ

فلک نیافتہ چون وے بروئے صفحۂ دہر — اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ

ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمودہ او — میان خلق عدیم المثال گردیدہ

بدین فصاحت وخوبی واختصار تمام — وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ

ولائے ماسنۂ طبع او نمود رقم — پسند خاطر اہل کمال گردیدہ

۶ ۹ ۱۲ ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ نواب سر وقار الامراء مرحوم

چون خلعت دستوری خود راشہ خاور	بخشید بہ بالائے مہ برج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او	زیبد بوقار الامراالیس وزارت ۱۳۱۰ ھ

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ مغفور

وہ محی الدین خان تیغ جنگ	صاحب اقبال عالی پائیگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر	مطلع پاگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن مین وہ بزرگی کے نشان	اور ریاست کے نہایت خیرخواہ
رہگراے جنت الماوا ہوے	قصر فردوس برین ہے خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا	ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیر اندوہش بدلہا جا گرفت	تیرہ و تار است در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی	ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۰ ھ

تاریخ حکمرانی مہاراجہ میسور ادام اللہ اقبالہم

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور	ہمہ را افزائے ہر پیر و جوان شد
خہے رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد

گورنر جنرل ہند از برائیش
بکرو فخر شاہی میہمان شد

مہاراجہ سریر آراے راج است
بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد

وِلا سال ہمایونش چہ خوش گفت
مہاراجہ بدولت حکمران شد
۲۰ ۱۳ ھ

قصیدہ تاریخی متعلق بہ تعمیر مکان الکن محل در ریاست نابہا حسب فرمایش والی ریاست ادام اللہ اقبالہم

افق پر آگیا مہتاب شام تار نابہا مین
ثمر آنے لگے باغیچۂ گلنار نابہا مین

بہار آئی چمن مین بلبلان باغ بول اُٹھے
ہما کا آشیان قایم ہوا گلزار نابہا مین

پکارا باغبان نابہا ہے بلبل ہم نشین تیرا
ترنم ہے نوید جانفزا منقار نابہا مین

ہمایون راجہ بہگوان سنگہ ذی مرتبے نے
بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابہا مین

عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بن گیا ایوان
خدا کی شان ہے اس صنعت معمار نابہا مین

ہوئی تکمیل اوسکی راجہ ہیرا سنگہ یکتا سے
جو لعل بے بہا ہین معدن کہسار نابہا مین

یہہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجے
شجیع نامور ہین لشکر جرار نابہا مین

قد موزون پہ انکے خلعت دولت ہوا زیبا
انہین کے نام کا سرپیچ ہے دستار نابہا مین

سخن گویان عالم مین انہین کا بول بالا ہے
انہین کا نام ہے ضرب المثل گفتار نابہا مین

انہین کی مہر سے پرنور صبح عیش دولت ہے
یہی ہین شاہ خاور گنبد دوار نابہا ہین

انہین کی چال سے اٹکھیلیونکو زیب و زینت ہے
یہی کبک دری ہین دامن کہسار نابہا ہین

شفائے قلب ہے چشم مروت انکی دنیا مین
خمار جانفزا ہین نرگس بیمار نابہا ہین

انہین کی ذات سے مضبوط ہے رشتہ محبت کا
یہی ہین رشتۂ جان گردش زنار نابہا ہین

تعلق ہے انہین کے تخت سے اطراف عالم کو
یہی ہین نقطہ مشکین خط پرکار نابہا ہین

دل اغیار مین ڈر ہے انہین کی نیزہ بازی کا
یہی نوک مژہ ہین اور خلش ہین خار نابہا ہین

انہین کی پامردی سے ہوئی ثابت قدم دولت
ترقی ہے انہین کی چال سے رفتار نابہا ہین

مہکتی ہے انہین کی نکہت اخلاق عالم مین
انہین سے رنگ و بو ہے طبلۂ عطار نابہا ہین

انہین کی جعد مشکین سے ہے رونق فرق دولت کو
انہین کے خط سے خط و خال ہین رخسار نابہا ہین

انہین کی ناوک مژگان سے گہایل قلب دشمن کا
یہی زہر ہلاہل ہین پر سوفار نابہا ہین

انہین کے نور سے چمکا ستارا بخت و دولت کا
یہی ہین سعد اکبر طالع بیدار نابہا ہین

سخن سنجان نازک فہم ہین مدحت سرا انکے
یہی ہین مطلع بیت الغزل اشعار نابہا ہین

ہوی تکمیل جب انکی دعا سے اس عمارت کی
حکیمون نے کہا جان آئی جسم زار نابہا ہین

بڑہائی اس مکان نے قدر و قیمت ملک نابہا کی
غنیمت ہے یہہ جنس بے بہا بازار نابہا ہین

اسی مین نائب قیصر کی چہاونی کا سامان تہا
اسی سے نام پایا یہہ مکان امصار نابہا ہین

بڑہا لی آبرو فیض قدم سے لاڑد ایلجن نے
اوہنین کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا
ولا لے غرض کی تاریخ سمبت بر محل اسکی
رہین قایم آلہی قصر عالی مین بہار آجن
سلامت یا خدا سرکار نا بہا اور یہہ منزل
سخن سنجون کے دامن یا خدا انعام سی پر ہون

اسی سے آبرو سے گوہر شہوار نا بہا مین
بشکل ماہ تابان مطلع انوار نا بہا مین

بنا الگن محل پر فضا سرکار نا بہا مین
۱۹ ۵۵ سمبت
چمک جبتک رہے شمشیر جوہر دار نا بہا مین
بلندی جب تلک ہے معنی دیوار نا بہا مین
تقاطر جب تلک ہے ابر گوہر بار نا بہا مین

صحیفہ زرین کی تقریظی تاریخ

نول کشور کہ مرد خجستہ طالع بود
بہار باغ وجودش پر اک نار این
ضیائے چشم مروت امیر روشن رائے
روان طبع سخن مالک اودہ اخبار
برائے صائب خود گرچہ آن تفوق داشت
پدر اگر نتواند پسر تمام کند
ببین صحیفہ زرین حسن نمایش
صحیفۂ بمثل یادگار دربار است

محبتش بدل خلق نقش بر حجر است
خوشا بہار کزو نخل علم پر ثمر است
حدیقہ چمنستان دانش و ہنر است
شہ قلمرو انشا رلیق نامور است
ولے بعقل جوان گویم این باز پدر است
بقول یحیی حسب حال این پسر است
کہ در تسلسل احوال رشتہ گہر است
بنام نامی قیصر چہ مایہ مفتخر است

صحیفہ کہ مشاہیر ہند را تاریخ — صحیفۂ کہ جلابخش معنی سیر است

زہی فصاحت مضمون باختصار بیان — عجوبہ ایست کہ دریا مگر بکوزہ در است

سواد بخش معانی بود سواد خطش — بیاض بین سطورش تجلی نظر است

پسند خاطر اہل کمال چون نشود — کہ از کمال مولف زمانہ باخبر است

ہنروران جہان قدر قیمتش دانند — کہ کوہ نور باکلیل فرق تاجور است

ہمای اوج سعادت بدام وافتد — اگر توجہ شہ را بجانبش گزر است

بعید نیست کہ قیصر کند باو نظرے — کہ این خزینہ از آن بارگہ قریب تر است

طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم — شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک در است

مولفش ہمہ تن درخور خطاب بدر — کہ یک اشارہ سلطان وسیلۃ الظفر است

سزد کہ نائب قیصر شود محرک او — بعندلیب چمن احتیاج بال و پر است

ز دست من نرسد ہیچ جز بصدق دعا — کہ ارمغان سخن گوشہ سرف مختصر است

ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ — نشان ہستی نام آوران زبسے را است

۹۳ ۱۸ ع

قصیدۂ تاریخی بہ تقریب تاج پوشی قیصر ہند اڈورڈ ہفتم ادام اللہ اقبالہم بہ صنعت تعمیہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد ز پس پردہ تقدیر بکام

مرغ دولت کہ ہمی زد ز رہ جنگ صفیر — عاقبت دانہ اقبال فگندش در دام

شکر خالق کہ ہوا جشن ہمایون آغاز — تاج پوشی نے کیا جسکا مبارک انجام

شوکت و شان و تجمل سے سواری آئی — دونون جانب تہا وفا اور رعایا کا سلام

تہا عجب ولولہ جوشش طرب لندنین — شام سے صبح تلک صبح سے لیکر تا شام

غربا بخشش و انعام سے مسرور ہوے — شرفا لطف و مدارا سے ہوے شیرین کام

باریابی ہوئی دربار شہنشاہی مین — علما کو ہوے اعزاز عطا نام بنام

تہنیت مین وہ لگاتار چلے آتے تہے — پادشاہان الوالعزم کیجانب سے پیام

میہمان لوٹ گئے اپنے ممالک کیطرف — با ہمہ فخر و مباہات بصد نیل مرام

حیدرآباد مین ہے تہنیت جشن کی دہوم — کس تکلف سے سجا آج ہے دربار نظام

دعوتین ولولۂ شوق کی ہین آپہنچین — خوان یغما ہے اسی دن کے لئے علم کلام

یا خدا دشمن قیصر کو ہو ذلت مقسوم — خیر خواہون کو ملین عزت و توقیر کے جام

خالق ارض و سما ہووے نگہبان اوسکا — اوسکے اقبال کے حامی ہون بزرگان کرام

ظل عالی مین ہے اوسکی رعایا خوشحال — اوسکی اکلیل پہ ہو سایہ فگن رب انام

قسمت خیر سگالش ہمہ در ناز و نعم — باد در بخت بداندیش خور و نوش حرام

جب تلک نخل میں ہے پھول کی خلقت قائم
صنعت تعمیہ جب تک فن تاریخ میں ہے

نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام
تاج پر نور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام
۸٦۲ + ۱۰٤۰ = ۱۹۰۲

مرثیہ تاریخی بسوگواری رحلت نواب خیر النسا بیگم محل خاص امیر الہند والا جاہ نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس صنعت تعمیہ

حیف از جہان کہ مالک دیرینہ وطن
زین خاکدان گزشت و بملک دیگر رسید

حیف اے فلک کہ بیگم خاص امیر ہند
رخت سفر بہ بست و بہ دار الجزا رسید

فریاد از آن زمان کہ نشانے از و نماند
در ساعتے کہ نعرۂ واحسرتا رسید

واحسرتا کہ در چمنستان زندگی
در موسم نسیم چہ باد فنا رسید

گویم مگر کہ مادر گیتی خبر نداشت
زین ماتم و غمے کہ ز دستش بما رسید

چشم جہانیان بغمش اشک خون گریست
گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید

دل بے قرار گشت و جہان تیرہ در نظر
چون این خبر بہ پردۂ گوش ولا رسید

ہے ہے از این الم کہ طپیدن نہان نداشت
زان صدمئہ کہ بر جگرم برملا رسید

گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر
در گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک	گرد از زمین بدامن پیر سما رسید
سیارگان دور فلک منتشر شدند	شور غمش ببین ز کجا تا کجا رسید
تاریخ او بہ تعبیہ گوید سروش غیب	خیر النسا حضور شہ انبیا رسید
	۹۵۲ + ۹ ۶ ۳
روح الامین بگفت کہ بنگر مر اتبش	خیر النسا بہ درگہ جل و علا رسید
	۹۵۲ + ۹ ۶ ۳

تاریخ رحلت مولوی سید غلام رسول شریک معتمد مال سرکار نظام در صنعت تخرجہ

حیف اے فلک کہ مرد نکو از زمانہ رفت	رفت آنچنان کہ خاطر عالم ملول شد
فکر و لاست تخرجہ سال فصلیش	واحسرتا کہ جان ز غلام رسول شد
	۱۳۷۵ - ۵۴ ف

رباعی تاریخی بہ تقریب دربار قیصری دہلی

سبحان اللہ چہ سائہ و سامان گردا	در خطۂ دہلی ز پی کشور ہند
پرسیدم و از فلک شنیدم سالش	جشنِ دربار نامی قیصر ہند
	۱۳۲۱ ھ

(۷) مولوی - حاجی - احمد علی نایطی - الملقب بہ بہانڈے بہونڈے ابن مولوی محمد قادر علی مغفور بیہوش تخلص معہ زین مدراس

سے ہین۔ فضیلت دستگاہ مولانا باقر آگاہ آپ کے جد اعلے ہتے
جن کا احوال اس فصل مین جداگانہ لکہا گیا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات
کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نہایت ذی علم۔ فاضل منکسر المزاج اور
خلیق شخص ہین۔ بڑی ناموری کے ساتہہ زندگی بسر کرتے ہین۔ فی زمانا
پرنس آف آرکاٹ کی مدار المہامی کا معزز عہدہ آپکے تفویض ہے۔

(۸) **احمد محی الدین خان نایطی**۔ المخاطب بہ محمد نواز جنگ
مغفور خلف الصدق نواب داراب جنگ مرحوم نیک نفس امرائے
حیدرآباد سے گزرے ہین۔ مولف نے آپ کی زندگی مین آپ کی
ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ کاروبار دنیوی سے آپ کنارہ
کش تہے اور ہمیشہ عبادت الٰہی مین مشغول و منہمک رہا کرتے تہے۔
آپ کی علمی قابلیت بہت اچہی تہی۔ کلام ربانی کی تفسیر ہمیشہ آپکے
روبرو کہلی رہتی تہی اگرچہ آبائی معاش جاگیری اور اعزاز
خاندانی سے سرفراز تہے لیکن اوس کی جانب بہت کم توجہ
فرماتے تہے۔

(۹) **حکیم۔ ادریس نایطی**۔ تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد سعید

مغفور حیدرآباد کے حاذق اطبائے یونانی سے گزرے ہین۔ آپ کا
مطب خاص امراض کے معالجہ مین بہت مشہور تہا۔ افراد قوم کے
لئے آپکی ذات بابرکات نہایت مغتنم سمجھی جاتی تھی۔ مولف کو آپکی
خدمت مین نہ صرف نیاز تہا بلکہ نبی اعمامی کا شرف بہی۔ آپ بڑے
مستقل مزاج اور خلیق شخص تہے۔ تشخیص امراض مین نہایت غور
و تامل سے کام لیتے تہے۔ افسوس ہے کہ اپنی قوم کا فدائی بہت جلد دنیا سے
چل بسا آپکے فرزند کے سوا آپکے برادر مولوی محمد شرف الدین نایطی سرکار
نظام کے نمک خوار اور علاقہ مالگذاری کے تحصیلدار رہین۔

(۱۰) **اسلم خان نایطی** لوکہری لقب۔ شایان تخلص ابن قاضی
احمد المخاطب بہ علی احمد خان بہادر مشاہیر قوم سے گذرے ہین۔ آپ
فن انشاء کے زبردست ماہر تہے۔ طرز ظہوری کے پیرو اور ظہوری وقت
سمجھے جاتے تہے۔ بعض مصنفین نے آپ کے خط شکستہ کی بہی تعریف لکہی ہے
آپکی ذات ستودہ صفات جواہر علوم سے آراستہ تہی اور مکارم اخلاق
سے پیراستہ۔ دربار والاجاہی مین دارالانشائے خاص کی صدارت
کو آپ سے شرف حاصل تہا فارسی زبان مین آپ کی نظم استادان

سلف کے ہم پلہ سمجھی جاتی تھی۔ مشاعرہ اعظم کے پختہ کلاموں مین آپکا شمار تھا۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور نے اپنی تصنیفات تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن مین آپکی اور خوبیون کے ساتھہ آپ کی زبان بازی اور دیانت شعاری کی تعریف لکھی ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ محمد اسلم خان شایان از زمرہ معنی یابان دقت آفرین و رنگین نفسان این سرزمین است۔ استعداد شایان داشت و قدرے نمایان۔ نثر رار نگین تر از نظم می نگارد و مثنوی خسروی دارد۔ از افراد معتبر زمانہ است۔ و در اخلاق و اخلاص یگانہ۔ صاحب تزک محبوبیہ نے بھی ضمناً آپکا احوال لکھا ہے۔ مسائل التعلیم۔ منہج التقویم۔ شرح منہاج فقہ شافعی۔ مثنوی گداز دل۔ مثنوی ظفر نامہ۔ وقائع حیدری عین المصادر۔ گلدستہ مناقب۔ دیوان شایان۔ مثنوی خرد۔ یہہ دس تصانیف آپ کے علم و فضل کا اعلےٰ یادگار۔ اور آپکی طبعزاد کا انتخاب منتخب الاشعار کا حکم رکھتا ہے۔

وہو ہذا

خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے	فتنہ دام پری سایۂ مژگان کسے

اشک دریا دل شاہان سر طوفان دارد	نکشد چشم ترش منت دامان کسے

ولہ

خط موجست انگشت تحیر بر لب ساحل	ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
نمیدانم دم تیغ تو آب زندگی دارد	کہ سیراب انداز عمر ابد این تشنہ بسمل ہا

(۱۱) **ملا۔ اسمعیل نایطی**۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین جو سلطان محمد شاہ بہمنی کے درباری امرا سے تہے۔ تخت فیروزہ کا نام اور اوسکے واقعات کو مورخین نے محمد شاہ بہمنی کے احوال مین لکہا ہے جس کی قیمت تقریبًا ایک کرور ہون بیان ہوئی ہے۔ اسی تخت فیروزہ کی حفاظت ملا اسمعیل نوائیتہ کے آبا واجداد سے متعلق تہی جس کی تصدیق مصنف تاریخ فرشتہ نے کی ہے، اور ملا اسمعیل کو نوئتیہ تسلیم کیا ہے اس سے زیادہ ان کا احوال مولف کو نہ مل سکا۔

(۱۲) **افضل خان نایطی**۔ المتخلص بہ لذّتی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی ریاست مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ آپ اُمرائے دہلی سے تہے اور نواب سعادت اللہ خان نایطی کے معاصرین سے

اور آخر عمر مین آپ نے دربار والاجاہی کا شرف حاصل کیا۔ اور معززین درباری مین آپ کا شمار ہوا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے آپکا تذکرہ اس مختصر بیان پر ختم فرمایا ہے کہ افضل خان لذتی از لذت یافتگان خوانِ الوانِ سخن و چاشنی گیران مائدہ این فن بود۔ نایطی نژاد است و از خوش فکران این گلزمین مینو سواد مثنوی او کہ قصہ چندر بدن مہیار انظم کردہ بسیار ریختہ مضامین است آپکی طبعزاد کا انتخاب کوئی شک نہین کہ نہایت پر مذاق ہے

وہو ہذا

سیہ چشمے کہ بلبل وار میر قصم ز شمشیرش	ہوا را سرمہ دان سازد معلق ہاے نخچیرش

ولہ

شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا می کرد	برق پرمیزد واز دور تماشا می کرد

(۱۳۲) سید امر اللہ شاہ نایطی۔ ماکے۔ لوکھری۔ المخاطب بہ نواب معتضد جنگ بہادر۔ بن سید شاہ قمر الدین بن سید شاہ غلام اسرار بن سید شاہ امر اللہ بن سید شاہ رضا قدس سرہم۔ مشاہیر قوم سے ہین۔ آپکے جد امجد غلام اسرار مغفور کی والدہ مکرمہ (لاڈلی بیگم) شاہ

صوفی نایطی لوکھری قدس سرہ کی صاحبزادی ہتین۔ آپ کے جد اعلےٰ
سید شاہ رضا قدس سرہ ایک مشہور اور مقدس بزرگ گزرے ہین
جن کا تذکرہ مصنف گلزار آصفیہ نے فرمایا ہے آپ کے وصال
سے پہلے۔ عالم حیات مین آپکی کرامات کا شہرہ تہا حضرت غفرانمآب نواب نظام علیخان بہادر والی ریاست آصفیہ کو آپ کے
ساتھہ خاص عقیدت تہی حضرت ممدوح نے کئی بار آپکے مکان پر
قدم رنجہ فرماکر سعادت حاصل کی اور آپ کے مصارف کیلئے
جاگیری معاش عطا فرمائی ۱۱۸۴ھ گیارہ سو چوراسی ہجری مین آپکا
وصال ہوا۔ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کے تالاب میر جملہ سے متصل
آپ کا دولت سرائے خاص آپ کا مدفن ہے۔ آپکے صاحبزادے
سید شاہ امر اللہ قدس سرہ اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین قرار پائے
آپنے اپنی زندگی تک گہر سے باہر قدم نرکہا۔ اعلیٰحضرت غفرانمآب
علیہ الرحمتہ کو آپ سے بہی کامل عقیدت ہتی۔ اعظم الامراے ارسطوجاہ
مدار المہام ریاست نے بہی بارہا آپ کی قدمبوسی کا شرف پایا ہے
سید امر اللہ شاہ حال تباریخ ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ بمقام بلدہ حیدرآباد

متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں نواب قاسم یار جنگ مغفور
کی نگرانی مین حاصل کی۔ عربی۔ فارسی کی کتب متداولہ بھی آپنے اپنے
ماموے مغفور سے پڑہین تحصیل علوم عربیہ مین آپکو مولانا محمد زمانخان
شہید سے تلمذ کا افتخار حاصل ہے۔ نواب سالار جنگ مغفور وزیر
اعظم ریاست آصفیہ کے عہد وزارت مین آپ نے شعور سنبہالا
اور دوم تعلقدار مقرر ہوے۔ پہر عہدہ اول تعلقداری ضلع پر آپکی
ترقی ہوئی من بعد ناظم نظم جمعیت کا عہدہ آپ کو عطا ہوا
بالآخر شریک معتمد فوج قرار پائے۔ فی زماننا حسن خدمت کے
وظیفہ خوار ہین۔ سرکار نظام نے آپ کو خانی و بہادری کے علاوہ
معتضد جنگ کے خطاب سے سرفرازی بخشی ہے۔ آپ کا علمی سواد
بہت درست۔ زبان فارسی اور فن سیر سے آپکو خاص دلچسپی ہی
فن سپاہ گری مین اُستاد کامل۔ ہتیاروں کے بڑے قدردان مین
باوجود ان مراتب عالیہ کے نہایت خلیق ذی مروت فقیرانہ
مزاج رکھتے ہین۔ معاش آبائی سے مواضع بندنور وغیرہ بحیثیت
جاگیر آپ کے نام بحال و برقرار ہین۔ لوازمہ اعزازی یعنی سواری میں

کے معاوضہ مین منصب سے ممتاز ہین۔ آپ کے دو صاحبزادے سید ولایت حسین اور سید صفدر حسین ہونہار معلوم ہوتے ہین۔

ردیف ب

(۱۴۱) **مولوی باقر حسین نایطی** ۔ المخاطب بہ حسن علیخان بہادر مختار تخلص نام اور ان قوم سے گزرے ہین۔ آپ محمود دبجری کی اولاد اور معزز ین قوم نایط سے تھے سنہ ۱۲۱۱ھ مین بمقام قلعہ سرنگ پٹن متولد ہوے۔ پانچ سال کی عمر مین اپنے والد حسن علی خان کے ساتھ محمد پور ارکاٹ آئے جہان آپ کی ابتدائی تعلیم ہوئی سنہ ۱۲۳۰ھ مین مدراس پہونچکر اکتساب علوم و فنون کی نعمت حاصل کی حضرت رضوان مآب نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے دربار سے آپکو حسن علی خان بہادر کا آبائی خطاب عطا ہوا۔ مشاعرہ اعظم کی شرکت کا اعزاز ملا۔ والی مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کا تذکرہ فرماتے ہوے لکھا ہے۔ کہ خیال فکر ہندی خصوصا مرثیہ کوئی بیشتر دارد۔ وشعر فارسی کمتر می نگارد۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب فی الحقیقت لاجواب ہے۔

وہو ہذا		
ہرکہ سازد سرکشی ہمچون حباب شوخ چشم		زود بیند از ہوائے خویش مدفن زیر پا
تیغ بہر گشتنم برکش کہ در میدان عشق		سر بریدن از تو خوش از من طپیدن زیر پا
	ولہ	
اے پیش آفتاب رخت رنگ ہوش رفت		مانند شبنم از گل رخسار جست و رفت
عیش و نشاط اہل جہان را ثبات نیست		چون دامن بہار کہ آمد بدست و رفت

(۱۵) **نواب باقر علی خان نایطی** - ریاست کرناٹک کے اُمرا سے گزرے ہین- آپ نواب سعادت اللہ خان بہادر والی کرناٹک کے حقیقی بھتیجے فنون سپہ گری مین ممتاز اور مراتب امارت سے سرفراز نہایت کم سخن اور منکسر المزاج تھے- ریورنڈ جی- یو- پوپ نے اپنی انگریزی تصنیف ٹسٹ بک آف انڈین ہسٹری مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے- مصنف توزک والاجاہی نے بھی ضمناً آپکا احوال لکھا ہے-

(۱۶) **بدر الزمانخان نایطی** - ابن ابراہیم کوکنی- شرفائے قوم سے گزرے ہین- جنکو ارکاٹ کے سفر مین باغی جماعت کے ساتھ ناگزیر لڑنا پڑا سخت مقابلہ کے بعد آپکو شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا- آپکے

فرزند ابراہیم نایطی جان بر ہوکر ارکاٹ آئے پہر کولار مین اقامت اختیار کی جنکا احوال جداگانہ لکہا گیا ہی۔ آپکی وجاہت اور جوانمردی کی زندہ تاریخ بزرگان قوم کی زبان پر باقی ہی۔ کرنل مارک ولکس نے بہی ہسٹری آف میسور مین اپکا ذکر کیا ہو آپ ہی کی صاحبزادی حیدر علی خان والی میسور کی والدہ تہین

(۱۷) بہاء الدین نایطی عرف باپو صاحب صدیقا لقب ابن محمد نقی مقام کرُگ کے مشاہیر تجار رہے ہین۔ لک پتی تجار مین آپکا شمار ہے۔ کافی اور الاچی کی تجارت کے سوا ایک وسیع رقبہ اراضی کے زمیندار بہی ہین۔ آپکی فراست اور روشن خیالات پر معاصرین کو فخر ہے خداوند کریم نے آپ مین فطرتاً گشادہ دلی کی صفت عطا فرمائی ہے۔ جس سے افراد قوم کیلئے خصوصًا اور پبلک کامون مین عمومًا آپکا نمبر اکثر افراد سے آگے رہتا ہے۔

(۱۸) مولوی بہاء الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ شب افروز خان بہادر معززین دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ نوآبی مدراس کے نامی امیرون مین آپکا شمار تہا۔ سرکاری مشعل خانہ کی خدمت سے سرفراز رہے ۱۲۶۱ھ بارہ سو اکسٹھ ہجری امیر الہند والاجاہ عمدۃ الامراء نواب

محمد غوث خان بہادر والی ریاست کے دربار سے آپکو شب افروز خان کا خطاب عطا ہوا۔ آپکی انتظامی قابلیت اظہر من الشمس تھی آپ کے گھر کے چراغ مولوی قادر حسن خان نایطی حیدرآباد مین سکونت پذیر اور سرکار نظام کے خزانہ شاہی سے حسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہین۔

ردیف پ

(۱۹) پادشاہ میان نایطی الملقب بہ آگ لاوے و آتش خانی مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آتش خانی کا لقب غالبًا آپ کا خاندانی خطاب ہے جو آپ کے بزرگون نے حاصل کیا تھا۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ کے جداعلے کو سلطنت آصفیہ مین توپخانہ کی افسریت حاصل تھی۔ آتش خانی کا لقب اوسی کی علامت ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اون کے افراد خاندان اپنے نامون کے ساتھہ آج تک آتش خانی کے الفاظ قومی لقب کے طور سے لکھتے ہین مولف کا خیال ہے کہ یا تو اونہون نے آگ لاوے کے لقب کو فارسی الفاظ کے ساتھہ بدل دیا ہے۔ یا صرف اپنے جداعلے کے عہدہ کی علامت

کو اپنا قومی لقب قرار دیا۔ یہہ بزرگ بڑے نیک نفس اور قبیلہ پرور گزرے ہیں جن کے اخلاق کا نقش افراد قوم کے قلوب پر اتبک قایم ہے

ردیف ت

(۲۰) نواب تراب علی خان مغفور نایطی ما کے لقب

المخاطب بہ شجاع الدولہ مختار الملک تراب علیخان سر سالار جنگ بہادر۔ جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔ دی۔ سی۔ ایل۔ وزیر اعظم ریاست حیدرآباد بن شجاع الدولہ نواب میر محمدؐ علیخان سالار جنگ بن منیر الدولہ منیر الملک نواب علی زمانخان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان بن اشجع الدولہ اشجع الملک نواب محمدؐ صفدر خان غیور جنگ بن منیر الدولہ منیر الملک نواب شیخ محمد شمس الدین حیدر خان شیر جنگ بن محمدؐ تقی بن محمدؐ باقر بن شیخ محمدؐ علی فخر قوم اور ریاست حیدرآباد کے خاندانی امراسے تھے۔

خاندان آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عاشق رسول خواجہ خواجگان خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے۔ آپ کے جد امجد شیخ محمدؐ علی نے ملا احمد نایتہ کی صاحبزادی کے ساتھہ شادی کی تھی

انہین کے بطن سے شیخ محمدؐ باقر اور راون کا ذیلی سلسلہ قایم ہوا۔ ملا
احمد نائتیہ دربار عادل شاہیہ کے مدار المہام تھے جن کا تذکرہ جداگانہ
ہوا ہے۔ پادشاہ وقت نے شیخ محمدؐ علی کو اپنا دبیر مقرر کیا۔ شیخ محمدؐ علی
کے فرزند شیخ محمدؐ باقر نے علی عادل شاہ کے دربار مین میر سامانی
کی خدمت پائی۔ شیخ محمدؐ باقر کی شادی علیخان کی بہن سے ہوئی جو سلطنت
بیجاپور کے ایک باتوقیر امیر تھے۔ علیخان کی دوسری بہن ملا یحییٰ
برادر ملا احمد نائتیہ سے منسوب ہوئین۔ شیخ محمدؐ باقر نے سلطنت مغلیہ سے
تعلق پیدا کیا اور شاہ جہان آباد کشمیر کی دیوانی سے سرفراز ہوے
پانسو سوار اور دو ہزار پیادہ کا اعزاز آپ کو عطا ہوا اور آپکی
درخواست پر خدمت کا تبادلہ دیوانی کوکن کے ساتھ ہوا جو ابتدا
نظام شاہی اور عادل شاہی خاندان کے ماتحت تھا۔ آخر عمر مین
آپ نے ترک ملازمت کرکے اورنگ آباد مین سکونت اختیار
کی اور ۱۷۷۵ء سترہ سو پچہتر عیسوی مین رحلت فرمائی آپ کے فرزند
شیخ محمدؐ تقی کو بہادر شاہ کے زمانہ مین پانچہزار پیادے اور پچاس
سوار اور اورنگ زیبی عہد مین تین ہزار پیدل کا اعزاز ملا آپنے

اوس جزیہ کا انتظام متعلق ہوا جو فرخ سیر نے اورنگ آباد کے ہنود پر قایم کیا تہا۔ حضرت (مغفرت مآب) آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ نے اپنے زمانہ وزارت دکن مین آپ کو اپنی تمام فوج کا افسر بنایا ۱۱۴۵ھ گیارہ سو پینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت کی۔ آپ کے صاحبزادے شیخ محمد شمس الدین حیدر اوسوقت نہایت کم سن تھے جن کو شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار سے سو پیادون کی افسری کا رتبہ مل چکا تہا۔ عالم شباب مین حضرت (مغفرت مآب) علیہ الرحمۃ نے آپ کو دو سو سوارون کی افسری عنایت فرمائی اور اپنا فیلخانہ بہی آپ کے سپرد فرمایا اور پہر تین سو پیادون کے افسر کردئے گئے جب حضرت ممدوح و مغفور نے دکن سے دہلی کا ارادہ کیا تو محمد شمس الدین حیدر حضرت ممدوح کے عرض بیگی تھے۔ نادرشاہ کے حملہ کے بعد آپ کو حیدر یار خان کا خطاب اور پانسو فوج کی افسری عطا ہوئی۔ جب حضرت ممدوح دہلی سے واپس ہوے تو آپ کا منصب بتدریج ترقی کرنے لگا حتے کہ آپ پندرہ سو پیدل اور پانسو سوار کے افسر مقرر ہو گئے۔ اور بالآخر امیر الممالک نواب صلابت جنگ

کی حکومت دکن مین آپ کو پانچ ہزار پیادے اور چار ہزار سوار ن
سے عزت ملی۔ شاہی خلعت۔ پالکی۔ نوبت۔ نقارہ اور نشان کے
لوازمہ کے ساتھہ منیر الدولہ شیر جنگ کا خطاب سرفراز ہوا
اور پھر باضافہ مناصب و مراتب منیر الملک سے مخاطب ہوئے
جسکے بعد آپکا نام دیوان السلطنت ہوا اور آخر پر صوبہ جات
دکن کے دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) نواب نظام
علیخان مغفور کے عہد میمنت مہد مین آپ نے بوجہ پیرانہ سالی امور
سلطنت سے کنارہ کشی کی اور اورنگ آباد مین سکونت اختیار
فرمائی لیکن حضرت غفران مآب کی خواہش سے آپ کو اورنگ آباد
کی نظامت قبول کرنا پڑی ۱۱۸۹ھ گیارہ سو نواسی ہجری مین آپنے
انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد صفدر خان غیور جنگ
کو جن کی ولادت ۱۱۲۵ھ گیارہ سو پچیس ہجری مین واقع ہوئی تھی
نواب مظفر جنگ کے چند روزہ عمل داری مین خانی کا خطاب
اور تین ہزار پیدل اور چھہ سو سوار کی افسری ملی۔ صلابت جنگ
کے عہد حکومت مین پہلے آپ اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوئے

اور رفتہ رفتہ تین ہزار پیدل اور دو ہزار سواروں کے ساتھ صاحب نوبت ونشان ہو کر ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر ہجری مین غیور جنگ شجیع الدولہ کے خطاب خلعت شاہی اور لوازمہ پالکی سے سرفراز ہوے فوج پیدل کی تعداد مین چار ہزار تک ترقی ہوئی بڑھتے بڑھتے پانچ ہزار پیدل اور چار ہزار سوار کے افسر ہو گئے ۱۱۹۷ھ گیارہ سو ستانوے ہجری مین اشجع الملک سے مخاطب اور صوبات دکن کے دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) علیہ الرحمۃ کے عہد ہمایون مین آپ نے بتاریخ ۱۴ شعبان سنہ الیہ بمقام بنگال وفات پائی آپ کے تیسرے صاحبزادے (نواب منیر الدولہ منیر الملک ثانی علی زمان خان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان دوم پانچ ہزار پیادے اور تین سو سواروں کے اعلےٰ افسر۔ نوبت نقارے نشان اور پالکی کے لوازمہ سے سرفراز اور صوبات دکن کے دیوان مقرر ہوے۔ جب نواب غلام سید خان ارسطو جاہ بہادر کی روانگی دربار پونا کو قرار پائی تو آپ دربار نظام کے جملہ کاروبار اور فوج کے نگران رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند محمد علیخان بہادر

نے بہی خطابات آبائی سے سرفرازی پائی۔

ولادت جن کے گہر کے چراغ نواب تراب علیخان۔ سالار جنگ ہین آپ کے پرنانا میر عالم مرحوم سادات شوستر کی نسل سے گذرے ہین جن کے والد ماجد سید رضا مرحوم کو حضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ کے دربار سے جاگیری معاش عطا ہوئی ہتی۔ میر عالم مرحوم کو سلطنت آصفیہ مین جو مراتب حاصل تہے وہ محتاج بیان نہین ہین سلطنت آصفیہ کی ہر ایک تاریخ مین اون کا تذکرہ موجود ہے۔

تعلیم سر سالار جنگ مغفور کی ابتدائی تعلیم کچہہ نہین ہوئی۔ ایام طفولیت مین سرمایہ کی قلت اور بعض مشکلات ایسے تہے کہ کچہہ آیندہ کی خیر متوقع نہ تہی۔ اس کی اصلی وجہ یہہ تہی کہ نواب منیر الملک نے پچیس لاکہہ کا قرضہ چہوڑ کر انتقال فرمایا تہا اور گہر بالکل خالی تہا نواب منیر الملک کے انتقال کے بعد اون کے برادر نواب سراج الملک بزرگ خاندان قرار پائے۔ اور مدار المہامی بہی اونہین کو عطا ہوئی سراج الملک کو اولاد نہ تہی۔ سر سالار جنگ بہادر آپ ہی کی پرورش مین رہے۔ دس گیارہ سال کی عمر کے بعد سالار جنگ کی تعلیم کے طرف

توجہ ہوی فارسی۔عربی کا علم ادب اور نشا پردازی۔نیزہ بازی شہسواری اور دیگر فنون ضروریہ کی تعلیم آپ کو دی گئی زمانۂ شباب مین آپ نے محض ذہانت کی وجہ سے کسی قدر زبان انگریزی بہی حاصل کی۔

آغاز شباب اور خانگی انتظام

جس قدر حصۂ جاگیر کا قرضہ کی کفالت سے بچ رہا تہا اوسکی مالگذاری کی نگرانی آپ کے جدہ ماجدہ نے آپ کے سپرد فرمائی سنہ ۱۲۶۳ بارہ سوتریسٹھ ہجری مین آپ کے عم بزرگوار نے آپ کو ملک تلنگانہ کا تعلقدار مقرر کیا جو مسٹر ڈائٹن کے انتظام اور نگرانی مین تہا۔اس طرح پر آٹھہ مہینہ تک آپ نے تعلقداری کی اوس کے دوسرے سال حضرت غفران منزل نواب ناصرالدولہ بہادر نے نواب سراج الملک مرحوم کے تمام جائداد مکفولہ واپس عنایت فرمائی اور اوس کا انتظام نواب سالارجنگ کے سپرد ہوا نواب ممدوح نے نہایت عمدگی کے ساتہہ جاگیرات کا بندوبست کیا

سرفرازی وزارت اعظم

جب راجہ چندولعل نے استعفا دیا اور آپ کے عم بزرگوار نے دوبارہ وزارت سے سرفراز ہوکر سنہ ۱۲۶۷ بارہ سوستاسٹھ ہجری

مین رحلت کی تو اوس کے پانچوین دن دربار عام ہوا جس مین نواب سالار جنگ بہادر کو وزارت کا خلعت عطا ہوا اور راجہ نرندر پیشکار مقرر کیئے گئے۔

انتظام ریاست دانشمند وزیر نے اپنی زمانہ وزارت مین سلطنت آصفیہ کے خدمات کا سر انجام کس دل سوزی کے ساتھہ دیا اور اون خدمات کا اثر ریاست کے حق مین کس قدر مفید ثابت ہوا اوس کو تفصیل کے ساتھہ بیان کرنا کوئی آسان بات نہین ہے اور نہ ایسے مختصر تذکرہ مین جامعیت کے ساتھہ اونکا بیان ہوسکتا ہے۔ آپ کے خدمات جلیلہ اور سوانح عمری کے بیان مین مستقل طور پر کتابین شائع ہوچکی ہین اور ابھی زمانہ مین ایسے افراد موجود ہین جنہون نے اون کے کارنامون کو بچشم خود دیکھا ہے۔ تاہم سالار جنگ مغفور کوئی ایسے شخص نہین تھے جن کا تذکرہ اجمالی بھی اون کے خدمات کے مختصر تذکرہ کے بغیر ختم ہوسکے۔ جس چیز نے سالار جنگ کو حیدر آباد کی وزارت پر اونکی زندگی تک مستقل اور نیک نام رکھا تھا وہ آپ کی راست بازی اور آپکا استقلال تھا۔ اپنے وعدہ کے ایفا مین آپ کا قدم کبھی پیچھے نہ ہٹا

آپ کے استقلال طبیعت نے امراء سلطنت خصوصاً جمعداران عرب کے دل پر اپنا قابو کر رکہا تہا۔ آپ کے اوایل وزارت مین قرضہ ریاست کی مقدار بقدر تین کرور روپیہ بیان ہوئی ہے۔ جمعداران عروب کے ہاتہہ مین سرکاری آمدنی مکفول تہی اور قریب قریب کل انتظامی معاملات اون کے قبضۂ اقتدار مین ہو چکے تہے۔ اسی دانشمند وزیر کا دل و دماغ تہا جس نے بہت تہوڑے عرصہ مین منصفانہ طریقہ پر قرضون کا تصفیہ کیا۔ اور دہیمی روش کے ساتہہ ملک کو کفالت کے پنجون سے نجات دلوائی۔ سرکاری اختیارات کی وقعت سرکار ہی کے ہاتہہ قایم رکہی۔ مالگزاری کی آمدنی کو آپ کے اعلےٰ اصول انتظام نے سہ ضاعف سے زیادہ کیا۔ دادرسی کا صیغہ آپ کی خاص توجہ اور انصاف سے قوی ہوا۔ مفسد اور باغیون کی سرکوبی سے ممالک محروسہ مین امن کے آثار نظر آنے لگے۔ حفاظت جان و مال رعایا کے ذرائع مستحکم کئے گئے۔ حفظان صحت مین شاہی خزانہ سے بیدریغ مدد دی گئی ضرورت پر کشادہ دلی اور فراغ حوصلگی سے کام لیا۔ غیر لابدی ابواب مین احتیاط کا کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا۔ چہوٹے سے چہوٹے کام پر بہی

آپکی نگاہ تھی۔ ادنے سے ادنے درجہ کی رعایا کو بھی آپ کا بھروسہ تھا۔
باوجود اسکے کہ آپ کو اقتدار اعظم حاصل تھا۔ موقع کی مناسبت پر
آپ محض بے اقتدار اور اپنی رعایا کے فرمان بردار نظر آتے تھے
باوصفے کہ مالک ریاست کی صغرسنی کی وجہ آپ سپید و سیاہ کے
مالک تھے لیکن ہر قدم پر حلقۂ اطاعت مین اپنے مالک کے طرفدار
بلکہ جان نثار ثابت ہوتے تھے۔ یہہ تو وہ حالات ہین جن کا بڑا حصہ
مولف اور اوس کے معاصرین نے اپنے آنکھون سے دیکھا ہے اوس سے
پہلے کے نازک زمانہ مین اعلے ذمہ داریون مین کامیاب ہونا آپ ہی کا
حوصلہ تھا۔ ۱۸۵۷ء کی غدر کی نازک حالت اور اوس کے بعد حضرت
(مغفرت مکان) کی رحلت کا کیسا خطرناک زمانہ تھا اوسی کا دل و دماغ
تھا جس نے مشکل سے مشکل وقت مین ریاست کو سنبھالا اور غلامانہ
عقیدت کے ساتھہ صغیرسن رئیس کو اپنی محافظت کی گودی مین پالا
آپ کی وزارت کا آغاز حضرت (غفران منزل) کے عہد میمنت
عہد مین ہوا اور آپ کی عمر کا انجام ہمارے والی ریاست حضور پر نور
دام اقبالہم کے عین شباب مین تینون رئیسون نے آپکی قدر و منزلت

مین کوئی درجہ اوٹھا نہ رکھا باوجودیکہ درمیانی زمانہ شاہ و وزیر کے شکر رنجی سے مشہور تھا مگر انصاف پسند اور قدر شناس پادشاہ مغفور نے عملی طور پر کسی قسم کا نقصان اپنے جان نثار کو نہین پہونچایا اوس چند روزہ زمانہ کے مشکلات کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ پہلی دفعہ کسی مفسد نے ایسے جان نثار وزیر پر ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچہتر ہجری مین قرابین سر کی اور دوسری دفعہ شوال ۱۲۸۴ھ بارہ سو چوراسی ہجری مین دو گولیان بلا فصل آپ پر چلائی گیئن لیکن دونون حملون مین خداوند کریم نے آپ کی جان بچائی۔ مولوی حبیب اللہ ناطقی المتخلص بہ ذکا دوم تعلقدار سرکار نظام نے دوسرے حملہ کی تاریخ کیا خوب لکہی ہے

حملہ

دُہری خوشی مناتی ہے عید صیام کی	روزے گئے تو لے نہ گئے روزی ورفاہ
دربار خسروی مین جو بہر ادائے نذر	جانے لگا وزیر دکن مہبین فداہ
قصد ہلاک کرکے کسی بد معاش نے	تاکا ہی تہا کہ آڑے ہوئی رحمتِ خدا
چوکا نشانہ چوکی پہ یون خود تپنچے سے	نکلی تو یہہ صدا کہ خدایا تری پناہ
اس جملۂ دعائیہ کو گر کرین شمار	تاریخ ہی نکلتی ہے البتہ حسب خواہ

آپکی نیک نفسی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ حملہ ثانی کے مجرم کے لئے بارگاہ اقدس واعلےٰ مین تخفیف سزا کی سفارش کی مگر بندگان اعلیٰ نے اوسکو قبول نہین فرمایا۔ اور مجرم کی گردن ماری گئی۔ حملۂ اول مین آپ کا سکوت مصلحت وقت پر مبنی تہا اسلئے کہ آپکے ساتہہ کرنل ڈیوڈسن برٹش رزیڈنٹ بہی نشانہ بن چکے تہے۔ خدا ہی کا فضل تہا کہ دونون کی جان بچی۔

اعزازات انگریزی خطابات سے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ جناب ملکہ معظمہ نے حضوری دربار مین حضور پرنور کے ہاتون آپ کو پہنوایا اور اوسی کے ساتہہ حضور پرنور ہی کے دست مبارک سے اوسی قسم کا تمغہ صاحب رزیڈنٹ کو دلوایا گیا۔ ۱۸۷۱ء اٹہارہ سو اکہتر عیسوی مین ملکہ معظمہ کے حکم سے صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد نے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ آپ کو پہنایا۔

سیاحت آپ نے بمبئی کا سفر متعدد مواقع پر فرمایا۔ کئی بار کلکتہ کی بہی سیر کی ہے ۱۲۹۳ھ بارہ سو ترانوے ہجری کے دربار قیصری مین حضور پرنور کو لئے ہوے جب آنریبل کے ساتہہ آپ نے دہلی کی سرزمین کو عزت

بخشی اوس کا سچا فوٹو صفحات تاریخ پر موجود ہے۔ آپنے ملک کے متعدد دورے فرمائے۔ اور ایک دفعہ اپنے جوان دولت آقا و ولی نعمت کو بھی ملک کی سیر کرائی۔ آپ کا یورپ کا سفر جو ۱۲۹۳ بارہ سو ترانوے ہجری مین واقع ہوا۔ وہ دنیا کی تاریخ مین آپ کا اعلےٰ یادگار رہے۔ اطالیہ مین شاہ اطالیہ نے آپ سے ملاقات کی اور نہایت اعزاز کے ساتھہ ہاتھون ہاتھ آپکی آو بھگت ہوئی۔ پھر اٹلی گئے۔ شہنشاہ ہمبرٹ اول کی ملاقات کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ پھر پیرس کی سیر کی جہان اتفاقی طور پر آپکی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ماہ می مین فاکسٹون پہونچے مارکوئس آف تویڈیل نے آپ کا استقبال کیا۔ میر آف فاکسٹون نے خیر مقدم کا اڈریس پڑہا۔ انگلنڈ مین آپ کا استقبال ہر درجہ مین نہایت گرمجوشی کے ساتھہ کیا گیا۔ حضور پرنس آف ویلز نے پُر تکلف دعوت کی۔ ملکہ مکرمہ نے نہایت محبت کے ساتھہ ونسر مین آپکو شرف ملاقات کا اعزاز بخشا ڈنر مین آپکو اپنے ساتھہ شریک رکھا۔ محل بکنگھم مین اپنے ہمراہیون سمیت سلطنت کے بال مین شریک ہوئے۔ مارکوئس آف سالسبری اور مارسنس آف سالسبری نے آپ کی دعوت کی۔ پرنس آف ویلز اور دیگر

اسے اعلےٰ ارالکین سلطنت کی دعوت اوسی مقام پر آپنے ہی کی۔ کورٹ آف
کامن کونسل کے خاص جلسہ نے لارڈ میر کی صدر نشینی سے ایک طلائی صندوق
مین شہر لندن کا آزاد نامہ آپ کو نذر دیا۔ اکسفرڈ یونیورسٹی سے ڈی
سی۔ ایل کا اعزازی خطاب آپکو ملا۔ ہر ایک موقع اور ہر ایک اسپیچ
اور ہر ایک اسپیچ کے جواب مین آپ نے اپنے ولی نعمت حضور پر نور
دام اقبالہم کا اعزاز قایم رکہا۔ اپنی چاکری کا اعتراف کیا نمک خواری
کا ثبوت دیا۔ وفاداری کو مستحکم کیا۔ ۱۲۹۹ھ بارہ سو اٹہانوے ہجری مین
نواب سر وقار الامرا مغفور اول کو ریجنٹ کی رحلت کے بعد آپ
بنفس نفیس ریاست حیدرآباد کے تہا ریجنٹ قرار پائے اور اپنی زندگی کے
آخر دن تک اپنے مالک اور اپنے ولینعمت کی اطاعت۔ فرمانبرداری
جان نثاری مین نہایت ثابت قدم رہے۔ آپ کی خدمات نمایشی نہتین ہین
آپنے کبہی کسی کام مین عجلت نہین فرمائی۔ ریل کی تیز رفتاری ہی آپ کو
خوش گوار نہ تہی۔ آپکی علمی اور عملی پالسی مین مقلد اور محقق دونون کے
خیال جمع تہے سخت قوانین سے آپکو تنفر تہا۔ تواتر انقلاب آپ کو
پسند نہ تہا۔ تالیف قلوب اور مصالحت کُل آپ کا مسلک تہا۔ آپ

مذہب اثنا عشریہ کے مضبوط پابند تھے لیکن تعصب سے بری۔ انصاف کا حق ادا کرتے تھے۔ حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔ عزت مندون کی عزت کے محافظ۔ اور لیاقت مندون کے قدر دان تھے۔ رعایا کے ساتھہ آپ کو دلی محبت تھی۔ سخن سنج نہ تھے۔ مگر اعلےٰ درجہ کے سخن فہم ضرور تھے۔ الحاصل ایک مختصر نگار کی طاقت نہین کہ آپ کے صفات حسنہ اور اعمال صالحہ کو اختصار کے ساتھہ بھی بیان کر سکے جس کے لئے ایک خاص تصنیف کی ضرورت ہے۔ آنربل نواب عماد الملک بہادر نے مرقع عبرت کے نام سے ایک مختصر سوانح عمری آپ کی یادگار مین لکھی ہے جو مشت نمونہ از خروارے کا حکم رکھتی ہے۔

وفات افسوس ہزار افسوس ایسے برگزیدۂ خلق کو بھی قضا کے پنجہ سے نجات نہ ملی۔ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ تیرہ سو ہجری کی شام کو ہیضۂ وبائی سے آپ نے نہایت خاموشی اور ثابت قدمی کے ساتھہ رحلت فرمائی آپکی سانحہ مفارقت نے حیدرآباد کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا حضور پرنور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ رعایا کی پریشانی اور رنج کا بیان مولف تاریخ کے امکان سے باہر ہے۔ میر مومن اولیا کے دائرہ مین اندرون شہر

آپ کا مدفن ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ مین سیاہ
جدولی تور کے ساتھہ اس واقعہ جان کاہ کو بدین صراحت لفاظ مشتہر کیا ہے
گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت وافسوس۔ نواب مختار الملک سالار جنگ
جی۔سی۔ایس۔آئی۔ نائب ریاست و وزیر حیدرآباد دکن کے انتقال کو جو
۸ ماہ حال کو ہوا مشتہر کرتے ہین۔ اس واقعہ پرالم سے سرکار انگریزی کا ایک
نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک بڑا
عقیل اور خیر خواہ ملازم اور اہلِ ہند کا ایک بڑا نامی معاون وحامی
نیست و نابود ہوگیا۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے تعزیتی الفاظ گورنمنٹ
گزٹ مین اس شان کے ساتھہ رہے ہین تو اور تعزیتی تارون اور مراسلتون
کا کیا شمار۔ نواب گورنر جنرل ہند نے اپنے اور ملکہ معظمہ کے جانب سے مرحوم
کے صاحبزادون کے نام تار کے ذریعہ سے جدا ہمدردی ظاہر کی سب کچھہ ہوا
مگر سلطنت آصفیہ کے اوس نقصان کی کوئی تلافی نہین ہوئی جو اس جان نثار
وزیر کی رحلت سے ہوا۔

اولاد | آپ کے دونون صاحبزادون (۱) نواب میر لایق علیخان بہادر
(۲) نواب میر سعادت علی خان بہادر کو اعلیحضرت قدر قدرت حضور پرنور

ادام اللہ اقبالہم نے ایک مخصوص دربار مین پرسہ کا اعزاز عطا اور ہمدردی کا حق ادا فرمایا۔ مرحوم کے خاندان کی سرپرستی مین کوئی درجہ نہین اوٹھا رکہا۔ بڑے صاحبزادے نے نامور باپ کی خدمت اور خطاب سے سرفرازی حاصل کی۔ چھوٹے صاحبزادے معین المہام مال گزاری اور خطابات اجدادی سے ممتاز ہوے۔ مرحوم کے تیس لاکھ کے قرضہ کو ریاست کے خزانۂ شاہی نے ادا کیا۔ فی زماننا نواب یوسف علیخان سالار جنگ بہادر اسی گہر کے چراغ ہین خداوند کریم اون کی عمر مین برکت دے اور اپنے آقائے نعمت کی وفاداری اور جان نثاری مین ثابت قدم رکہکر مراتب اعلے پر پہونچاوے۔ مختار الملک کی وفات کی تاریخ مولف تاریخ کی فکر کا نتیجہ ہے۔

مرثیہ تاریخی طبعزاد مولف تاریخ

آسمانِ رفعت وزیر نامور مختار ملک	انکہ در مُلکِ دکن بینی زعدلش آب و رنگ
گوہر درج شرافت جوہر کانِ کمال	نیّر برجِ امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
حامی خَلقِ خدا شیرازہ بند مملکت	ماہرِ ہر کار۔ عالی فہم نقاد و زرنگ
خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال	انکہ از حُسنِ عمل آورد لہارا بچنگ

ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد — داد او بیداد را برداشت چون آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر — کافتابی را نہفت از چشم عالم بی درنگ
آن قدح بشکست آن ساقی نماند اندر جہان — آسمان زد شیشہ عمر عزیزش را بہ سنگ
شد دوتا در ماتمش پشت فلک مانند قوس — زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
سنبلستان دکن سرخ است چون رخت شہید — بسکہ بارید است چشم خلق اشک لالہ رنگ
تا فغان و نالہ برخیزد ز دلہا متصل — اندرون سینہ ہا راہ نفس گردید تنگ
ملک ہند از رحلتش تنہا نباشد نالہ کش — در عزا داریست روم و شام با چین و فرنگ
ای ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان — صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ
در قضائے حضرت باری نباید دخل داد — کاندرین رہ بنگری اندیشہ را با پائے لنگ
ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار — فایز دار البقا گردید سرسالار جنگ ۱۳۰۰ ھ

ولہ

مختار ملک دادگر کشور دکن — ظلمت سرائے کون و مکان از قضا گذاشت
تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت — ہر کہ کہ مرد نام نکو در قفا گذاشت
آئینہ کرد ملک دکن را بنور عدل — خود از جہان گذشت و بر ویش جلا گذاشت
در روزگار ہر کہ جفا بود پیشہ اش — از ہیبتش سجیہ جور و جفا گذاشت

واحسرتا کہ برورق دہر کس نماند	دور زمانہ ہمچو کسے را چو واگزاشت
واحسرتا کہ فرد فرید از زمانہ رفت	رفت آنچنان کہ عقل و دل خلق جا گزاشت
واحسرتا کہ ہمچو گلے را خزان ببرد	برد آنچنان کہ طاقت صبر بیش لا گزاشت
رحمت بروح پاک وزیریکہ ہمچو زیست	احسان نمود و مزد عمل بر خدا گزاشت
افسردہ خاطرم سنہ انتقال گفت	سالارجنگ وائے جہان تنا گزاشت ۱۳۰۰ ھ

ولہ

راہی دار الجنان گردید زین دیر خراب ۳ ۸ ۱۸ ۶	صاحب ہمت وزیر باخیر سالار جنگ ۳۹ ۱۹ ہمت
سال او گوید ولائے دردمند جان نثار ۹۲ ۱۲ ف	سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ ۱۳۰۰ ھ

ردلیف ٹ

(۲۱) نواب ٹیپو سلطان نایطی۔ ابن نواب حیدر علی خان ما کے لقب فرمان روائے میسور اعلیٰ مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کی منزلت اور مرتبت سے زمانہ واقف ہے اور جن کی شجاعت اور نام آوری کے کارنامون سے فارسی۔ اردو اور انگریزی زبان کی تاریخین بھری پڑی ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب حیدر علی خان نایک کا سلسلہ شیخ

ولی محمدؒ قریشی سے ملتا ہے جو محمود عادل شاہ بیجاپوری کے زمانۂ حکومت مین دہلی سے گلبرگہ آئے اور مشایخ کہلاتے تھے۔ صاحبان تاریخ نے شیخ ولی محمدؒ کو صرف قوم قریش سے منسوب کیا ہے۔ نایطی کا لفظ اون کے نام کے ساتھ نہین لکھا ہے۔ شیخ ولی محمدؒ قریشی کے سات فرزند اور ایک صاحبزادی تھین۔ بیجاپور کی لڑائی مین ساتون فرزندون کو شہادت کا درجہ ملا جس کے بعد باقیماندہ صاحبزدی نے اپنے بھائیون کے غم مین ترکِ وطن کیا اور اپنے شوہر کے ساتھ کولاپور تشریف لائین ان کے بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوے۔ جن مین سے ایک محمدؒ فتح تھے جن کو ابتدائً نواب سعادت اللہ خان نایطی ناظم ارکاٹ نے سو پیادون اور پچاس سوار کا جمعدار بنایا۔ اور پھر رفتہ رفتہ ۶ سو پیدل دو سو سوار کے افسر ہو گئے۔ نواب ممدوح کی وفات کے بعد آپ نے راجائے میسور کی ملازمت اختیار کی۔ اور پھر موجودہ صحبت سے ناراض ہو کر قطع تعلق کیا اور نواب درگاہ قلیخان حاکم صوبہ سرا کے پاس چار سو پیادہ اور سو سوار کے افسر مقرر ہو کر بالاپور کے قلعہ دار قرار پائے اس عرض مدت مین آپ کا عقد بدرالزمانخان نایطی کی صاحبزادی سے ہوا جن کے بطن

سے حیدر علی پیدا ہوئے جن کے خلف الرشید ٹیپو سلطان والی میسور ہین
بدر الزمان خان نایطی کا احوال اسی کتاب کے ردیف ب مین جداگانہ
لکہا گیا ہے متعدد اہل تاریخ نے جن مین بعض یوروپین مورخین بہی
شامل ہین۔ اس پر اتفاق کیا ہے کہ ٹیپو سلطان کی حقیقی دادی قوم نوایط
سے تہین۔ ٹیپو سلطان کو اکثر انگریزی مورخین نے ٹیگر آف میسور (میسور
کا شیر) سے ملقب کیا ہے۔ اور اون کی جوان مردی اور شجاعت کا
لوہا مانا ہے۔ وی۔ ایاس۔ وی ایار مصنف لسٹ آف میسور ہسٹر ے
کرنل بارک ولکس مصنف ہسٹری آف میسور۔ رورن۔ جی۔ یو۔ پوپ
مصنف سوانح میسور۔ میر حسین علی کرمانی مصنف نشان حیدری
اور بہت سے مصنفین نے اپنی معزز تصانیف کو اس خاندان کے
احوال سے عموماً اور ٹیپو سلطان کے کارنامون سے خصوصاً اعزاز
بخشا ہے۔ جس نام آور کے حالات مین متعدد اور مبسوط کتابین مخصوص
ہین اوس کے سوانح عمری کے انتخاب کے لئے بہی ایک مستقل کتاب کی
ضرورت ہوگی۔ بناءً علیہ مولف نے اپنی مختصر سی تالیف کے اس حصہ کو
صرف چند مختصر ترین حالات پر ختم کیا ہے جس کا عنوان میر حسین علی کرمانی کے

چار اشعار سے زینت پایا ہے۔

بہ بزم شادمانی شاد بودہ	ز فکر این و آن آزاد بودہ
چو شیشہ صاف دل خرّم نشستہ	ز نقش فکر لوح سینہ شستہ
کشیدہ پائے در دامانِ راحت	درون سر بردہ در جیب فراغت
ہمہ اسباب عیش و کامرانی	مہیّا بود شاہی و جوانی

اہل تاریخ نے باتفاق لکھا ہے کہ او از علوم متعددہ بہرہ ور بود و قطرتاً درست سلیقہ و دانشور۔ در پرورش و تربیت اہلِ اسلام جہد بلیغ می نمود و از اقوام غیر دائماً متنفر می بود۔ تلاوتِ کلام مجید را ہموارہ عادت داشت۔ و در صلاح و فلاح رعایا ہمت می گماشت۔ ہمیشہ آپ کی زبان پر یہہ مصرع رہا کرتا تہا۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے زمانہ کا طلائی سکہ دو قسم کا تہا (۱) صدیقی ہون (۲) فاروقی ہون۔ ہر ایک کی قیمت سولہ روپیہ کلدار کے مساوی تہی۔ نقرئی سکہ امامی روپیہ سے نامزد اور قیمت مین دو روپیہ کلدار کے برابر تہا۔ اٹہہ انی کو باقری سے موسوم کر رکہا تہا اور چوانی کا نام جعفری تہا۔ کاظمی سکہ سے دوانی مراد تہی۔ ایک قلم کو

راحتی کہتے تہے اور ایک آنہ آیہ سے مشہور رہتا۔ ہتیار کی ایجاد مین آپکے دماغی قوتین ممتاز تہین۔ نئی نئی صفات کی توپین مختلف قسم کی بندوقین آپ کی خانہ ساز عجیب قسم کی چہُریان بنائی گئین تہین جو گہڑی کا بہی کام دیتی ہین۔ صفدری خنجر اور حیدری سپر کی کاری گری سب سے سوا تہی جس پر گولی کی زد بیکار رہتی۔ آپ نہایت راسخ الاعتقاد اور متشرع۔ مذہب شافعی کے پیرو تہے۔ مصنف نشان حیدری نے لکہا ہے کہ آپ کا حد سے زیادہ درگزر اور آپکی دشمن نوازی نے مہمات سلطنت کو نقصان پہونچایا یہی ایک صفت تہی جس نے سلطنت کی عمارت کو ڈہایا۔ تاریخ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری انگریزی فوج کے مقابلہ مین آپ نے جوان مردانہ شہادت کا رتبہ حاصل کیا

گدام دوحہ اقبال سر بچرخ کشید	کہ سرسر اجلش عاقبت بہ بیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج سروری بر سر	کہ بند حادثہ بر دست و پائے او فکند

ردیف ج

(۲۲) **شاہ جعفر نایطی**۔ لوکہری لقب قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ جو حضرت (مغفرت مآب) نواب آصف جاہ اول

کے معاصرین سے تھے آپ کو حضرت مولانا نظام الدین ولیا اورنگ آبادی قدس سرہ سے ہمشیرہ زادگی کی نسبت اور سجادگی کا افتخار حاصل تھا ایک عرصہ تک آپ بلدہ اورنگ آباد مین اقامت گزین رہے اور پھر حضرت مغفرت مآب کے التماس پر حیدر آباد تشریف لائے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ ابو الحسن لوکھری آپ کے جانشین قرار پائے جن کی تعمیر کی ہوئی مسجد الی الآن شاہ یو دلے صاحب قدس سرہ کے کھڑکی سے متصل بیرون شہر موجود ہے آپ کے وفات کے بعد شاہ صوفی لوکھری قدس سرہ سجادہ نشین ہوے ان تینون بزرگون کے کسب وکمال اور فضایل کا احوال بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے۔ شاہ صوفی قدس سرہ کے حقیقی پوتے شاہ حسینی پادشاہ لوکھری حیدر آباد مین حی القایم ہین۔ آپکا سن شریف ۵۰ برس سے زاید ہے۔ ان تینون بزرگون کا مزار مقدس مسجد متذکرہ عنوان کے احاطہ مین موجود ہے جس کا ایک حصہ شاہ صوفی کے تکیہ سے مشہور ہے۔

(۲۳) **نواب جعفر حسین خان نایطی**۔ لوکھری لقب المخاطب بہ ارادت جنگ مغفور امراے حیدر آباد سے گزرے ہین۔ آپ کے

والد ماجد نواب سالار الملک حسین دوست خان نایطی کا احوال جدا
گانہ لکہا گیا ہے۔ مولف کو آپکی زندگی مین آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل
تہا۔ آپ نہایت ذی علم اور دین دار شخص تہے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ
شرفاً و تعظیماً کی زیارت متبرکہ سے کئی بار سعادت اندوز ہو چکے ہین
حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر والی ریاست حیدر آباد
کے عہد میمنت مہد مین بلحاظ آپ کے خاندانی امارت کے خانی بہادری
کے ساتہہ ارادت جنگ کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آبائی معاش
جاگیری سے بہی سرفرازی پائی۔ آپ کے صاحبزادون سے نواب
حاجی محمد اسلم خان اور نواب مولوی احمد حسین خان بہادر حیدر آباد مین
معززین قوم سے سمجھے جاتے ہین اور جاگیرداری کے اعزاز سے ممتاز
ہین۔ اول الذکر نواب سے مولف تاریخ کو ملاقات کا شرف حاصل ہے

ردیف ح

(۲۴۸) **نواب حافظ علیخان نایطی** ۔ دلوائی لقب ۔ المخاطب بہ نواب
انتخاب جنگ بہادر بن ناصر علی خان نایطی ۔ بن شاہ محمد حسن قدس سرہ
بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ محمد درویش حیدر آباد کے نامی امرا سے ہین

آپ کا نسبی سلسلہ حاجی عبدالقادر معتبر خان تک پہونچتا ہے جو ملا احمد نایتہ
وزیر اعظم بیجا پور کے بھانجے اور داماد تھے جن کا تذکرہ صاحب ماثرالامرا
نے ضمناً فرمایا ہے۔ آپ کے اجداد درجہ اعلےٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تھے
جو بصرہ سے کوکن آئے۔ شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل
اور بزرگیان اظہر من الشمس ہین جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کا مزار مبارک
نام پلی مین واقع ہے جہان آپ کا خاندانی مدفن ہے بدینوجہ کہ آپکے
جدامجد کے ساتھہ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصرالدولہ
بہادر نوراللہ مرقدہ) کو عقیدت خاص تھی۔ حضرت ممدوح نے آپ کے
والد ماجد ناصر علی خان اور آپ کے عم محترم احمد علیخان نایطی کو مرشدزادہ
بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے منتخب فرمایا
جب نواب ممدوح سریر آرائے سلطنت ہوے تو احمد علیخان کو خانی اور
اور بہادری کے ساتھہ صولت جنگ کا خطاب عطا ہوا دونون
بھائیون کو خدمات خاص کے ساتھہ ماہوارات جلیلہ اور جاگیرین معاش
سے سرفرازی بخشی۔ ناصر علی خان نایطی کے یادگار (۱) عابد علیخان
بہادر (۲) حافظ علی خان بہادر ہین جن کو والی ریاست اعلیحضرت

حضور پر نور ادام اللہ اقبالہ کی کم سنی کے زمانہ مین اتالیقی کا اعزاز مل چکا ہے۔ اور حضرت ہی کے مراحم خسروانہ سے دونون بہائی خطابات سے ممتاز ہین۔ ان اعزازات کے سوا علاقہ صرفخاص کے خدمات آبائی اور معاش جاگیری سے دونون بہائی سرفراز ہین۔ نواب حافظ علیخان انتخاب جنگ کو اون خدمات کے علاوہ مددگاری معتمدی صرفخاص کا عہدہ بہی تفویض ہے جسکی تنخواہ جدا ملتی ہے۔ آپ کو علوم عربیہ کے سوا زبان فارسی اور انگریزی مین کامل مہارت حاصل ہے۔ فنون سپاہ گری سے خاص دلچسپی رکہتے ہین۔ گہوڑے کی سواری اور نیزہ بازی کے اچھے ماہر ہین۔ اسی فن خاص کی بدولت اپنے اقاے نعمت کی بارگاہ مین مورد تحسین اور عطایاے خاص سے کامیاب ہوچکے ہین پبلک خدمات مین آپ کا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے۔ غربائے قوم کے ساتہ ہمدردی آپ کی اعلےٰ صفت ہے۔ عرصہ تک آپ مینوسپل بورڈ کے ممبر رہے اور ایک خاص مدت کے لئے وائز پریسیڈنٹ کے خدمات کو سرانجام دیا۔ نہایت روشن خیالی اور خاص دلچسپی کے ساتہ اپنے فرایض خدمات کو ادا کرتے ہین۔ آپکے اخلاق اور فروتنی کی صفت

قابل تعریف ہے مصنفین گلمپسیز آف دی نظامس ڈومینین (تاریخ قلمرو نظام) اور توزک محبوبیہ نے اپنی قیمتی تصانیف مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے گھر کے چراغ درویش علی خان اور محمود علی خان دو ہونہار صاحبزادے ہین اور آپ کے جد امجد حافظ حبیب اللہ مغفور کی اعلےٰ یادگار تین تصانیف ذیل (۱) آئینہ توجیہہ فی شرح تنبیہہ (فقہ شافعی) (۲) رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ (۳) شہاب ثاقب در رد مہدویہ۔ آپکے صاحبزادونکو مرشد زادہ بلند اقبال کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۵) حبیب اللہ نایطی المتخلص بہ ذکا ابن حافظ محمد میران نایطی بن حافظ محمد علی نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن بیجاپور ہے آپکے جد اعلےٰ نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے اور بالآخر صوبۂ مدراس کے ضلع نلور مین سکونت پذیر ہوے۔ مولوی رحمۃ اللہ رسا مدار المہام ریاست ونیکٹ گری آپکے حقیقی بھائی تھے آپ ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین متولد ہوے اوایل شباب مین عربی اور فارسی کے علم ادب سے فراغت حاصل کی ابتدا ہی سے فن سخن کے ساتھ آپکو خاص دلچسپی تھی دربار والاجاہی

کے مشاعرہ اعظم مین شریک رہے۔ امیرالہند والاجاہ نواب محمد غوث خان
بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپکی
قابلیت اور روشن مزاجی کا تذکرہ فرمایا ہے ۱۲۷۰ھ بارہ سو ستر ہجری مین
آپ حیدرآباد تشریف لائے۔ قدردان علم و ہنر وزیر باخبر نواب سر
سالار جنگ بہادر نے آپکو دفتر صدر محاسبی کا میر منشی مقرر فرمایا اور پھر اپنی
جاگیر کپل کا عملدار۔ اور آخر الامر سرکار دیوانی کا دوم تعلقدار۔ زمانہ
ملازمت مین بھی آپ کی مشق سخن جاری تھی۔ شعرائے معاصر آپکی حاضر
مزاجی کے مداح تھے۔ حافظ میر شمس الدین فیض۔ اور مرزا اسد اللہ خان
غالب کو اپنے شاگرد رشید کی ذکاوت پر فخر تھا۔ آپ کی قابلیت اور
سخن سنجی کا یادگار رخاش و خماش کے نام سے شایع ہوچکا ہے جس پر غالب
دہلوی نے تقریظ لکھی ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کے تلمذ کا افتخار حاصل
ہے ۱۲۹۲ھ بارہ سو بیانوے ہجری مین آپ نے بمقام حیدرآباد رحلت
فرمائی۔ آپ کے دو فرزندون سے مولوی محمد میران فرد منتخب ہین اور
سہا تخلص فرماتے ہین۔ مصنف تزک محبوبیہ نے بھی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔
ذکائے مغفور کے فارسی کلام کی چند غزلین ہدیہ ناظرین کیجاتی ہین۔

وهو هذا

دل برد که برد دل ستان برد	دل بود ازان او ازان برد
هجران تو طاقت و توان برد	فریاد که مایهٔ فغان برد
دستِ تو ز هر که خواست جان برد	از دستِ تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین که جمع کردیم	عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خور نقد بوسه اش بود	صد حیف که این ندا دو آن برد
اے عربده جو قسم بنامت	تا مست به قسم نمی توان برد
تا رفت ذکا به پیش قاتل	تیغے به ضرورت ارمغان برد

ولہ

صبح دمے که سر کنم گریه ز بے وفائیت	خلق به آب در دهد دفتر آشنائیت
خود بعیادتم بیا یا بفرست صبح را	ای که به بسترم فگند طول شب جدائیت
یاکه دلش نداشت رحم یاکه خوشش شدست دل	آنکه بیاد داده هست شیوهٔ دلربائیت
آه فلک گذار من گزته دل رسیده	گر نرسی بماه من آه ز نارسائیت
هجر تو جان و دین و دل مفت ز دست میبرد	مفت کسی که این همه داد بر و نمائیت

ولہ

غم نیست گر ز دیدہ دشمن فتادہ ام	گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام
نالان مراز گردش گردون ندید کس	جان سخت تر ز سنگ فلاخن فتادہ ام
یاران بپاس خویش گرایش بمن کنید	مشتی شرارہ ام کہ بدامن فتادہ ام
ساقی شکستہ حسرت می شیشہ در جگر	با شیشہ گرچہ دست بگردن فتادہ ام
صیاد در کمین چو من بی پرے نشست	در رقص انبساط ز نشیمن فتادہ ام
آوارہ ام مگوے بل اوازہ ام بخوان	کز جلوہ ات بکوچہ و برزن فتادہ ام
مشکل کہ روزگار دہد عرضہ جوہرم	حرف خوشم بخاطر الکن فتادہ ام
آہ از گزشتہ وائے بحالے کہ بگزرد	ہمچون گل شبینہ بہ گلخن فتادہ ام
برخاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است	با این فتادگی کہ ذکا من فتادہ ام

ولہ

نہ پائے آنکہ بکویت سفر توان کردن	نہ رائے اینکہ از آن در گزر توان کردن
بجلوہ تو اگر دیدہ بر توان کردن	برگ خویش ہمان دیدہ تر توان کردن
زخون بیگنہان تر شدہ است روے زمین	چسان بکوی تو خاکی بسر توان کردن
خدا نکردہ خدا گر شوی چہ خواہی کرد	تو آن بتی کہ ز قہرت خدر توان کردن
کنون کہ نامہ فرستم بر جفا جوئے	دعائے عافیت نامہ بر توان کردن

	ولہ	
اے ختم رسل ہر صفتے را تو سزائی		اما نتوان گفت و نگوییم کہ خدائی
ارواح مجرد کند از طوف پیاپے		در روضۂ پاک تو نسیمی و صبائی
در بارگہ قدس کہ معیار کمال است		از فرط شرف مورد لولاک لمائی
ستانہ گر افلاک برقص است عجب نیست		زین رو کہ بود ذات تواش علت غائی
یوسف زپی کسب ہوا جیب کشاید		خلق تو بہر جا کہ کند نامہ کشائی
ہر چند کہ ما راہ ندیدیم خود از چاہ		در چاہ نیفتیم کہ تو راہ نمائی
آنی تو کہ در معرض اعجاز تو ہر سنگ		چون لعل لب یار کند حرف سرائی
آنی تو کہ در معرکہ حشر امم را		جز ہمت تو کے بود امید رہائی
از سستی طالع کہ بود سنگ رہ من		گر نیست نصیبم بدرت ناصیہ سائی
تو رحمت و نومید ز رحمت نتوان بود		از دور رسانم بتو گلبانگ گدائی
یعنی ز سر مایدۂ خویش ذکا را		آن دہ کہ از آن بہ نبود زلہ ربائی
	ولہ	
مرا تاب فغان بودے چہ بودے		ترا گوشے بران بودے چہ بودے
جدا از دامنش دستے کہ دارم		خدایا گر بجان بودے چہ بودے

رگ جانے کہ در رنجش من آمد
گر آن موے میان بودے چہ بودے

ذکا سنگے کہ من بر سینہ دارم
اگر زان آستان بودے چہ بودے

ولہ

وقت قتل من ز منع غیر رنجیدن نداشت
جرم او جانم نبود آخر کہ بخشیدن نداشت

خاک شد گر چون منے گوشوز اکت را چہ شد
دیدہ ام زین پیش دامانت کہ برچیدن نداشت

غرض پیچ و تاب دل انست و بکشاد از حجاب
نامہ کان سویش فرستادیم پیچیدن نداشت

گر دشت را کس نسنجد با خرام ناز او
در ہلاکم اے فلک اینمایہ کوشیدن نداشت

آن ہوا خواہ بہارستم کہ تا بودم بباغ
داشتم ہمچون سبو دستی کہ گلچیدن نداشت

بدگمان خوبیت زیادم رفت در ذوق وصال
ورنہ بر گرد سر دلالہ گردیدن نداشت

خستہ بودم زین تغافل خستہ تر کردی مرا
خستگی را پیش غیر اسباب پرسیدن نداشت

آن شنید ستی کہ در شب زیر پای دیوار ذکا
داشت نالیدن بہنجارے کہ نشنیدن نداشت

ولہ

با سیمبران ہر کہ سرے داشتہ باشد
حیف است کہ در کیسہ زرے داشتہ باشد

گر یار بسویم نظرے داشتہ باشد
در فکر جفائے دگرے داشتہ باشد

درد دل من چارہ نگیرد چہ توان کرد
گیرم شب ہجران سحرے داشتہ باشد

منمائے خدا یا من آنروز کہ جانان		در ماتم من چشم ترے داشتہ باشد
از درد دلے نالہ و درد دگرانیست		ہمسایہ من در دسرے داشتہ باشد
از جور تو آہے کہ ذکا کرد خطا کرد		آہستہ مبادا اثرے داشتہ باشد
	ولہ	
توان در گوشہ دل دید نیرنگ جہانے را		کہ دارد در گرہ این غنچہ صحن بوستانے را
نمودم بربت غم وقف مشت استخوانے را		نیاز برق عالم سوز کردم نیستانے را
چراغ ماہ ہم از بیم شامم رنگ میبازد		رفاقت کرد نازم نالہ آتش فشانے را
پشیمانم زجرم خود کہ با دشنامش آلودم		لبے کز ناز کی ہا بر نتابد رنگ پانے را

(۲۶) حبیب اللہ نایطی۔ ابن محمد ملا نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپکو نواب احمد علیخان مغفور والی ریاست بیگن پلی کے عہد میمنت مہد مین مصاحبت کا اعزاز حاصل تہا اور معاش لائقہ عطا ہوئی تہی۔ آپ کے سلسلہ مین آپکے کنو انسے غلام حسن نایطی اوسی مقام پر لکھہ پتی تاجر ہین جن کے دو صاحبزادے (۱) محمد غوث (۲) محمد خواجہ فرید سرکار نظام کی نمک خواری سے معزز ہین۔

(۲۷) مولانا حبیب اللہ بیجاپوری۔ نایطی بن مولانا

شیخ احمد بن مولوی خلیل اللہ بن قاضی احمدؒ قدس سرہم بزرگان قوم سے گزرے ہیں۔ حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدری قدس سرہ کے جنکا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے آپ جد تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کو آپ کی ذات بابرکات سے عقیدت خاص حاصل تھی۔ روضۃ الاولیاے بیجاپور میں آپ کی کشف و کرامات کا مفصل بیان ہے۔ مصنف گلستان نسب۔ اور مولف تاریخ احمدی نے بھی بر سبیل اجمال آپ کے فضایل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمدؒ باقر آگاہ قدس سرہ اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ میں بضمن احوال مشاہیر قوم نایط فرماتے ہیں کہ

وقد انتشأ من هذا القوم نحارير العلماء ومشاهير العرفاء۔ كالعارف الربانی والواصل الحقانی ذی الواردات الجليلة والمقامات النبيلة والانفاس اليمنية والقبسات الايمنية الشيخ الاكمل الامجد مولنا حبيب الله بن مولنا الشيخ احمد نور الله روحه واعاد الينا فتوحه كان جامعا لعلوم الشريعة والطريقة وحقيقا لرموز المعرفة

والحقیقۃ لہ واقعات جمیلہ و کرامات انیلہ
و رسایل محررہ و مکاتیب مبتکرہ و قصاید
وحدیہ و غزلیات جذبیہ و نکات وجودیہ
و کلمات شھودیہ بعضھا بالعربیہ بعضھا
بالفارسیہ و قد تشرف برویتہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیقظۃ مرارا و خصہ صلی اللہ علیہ وسلم
باسعادہ سرا وجہارا و قد قال محدثا بھذہ الھدیۃ
فی قصیدتہ التائیۃ ؎ اتانی رسول اللہ فی عین یقظتی
وجالسنی مستقبلا وھی قبلتی ؛ وعندی افراد السخاوی
بخطہ ؛ اطالع باب الطاء منھا بخلوتی ۔ الخ ۔ واختصرنا
من کلامہ علی ھذا المقدار و مناقبہ کثیرہ
شھیرۃ کالشمس فی رابعۃ النھار و کان لہ
اصحاب اجلاء و تلامذۃ اولیاء ۔

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوئے
جیسے کہ عارف ربانی ۔ واصل حقانی ۔ صاحب واردات جلیلہ و مقامات

بتیلہ وانفاس متبرکہ وقبسات المبینہ شیخ اکمل وامجد مولانا حبیب اللہ ابن
مولانا شیخ احمد منور کرے اللہ تعالی آپ کی روح کو اور بھیجے ہمارے طرف
آپکے برکات کو۔ یہہ بزرگ علوم شریعت اور طریقت کے جامع اور رموز
معرفت وحقیقت کے عارف تھے۔ آپ کے حالات عمدہ ہین اور آپ کی
کرامتین ثابت اور رسایل جانچے ہوے اور مکاتیب نادر اور قصاید یکتا
اور غزلیات بلند مرتبہ اور آپ کے نکات وجودیہ اور کلمات شہودیہ ہین
جن مین سے بعض عربی زبان مین ہین۔ اور بعض فارسی ہین۔ اور آپ نے
بارہا بیداری مین دیدار مبارک سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
شرف حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخفی اور علانیہ
اپنی نوازش سے آپکو خصوصیت بخشی ہے جیسا کہ آپ نے اپنے ایک
قصیدہ تائیہ مین اس تہنیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے (ترجمہ
شعر) تشریف لائے رسول اللہ میری بیداری مین ؎ اور بٹھلایا مجھکو
اپنے سامنے اور آپ میرے قبلہ تھے ؎ اور میرے پاس اوسوقت
افراد سخاوی (نام کتاب) مصنف کے قلم سے لکھی ہوئی موجود تھی
اور مین اپنی تنہائی مین اوس کتاب کے باب الطاء کو دیکھہ رہا تہا

الخ۔ ہم نے آپ کے اسی قدر احوال پر اختصار کیا۔ آپ کے اوصاف بہت ہین کہ جو مشہور ہین مثل آفتاب کے جیسا کہ آفتاب رابع النہار مین آپ کے مصاحب جلیل القدر اور آپ کے شاگرد اولیاء تہے۔ انتہا

آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ شعبان ۱۱۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس ہجری مین بمقام بیجاپور واقع ہوا اور وہین آپکا مزار مبارک ہے۔

مولانا محمد نجیب قادری ناگوری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف کتاب الاعراس مین آپ کی رحلت کی تاریخ ۹ شعبان ۱۱۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس شب دوشنبہ بیان فرمائی ہے۔ اور یہہ صراحت کی ہے کہ آپ قوم نوائتہ سے تہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا صبغۃ اللہ قدس سرہ صاحب سجادہ قرار پائے جن کی بزرگیان اور فضایل باپ سے کم نہ تہین۔

(۲۸) حسین نایطی۔ الملقب بہ محتشم ابن حسن نایطی مشاہیر تجار سے ہین۔ بنگلور کے لکھ پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے۔ کپڑے کی تجارت مین آپ نے اپنی روشن خیالی اور فطرتی سلیقہ سے فروغ حاصل کیا آپ کی نیک نفسی اور خوش معاملگی کا شہرہ ملکون تک پہونچا۔ مدراس

پریسیڈنسی مین مولف نے تاجرین کے حلقہ مین آپکی بڑی تعریف سُنی ہے

(۲۹) حسین احمد نایطی۔ لوکہری لقب المخاطب بہ حسین احمد خان بہادر ابن محمد اسلم خان شایان مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نہایت ذی علم اور خداترس امیر تہے دربار والا جاہی سے آپ کو وکالت حیدرآباد کا عہدہ تفویض تہا آپکے فرزند ارجمند محمدؐ زندہ مغفور کی اولاد کو مدراس پریسیڈنسی مین برٹش انڈیا کے سول ملازمت کا اعزاز حاصل ہے

(۳۰) نواب حسین دوست خان نایطی۔ لوکہری لقب المخاطب بہ سالارالدولہ سالارالملک حسین دوست خان ارادت جنگ امرائے قوم اور مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تہے۔ یونانی طبابت سے آپ کو خاص دلچسپی تہی مالگزاری کے انتظام کا آپ کو بڑا سلیقہ تہا۔ حیدرآباد کے متعدد اضلاع کا انتظام امانی کے طریقہ پر آپ نے فرمایا حضرت مغفرت منزل علیہ الرحمہ کے عہد میمنت مہد مین آپ کا عروج ہوا ۱۲۲۲ھ مین بارگاہ خداوندی سے سالارالدولہ سالارالملک نواب حسین دوست خان ارادت جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عطا اور منصب پنجہزاری مع لوازمہ علم ونقارہ

کا اعزاز آپ کو عنایت ہوا ایک عرصہ تک فوج کی بخشی گری بہی آپکے تفویض رہی جس کا صدر مقام ضلع ناندیڑ کی چہاؤنی بکہیٹر مین واقع تہا متعدد مقامات پر باغیون کی سرکوبی مین آپ نے سعی بلیغ کی پہر انسداد ڈکیتی کی مجلس مین شریک ہوے۔ مصنف گلزار آصفی نے لکھا ہے کہ

سالار الملک امیرے بود راست کردار راستی پسند۔ رعایا پرور۔ آبادان کار کہ گاہے شکوہ بدعملی اش در سرکار نرسید۔ مالگزار رداد رس پاسداری سخن بان مرتبہ داشت کہ گویا النقش کالحجر۔ ہموارہ در فکر عاقبت مصروف۔ صاحب سلوک۔ اقربا پرور بود در سنہ یکہزار و دوصد و پنجاہ ہجری بعالم باقی خرامید۔ بسیار اشخاص را کہ تنخواہ از سرکار می یافتند افسوس گشت۔ مصنف تزک محبوبیہ نے بہی ضمناً آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔ آپ کے خاندان کے متعدد یادگار اسوقت حیدرآباد مین موجود ہین جو مراتب لایقہ اور اعزازات جلیلہ سے سرفراز ہین جن کا تذکرہ اس کتاب مین ہوا ہے۔

(۱۴) نواب حسین دوست خان نایطی۔ المعروف

بہ چندا صاحب مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کا ذکر خیر صوبہ کرناٹک

اور حیدرآباد کی متعدد تواریخ مین موجود ہے۔ نواب صمصام الدولہ
شہنواز خان مغفور نے اپنی تصنیف ماثرالامراء مین بہی ضمناً آپکا احوال
مختصر لکہا ہے اور صاحب توزک والاجاہی نے کسی قدر صراحت
فرمائی ہے۔ آپ اپنی قوم کے اعلیٰ ظرف دار تہے اور ہمیشہ افراد قوم
کے مدد و معاون رہتے تہے۔ متعدد لڑائیون مین آپ نے جان بازی کی
اور شجاعت و بہادری کے جوہر دکہلائے۔ حسان الہند مولانا غلام علی
آزاد بلگرامی نے تذکرہ سرو آزاد مین لکہا ہے کہ جب محمد علیخان پسر نورالدینخان
گوپاموے نے اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد قلعہ ترچناپلی کو مستحکم فرمایا
تو اوسوقت ریاست آرکاٹ چندا صاحب کے قبضۂ اقتدار مین تہی
چندا صاحب نے فرانسیسون کی مدد سے قلعہ ترچناپلی پر حملہ کیا۔ محمد علیخان
المخاطب بہ انورالدینخان بہادر نے انگریزی فوج کے سردارون کو اپنا
شریک حال کرلیا جب مقابلہ کی نوبت آئی تو انورالدین خان کو فتح
نصیب ہوئی۔ اور چندا صاحب بتاریخ یکم شعبان ۱۱۶۵ھ گیارہ سو پینسٹھ ہجری
اوسی مقابلہ مین مارے گئے آپ کے فرزندون سے نواب زین الدین
خان نایطی نے نام آوری کے ساتہہ زندگی بسر کی جن کی تجربہ کاری اور

مردانگی کا احوال بضمن احوال نواب سعادت اللہ خان نایطی مصنف
ماثر الامرا نے لکھا ہے۔ فرماتے ہین کہ زین الدین خان مردے غیور مزاج
بود و باذل تخلص می کرد در جنگے بمردانگی جان در باخت۔ از وست

در دمن شرمندہ فیض طبیبان نیست نیست		بخیہ زخم منست از جوہر شمشیر ہا

(۳۲) **مولوی حاجی حسین عطاء اللہ نایطی**۔ ابن امام العلما قاضی الاسلام بدر الدولہ قاضی الملک۔ دادرس خان مستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی کُنیت ابو احمد ہے۔ اور آپ کا عرف حافظ صاحب۔ ۲۰ شعبان ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین بمقام مدراس آپ متولد ہوے۔ علوم منطق و معانی ہیئت و ہندسہ اور فقہ مین فرد کامل۔ اور علم ادب مین لاثانی ہین۔ عرصہ دراز تک آپ سرکار نظام کے معزز عہدون پر کار فرما رہے۔ بتکمیل مدت ملازمت کے بعد چھہ سو روپیہ وظیفہ حُسن خدمت پاتے ہین۔ فی زماننا امیر اکبر نواب سر آسمانجاہ مغفور کے پاگاہ مین میر مجلسی کے عہدہ سے ممتاز ہین۔ نہایت حلیم الطبع سلیم المزاج۔ خداترس۔ راست باز اور خلیق شخص ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ خداوند کریم نے آپ کو دو

ہونہار فرزند عطا فرمائے ہین (۱) مولوی محمدؐ غوث (۲) محمدؐ صبغۃ اللہ قوم نوایط کے اکثر خاندان اپنی تقریبات شادی مین عقد کا خطبہ تیمناً آپ ہی کے زبان مبارک سے پڑہواتے ہین اور بلحاظ بزرگی وتقوے امارت قوم کے شایان خیال کئے جاتے ہین۔

(۳۳) **حسین علی نایطی**۔ چودہری لقب المخاطب بہ محمود علیخان والمتخلص بہ افصح ابن حاجی محمود علیخان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین دربار کرناٹک کے سربرآوردہ افراد مین آپکا شمار رہتا حسین محمدؐ خان چودہری لقب مدار المہام والاجاہی کے آپ حقیقی بھتیجے تھے سنہ ۱۲۱۰ھ ایک ہزار دوسو دس ہجری مین مولانا ابو العباس عبد العلی مدراسی کے حُسن توسط سے آپ کا تعلق دربار والاجاہی مین قایم ہوا۔ خطاب آبائی سے سرفرازی حاصل کی۔ مشاعرۂ اعظم مین رسائی ہوئی نواب عمدۃ الامراء بہادر نے آپ کو افصح الشعراء کا خطاب عنایت فرمایا مصنف صبح وطن وتذکرہ گلزار اعظم نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب

گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ مزاجش بغایت شوخ وشنگ ونہایت

ظرافت آہنگ بود شعر را خیلے سادہ می گوید وسر تلاش ندارد۔ از

تماشائیان بزم خیال وشمع افروزان حسن مقال است

وهو هذا

محو رخسار آن پریزادم	مثل آئینه حیرت ایجادم
جان من عشق مرتضےٰ دارد	محو او گشته حیدر آبادم

وله

دلا از پرتو مہر علی خورشید گردیدم	بیک جام ولایش مرشد جمشید گردیدم

وله

نیست سروے که لب جو پیداست	نخل آہے زگلستان من است

(۳۴) حسین محمد خان نایطی - چودہری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کو سرکار والاجاہی کے دربار سے تعلق تہا۔ آپ نہایت ذی علم اور پرہیزگار رہتے۔ ہمیشہ اخفا کے ساتہہ غربا کی امداد فرمایا کرتے تہے سرکار والاجاہی کے مدار المہامی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا۔ نواب والاجاہ امیر الہند اعظم الامرا مختار الملک۔ سراج الدولہ محمد غوث خان بہادر۔ بہادر جنگ والی مدراس نے اپنی بے بہا تصنیف تذکرۂ گلزار اعظم مین ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے مصنف

گلدستہ کرناٹک نے بھی اجمالاً آپ کا احوال لکھا ہے۔

(۳۵) **مولوی حفیظ الدین نایطی** - الملقب بہ کلان تر۔ ابن مولوی غلام دستگیر خان نایطی۔ سربرآوردہ افراد قوم سے ہین۔ آپ کا خاندانی سلسلہ ملا یحییٰ نایطی المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری تک پہونچتا ہے جن کا تفصیلی احوال اس تاریخ مین لکھا گیا ہے۔ اپ کے والد ماجد کو نواب شمس الامرائے تیغ جنگ کے ہمراہی سے تعلق تہا۔ پائگاہی امتیازی ملازم سمجھے جاتے تہے۔ مولوی حفیظ الدین کی ولادت ۱۲۷۹ھ بارہ سو اناسی ہجری مین بمقام بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد واقع ہوئی۔ آپ نے تحصیل علوم دینی کے بعد سرکار نظام کے مدرسہ طبابت مین علم طب کو کامیابی کے ساتہہ حاصل فرمایا جس سے آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت ہے اسی وقت حیدرآباد مین آپ کا مطب مشہور رہے۔ نہایت توجہ کے ساتہہ اپنے مریضونکا علاج فرماتے ہین۔ آپ کی ملازمت کا تعلق ابتداً سررشتہ طبابت سے رہا پہر سررشتہ عدالت سے اور بالآخر سررشتہ مال نے آپ کو صیغہ کروڑگیری کا ڈپٹی کمشنر بنایا جہان سات سو روپیہ ماہوار سے ممتاز ہین۔ اور اپنی قابلیت اور اخلاق اور صفات حمیدہ کی وجہ سے فخر قوم سمجھے جاتے ہین

آپ کے ہونہار صاحبزادے کا نام محمد معین الدین ہے۔

ردیف خ

(۳۶) **سید خلیل الرحمن نایطی**۔ عرف بُدّہ ہے صاحب المخاطب به نواب اہتمام جنگ بہادر بن سید محمد بن سید صالح بن سید رشید الدین مغفور نبسہ حافظ حاجی محمد صادق علیخان نایطی مہاجر لقب (بخشی فوج آصفجاہ ثالث نور اللہ مرقدہ) مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کو ایک عرصہ تک علاقہ صرفخاص شاہی کے کنچون کی مہتممی کا عہدہ تفویض رہا۔ اور اب خانہ نشین ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے حلیم الطبع اور نیک بخت شخص ہین۔ گوشہ نشینی مین بسر فرماتے ہین۔

(۳۷) **خواجہ عمر نایطی** ابن نظام الدین نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے پوتے خواجہ محبوب مغفور کو سمستان گوپال پیٹہ کے انتظامی اختیارات مجموعی طور پر حاصل تھے مراتب عالیہ اور معاش جاگیری سے ممتاز ہو کر مدت العمر نہایت آب و تاب کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد نظام الدین نایطی حیدر آباد مین حی القایم ہین اور اپنے آبائی جاگیرات مادھورا وپلی۔ نظام آباد سے سرفراز۔ آپ نہایت سنجیدہ

مزاج اور ذی سواد شخص اور نواب صولت جنگ بہادر کے داماد ہین۔

ردیف د

(۳۸) **نواب دوست علیخان نایطی**۔ نام آوران قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب سعادت اللہ خان والی ارکاٹ کے ہمشیرہ زادے تہے۔ جو اپنے ماموں کی رحلت کے بعد مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوے جب مرہٹوں نے چڑہائی کی تو اون کے مقابلہ مین آپ کو شہادت کا مرتبہ ملا صاحب ماثرالاُمرائے ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ رورن جی یوپوپ اور کرنل ولکس مصنفین میسور ہسٹری نے بہی اپنے تصانیف مین آپ کا احوال لکہا ہے۔ آپ بڑے صاحب الرائے اور ذکی الطبع شخص تہے۔ آپ کے فرزند صفدر علی خان نایطی کا ذکر بہی بعض تصانیف مین پایا گیا ہے۔

(۳۹) **مولوی۔ رحمت اللہ نایطی**۔ رسا تخلص برادر بزرگ حبیب اللہ ذُکا بن حافظ محمد میران بن حافظ محمدؐ علی نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے بزرگون کا وطن بیجاپور رہے آپ کے جد ماجد نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے۔ اور بالآخر صوبہ مدراس کے ضلع نلور مین آپ نے سکونت اختیار کی۔ حضرت رسا کی پیدائش ۱۲۲۳ھ

بارہ سو سینتیس ہجری مین بمقام نلور واقع ہوئی۔ مولوی محمد بدل علی بیگ کی
اور میر مہدی ثاقب سے آپ نے عربی و فارسی کی استعداد بہم پہونچائی
اور شعر و سخن کا مذاق حاصل کیا۔ آپ کی فطرتی ذکاوت رسائی طبیعت۔
خوش انتظامی۔ روشن خیالی نے آپکو ترقیات مدارج کے رتبہ پر پہونچا دیا
ابتداءً آپ نے برٹش انڈیا کے کورٹ مین نہایت آب و تاب کے ساتھ
وکالت کی اوسی عرصہ مدت مین آپ کی تجارت کو فروغ ہوا پہر ریاست
وینکٹ گیری کے مدار المہام منتخب ہوے جہان آپ کی حوصلہ مندی اور علمی
اور عملی معلومات کی بدولت آپ کی شہرت ہوئی۔ مولف نے آپ کی
ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ عجب معلومات کے شخص تہے۔ آپ کے
بشرہ سے اقبال کے آثار نظر آتے تہے۔ آپ کے رعب و داب کا اثر معاصرین
کے قلوب پر قایم تہا باایں ہمہ منزلت نہایت خلیق اور منکسر المزاج تہے
آخر عمر مین آپ نے خانہ نشینی اختیار کی اور اپنے املاک اور اراضی کے
انتظام مین زمیندارانہ طریقہ پر بسر فرمائی۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم و
واشارات بنیش نے آپ کا احوال بر سبیل اجمال رقم فرمایا ہے۔
محمد ابو الحسن نایطی آپ کے لخت جگر ہین اوسی مقام پر سکونت رکہتے ہین

مرحوم کے طبعزاد کا انتخاب لاجواب ہے۔

	وہو ہذا	
زگلزار امل نتوان بغیر از غنچہ چید اینجا		دل نشکستہ می بخشد زجمعیت نوید اینجا
چو گشتم خاک دریا وخط سبز و رخ گلگون		دہد بوی گل وریحان اگر خارے دمید اینجا
	ولہ	
از پردۂ صبرم کشد از طرز حجابت		بے پردگی من کشد از چہرہ نقابت
زاندم کہ خط آمد نفرستاد مراخط		روز طربم شب شدہ در عہد شبابت
	ولہ	
ساز دل وقف نوائیست کہ من می دانم		رگ جان تار صدائیست کہ من میدانم
زد سوی تربت من بعد فنا کاہے چند		این قضا نیز ادائیست کہ من می دانم
	ولہ	
بکشا لب سوال کہ رنجند منعمان		سوفارہ در زمانہ بہ پیکان برابر است
گشتم غبار و برد صبا تا بکوی او		افتادگی بہ تخت سلیمان برابر است
	ولہ	
بزم اگر جلوہ دہد بے رخ دلبر در چشم		شکل خمیازہ نماید لب ساغر در چشم

بسکہ در خلوت او بار نمی دارد غیر		جلوہ آرا نشود مہوشں دیگر در چشم
بے نظیر ہست رسا در ہمہ افاق نظیر		نگہ از فیض نظر گشتہ منور در چشم
	ولہ	
یقینم شد ز آیئن حباب این امر وجدانی		کہ ترک خویشتن باشد دلیل قرب ربانی

(۰۴) رضا حسین نایطی - جدی لقب المتخلص بہ افسر ابن سعید حسین خان جدی جاگیرداران خطہ کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ ۱۲۱۹ سنہ بارہ سو اونیس ہجری مین بمقام بلدہ ویلور متولد ہوے۔ عالم شباب مین مدراس آئے۔ اور مولوی ارتضا علیخان بہادر گوپاموی کے فیضان تلمذ سے سواد کافی بہم پہنچا کر مشاعرہ اعظم مین آپنے رسائی پائی۔ منشات افسری۔ تحفۃ الانشا۔ دیوان افسر فارسی و ہندی یہہ چار کتاب آپ کی اعلی قابلیت کے یادگار رہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم اعنی امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس نے لکھا ہے کہ تیزی طبع وحضوری مزاج بحدے داشت کہ در یک جلسہ غزلے بل قصیدہ می نگاشت ناظم طبعش اشہب انتظام بدین آیئن بر سر فرمانروا سخن می نہد۔

دلم آسودہ بزلف تو مزن شانہ دگر		خار در سینہ زند ہر سر دندانہ مرا

بسکہ در شیشہ دل عشق تو افسون دارد		این پریخانہ بود کعبہ و بتخانہ مرا
	ولہ	
سبز رنگان صندل درد سرم زان گشتہ اند		کز صداع ہجر پیدا کردہ ام سر سام را
	ولہ	
جہان پامال عشقش حسن وز افزون تماشا کن		بنازم دلبری را ہر دم اعجاز مبین دارد
	ولہ	
چو دیدم رنگ ہاے عالم افسر		دلے میخواہم از ہستی رمیدہ

(۱۴۱) قاضی۔ رضی الدین مرتضی نایطی۔ ابن قاضی محمود کبیر علماء قوم سے گذرے ہین۔ آپ عالم متبحر۔ فرد فرید تھے ابراہیم عادل شاہ کے عہد شاہی مین آپ نے تحفۃ الحقیر کے نام سے فن صنائع و بدائع مین ایک کتاب تصنیف کی جو مقبول بارگاہ سلطانی ہوئی۔ قضاءۃ بندر گووہ کی خدمت آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کے نام منتقل ہوئی۔ فرمان شاہی مترشدہ۔ ۲۰ محرم ۹۹۳ ہجری نو سو ترانوے ہجری کی نقل مولف کے نظر سے گزری ہے۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے۔

(۴۲) رفیع الدین خان نایطی۔ تانتلی لقب ابن محمد ادریس مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ ابراہیم عرب تھے۔ جو افراد قوم کے ساتھہ ہندوستان تشریف لائے اور کوکن مین مقیم ہوے۔ رفیع الدینخان کو نوابی صوبہ ارکاٹ کے زمانہ مین شاہی ملازمت سے تعلق تھا۔ اور وہی دربار سے خانی کا خطاب ملا۔ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع نلور مین آپ سکونت پذیر رہے۔ آپ نہایت ذی وجاہت اور روشن خیال شخص تھے آپ کی اولاد سے مولوی محمد غازی الدین۔ غازی تخلص نے مقام مذکور پر نام آوری کے ساتھہ اپنا زمانہ ختم کیا۔ یہہ مولف کے حقیقی نانا تھے رفیع الدین خان نایطی کے دوسرے فرزند حاجی حسین نایطی کے پوتون مین (۱) محمد عبدالعزیز (۲) محمد حسین (۳) محمد عبدالغفار حیدرآباد مین سرکار نظام کے نمک خوار ہین منبر (۱) و (۲) کاسب و شاغل اور بڑے نیک بخت شخص ہین منبر (۳) اپنی فطرتی ذکاوت اور علمی معلومات کے لحاظ سے منتخب اور منتظم۔

(۴۳) رکن الدین حسن نایطی۔ ابن محی الدین کوکنی تجار مشاہیر قوم سے ہین۔ بمبئی پریسیڈنسی کے مستقر تعلقہ بھٹکلہ پر آپ کی تجارت کا

دار الصدر رہے۔ اناج کی تجارت مین آپ کا فروغ ملکون پر مشہور رہے
تجار معاصر آپ کو لکھ پتی تاجر کہتے ہین۔ آپکی علمی قابلیت بہت کم ہے
لیکن اپنے فن کا عملی تجربہ بخوبی حاصل ہے۔ مولف نے آپ کے بعض
ہم وطنون سے ملاقات کی جو بالاتفاق آپکی خوش معاملگی اور نیک نفسی
کے مداح پائے گئے۔

ردیف ز

(۴۴) **حکیم شاہ زین العابدین نایطی** مایل لقب و اثرع
تخلص ابن غلام محمد خان مایل المخاطب بہ رضا حسین خان مشہور
اطبا، قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے اجداد کا وطن دہلی تہا۔ نواب سعادت اللہ
خان نایطی صوبہ دار کرناٹک کے زمانہ مین وطن سے ترک تعلق کر کے
ارکاٹ تشریف لائے اور بلدہ محمد اپور مین اقامت اختیار کی نواب
ممدوح کی وفات کے بعد اوایل شباب مین مدراس کی اقامت پسند
فرمائی اور علماء وقت کے فیضان صحبت سے بہرہ اندوز ہوے۔
آپ نہایت ذی استعداد خصوصًا علم حدیث مین مستند مانے جاتے
تہے۔ جفر تکسیر۔ نجوم اور رمل مین بہی آپ کو کامل دخل تہا۔ طریقت اور

سلوک مین سید شاہ احمد اللہ قادری قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی تہی آپ کے فضایل علوم کا اعلیٰ یادگار آپ کے تصانیف ہین جو فتاوی جمعہ۔ رسایل لیلۃ القدر۔ صدقۃ الفطر۔ تکمیل المہام فی الصیام تبصرۃ المواہب۔ مرءۃ الحق۔ تکمیل الحجۃ فی بیان السنۃ والبدعۃ۔ کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین کے نام سے مشہور ہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی طبعزاد کا انتخاب حسب ذیل کیا ہے۔

سادہ لوحانرا تحمل از جفائے خلق نیست		یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
	ولہ	
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او		چو صیادیکہ دامے گستر آہستہ آہستہ
	ولہ	
ہوشیار سے ظلمت افزائے نگاہ باطنی است		بعیت دست سبو کشف الغطا باشد مرا
	ولہ	
در شہود آن پری شب ہامراقب بودہ ام		بیخودی ناگہ جنون انگیخت فتح الباب شد
از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا		کے بر آید کشتی آنکس کہ در گرداب شد

(۵۳) زین العابدین نایطی۔ المتخلص بہ دیوان شعرائے

مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب علی دوست خان نایطی کے
داماد اور نہایت ذی اعتماد تھے۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان
مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین
آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے لکھا ہے کہ او از
روسائے قوم نایط این سرزمین است مردے رنگین طبیعت پاکیزہ
طینت عالی ہمت بود عموماً باہمہ اشخاص خصوصاً با ارباب ہنر ذوی
الاختصاص مراعات شایان وتواضع نمایان می نمود۔ باآنکہ از ثروت
دستگاہان زمانہ خویش و در کثرت ساز وسامان ممتاز مجمع بیگانہ وخویش
بود۔ دامن از ارتباط دنیا برچید وہیچو وارستہ مزاجان در گوشہ خلوت
انزوا گزید۔ غرض این مرد عجیب ذی ہمت وحالم خصلت بود ہر کس کہ
ازخویش وبیگانہ بخانہ اش فرا رسید۔ اقسام اشیاء نفیسہ کہ آنرا فراہم
می نمود بکمال ملاحظہ پیش آن مردم می کشید۔ بعد دیدنش ہر کسی کہ تعریف
چیزی نفیس از آن بعادت معہود میساخت آن شئے را باو مرحمت میکرد
اگر کسی ابا می کرد ناخوش می شد و باغراق در قبولیت آن الحاح میساخت
آخر آن کس چار وناچار بقبولیت آن می پرداخت ہمین یک شعر از

طبع زاد اوست۔

دیوان عروج نشۂ حق در شریعت ہست		سنگ سیاہ بر قدح خمر و نبک زن

ردیف س

(۴۶) **نواب سعادت اللہ خان نایطی کوکنی لقب۔** مشاہیر روسائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا اصلی نام سعید کوکنی تہا خطاب خانی کے بعد سعادت اللہ خان سے مشہور ہوے۔ صاحب توزک والاجاہی نے لکہا ہے کہ آپ اپنے حقیقی برادر غلام علی کوکنی کے ساتہ شہنشاہ عالمگیر کے لشکر مین وارد ہوے۔ داؤد خان سپہ سالار فوج کی حُسن توسط سے ابتداءً آپ کا تعلق منصبداران شاہی کے زمرہ سے ہوا اور پہر آپکی مجسم قابلیت اور شہنشاہ عالم گیر کی مردم شناسی اور حفظ منزلت نے آپ کو خطاب سعادت اللہ خان سے امتیاز بخشا۔ اکیس سال تک صوبہ کرناٹک کے نائب اور پانچ سال تک خود مستقل صوبہ دار اور فرمانروائے صوبہ رہے۔ نہایت دین دار اور خداترس شخص تہے آپ کی ذات ستودہ صفات سے خلق اللہ کو نہایت آرام نصیب ہوا۔ صاحب مآثر الامرا فرماتے ہین کہ او از قوم نوایت بود در عہد خلد مکان بتنصبِ

ذوالفقار خان بقصد بکری ضلع کرناٹک حیدرآباد مامور شدہ باستقلال
بہ کار ہاے انجامی پرداخت وبحسن عمل باخرد و بزرگ آنجا سلوک نمود
نامے بہ بزرگی برآورد وچون پس ازکشتہ شدن مبارز خان نظام الملک
آصف جاہ عزیمت آن ضلع نمود۔ او بمقتضاے دوربینی باستقبال پرداخته
زرہاے موجودہ گزرانید وقرین عزت و اعتبار رخصت تعلقہ یافت
ومدت ہا در آن مرز بوم بہ نیکنامی وداد و دہش بسر برد الخ ۱۱۴۵ھ

گیارہ سو پینتالیس ہجری مین بمقام محمد پور ارکاٹ آپ نے رحلت فرمائی۔ جامع مسجد کے صحن مین آپکے مزار کا گنبد مشہور ہے۔

(۷۴) سعید محمد خان نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ٹیپو سلطان والی میسور کے زمانہ مین آپ کو فوج کی سرکردگی تفویض تھی۔ رورن جی۔یو۔پوپ نے اپنی تالیف ٹسٹ بک آف انڈین ہسٹری مین آپ کو صاحب حکومت لکھا ہے اور بر سبیل اختصار آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

(۴۸) مولوی حکیم سلطان علی نایطی۔ المخاطب بہ مسیح نواز خان بہادر نامی افراد قوم سے تھے۔ نوابی مدراس کے زمانہ مین آپ کا شمار

حاذق الحکماء مین تہا۔ دربار والا جاہی سے مسیح نواز خان کا خطاب
آپ کو عطا ہوا تہا۔ آپ نے نہایت نیک نامی اور ہردل عزیزی کے
ساتہہ اپنی زندگی بسر کی آپ کی رحلت کے بعد آپ کے نواسے حکیم محمد
غوث غیاث لقب آپ کے جانشین قرار پائے اور بقید حیات ہین
نواب خیر النسا بیگم مغفورہ محل خاص رئیس مرحوم کی زندگی تک آپ
اون کے اسٹاف سرجن رہے۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا
شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج اور بردبار شخص ہین۔

ردیف ش

(۹۳) **شایق علیخان نایطی**۔ شایق تخلص ابن احمد ابو تراب
قادری مشاہیر قوم سے گزرے ہین مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین

که اکثر بزرگان سلسلۂ نقشبندیه مثل سر دفتر اولیاء والامناقب حضرت
امام المدرسین مولوی محمد حسین الشهید البیدری رحمة الله علیه وحضرت
قاضی محمود ومحرم اسرار اله مولانا حبیب الله قدس سرهما از هم پیوندی
چون شیر وشکر آمیخته ومانند آب وگوهر پیوسته از کسب علوم فارسی
بتحصیل رنگ اعتبار پرداخت وباستفاده صحبت بابرکت میرزا علی

بحث اظفری در عروض و قوافی خود را سنجیدهٔ روزگار ساخت دیوانے

مختصر دارد که در فن شعر بیعدیل و در علوم عربیه قریب التحصیل است۔ روضۂ قدسیان آپکی تالیفات کا اعلےٰ نمونہ اور مثنوی ہندی الموسوم بہ نگارستان آپکی بے شمار تصانیف مین نامی کتاب ہے۔ نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے زمانہ مین خطاب خانی آپ کو عطا ہوا۔ اور نواب شمس الدولہ بہادر کی اوستادی کا شرف ملا ۱۲۴۹ بارہ سوا ونچاس ہجری مین رحلت فرمائی۔ مصنف تذکرۂ صبح وطن فرماتے ہین کہ آپکا اصلی نام غلام محی الدین ہے۔ صاحب اشارات بینش نے بہی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔

می کشد ناز عشوه خیز مرا ‌ ‌ ‌ نیست حاجت به تیغ تیز مرا

مرگ تلخ است جاے شربت قند ‌ ‌ ‌ ساقیا مے بحلق ریز مرا

شد ز مژگان شوخ و شنگ کسے ‌ ‌ ‌ باقضا پنجه ستیز مرا

سایه آسا است دل ملازم تو ‌ ‌ ‌ کے ز پایت بود گریز مرا

از ته خاک تشنه ات ساقی ‌ ‌ ‌ آید آواز که بریز مرا

جوهر تیغ ابروت دانم ‌ ‌ ‌ زانکه داند طبع تیز مرا

شایقِ قامت کسی ہستم		نیست پروائے رستخیز مرا	

وله

از خون دلم طرفہ بہار است ببینید	این چاک جگر خندہ نار است ببینید
نازش دل من می برد و غمزہ قرارم	ہر جنبش او بر سر کار است ببینید
دامن بدلم ماند پس از مرگ تہ خاک	پروانۂ او شمع مزار است ببینید
در شوق تمنائے رخش باغ ارم را	از بہر دعا دست چنار است ببینید
آراستن ماہ رخش بسکہ تمنا است	از مہر فلک آئینہ دار است ببینید
خاکیم وزند جوش ز ما ہستی چشمش	مردیم و بسر طرفہ خمار است ببینید
شایق چہ نماید صفت حضرتِ فایق	مفقود ازآن بحر کنار است ببینید

(۵۰) **مولوی حکیم شرف الدین نایطی** ۔ تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد سعید مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے جد اعلے حافظ ابراہیم عرب کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا نشو نما ریاست حیدر آباد مین ہوا۔ عربی اور فارسی مین ذی استعداد تلنگی زبان سے بخوبی ماہر ہین۔ فن طبابت سے بھی آپ کو دلچسپی ہے۔ سرکار نظام کے مالی اور عدالتی امتحانات مین

کامیاب اور سررشتہ مالگزاری مین تعلقہ کے تحصیلدار اور سررشتہ عدالت
سے اوسی تعلقہ کے ناظم عدالت ہین ذکی الطبع واقف کار افسرون
مین آپ کا شمار رہے۔

(۱۵۱) **شرف الدین علی خان نایطی**۔ چودہری لقب المتخلص
بہ نگین۔ نام آور ان قوم سے گزرے ہین امیر الہند نواب محمد غوث
خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ صبح وطن
مین آپ کو شہر اوستاد وقت کہا ہے اور فرمایا ہے کہ متعدد شعراے
نامی جیسے معجز۔ والا۔ فایق۔ ورایق وغیرہ کو آپ کی شاگردی کا شرف
حاصل تہا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے آپ کا مختصر احوال نہایت
خوبصورتی سے لکہا ہے۔ فرماتے ہین کہ نقش نگین فکرش بر کرسی
سخنوری بدرستی نشستہ وسکہ شہرت دستگاہ معنے یابی از دستکاری
نقادش دل خواہ نقش بستہ عقیق یمانی پیش لعل رُمانی سخنان رنگینش
بے رنگ وبہا وفیروزہ نیشاپوری در پہلوے سلک گوہر سیلابی الفاظ
شستہ وصافش کم قدر وبے جلا۔ جوہر نامہ اشعارش بملاحظہ انتخاب
رنگ تسخیری یابد۔

گریہ می آید مرا بر طالع فرزانہ ہا		بیغمی را مفت بر دند از میان دیوانہ ہا
از برائے ساز سوز شعلہ طبعان شاہ عشق		می نویسید بر پر پروانہ ہا پروانہ ہا
	ولہ	
تا تو اے خورشید پیکر در دلم جا کردۂ		دیدہ ام را مشرق برق تماشا کردۂ
دور چشم بد ز خط سبزت اے مرہم نواز		نسخۂ امید عاشق را محشا کردہ

(۵۲) حکیم شرف الدین علی خان نایطی۔ المتخلص بہ نسبت

ابن مبارز الدین خان بہادر اطبائے مشاہیر خطہ کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ کو فن طبابت مین ید طولے تہا۔ طبیب حاذق سے مشہور رہتے رنگینی طبیعت اور موزونی مزاج نے آپ کے کلام کو گلزار اعظم تک پہونچایا۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم فرماتے ہین کہ نخل وجودش از چمنستان کرناٹک سر کشیدہ۔ غنچہ طبعش بہوائے تربیت نخلبندان این بوستان شگفتگی بہم رسانیدہ۔ آخر عمر مین آپ نے ادہونی کا ارادہ فرمایا جہان نواب شجاع الملک بہادر ناظم ادہونی کے پاس ملازمت سے ممتاز اور خطاب خانی سے سرفرازی پائی سنہ ۱۲۰۴ بارہ سو چار ہجری مین رحلت فرمائی۔ آپ کے نتیجہ فکر کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

نظارہ محو جلوہ جانانہ میرسم	دیوانہ ام ز سیر پریخانہ میرسم
شیخ و برہمن از حرم و دیر مژدہ	زنار بند سبحۂ صد دانہ می رسم
ہرگز ببوئے من نگہے آشنا نکرد	حسرت نصیب نرگس مستانہ می رسم

(۵۳) **مولوی شمس الدین نایطی** چکا کو ابن محی الدین مشاہیر قوم سے ہین۔ مستقر تعلقہ بھٹکلہ متعلقہ بمبئی پریسیڈنسی پر آپ کی تجارت جاری ہے بلحاظ آپ کے علم و فضل کے سربرا وردہ علمائے قوم مین آپ کا شمار ہے۔ بڑے نیک بخت اور صاحب تقوے۔ مغتنم افراد قوم سے سمجھے جاتے ہین۔

(۵۴) **مولانا شہاب الدین محمود نایطی**۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ اپنے معاصرین مین لاجواب فرد تھے آپ کا علمی تبحر اور آپ کی فضیلت کا مرتبہ نہایت بلند تھا علوم معرفت مین کامل سمجھے جاتے تھے حقایق آگاہ مولانا باقر نایطی رحمۃ اللہ اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین آپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے فرماتے ہین کہ قال انتشأ من هذا القوم مخاریر العلماء ومشاهير العرفاء ومنهم مولانا شهاب الدين محمود

قدس سرہ - سمعت بماثرہ العلمیہ من الثقات ولم اظفر بشئی من فوایدہ المستجادات (ترجمہ) بے شک اس قوم سے بار یک بین علماء اور مشہور عارفین پیدا ہوئے ہین کہ جن مین سے مولانا شہاب الدین محمود قدس سرہ ہین۔ مین نے آپ کے علمی فضائل کو معتبر لوگون سے سنا ہے۔ اور آپ کی تصانیف مجھکو نہین ملین۔

ردیف ص

(۵۵) حکیم صبغۃ اللہ نایطی المتخلص بہ عتیق ابن حکیم محمد عنایت اللہ اطباے قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے متبرک ذی علم اور صاحب کمال بزرگ تھے۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ آپ نے مدت العمر کسی بیمار سے حق العلاج نہین قبول فرمایا اگرچہ دربار والا جاہی سے آپکو ملازمت کا تعلق تھا لیکن بہت تھوڑے عرصہ مین آپ نے بعض اہل دربار کی ناموافقت طبائع کی وجہ سے خدمت سے استعفا دیا۔ زبان عربی کے نامور ادیب تھے عربی اور فارسی دونون زبانون مین سخن سنجی کا مذاق آپ کو حاصل تھا۔ مصنف اشارات بینش نے بھی

آپ کا مختصر احوال لکھا ہے سنہ ۱۲۶۶ہ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبعزاد کا انتخاب آپکا اعلے یادگار ہے۔

بسر خاک و بلب آہ و بچشم آب و بدل آتش		کہ دارد در دیار عشق سامانے کہ من دارم
دل سی پارہ ام را کرد ریحان خطش غارت		خط زنگار آخر خورد دستر آنی کہ من دارم
	ولہ	
کدام شعلہ رخ از داغ عشق سوخت دلم		کہ سوز دل ہمہ شب شمع وار تن میسوخت
مگر ز نالۂ موزون من فتاد آتش		کہ عندلیب نواسنج در چمن میسوخت
	رباعی تشبیہ	
رویت چمن و غنچہ دہن عارض گل		لب لالہ بنفشہ خال و زلفت سنبل
خط سبزہ زبان سوسن و چشمت نرگس		خوی نم مژہ خار و دل عاشق بلبل

(۵۶) **مولوی صفدر حسین نایطی**۔ سعید لقب ابن مولوی محمد محی الدین مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا وطن ریاست میسور رہے جہان ٹیپو سلطان کے عہد مین منظرآباد کی قلعداری کی خدمت آپ کے والد ماجد کے تفویض تہی۔ آپ کے اجداد کو بہی اوسی ریاست کے تنخواہ داری کا اعزاز حاصل تہا۔ مولوی محمد محی الدین مغفور اپنی عمر کے آخر حصہ مین

حیدرآباد تشریف لائے اور خدمات لایقہ سے ممتاز رہے مولوی صفدر حسین نے سرکار آصفیہ کے انجنیرنگ کالج مین تعلیم پائی اور اول درجہ مین کامیاب ہوکر سررشتہ تعمیرات اضلاع مین ملازمت حاصل کی جہان اسوقت پانسو روپیہ ماہوار کے ساتھہ حدود ارضی ضلع کے مہتمم ہین۔ سنہ ۱۳۰۹ فصلی کی قحط سالی مین اے جے ڈنلاپ سی۔ آئی۔ ئی کمشنر قحط کے حسن انتخاب سے آپ نے بطور اسپشل ڈیوٹی کام کیا۔ نواب غالب الملک بہادر نے حیدرآباد کی موسی ندی کے پل کی تیاری مین جو نواب ممدوح کے صرفہ ذاتی سے تیار ہوا ہے آپ کے علمی معلومات سے مدد کافی حاصل کی۔ آپ جوان صالح منکسر المزاج اور نہایت فریس افسر ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔

(۵۷) **نواب صفدر حسینخان نایطی**۔ ابن نواب علی دوست خان بہادر ناظم کرناٹک مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نواب علی دوست خان کی شہادت کے بعد آپ صوبہ دار مستقل قرار پائے۔ مصنف توزک والا جاہی نے لکہا ہے کہ آپ کی عہد حکومت مین افراد قوم کے ساتھہ آپ نے نہایت عمدہ سلوک کیا۔ اعیان دولت اور امرائے ریاست

آپ کو دل سے پسند کرنے لگے۔ لیکن نا خدا ترسونکی سازش نے شب برات
۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین زہر کے ذریعے آپکا کام تمام کیا۔
صاحب ماثر الامرا نے بھی ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۵۸) مولوی صفی الدین محمد نایطی۔ ابن حاجی مولوی قادر مرتضیٰ حسین المخاطب بہ نواب سالار الملک بہادر امیر دربار والاجاہی حیدر آباد مین باعث افتخار قوم ہین آپ کی عربی اور فارسی استعداد نہایت درست فی زمانا معتمد عدالت وکوتوالی کے دفتر مین نظمی کا عہدہ رکھتے ہین آپ کی آمدنی کا بڑا حصہ غربا کی امداد اور اعانت مین صرف ہوتا ہے۔ صایم الدہر اور قایم اللیل بزرگ ہین۔ آپ کی فروتنی اور آپ کا انکسار جوہر ذاتی کی خبر دیتا ہے۔ آپ کے صاحبزادون سے مولوی محمد مرتضےٰ نے خداداد ذہانت اور طبیعت پائی ہے۔ اوایل شباب مین عالم فاضل کے امتحان سے فارغ ہوکر تحصیل علوم دینیہ مین مشغول ہین۔ مولف تاریخ کو دونون کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔

(۵۹) مولوی حکیم صفی الدین محمد خان بہادر نایطی المتخلص ناصر ابن قادر علیخان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب

شرف الملک بہادر کے داماد تھے۔ سرکار والا جاہی سے آپ کو تعلق تھا۔ فن طبابت مین نہایت کامل اور طبیب حاذق سے مشہور اور اپنے صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے لحاظ سے ہر دل عزیز تھے آخر زمانہ عمر مین آپ نے ریاست حیدرآباد مین سکونت اختیار کی حضرت غفران منزل علیہ الرحمۃ کے مرشد زادگی کے زمانہ مین معالجہ اقدس کا اعزاز حاصل کیا ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین وفات پائی شاہ یوسف صاحب قدس سرہ کی درگاہ مین آپ کا مزار ہے جناب امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس علیہ الرحمہ اپنی بیش بہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرماتے ہین کہ مردے بود رنگین صحبت و صاحب خلق و مروت بہ وجاہت ظاہری آراستہ و بہ محاسن باطنی پیراستہ۔ در خوش تقریری و حاضر جوابی معروف و بخوش وضعی و خود داری موصوف۔ از ابتدائے حال تا انتقال بکمال اعتبار بود و بہ نہایت عزت و وقار گزرا اوقات می نمود ناصر فکرش در قلم و سخن بر لشکر مضامین چنین نصرت دارد۔

چو خس از بادمی جنبم زفیض ناتوانی ہا	زآہ خویش می غلطم زپہلوئے بہ پہلوئے

زشوق آب تیغش میطپد در موج خون تا سحر
برنگ نیم جانے تشنہ کامے بر لب جوے

ولہ

راز دل نہ نهفت آخر دیدهٔ گریان ما
سیل بیرون برد گنج خانهٔ ویران ما

در رگ جان زلف مرغول که سودا ریخته است
طرهٔ سنبل بود هر نالهٔ پیچان ما

ولہ

بسان شانه سراپا زبانم و سر موے
ز شرح قصهٔ زلف دراز فرصت نیست

بحال ناصر آشفته دل که پردارد
ترا ز ناز و مرا از نیاز فرصت نیست

ولہ

بگوشم از زبان فیض او آمد نوید اینجا
بهار ارغوان هیچ شد از خون شهید اینجا

زبان برگ گل با بلبل شوریده میگوید
عبث نالی دلے چون غنچه می باید درید اینجا

(۶۰) مولوی حاجی۔ صلاح الدین نایطی۔ غریب لقب بن حاجی محمد عبد اللہ المخاطب بہ غلام اہل بیت خان بن مولوی حاجی محمد رفیع الدین المخاطب بہ امیر نواز خان مغفور علماے حیدرآباد سے ہین۔ آپ کے جد اعلے حاجی مولوی رفیع الدین قدس سرہ بڑے متقی اور با خدا شخص تھے آپکی بزرگی اور فضایل سے زمانہ واقف ہے۔ قصبۂ مدہول مین تعلقات

سرکار آصفیہ متعلقہ ضلع اندور مین آپکا مزار واقع ہے آپکا سالانہ عرس سرکار عالی کے مصارف سے ہوا کرتا ہے۔ آپ کے والد ماجد غلام اہلبیت خان بہادر منصبدار آصفجاہی ابتدائً بالنواڑہ کے تعلقدار رہے اور پھر راجہ چندولعل بہادر کے عہد حکومت مین پولیس کی ضلعداری کا عہدہ آپ سے تفویض ہوا باغیون اور مفسدہ پردازون کی سرکوبی مین کامیاب ہوکر مورد توجہات سرکار رہے۔ آپ کے چچا مولوی حاجی محمد یوسف علی خان داراب جنگ مرحوم کا احوال جدا گانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی۔ حاجی صلاح الدین اس خاندان کے اعلیٰ یادگار ہین آپ باعتبار علم وفضل - زہد وتقوے۔ پابندی احکام شریعت غرا فطرتی انکسار اور اخلاق حسنہ کے - ہر طرح سے قوم کے لئے باعث فخر ہین اگرچہ دنیوی اعزاز منصب سے سرفراز ہین لیکن فقیر گوشۂ قناعت مین بسر فرماتے ہین۔ جن کی ذات ستودہ صفات مغتنمات سے ہے۔ مصنف کتاب تطیب الاخوان بذکر علماء الزمان نے بھی اپنی معزز تصنیف مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) مولوی حکیم محمد عبد الصمد (۲) مولوی محمد عبید اللہ ہیات

لایق اور دیندار سرکار عالی کے منصبدار و نمک خوار الولد سر لابیہ
کے مصداق ہین۔

(۶۱) نواب صمصام الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ ناظم جنگ
بہادر امراے قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب حسین دوست خان
سالار الملک کے پوتے اور عسکری خان شیر افگن جنگ کے فرزند ہین۔
آپ اپنی زندگی تک آبائی معاش جاگیری سے سرفراز اور معاصرین
مین ممتاز رہے۔ آپ کے محامد صفات اور آپ کی نیک نفسی کی تاریخ
خلق اللہ کی زبان پر باقی ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد عسکری
خان نایطی اپنے باپ کے جانشین اور جاگیرات کے اعزاز سے سرفراز
ہین جن کی ذاتی قابلیت قابل تعریف ہے۔ سرکار نظام نے بلحاظ
قابلیت ذاتی و اعزاز خاندانی سررشتہ مالگزاری مین آپکو ضلع کی
سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔

ردیف ع

(۶۲) عابد علی خان نایطی۔ ولوائی لقب المتخلص بعابد و المخاطب
بہ نواب صولت جنگ بہادر بن ناصر علیخان نایطی بن حضرت شاہ محمد

حسن قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ محمد درویش امرائے
حیدرآباد سے ہین۔ آپکا سلسلہ نسب حاجی عبدالقادر نایطی المخاطب
بہ معتبر خان عالمگیری تک پہونچتا ہے جو ملا احمد نایتہ وزیر اعظم بیجاپور کے
بہانجے اور داماد تہے جنکا تذکرہ صاحب ماثرالامرا نے ضمناً فرمایا ہے
آپ کے اجداد درجہ اعلےٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تہے جو بصرہ سے
کوکن آئے حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل اور
اور بزرگیون سے زمانہ واقف ہے جداگانہ لکہا گیا ہے بدینوجہ کہ آپکے
جد امجد کے ساتہہ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصرالدولہ
بہادر نوراللہ مرقدہ) کو خاص عقیدت تہی۔ حضرت ممدوح نے آپ کے
والد ماجد میر ناصر علی نایطی اور آپ کے عم محترم میر احمد علی نایطی کو مرشد
زادہ بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے
منتخب فرمایا۔ جب نواب ممدوح سریر آرائے سلطنت ہوے تو میر
احمد علی کو خانی اور بہادری کے ساتہہ نواب صولت جنگ کے خطاب
سے سرفرازی بخشی۔ میر ناصر علی نایطی نے باوجود اصرار کسی خطاب
کو قبول نہین فرمایا۔ ان دونون بہائیون کو بارگاہ خسروی سے

خدمات خاص کے ساتھ معاش جلیلہ عطا ہوئی اور بلحاظ اوسی عقیدت
کے جو اس خاندان کے ساتھ رئیس مغفور اور خود بدولت کو حاصل
تھی میر ناصر علی نایطی کے دونوں صاحبزادے یعنے میر عابد علی خان اور
میر حافظ علیخان کو والی دولت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
کی کم سنی کے زمانہ مین اتالیقی کا اعزاز ملا اور حضرت ممدوح الشان
کے مراحم خسروانہ سے دونوں بھائی نہ صرف خطابات سے سرفراز
ہوے بلکہ اپنے آبائی خدمات اور اعزازات سے بھی کامیاب ہوے
نواب حافظ علی خان انتخاب جنگ بہادر کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے

نواب عابد علیخان بہادر ۱۲۷۴ھ ہجری مین بمقام حیدرآباد متولد ہوے
اور علوم و فنون متعارفہ سے فراغ حاصل فرما کر اپنے آبائی خدمات فراش
خانہ چینی خانہ و بخشی گری فوج صرف خاص وغیرہ اور معاش جاگیری
سے سرفراز ہوے اور نواب صولت جنگ بہادر کے خطاب
سے ممتاز آپ نہایت خوش قلم اور خوش سواد ہونے کے علاوہ
خوش قسمت بھی ہین۔ خلق و مروت اور قبیلہ پروری آپ کی اعلے صفت
ہے۔ فنون سپہ گری کے سوا فن سخن سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہین سلکو

ومعرفت مین اپنے جد محترم کے ہم قدم۔ کمالات ظاہری و باطنی سے معزز و مکرم ہین۔ یادگار نغمہ روح اور مذاق عابد کے نام سے آپکی تالیفات فن سلوک مین لاثانی اور آپ کا فارسی دیوان بہارستان شاعر سے موسوم ہے جس سے مصنف کی قابلیت اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے ہونہار صاحبزادون (۱) احمد علی (۲) حسن علی (۳) حامد علی کو مرشد زادہ بلند اقبال (میر عثمان علیخان بہادر ولیعہد ریاست دام اقبالہ کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے)

(۴۳) **نواب عباس علیخان نایطی** - لوکھری المخاطب بہ مشیت جنگ مغفور ابن نواب سالار الملک بہادر امراے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ نہایت دیندار اور ذی علم امیر تھے۔ ریاست حیدرآباد مین اپنے بڑے آب وتاب کے ساتھہ زندگی بسر کی تادم حیات رئیس وقت کے مورد الطاف اور جاگیرات آبائی سے سرفراز رہے۔ قبیلہ پروری کی صفت آپ کے جوہر ذات مین داخل تھی۔ عالم شباب مین رحلت فرمائی۔

(۴۴) **عباس علیخان نایطی** - ہزاری لقب مشاہیر قوم سے

گزرے ہین آپکے جد اعلےٰ کو شہنشاہ عالمگیر کی فوج مین ہزار سوار اور
پانسو پیادہ کی افسری حاصل تہی۔ آپنے مدراس پریسیڈنسی مین تاجرانہ
بسر کی۔ ویلر گہوڑے اور انگلنڈ کی صناعی کا نمونہ ابتداءً آپ ہی کی تجارت
نے اہل مدراس کو دکہلایا۔ مالدار شخص تہے مگر بخت و اتفاق سے ہمیشہ
گہاٹے مین رہتے تہے۔ آپکے کارخانہ صناعی مین اعلےٰ قسم کی بگہیان
بہی تیار ہوتی تہین آپ نہایت سلیم الطبع اور اصول تجارت مین کامل تہے
آپکے نواسے مولوی محمد دستگیر ابن محمد حسن نایطی سرکار نظام کے تحصیلدار ہین

(۶۵) حکیم۔ حاجی عبدالرحمن نایطی۔ تانتلی لقب ابن مولوی حاجی
محمد نظام الدین مغفور۔ مولف کے برادر حکماء حیدر آباد سے ہین آپ
سلطنت آصفیہ کے مدرسہ طبابت مین تعلیم پا کر سررشتہ طبابت مین
سول سرجن مقرر ہوے۔ ایک مدت تک اضلاع سرکار نظام کے ملکیہ
ڈیوٹی پر نمایان خدمات بجا لائے۔ سنہ ۱۳۰۶ تیرہ سو چھہ ہجری مین آپنے
حیدر آباد کے قافلہ حجاج کے ساتہہ بطور حکیم قافلہ حجاز کا سفر کیا اور
زیارات متبرکہ سے شرف حاصل فرمایا۔ فی الوقت فوج نظام محبوب
کے ڈاکٹر اور چار سو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ اگرچہ آپکا مطب طبابت

انگریزی کے قاعدہ سے جاری ہے اور ڈاکٹر کہلاتے ہین لیکن سیال ادویہ کے استعمال سے ہمیشہ آپکو اجتناب رہا ہے علاج المومنین کے نام سے ایک مفید کتاب لکھی ہے۔ جس مین انگریزی ادویہ کی حلّت و حرمت سے بحث ہے اوسی مین ہر ایک مرض کیلئے یہہ بات دکھلائی گئی ہے کہ مسلمان بیمارون کا علاج کن کن ادویہ کے ساتھہ مخصوص ہونا چاہئے۔ بہت سمجھہ دار اور تجربہ کار حکیم ہین حقیقت ادویہ کی دریافت کا ہمیشہ مشغلہ رکھتے ہین۔

(۶۶) حاجی مولوی عبد الرحمن نایطی۔ المخاطب بہ قسمت خان احتساب جنگ بہادر ابن مدار الامراء مغفور امراء دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت بتاریخ یکم جمادی الاول ۱۲۳۲ھ بارہ سو بتیس ہجری بمقام مدراس واقع ہوئی۔ اوایل عمر مین آپ نے تحصیل علوم دینی کے طرف توجہ کی۔ عالم شباب مین دربار والا جاہی سے آپکا تعلق ہوا۔ قسمت خان احتساب جنگ بہادر کے خطاب کے ساتھہ ناظم تقسیم مشاہرہ اہل قلم مقرر ہوے۔ نیک نہاد اور منکسر المزاج شخص تھے۔ بتاریخ ۲۷ محرم الحرام ۱۲۷۷ھ بارہ سو ستہتر ہجری رحلت فرمائی

رسایل نور البصر فی مناقب خیر البشر و ترجمہ اربعین نووی آپکے علم و فضل کے یادگار ہین۔

(۶۷) سقاف سید عبد الرحمن نایطی۔ طاہر لقب ابن سید احمد سقاف مشایخین کرام سے ہین۔ آپکا مستقر بمبئی پریسیڈنسی کے تعلقہ بھٹکل مین واقع ہے جہان ہزارہا نفوس کو آپ سے بیعت ہے فاضل اجل ہونیکے علاوہ فن سلوک مین نہایت کامل بزرگ ہین معاصرین مقامی آپکی ذات ستودہ صفات کو نہایت مغتنم خیال کرتے ہین۔

(۶۸) سید عبد الرزاق نایطی۔ مہاجر لقب۔ المخاطب بہ آصف نواز الدولہ آصف نواز الملک عبد الرزاق خان آصف نواز جنگ بن سید سعد الدین بن سید نظام الدین بن سید رشید الدین مغفور امرائے دولت آصفیہ سے گزرے ہین۔ سید رشید الدین مغفور کی بی بی فضل النسا بیگم مہاجرہ۔ حاجی۔ حافظ محمد صادق علیخان مہاجر نایطی بخشی فوج آصف جاہ ثالث کی صاحبزادی تھین۔
آپ کے والد ماجد ابتداءً علاقہ صرفخاص شاہی کے معتمد مقرر ہوے جن کی رحلت پر اوسی عہدہ پر آپکو اعزاز حاصل ہوا۔ کچھہ عرصہ تک

آپ علاقہ دیوانی سرکار نظام کے معتمد مال و متفرقات بھی رہ چکے ہین
آخر زمانہ عمر مین اوسی آبائی عہدہ سے ممتاز رہے۔ نہایت آب و تاب
کے ساتھہ اپنی زندگی بسر کی۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز
حاصل رہا ہے۔ آپ نہایت کم سخن اور رحم دل امیر تھے۔ اپنے
ماتحتین کے ساتھہ ہمیشہ نیک سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ کے دم تک
علاقہ صرفخاص کے ملازم اپنی خدمت کو موروثی ملازمت خیال
کرتے تھے اسلئے کہ ملازم مرحوم کے ورثاء سے کسی نہ کسی قابل کار
شخص کو اپنے مورث کی خدمت استحقاقاً عطا ہو جاتی تھی۔ باانیہمہ
امارت ہر ایک ملاقاتی سے آپ نہایت خلق و مروت کے ساتھہ
پیش آتے تھے۔ اللہم اغفر وارحم۔ حضرت شاہ عبدالنبی قدس سرہ سے
آپ کو بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ نواب سید الدولہ
محمد عبدالرشید خان سید جنگ آپ کے باقیات الصالحات سے
حیدرآباد مین موجود ہین۔

(۶۹) نواب عبدالعزیز خان نایطی ۔ المخاطب بہ انتظام
جنگ بہادر حیدرآباد کے امرائے قوم سے گزرے ہین جنکو بارگاہ

شاہی سے جاگیرداری کا اعزاز حاصل تہا۔ آپ بڑے نیک نفس اور غربا پرور علم دوست امیر تھے۔ نواب داراب جنگ مغفور جنکا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کے برادر اور محبوب علیخان نایطی آپ کے فرزند ارجمند ہین جو آبائی جاگیرات سے سرفراز ہین۔

(۷۰) مولانا شیخ عبدالفتاح نایطی۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین جن کے مکارم اور فضایل کا تذکرہ مولانا باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے۔

وقد انتشأ من هذا القوم نخارير العلما ومشاهير العرفا ومنهم الفايز بكشف سر الاختتام والافتتاح مولانا الشيخ عبد الفتاح قدس سره وهو الذى كتب الملفوظ فى ترجمة شيخه الشبيه باللوح المحفوظ تشرفت بمطالعته مرارا وعثرت فيه من احوال حضرة الشيخ على ما يطاول عجارا

(ترجمہ) اور بے شک پیدا ہوے ہین اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا کہ جن مین سے ہین ابتدا اور انتہا کا بہید کہولنے

والے مولانا شیخ عبدالفتاح قدس سرہ اور آپ ہی نے اپنے شیخ کے
احوال مین ایک ملفوظ لکھا ہے کہ جو لوح محفوظ سے مشابہ ہے مین اُسکے
مطالعہ سے بارہا مشرف ہوا ہون اور مین نے اوس مین حضرت
شیخ کا احوال پایا ہے۔ جو مثل دریا کے مبسوط ہے۔

(۷۱) عبدالقادر نایطی۔ الملقب بہ شامندری بن سید محمد نایطی
مشہور تاجرین قوم سے ہین آپ کی تجارت کا صدر مقام کلیکوٹ
ہے۔ خداوند کریم نے آپ کی دریا دلی اور نیک نفسی اور حسن تدبیر
کی وجہ سے آپکی تجارت مین برکت عطا فرمائی ہے۔ لکھہ پتیون مین
آپکا شمار ہے۔ یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ آپ کی داد و دہش کی
وسعت کے لئے جس کے حالات سنتے ہوے دل خوش ہوتا ہے
آپکی ایک مجد و دتجارت کیونکر متحمل ہے بارک اللہ لہ
آپ بڑے سنجیدہ مزاج اور خلیق شخص ہین اور ہمہ قسم کا مال آپ کی
تجارت گاہ مین نظر آتا ہے

(۷۲) مولوی عبدالقادر نایطی۔ شافعی بن شرف الدولہ
غلام محمد خان غالب جنگ بہادر بن مولوی عبدالوہاب خان مدارالامرا

ہین مولوی محمد غوث شرف الملک خاندانی امرا و اعزائے مدراس
ومشاہیر حیدرآباد سے ہین آپ شہر مدراس مین بتاریخ ۲۲ ربیع الاول
۱۲۷۶ھ بارہ سوچہتر ہجری روز جمعہ متولد ہوے۔ علوم فقہ اور حدیث
ومنطق سے فارغ ہوکر اوایل شباب مین حیدرآباد تشریف لائیے
قدردان سرکار عالی نے ابتدائً آپکو سررشتہ عدالت دیوانی مین
منصف مقرر فرمایا اور پہر آپکی عالی خاندانی اور دیانت و امانت
داری کے لحاظ سے رجسٹراری بلدہ کے عہدہ پر آپکا تقرر ہوا تقریباً
چہہ سو روپیہ ماہوار اوسی عہدہ پر الی الان آپ کو ملتی ہے۔
آپکی نیک نفسی اور نیک بختی اور ایمانداری سے بلدہ حیدرآباد کے
رعایا کا بڑا حصہ واقف ہے آپ کے چہرہ سے شرافت اور قابلیت کے
آثار ظاہر ہین۔ اگرچہ آپ کو آپکے خسر مولوی حسین عطاء اللہ کی رُشید
کی وجہ سے مختلف زمانون مین مختلف مواقع۔ ترقیات مدارج کے حاصل ہے
لیکن اپنی فطرتی قناعت اور اتقاء اور دینداری کی وجہ سے آپنے
گوشۂ عافیت کو زیادہ پسند فرمایا۔ غرباء قوم آپ کی ذات کو
مغتنمات سے خیال کرتے ہین۔ گہر پر آپکی اوقات کا بڑا حصہ تالیف

وتصنیف کے اشغال مین صرف ہوتا ہے۔مولف تاریخ کو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔آپ کے کامل تصانیف کی فہرست باوجود کوشش مولف کو نہ ملسکی جس قدر ملی اوسکو ذیل مین عرض کرتا ہے (۱) ترجمہ ترغیب الترہیب (۲) ترجمہ اربعین (۳) تحفہ قادریہ (۴) گلدستہ قادری (۵) بردہ مستورات (۶) احکام مخدرات (۷) چمنستان فطرت (۸) یادگار قادری (۹) ترجمہ تلخیص الاذکار (۱۰) رسالہ احکام صید بندوق (۱۱) ترجمہ عوامل (۱۲) ترجمہ اجرومیہ (۱۳) احوال الخطاب (۱۴) تقویم الآصفی (۱۵) سوانح عمری آسمانجاہی (۱۶) سوانح خورشید جاہی (۱۷) یادگار سروقار (۱۸) خلاصہ ہائے قانون وقواعد جنتری واسٹامپ ورسوم عدالت (۱۹) مجموعہ احکام العدالت (۲۰) تقویم قادریہ۔ خداوندکریم نے آپ کو پانچ صاحبزادے عطا فرمائے ہین۔بڑے صاحبزادے کا نام عبدالرؤف ہے۔

(۳۷) مولوی عبدالقادر نایطی خطیب لقب عزت تخلص شعرائے قوم سے گزرے ہین۔نواب شمس الدولہ مرحوم اور ضیاءالدولہ مغفور کے زمانہ حکومت مین آپ نے صوبہ مدراس مین فروغ حاصل کیا اور

مستعدان عصر سے مانے گئے۔ باعتبار خطاطی طرز شکستہ اوستاد وقت سمجھی جاتے تھے۔ عربی اور فارسی کی استعداد کے ساتھ شعر وسخن سے بھی آپکو دلچسپی رہتی تھی۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی مدراس نے اپنی تالیف صبح وطن مین آپ کا مختصر سا احوال تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہین

کہ پایہ اعتبارش بسیار بلند بود و استعداد شایستہ از مستعدان عصر حاصل کردہ فکر سخن می نمود۔ کلامش در چشم باریک بینان باین اعتبار عزتے دارد

پائے تا سر نشاء ام از جان ناکام مپرس		آرزو ہا ہر قدر خون گشت من ساغر زدم
	ولہ	
عزت بخسم آبرو یارم سوگند		ہر کس کہ بجود کاست کمالے دارد

(۴۷) مولوی عبد القادر نایطی۔ طاہر لقب بن مولوی محمد عبد العلی طاہر بن مولوی محمد حمزہ طاہر شافعی المذہب مشاہیر قوم ونام آوران حیدرآباد سے ہین آپ کے جد ماجد کو سرکار میسور مین افتاء کی خدمت تفویض تھی۔ آپ بمقام دار السلطنت میسور متولد ہوے ابتدائی تعلیم اوسی مقام پر پائی عربی اور فارسی کے کتب متداولہ سے فراغ حاصل کرکے قانون کے جانب متوجہ ہوے۔ ریاست میسور کے سر رشتہ

منصبدارون سے آپ کا تعلق ہوا۔ جب آپ کے ماموں مولوی سید محی الدین علوی نایطی کو سر سالار جنگ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد نے طلب فرمایا تو آپ بہی اون کے ساتہہ حیدرآباد آئے اور تحصیلداری کے عہدہ پر متقرر ہو گئے رفتہ رفتہ سوم اور دوم تعلقداری کے عہدون پر ترقی کرتے ہوے اسوقت معتمد مالگزاری کے مددگار ہین۔ امتحانات سرکار نظام مین کامیاب اور نہایت بیدار مغز اور لایق عہدہ دار ہین اور ہر ایک مفوضہ کام کو بہت قابلیت سے ادا فرماتے ہین۔ آپ کے فرزند ارجمند غلام محمود طاہر میٹرک پاس ہو کر الیف اے مین تعلیم پارہے ہین۔ مولف تاریخ کو آپکی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۷۵) عبد القادر نایطی۔ دلوی لقب المخاطب بہ معتبر خان عالمگیری۔ ابن سالک مسالک طریقت مولانا۔ حاجی مخدوم نایطی شافعی مشاہیر اور نام آوران قوم سے گزرے ہین۔ صاحب مآثر الامرا نے بضمن احوال ملا احمد نائتہ آپ کا احوال بر سبیل اجمال لکھا ہے۔ جب آپ کا تعلق فوجداری کوکن سے ہوا تو آپ نے خوش انتظامی کی وجہ سے نام پیدا کیا اور مورد الطاف شہنشاہی ہوے آپ کی

نسبت شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مثل معتبر خان نوکرے
باشد۔ دیوانی دکن کا عہدہ بھی چندے آپ کے تفویض رہا۔ مصنف
موصوف نے لکھا ہے کہ آپ نے لاولد رحلت کی اور اپنے خاندان
سے ابو محمد خان نام ایک لڑکے کو اپنی تبنیت مین قبول فرمایا تھا۔
جو آپ کے بعد جانشین قرار پایا لیکن بعض اہل تصانیف نے عبدالقادر مرحوم
کی نسبت لکھا ہے کہ آپ کے فرزند حافظ درویش نام تھے جن سے
اولاد کا سلسلہ قایم رہا آپ کو طریقہ چشتیہ مین حضرت ناصر علی سرہندی
قدس سرہ سے بیعت حاصل تھی اواخر عمر مین چار سال تک آپ حجاز
کے سفر مین رہے اور زیارات متبرکہ سے بہرہ اندوز ہوے۔ حضرت
شاہ حبیب اللہ صبغتہ اللہی قدس سرہ سے بھی آپ نے طریقہ قادریہ
کی خلافت حاصل فرمائی تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے
حافظ شاہ درویش آپ کے جانشین قرار پائے جن کو اپنے پدر
بزرگوار سے خلافت کا سلسلہ حاصل تھا۔ حضرت شاہ محمد حسن قدس
سرہ العزیز جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ ہی کی اولاد مین
گزرے ہین۔

(۷۶) مولوی عبد القادر نایطی۔ تنویر لقب ابن مولوی عبد الرحمن ابن مولوی محمد مہدی واصف ابن مولوی محمد عارف الدین خان رونق حنفی المذہب باعتبار دوہیال شیوخ صدیقی سے ہین اور باعتبار ننہال نایطی۔ آپ کا اجدادی سلسلہ حضرت خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ تک پہونچتا ہے اور شیخ صدیقی کی یہی وجہ تسمیہ ہے اور ننہالی سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک۔ آپ کے پردادا مولوی غلام محی الدین خان المخاطب بہ عارف الدین خان رونق تخلص برہان پور کے رہنے والے تھے۔ علم وفضل مین لاثانی۔ اعلےٰ درجہ کے نازک خیال وسخن سنج تھے۔ مشاعرۂ اعظم کے منتخب افراد مین آپ کا شمار تہا۔ صاحب تذکرہ گلزار اعظم وصبح وطن نے آپ کا احوال اور آپ کے منتخب کلام کو نہایت دلچسپی کے ساتھ لکھا ہے۔ اواخر عمر مین آپ نے ریاست مینوسواد حیدرآباد کو اپنا مستقر قرار دیا آپ کے فیضان صحبت سے اس ریاست ابد قرار کے ہزارہا نفوس بہرہ یاب ہوے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے چار صاحبزادون سے مولوی عبد القادر کے حقیقی دادا مولوی محمد مہدی واصف کا تعلق سلطنت آصفیہ

مین قایم رہا۔ آپ کے علم وفضل کا پایہ حضرت رونق سے کم نہ تہا
سرسالار جنگ مغفور وزیر اعظم ریاست نے آپ کو مدرسہ
دارالعلوم کا عربک پروفیسر مقرر فرمایا جس سے اس ریاست کے
صدہا عمایدین کو تلمذ رہا ہے آپ اپنے علم وفضل کے علاوہ فن شعر مین
بہی اپنے پدر بزرگوار کے سچے یادگار اور واصف تخلص فرماتے تہے
آپ کی فطرتی ذکاوت نے آپ کو مختلف السنہ پر حاوی کیا تہا۔
انگریزی مین آپ کی قابلیت اعلے درجہ کی تہی۔ ترکی۔ فرنچ۔ تلنگی مرہٹی
اروی کے نہ صرف زبان دان بلکہ نوشت وخواند کی کافی استعداد
رکہتے تہے۔ آپ کے تصانیف سے روضۃ العابدین۔ ترجمہ درالمختار
ترجمہ اداب الصالحین۔ خلاصۃ التکمیل۔ تحسین الاخلاق۔ مطلوب الاطبا
ترجمہ موجز آپکی اعلے یادگار ہین۔ آپ کے دو فرزند (۱) مولوی
عبد الرحمن مرحوم (۲) مولوی حکیم عبدالباسط مغفور سے نمبر (۱)
کو اس تذکرہ سے تعلق ہے یعنے نمبر (۱) مولوی عبد القادر کے والد
ہین جنکی علمی قابلیت اور عملی معلومات کو آپ کے اب وجد کا مجموعہ
خیال کرنا چاہیئے۔ آپ کا اتفاقاً آپ کے تمام صفات حمیدہ پر فایق تہا

فضیلت علوم دینیہ کے سوا دنیوی ضروریات کے لحاظ سے آپ نے علوم مغربیہ مین بھی اعلےٰ درجہ کی قابلیت حاصل کی تھی۔ وزیر اعظم ریاست نظام نے آپ کا انتخاب مدرسہ دارالعلوم کے فارسی اور عربی پروفیسری پر فرمایا۔ اور منصب کے اعزاز سے بھی آپ کو ممتاز کیا آپ کے صاحبزادون سے مولوی عبدالقادر بڑے صاحبزادے ہین جن کی ولادت ۱۲۶۹ھ بارہ سو انہتر ہین بمقام حیدرآباد واقع ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد نے نہایت نگرانی کے ساتھہ آغاز فرمائی۔ خانگی مجالس مین آپ کو ہمیشہ اخلاق اور سچائی کا سبق ملتا رہا ابتداے عمر ہی سے آپ کو تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور اوسی کے ساتھہ شکار کے جانب بے حد رجحان تھا۔ فارسی اور عربی کی تحصیل کے ساتھہ ہی آپ نے انجینرنگ کالج مین شریک ہو کر کامیابی حاصل کی اور مہتمم تعمیرات وصفائی بلدہ کے عہدے پر مقرر ہو گئے۔ زمانہ ملازمت مین بھی آپ نے اکتساب علوم کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی محنت پسند طبیعت نے اپنے کسی درجۂ عمر مین شکار کی ابتدائی مذاق کو فراموش نہین کیا۔ بارکشی اور

محنت پسندی کی اعلےٰ صفت جو ہر وقت ہر درجہ مین آپ کے ساتھ
ہم قدم رہے وہ اوسی ابتدائی مذاق طبیعت کی برکت تھی۔ سررشتہ
ملازمت مین آپ کی حسن خدمات نے آپ کو نہایت نیک نام کیا
نواب افتخار الملک بہادر معین المہام کو توالی و صفائی نے اپنے صدر المہامی
تتفرقات کے زمانہ مین متعدد مواقع پر آپ کے حسن عمل۔ دل سوزی
اور فرائض خدمت کی کامیابی کی نسبت اظہار مسرت اور ترقیات
کا وعدہ فرمایا اوسی کا نتیجہ تہا کہ آپ سررشتہ مال مین دوم تعلقداری
کے عہدہ پر قبولیت کے ہاتون سے لئے گئے جہان آپ کو امتحانات
مال عدالت۔ فنانس حساب اور کوتوالی مین کامیابی ہوئی۔ نواب
وقار الملک بہادر صوبہ دار شرقی نے متعدد تجربون کے بعد آپ کو
اپنے صوبہ کے تمام دوم تعلقدارون سے منتخب کرکے اپنی مددگاری
پر مقرر کردیا جسکے بعد ۱۳۰۷ تیرہ سو سات ہجری مین آپ نے ضلع کے
مستقل اول تعلقداری پر ترقی کی اور اپنی اعلےٰ قابلیت اور عملی
تجربہ کے وجہ سے صاحبان ضلع مین خصوصیت کے ساتھ دیکھے جانے
لگے حتے کہ ۱۳۰۴ تیرہ سو چار فصلی مین دو سو روپیہ کی مستقل ترقی

کے ساتھہ ایک ہزار روپیہ ماہوار پانے لگے اور ۱۳۱۸ تیراسو اٹھارہ ہجری مین منصرم صوبہ دار کر دئے گئے اور اب بحکم خاص اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی سالم ماہوار کے ساتھہ قایم مقام صوبہ دار اور ۱۸۰۰ ماہوار پاتے ہین۔ صوبہ گلبرگہ آپ کے تفویض ہے۔ بہت بڑی صفت آپ کی یہہ ہے کہ اپنے مالک کی رضاجوئی کے ساتھہ رعایاے صوبہ کے سچے خیرخواہ اور طرفدار ہین۔ اور فرایض خدمت مین نیک نام۔

(۷۷) عبد القادر خان نایطی۔ ابن احمدؐ عبد اللہ نبیرہ محمدؐ اکرام خان آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ابتداءً آپ کو بیجاپور کے وقائع نگاری کا عہدہ تفویض تھا اور پھر آصف جاہ ثالث نوراللہ مرقدہ کے عہد مبارک مین آپ چارصدی منصب اور خانی و بہادری کے خطاب سے سرفراز ہوے اور معاش جاگیری سے ممتاز۔ مولف تاریخ نے نواب نصرت جنگ بہادر کے دفتر مین اوس اصل سند کو دیکھا ہے جس کے ذریعہ سے آپ کو اعزازات متذکرہ بالا ملے تھے آپکی قابلیت مسلمہ تھی۔ نہایت ذی خلق اور سادہ روش امیر تھے۔

(۷۸) مولانا عبد اللہ الشہید نایطی۔ بن نظام الدین احمدؐ کیبن

قاضی حسین لطف اللہ شافعی علماء قوم سے گزرے ہین۔ مصنف تاریخ احمدی اور مولف گلستان نسب نے لکھا ہے کہ آپ فاضل اجل اور سالک طریقت تہے۔ حکومت وقت نے قلعداری تاڑپتری کا عہدہ آپ کو عطا فرمایا تہا۔ جہان باغیون کے مقابلہ مین آپکو شہادت کا مرتبہ ملا۔ اوسی مقام کے جامع مسجد مین آپ کا مزار ہے۔

(۷۹) مولانا عبد اللہ نایطی۔ المخاطب بہ محتشم الدولہ بخشی الملک میر عسکری خان سالار جنگ بہادر ابن مولوی عبد القادر مغفور امرائے مشاہیر سے گزرے ہین۔ آپ کو دربار والاجاہی مین بخشی فوج کا عہدہ تفویض تہا بڑے ہی دیندار پرہیزگار اور باخدا شخص تہے علم حدیث مین مستند مانے جاتے تہے۔ ۲۶ محرم ۱۲۶۰ بارہ سو سٹہ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ رئیس وقت امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ آپ کی سوگواری مین تین دن تک شاہی نوبت خانہ کی نوبت موقوف رہی۔ والی ریاست نے بنفس نفیس آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی میلاپور کے قدیم جامع مسجد مین آپ دفن کئے گئے۔ اور اپنے فضایل علوم کا سچا یادگار تصانیف

ذیل کے ذریعہ سے چھوڑ گئے (۱) اسماء الرجال صحیح مسلم (۲) شرح اسماء مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) در الثمین فی شرح الاربعین نودی مصنف تاریخ احمدی نے بھی آپ کا احوال لکھا ہے۔

(۸۰) **عبد اللہ خان نایطی** - چودھری لقب المخاطب بہ فیروز جنگ عالمگیری بن محی الدین علیخان بن محمد غوث نواز خان بن مولوی محمود علی خان قاضی بیجاپور بن غلام حسین خان بن غلام محمد خان بہادر امرائے مشاہیر سے گزرے ہین۔ آپ کا مفصل احوال اور آپ کی مردانگی کے کارنامون کو مصنف ماثر الامرا نے نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شیخ فرید بھکری نے بھی اپنی تالیف ذخیرۃ القوانین مین آپکا ذکر کیا ہے۔ بعض مصنفین نے آپ کو حضرت خواجہ عبد اللہ ناصر الدین احرار قدس سرہ کے احفاد سے قرار دیا ہے مگر مولف نے آپ کے افراد خاندان سے جس قدر تحقیق کی اوس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ شیوخ قریش سے نایطی تھے۔ مصنف رسالہ انساب النایط نے صراحت کے ساتھ آپ کے خاندان کا سلسلہ بیان کیا ہے۔ ابتداءً آپ کا تعلق شاہزادہ سلیم سے رہا جہان آپ کو خانی کا خطاب اور ڈیڑھ ہزاری منصب

حاصل ہوا اور پہر رفتہ رفتہ آپ نے منصب ششش ہزاری اور علم و نقارہ سے سرفراز ہوکر خطاب فیروزجنگ سے افتخار حاصل کیا بدیوجہ کہ اکثر آپ کو تنبیہ زمینداروں کے خدمات تفویض ہوے ہین اور وصول چوتہہ (چوتہائی محاصل) مین آپ کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی تہی اہل دربار نے آپ کو (چوتہہ دہری) سے موسوم کیا یعنے جس زمیندار پر آپ بہیجے جاتے تہے اوس سے چوتہہ کی رقم حکمت عملی کے ساتہہ دہروا لیتے تہے۔ چودہری کا لقب اسی (چوتہہ دہری) کا مخفف ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکہا ہے کہ مختلف لڑائیون مین زن و مرد سے پانچ لاکہ نفری کو آپنے اسلام سے مشرف کیا ہے جس پر آپنے بعض اوقات مین فخر کیا ہے۔ آپ کے رحلت کے بعد آپ کے فرزند محمد علیخان بہادر داراشاہ کے ملازم رہے۔ اور اون کے فرزند عبداللہ خان صمصام جنگ اورنگ آباد کے قلعدار ہوے اور آپ کے صاحبزادے حکیم محمد سعید خان بہادر نواب عظیم الدولہ حاکم کرناٹک کے خاص طبیب اور آپ کے خلف الرشید حکیم حداقت علیخان بہادر نواب اعظم جاہ بہادر فرمان روائے کرناٹک کے اسٹاف سرجن او آپکے صاحبزادے

مہتمم الدولہ بہادر طبیب دربار امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک گزرے ہین۔ درجہ آخرین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۸) مولانا حاجی عبدالوہاب نایطی۔ المخاطب بہ مدار الامرا مدبر الملک مختار الدولہ وزارت خان ارسطو جنگ نام آور علما اور امرائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد مولوی محمد غوث المخاطب بہ شرف الملک بہادر بن مولوی ناصر الدین محمد نایطی غفر لہ ولاسلافہ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی ولادت بتاریخ ۵ رجمادی الاول ۱۲۰۰ھ بارہسو آٹھ ہجری بلدہ مدراس مین واقع ہوئی آپ نے مختصرات و مطولات عربیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر فضلائے وقت اور علمائے معاصرین سے فرمائی علم حدیث مین صاحب سند اکمل العلما رسے ملقب تھے والی کرناٹک نے آپ کو مدار المہامی کی خدمت عطا فرمائی اور اعزازات خطابی سے ممتاز فرمایا ایام ملازمت مین دو بار زیارت مقدسہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہو چکے ہین باوجود اس قدر ثروت کے آپکے اوقات کا بڑا حصہ عبادت الٰہی اور تالیف و تصنیف مین صرف ہوتا رہا

بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بارہ سو پچاسی ہجری روز جمعہ آپنے رحلت فرمائی آپکی تصانیف مندرجہ ذیل کا عمدہ یادگار اتبک زمانہ مین باقی ہے (۱) اکمل الوسایل لرجال الشمایل للترمذی (۲) کوکب البدریہ منتخب احادیث مجالستہ الدینوریہ (۳) رسالہ فی علم الجغرافیہ (۴) کشف الاحوال عن نقد الرجال در اسماء ضعفا (۵) بدور الغزرہ فی اسماء القراء العشرہ (۶) نہایتہ السؤل فی مناقب ریحانتہ الرسول (۷) خلاصتہ البیان شرح عقاید جامی (۸) کاشف الرموزات الی الورقات فی اصول الفقہ (۹) ترجمہ درود شمایل (۱۰) ہبتہ الوہاب مع حواشی در فقہ شافعی (۱۱) سند الزایرین فی رد الوہابین (۱۲) ترجمہ بعض ابواب اذکار امام نووی رحمہ (۱۳) سفرنامہ حرمین شریفین مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال لکھا ہے۔

(۸۲) شمس العلما۔ مولانا۔ قاضی عبید اللہ نایطی۔ شافعی خلف الرشید امام العلما۔ قاضی الاسلام بدر الدولہ قاضی الملک داد رس خان مستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہین۔ اس خاندان مکرمت نشان کا اعلےٰ یادگار آپ ہی کی ذات ستودہ صفات سے

قایم ہے۔ فی زماننا محلہ رائی پیٹہ متعلقہ شہر مدراس مین آپ کا مقام ہے
برٹش حکومت کے زمانہ مین بہی صوبہ مدراس کی قضاءت کا متبرک
عہدہ آپ کے تفویض ہے علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ الموسوم
بمدرسہ محمدیہ آپنے اپنے دولت خانہ پر قایم کر رکہا ہے جس کی بدولت
متعدد افراد فضیلت کا رتبہ حاصل کر چکے ہین۔ مولف تاریخ نے زمانہ
سفر مدراس مین آپکے مدرسہ کو دیکہا ہے۔ اور آپکی ملاقات کا شرف بہی
حاصل کیا ہے فی زمانناً مدراس پریسیڈنسی مین آپکا وجود مسلمانون کے لئے
باعث خیر و برکت ہے۔ برٹش انڈیا نے آپ کے ذاتی فضایل اور مکارم
کے لحاظ سے بتاریخ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء اٹہارہ سو ستانوے عیسوی آپکو
شمس العلما کا خطاب عنایت فرمایا۔ مصنف صحیفہ رزین نے اپنی
بیش بہا تصنیف مین آپکا احوال لکہا ہے۔ تاریخ احمدی مین بہی آپ کا
تذکرہ ہے۔ رسائل (۱) گلزار سعادت در احوال ائمہ اثنا عشریہ و خلفائے
راشدین (۲) فقہ شافعی المسمی بہ کفایتہ المتعلم (۳) ربیع الانوار در شرح
احادیث ولادۃ (۴) رسالہ فی النحو (۵) تحفتہ اللبیب فی فعل الحبیب
صلی اللہ علیہ وسلم (۶) فتاوی در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول عیسی علیہ السلام

آپ کی تصانیف سے ہین

(۸۳) نواب عزیز الدین خان نایطی۔ ماموں لقب الملخاطب
بہ عزیز یار جنگ بہادر بن نواب فیاض الدین خان مشرف جنگ بہادر
بن محمد عزیز الدینخان بن محمد قایم خان بن محمد سلطان ماموں۔ امرا ے
قوم سے ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ محمد سلطان ماموں۔ نام آوروں سے
گزرے ہین جنکو پنڈت پڑدہان والی پونہ کے دربار سے ماموں کا لقب عطا ہوا
تہا اس لقب کی بدولت آپکا رتبہ والی ریاست کے ماموں کے مساوی سمجہا
جاتا تہا۔ محمد سلطان ماموں کے جد محمد ابراہیم خان بہادر کو حضرت مغفرتمآب
نواب آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ کے ہمراہیوں سے تعلق تہا۔ محمد ابراہیم
خان بہادر کے پوتوں سے محمد بدیع الدین خان بہادر اور محمد ہاشم خان
بہادر نے اپنے آقائے نعمت کی جان نثاری کا شرف حاصل کیا۔ محمد
سلطان اپنے بہائیون کی شہادت سے برداشتہ خاطر ہوکر پونا چلے گئے
اور پہر حضرت مغفرت مآب کے اشارہ سے لوٹ آئے۔ پانگل اور
سرنگ پٹن اور شوراپور کے سفر مین بحیثیت سرکردہ سوران شاہی
آقائے نعمت کے ہمرکاب رہے۔ آپکی رحلت کے بعد محمد قاسم خان و محمد

کانٹا ہوا ہون سو کہہ کے کو تیری چاہ مین	لیکن کہٹک رہا ہون عدو کی نگاہ مین
شعلے بہڑک رہے ہین مری دود آہ مین	یا بجلیان چمکتی ہین ابر سیاہ مین
اوس زلف پیچدار کے اندر ہے پیچ وخم	زنجیر پڑ گئی مرے پائے نگاہ مین
افتادگی نے خاک مین مجہکو ملا دیا	مانند نقش پا ہون محبت کی راہ مین
کہو یا ہے اوس کے عشق نے ایسا عزیز کو	کچہہ بتکدہ مین ہے نہ پتا خانقاہ مین

(۳۴۸) **مولوی عظیم الدین نایطی** - المخاطب بہ احمد کلیم خان بہادر المتخلص بہ عظیم ابن احمد کلیم خان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکا علم وفضل اور آپ کی ہمہ دانی شہرہ آفاق تہی۔ رنگینی طبیعت اور شعر و سخن کا مذاق آپکی طبعزاد کے انتخاب سے ظاہر ہے جس کو امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی تصانیف تذکرہ صبح وطن و گلزار اعظم مین بیان فرمایا ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از مستعدان روزگار بود و روشناسان دربار در آخر حال بخطاب پدر سر فرازی یافت۔

ولہ

رستم میدان عشقم منفرم از گل کنید	حلقہ ہائے جوشنم از دیدہ بلبل کنید

(۸۵) **ملا علی المہایمی نایطی**۔ بن مولانا شیخ احمد نایطی قدس سرہما بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہین جن کے فضایل علوم اور مراتب سلوک کا احوال زمانہ پر روشن ہے۔ بمبئی پریسیڈنسی مین مہایم ایک مقام ہے جہان آپ کا مزار مقدس واقع ہے۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ چودہوین صدی عیسوی کے آخر مین بمبئی مین چار جزیرے تہے جنکو مسلمانون نے فتح کر لیا اور اوسی وقت سے اہل اسلام کی وہان پر ترقی ہوئی ملک نیکو کی فوجون نے مہایم (اس کو بعضون نے مہکرتی لکھا ہے) پر قبضہ کر لیا تہا۔ آپ کے جد عربی الاصل آپ کے والد کوکن مین مقیم تہے آپکی ولادت ۷۷۶ھ سات سو چہتر ہجری مطابق ۱۳۷۲ء مین قصبہ مہایم مین واقع ہوئی آپ کے والد ماجد مولانا شاہ احمد قدس سرہ نے اپنے ہونہار صاحبزادے کی طباعی اور ذہانت اور شوق اکتساب علوم کو دیکھکر آپ کی اعلے تعلیم کے طرف توجہ فرمائی چونکہ خود بہی عربی کے بہت بڑے عالم تہے اسلئے باپ کی توجہ نے بیٹے کو عالم بنا دیا۔ فقہہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ حدیث وغیرہ علوم کی تحصیل سے بہت تہوڑے عرصہ مین آپ فارغ ہو گئے۔ بعضون نے آپ کا نام پیر فقیہہ رکہا اور بعض لوگ آپ کو مخدوم صاحب

کہنے لگے ستعدد اہل تصانیف نے اپنی بیش بہا تصنیفات مین آپ کے
فضایل ومناقب کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ
نفحتہ العنبریہ مین فرماتے ہین کہ وقد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماء
ومشاھیر العرفاء منھم مولٰنا الشیخ علاء الدین ابوالحسن علی المھایمی
قدس اللہ سرہ الاصفٰی وھذا نا القسطہ الاوفی صاحب التصانیف
الفائقۃ والمؤالیف الرائقۃ کالتفسیر المشھور بالرحمانی الذی
لم یفز بمثلہ القاصی والدانی وحکی مولانا الشیخ حبیب اللہ
قدس سرہ عن مصنفہ انہ قال قابلت تفسیری باللوح المحفوظ
وکالزوارف فی شرح العوارف ومشرع الخصوص فی
شرح الفصوص واستجلاء البصر فی الرّد علی استقصاء
النظر لابن المطھر الحلّی والنور الاظھر فی کشف
سرّ القضاء والقدر وشرحہ الضوء الازھر فی شرح رسالۃ
النور الاظھر واجلۃ التائید فی شرح ادلۃ التوحید
وشرح النصوص شرحاً لانظیر لہ وصنف فی اسرار الفقہ
ومحاسن الشریعۃ کتاباً سماہ انعام الملک العلاّم

باحکام حکم الاحکام و ترجم لمعات العراقی
و شرحه و ترجم رسالۃ جام جہان نما و شرحها بشرح
سماه (اراءۃ الدقایق فی شرح مراۃ الحقایق)
وامحاض النصیحۃ فی الرد علی طاعن الشیخ الاکبر
وغیرها من الرسائل الحاکیۃ لطافۃ الدرر
وکان فی العلوم العقلیۃ والنقلیۃ غایۃ وفی
اذواق توحید الوجود وتجرید الشهود ایۃ وفی الاستغراق
فی مشاهدۃ الذات والتخلی عن ملاحظۃ الآیات
نهایۃ۔ ظهرت منه الکرامات الجلیلۃ والمآثر
السنیۃ والشمایل المرضیۃ والمفاخر العلیۃ ترجمته
مسطورۃ فی الزبر العربیۃ والفارسیۃ کالحبل
المتین للشیخ عبدالوهاب المتقی الشاذلی القادری
واخبار الاخیار للشیخ عبدالحق الدهلوی
وبعض رسائل الشیخ العارف المحقق المعنوی
السید وجیه الدین العلوی قدس الله اسرارهم

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا
پیدا ہوئے ہین کہ جن مین سے مولانا شیخ علاء الدین ابو الحسن مہایمی ہین
اللہ تعالےٰ آپکے بہت پاکیزہ بہید کو مقدس کرے اور ہم کو آپ کے
فیوض کاملہ سے مشرف فرمائے۔ آپکی تصانیف برگزیدہ ہین اور
آپ کی تالیفات پسندیدہ۔ جیسی کہ تفسیر رحمانی کہ جس کا مثل ادنےٰ
اور اعلےٰ کی نظر سے ہنین گزرا۔ اور مولانا شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ
نے آپ سے نقل فرمایا ہے کہ فرماتے تہے کہ مین نے لوح محفوظ سے
اپنی تفسیر کا مقابلہ کرلیا ہے اور زوارف شرح عوارف اور مشرع الخصوص
شرح فصوص۔ اور استجلاء البصر کہ جو استقصاء النظر مولفہ ابن مطہر
حلی کی رد مین لکہی گئی ہے اور نور از ہر فی کشف سر القضا والقدر
اور اوسکی شرح موسوم بہ ضوء الاظہر اور اجلۃ التائید شرح ادلیۃ التوحید
اور النصوص (مصنفہ شیخ صدر الدین قونوی) کی بے نظیر شرح۔ اور
آپ نے اسرار فقہ اور محاسن شریعت مین ایک کتاب تصنیف
فرمائی ہے جس کا نام انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام ہے
اور لمعات عراقی اور اوسکی شرح کا بہی آپ نے ترجمہ فرمایا ہے

اور نیز آپنے رسالہ جام جہان نما کا ترجمہ فرمانے کے سوا اوسکی
شرح بھی لکھی ہے جو اراۃ الدقایق سے موسوم ہے۔ اور آپ نے
ایک اور کتاب مسمی بہ اِمحاض النصیحہ تصنیف فرمائی ہے کہ جسمین
شیخ اکبر پر طعن کرنے والے کا رد ہے۔ ان کے سوا آپ کی اور بھی تصنیفات
ہین کہ جو لطافت مین موتیون کے مثل ہین۔ اور آپ علوم عقلیہ اور
نقلیہ مین انتہا کو پہونچے ہوے اور علوم طریقت کے اعلے یادگار
اور استغراق مشاہدہ ذات مین کامل العیار اور ملاحظہ صفات سے
کنارہ کش تھے۔ آپ سے بین کرامات اور عمدہ اوصاف اور پسندیدہ
خصلتین اور بزرگ صفتین ظاہر ہوئین آپ کا احوال عربی
اور فارسی کتابون مین مندرج ہے جیسے کہ حبل متین مصنفہ شیخ
عبدالوہاب متقی شاذلی قادری اور اخبار الاخیار مصنفہ شیخ
عبدالحق دہلوی اور بعض رسایل مولفہ شیخ عارف محقق معنوی
سید وجیہ الدین علوی (قدس اسرارہم)
محقق کامل مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے اپنی قیمتی تصنیف تذکرہ
علمائے ہند مین فرمایا ہے کہ آپ کی تفسیر کو تفسیر مہایمی بھی کہتے ہین

اور آپ کی تصنیفات سے ایک رسالہ ہے جس مین آیہ کریمہ
الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین کے
۱۲۸۳۴۴۵۲۴ بارہ کرور تراسی لاکھ چوالیس ہزار پانسو چوبیس وجوہ
اعراب بیان فرمائے ہین۔ صاحب اخبار الاخیار فی اسرار الابرار نے آپکو
شیخ علی پیر و سے موسوم کیا ہے اور آپ کے علوم ظاہری و باطنی
اور تصانیف کا تذکرہ فرماتے ہوے تفسیر رحمانی کے نسبت
فرمایا ہے کہ این بصفت ایجاز وتدقیق موصوف است وتفسیر را
بقران امتزاج دادہ است۔ حسان الہند مولانا غلام علی آزاد
بلگرامی نے بھی اپنی بے نظیر تصنیف سبحۃ المرجان مین آپ کا ذکر فرمایا ہے
اور آپ کی قومی تحقیق کے ضمن مین قوم نایط کا احوال بر سبیل اجمال
لکھا ہے (دیکھو خاتمہ کا ضمیمہ نشان ۴) آپ کا وصال جمادی الاول
سنہ ۸۳۵ اٹھ سو پینتیس ہجری مین واقع ہوا۔ مرزا حیرت دہلوی نے
اپنے نامی اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء نمبر ۴ مین
لکھا ہے کہ مزار مبارک ایک عالیشان گنبد مین ہے جس کی تعمیر آپکی
ارادت مندون نے کی ہے۔ جس کے مطلا کتبون سے آپ کی پیدایش

اور وفات کا سال اور مختصر احوال معلوم ہوتا ہے۔ مزار شریف کے
جنوب مین آپکی والدہ ماجدہ (بی بی فاطمہ مغفورہ) وغیرہ اعزاء قوم کی قبرین
ہین۔ سلاطین مغلیہ کے عہد مین اس درگاہ کی مرمتہ ہوئی تھی۔ عرس
شریف کا مجمع ہمیشہ ۲۰ جنوری سے ۳ روز تک قایم رہتا ہے۔ ہزارہا
مسلمان دور دور سے آتے ہین۔ شب مین کثرت کے ساتھہ ہزارہا
قندیلین روشن ہوتی ہین درگاہ مبارک سے ایک میل تک دو رویہ
دوکانین لگی ہوتی ہین۔ بہیڑ اس قدر ہوتی ہے کہ کہوے سے کہوا چھلتا ہے
سال حال مین لارڈ ولینگٹن گورنر بمبئی نے بہی زمانہ عرس مین درگاہ کا
ملاحظہ فرمایا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان (متولی درگاہ) آپ کے ساتھہ
تہے۔ واپسی کے وقت متولی درگاہ کے مکان پر آپ نے ناشتہ کیا۔
حضرت ممدوح کی آل سے بعض افراد حیدرآباد مین بقید حیات ہین جو
لوکہر لقب فرماتے ہین۔

(۸۶) ملا علی قاری نایطی۔ کوکنی قدس سرہ علماء مشاہیر قوم
سے گزرے ہین۔ آپ باعتبار علم وفضل اپنے معاصرین مین بڑے پایہ کے
بزرگ تہے۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو پیر طریقت کہا ہے مصنف

گلستان نسب نے بھی آپ کے حالات لکھے ہین اور آپ کے کمالات کا بیان کیا ہے۔ حقایق آگاہ مولانا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحۃ خیر البریہ مین فرمایا ہے کہ ومن ھذا القوم منھل فیض الباری مولنا الشیخ علی ن القاری المشھور بملا علی القاری الکوکنی وھو غیر الملا علی ن القاری الحنفی والمتاخر عنہ ومن ماثرہ البھیۃ الشرح العزبی علی الغوثیہ وجدتہ فی غایۃ التھذیب والاتقان وقد بسط الکلام بالعلم والعرفان والذوق والوجدان والحجۃ والبرھان

(ترجمہ) اور اسی قوم سے ہین سرچشمہ فیض باری مولانا شیخ علی قاری جو کہ ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہین اور کوکن کے رہنے والے ہین اور آپ ملا علی قاری حنفی کے سوا ہین اور آپ کا زمانہ ملا علی قاری حنفی سے بعد واقع ہے۔ اور آپ کی عمدہ نشانیون مین سے ایک عربی شرح ہے جو قصیدہ غوثیہ پر لکھی ہے۔ مین نے اوسکو نہایت تہذیب اور تحقیق مین پایا۔ اور یہہ شرح نہایت مدلل اور مبسوط طریقہ پر علم او معرفت اور ذوق وشوق کے ساتھہ لکھی گئی ہے۔

(۸۷) **علی دوست نایطی**۔ سعید لقب ذہین تخلص۔ بن حکیم مہدی المخاطب بہ شفا دست خان بہادر سرکار والا جاہی کے نکھوا اور مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۴۵ بارہ سو پینتالیس ہجری مین آپ بمقام مدراس متولد ہوے۔ اوایل عمر مین آپ نے تحصیل علوم کے طرف توجہ کی آغاز شباب مین ذی استعداد ون مین آپ کا شمار رہوا۔ آپ کی ذہانت خداداد تہی۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ کلامش باوجود نومشقی لطفے دارد۔ زمانہ مابعد مین آپ کی ملازمت کا تعلق مدراس گورنمنٹ کے صیغہ پولیس سے ہوا جہان آپکی کارگذاری اور کارفرمائی نے خوب رنگ جمایا۔ مماثل عہدہ دارون مین آپکو اعزاز خاص عطا ہوا۔ قیصر ہند ادام اللہ اقبالہم کے صاحبزادگی کے زمانہ مین جب آپنے پرنس آف ویلز کی حیثیت سے ہندوستان کا سفر فرمایا اور مدراس پریسیڈنسی کو عزت بخشی تو علی دوست نایطی بحیثیت پولیس افسر ذاتی اعزاز کی وجہ سے پرنس آف ویلز کی آرڈلی قرار پائے مولف تاریخ باتفاق اوس زمانہ مین مدراس

گیا تہا اور مجھکو صرف آپ کی صورت شناسی کا اعزاز حاصل تہا عالم پیری مین آپ نے رحلت کی۔ مصنف اشارات بنیش نے بہی آپ کی ذکاوت کا اعتراف فرمایا ہے۔ آپ کے فارسی کلام کے چند متفرق اشعار ملے جنکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مست می گشتی و پیغامی فرستادی مرا
گرد گل از شاخ مینائی گل شادی مرا

ریزد بجائے اشک سمندر ز چشم تر
از بسکہ سوخت عشق بت آذری مرا

بدست نازکش آئینہ را بدہ قاصد
اگر یقین نکند یار داستان مرا

جامہ چاکی ہاے من از بسکہ دارد شہرتے
جائے در دامن نمی بخشد زمین صحرا مرا

ز سر مستی در آمد آن پری رو در برم امشب
مگر شد دخت رز و لالہ از راہ کرم امشب

باید کہ ز آرایش خود دست بشوئی
از شرم رخت آئینہ در فکر گداز است

بطالعم نظر زہرہ را قرار دہند
چو بشنود صنم بدگمان چہ دشوار است

پیش رخ نازمن رحمستان صبح
یک گل خود رو بود مہر درخشان صبح

چو گرم جلوہ گردد ای مہین خورشید تابام
پر پروانہا بر شمع محفل بادزن باشد

ہمچو اخگر خلعت منت نمی پوشد تنم
زانکہ روید از درون خاکستری پیراہنم

بر کشیدم دوش در یاد رخ او نالہ
تا بگردون رفت و بر گرد قمر شد ہالہ

(۸۸) **نواب علی دوست خان نایطی** - ابن غلام علیخان قلعدار ویلور رؤسائے قوم سے گزرے ہین۔ مصنف توزک والا جاہی نے لکہا ہے کہ نواب سعادت اللہ ناظم ارکاٹ کی رحلت کے بعد قوم نے بالاتفاق باقر علیخان ابن غلام علی خان نایطی کو مسند نشینی کے لئے منتخب کیا جب مراسم ادا ہوے اور اعیان دربار نے نذرین پیش کین تو اوسوقت باقر علی خان نے مسند چہوڑ کر اپنے بہائی علی دوست خان کو مسند نشین کیا۔ اور سب سے پہلے خود نذر گزرانی پہر حاضرین دربار نے اونکی پیروی کی نواب علی دوست خان نے اس قدر خوبصورتی کے ساتہہ ریاست کا انتظام کیا اور درباریون کے ساتہہ اونکا برتاو ایسا عمدہ تہا کہ مخالفین کے دلون مین بہی اونکی محبت پیدا ہوگئی۔ آپ انتظام ریاست مین نہایت نیک نام رہے۔ محمد حسین خان نایطی۔ طاہر لقب۔ آپکے دیوان تہے۔ جب حاکم پونا نے وصول پیشکش کے لئے آرکاٹ پر چڑہائی کی تو آپ نہایت استقلال کے ساتہہ اوس کے مقابل ہوے اور اسی لڑائی مین آپ کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ مصنف ماثر الامرا

نے بضمن احوال نواب سعادت اللہ خان نایطی ناظم ارکاٹ آپ کا
اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب انساب النوایط نے لکھا ہے کہ نظامت
علی دوست خان در ارکاٹ پنجسال کسرے کم بود و بعد شہادت
خان معز خلف الصدقش نواب صفدر علی خان مامور بکار نظامت
شد و از سر نو انتظام آبادی منتشرہ با نضباط قوانین مرتبہ ترتیب
داد و قوم و عشایر خود را باندازہ مناسب آورد۔ محمد حسین خان
از دیوانی معزول شد و میر اسد اللہ خان اثنا عشری بدان عہدہ کامیاب
گردید و نتیجہ این عزل و نسب نا مساعد شد تا بحدے کہ صفدر علیخان
بہادر در تاریخ ۱۵ شعبان ۱۱۵۵ھ جام شہادت چشانیدند۔

(۸۹) علی رضا خان نایطی۔ المخاطب بہ ضیاء الدولہ بہادر
آگاہ تخلص روسائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب
حسین دوست خان المخاطب بہ شمس الدولہ والمعروف بہ چندا صاحب
کا احوال جدا گانہ لکھا گیا ہے۔ حضرت آگاہ نے ابتدائً نواب
حیدر علی خان کی فوج مین بخشی گری کی خدمت پائی۔ صاحب تذکرہ
صبح وطن نے لکھا ہے کہ آپ ایک دن سواران فوج حیدری کا

داخلہ ملاحظہ فرما رہے تھے ایک ایسا سوار پیش ہوا جس کی سواری کا گھوڑا ناپ مین کم تھا جب آپ نے اوس پر اعتراض کیا اور کہا کہ فوج شاہی مین یابوؤن کی بھرتی قایم نہین رہ سکتی تو دریدہ دہن سوار نے جواب دیا کہ زمانہ کے انقلاب نے میرے گھوڑے کو یابو بنا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ سوار نے کہا کہ اوسی طرح جسطرح زمانہ نے آپ کو حکومت مستقل سے فوج حیدری کا بخشی بنایا یہہ جواب آپ کو سخت ناگوار ہوا آپ نے ملک کرناٹک کو الوداع کہا اور پیشوا کی دارالحکومت کا ارادہ فرمایا پہلی ہی منزل مین قضا و قدر نے آپ کو ملک باقی مین پہونچا دیا

مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از روسائے قوم نایطہ صاحب طبع سلیم و فکر رسا بود۔ اکثر سر معاملہ باشاہدان سخن داشت و شاہین اندیشہ را بہ تسخیر وحشیان معانی می گماشت۔ چراغ فکر روشنش ضیا افزائے بزم نازک خیالیست۔

از دہر آنچہ حاصل اسباب کردہ ایم	قصر بلند بر رہ سیلاب کردہ ایم
بہ ہفتاد و دو ملت آشنا شد طبع آزادم	چراغم محفلم آئینہ ام حسن پریزادم

(۹۰) **مولوی علی موسی رضا نایطی** - مہاجر لقب ابن مولوی ابو الحسن نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین - دربار والا جاہی سے آپ کو احتشام خان رفعت جنگ بہادر کا خطاب اور بخشی فوج کی پیشکاری کا عہدہ عطا ہوا تہا - آپ نہایت ذی علم اور صاحب تقوی - قبیلہ پرور امیر تہے - والی ریاست کرناٹک آپ کو بلحاظ اعزاز خاندانی عزیز رکہتے تہے - برٹش گورنمنٹ کی حکومت مین بہی آپ والا جاہی پنشن سے کامیاب رہے - آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صبغۃ اللہ مہاجر کو مدراس گورنمنٹ نے ملازمت کا اعزاز بخشا ہے آپ نہایت قابل شخص ہین علوم دینی کے علاوہ علوم مغربی سے بہی ماہر ہین مولف تاریخ کو آپکی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے -

(۹۱) **قاضی عمر شہید نایطی** - بن حسین عرب مکی قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہین - ٹیپو سلطان کی حکومت مین قضایت ادہونی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا اور مدد معاشی جاگیر بہی آپکے نام عطا ہوئی تہی - آپ کا علم وفضل اور زہد وتقوی ملکون مین مشہور تہا - بعض بزرگان قوم اسوقت تک حیدرآباد مین موجود ہین جنکو

آپ کی بزرگیون کا اعتراف ہے آپ کے دو فرزند (۱) قاضی عبداللہ (۲) قاضی حسین تک قضادت کا سلسلہ جاری رہا پھر اس خاندان کا سلسلہ آگے نہ چلا۔

(۹۲) قاضی عمر نایطی۔ قاضی لقب بن محمد عتیق اللہ مشہور تاجرین قوم سے ہین۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام تعلقہ بھٹکلہ متعلقہ صوبہ بمبئی۔ لکھپتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے۔ نہایت ذی خُلق و مروت اصول تجارت سے کامل واقف شخص ہین۔

ردیف غ

(۹۳) مولوی۔ حکیم۔ غلام احمد نایطی۔ چودھری لقب ابن حکیم قادر محی الدین خان المخاطب بہ مہتمم الدولہ سربراہ خان مہتمم جنگ بہادر سرآوردہ افراد قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جدا علےٰ عبداللہ خان فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے آپکا تعلق دربار والاجاہی سے تھا آپ کو ۱۱۷۰ھ بارہ سو ستر ہجری مین بعہد حکومت امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس مسیح الدولہ حکمت آموز خان مسیح یار جنگ بہادر کا خطاب

عنایت ہوا۔ آپ فن طبابت مین نہایت باخبر اور ممتاز حکیم تھے آپکا حلم اور آپ کی بردباری قابل تعریف تھی۔ مدت العمر آپ کو پبلک کامون کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی۔ آخر زمانہ عمر مین آپ حیدرآباد تشریف لائے۔ بیدار مغز اور قدردان علم وہنر وزیر باخبر سر سالار جنگ اعظم نے آپ کو مدرسہ طبابت سرکار نظام کے صدارت دینی چاہی عدم موافقت آب وہوا کی وجہ سے آپنے حیدرآباد کا قیام منظور نہ فرمایا اور مدراس واپس گئے۔ اور وہین رحلت فرمائی۔ مدراس کے محلہ میلاپور مین آپکی حویلی مشہور ہے۔

(۴۹) **مولوی غلام احمد نایطی۔** المخاطب بہ مشاہرہ خان قاسم یار جنگ بہادر ابن نواب مدار الامرائے مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۳۶ھ بارہ سو چھتیس ہجری مین بمقام مدراس آپ متولد ہوے۔ اوایل شباب مین آپ نے فارسی اور عربی کے کامل استعداد بہم پہونچائی۔ مولانا سید شاہ برہان الدین قادری صبغۃ اللہی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی دربار والا جاہی مین مہتممی تقسیم تنخواہ فوج کی خدمت آپ کے تفویض تھی

نہایت ذی مروت اور خلق مجسم تھے۔

(۹۵) مولانا حکیم غلام جیلانی نایطی۔ المخاطب بہ حکیم غلام جیلانی خان ابن حکیم قادر محی الدین خان مہتمم الدولہ مشہور اطبائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی سلسلہ عبداللہ خان فیروز جنگ بہادر عالمگیری تک پہونچتا ہے۔ دربار والا جاہی مین سرکاری حیثیت سے آپ کی تعیناتی نواب خیرالنسا بیگم مغفورہ محل خاص والی ریاست کی ڈیوڑہی مبارک پر تہی۔ آپکا خانگی مطب نہایت شہرت پذیر تہا غربا قوم کو آپ کے مطب سے ہر طرح پر آرام نصیب تہا۔ آپ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تھے۔ آپ کے فرزند کو مدراس گورنمنٹ مین پولیس سپرنڈنٹ کا عہدہ تفویض ہے۔

(۹۶) غلام حسین نایطی۔ الملقب بہ شہر اوستاد و المتخلص بہ جودت ابن محمد یار خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین نتہر نگر مین آپ کی سکونت تہی۔ آپ کے فیضان علوم سے بہت سے لوگ بہرہ مند ہوے۔ قومی لقب کے لحاظ سے آپ اسم با مسمے تھے آخر عمر مین آپ نے دنیا داری کو ترک کر کے گوشہ تنہائی مین بسر کی

۱۳ سنہ بارہ سو تیرہ ہجری مین وفات پائی امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کا تذکرہ اور صبح وطن مین آپ کو مجتہد اہل تشیع سے موسوم فرمایا ہے بعض مصنفین نے لکہا ہے کہ آپ نہایت نیک نفس غربا کے خدمت گزار اور حاجت روا تہے۔ عالم تنہائی مین فکر سخن کو فکر معاش پر مرجح سمجہتے تہے۔ جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰة والسلام کی مدح مین آپ نے ایک دلچسپ مثنوی لکہی ہے جسکی شہرت نے آپ کے کلام کو مشاعرہ اعظم تک پہونچایا اوسی مثنوی کا یہہ مطلع ہے

امام و قبلہ گاہ آل اطہر	پیمبر نیست بل جان پیمبر

ولہ

گل داغم بہار نخل آہ حسرت ایجادم	بدلہا سوز در دم بر زبانہا شور فریادم
چہ می پرسی ز ضعفم ناتوانی ننگ میدارد	فتد از سایہ مژگان ہوری نخل بنیادم
ز دل تا لب سد صد جا سخن از پائے میلغزد	بدوش ناتوانی میرسد از ضعف فریادم
چو آید در تصور نشتر خون ریز مژگانش	چکد خون از رگ نبض خیال وحشت ایجادم

بہر جا دستگاہ جلوہ عشقی شدم جودت	سحاب گریہ مجنون بہار آہ فرہادم

رباعی

در ملک جہان چو ننگ و عاریم عزیز	چون شرم و حیا بروزگاریم غریب
از قحط تمیز بسکہ ارزان شدہ ایم	چون گوہر آبرو بہر دیاریم غریب

(۷۹) **مولوی غلام حسین نایطی** ۔ مہکری لقب حیدری تخلص ابن محمد صادق نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کو نواب سعادت اللہ خان نایطی والی کرناٹک کے دربار مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ نواب مشیر الملک کے حسن توسط سے نواب نظام علی خان مغفور والی حیدرآباد کی بارگاہ مین بہی رسائی ہتی۔ آخر عمر مین آپ نے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین مقام فرمایا اور وہین آپ کی رحلت واقع ہوئی۔ بڑے طبّاع اور حاضر جواب تہے اپنے زمانہ عمر کو ہر ایک مقام پر کمال خودداری اور بے غرضی کے ساتہہ بسر کی شعر و سخن کا بہی مشغلہ رکہتے تہے اور حیدری تخلص فرماتے تہے۔ مصنف تذکرہ صبح وطن نے آپ کا احوال لکہا ہے۔

صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ حیدر معرکہ سخنوری و شیر
صفدر رزمگاہ معنے پروری استعداد جیّد داشت و توسن اندیشہ
راگاہ وبیگاہ بدنبال صید سخن می گماشت۔ ذکاوت طبع صفا
جوشش از اندازہ بیان بیش و قوت حافظہ اش از ذکاوت
ہم یکقدم پیش۔ ذوالفقار خامہ اش باین آئین فتح خیبر معنے می نماید

نیست آئینہ ساختن کارے		صاف دل شو سکندرے ایست	

(۹۸) حاجی۔ غلام حسین خان نایطی۔ غریب لقب۔
المخاطب بہ نواب حسین یاور جنگ بہادر امرائے قوم سے گزرے
ہین۔ آپ کی حقیقی ہمشیرہ حضرت مغفرت منزل نواب سکندر جاہ مغفور
نوراللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد سے منسوب تہین آپ کے
جداعلےٰ شیخ حسین کوکنی قدس سرہ مشاہیر قوم سے تھے جن کے
دوسرے پوتے نواب قطب الدین خان بہادر کو ارکاٹ کی
مدارالمہامی کا عہدہ تفویض تہا۔ حاجی غلام حسین خان باعتبار
سواد علمی اور عملی معلومات کے فرد منتخب اور نیک نفسی اور خدا
ترسی کی وجہ سے برگزیدۂ خلایق سمجھے جاتے تہے۔ آپ کے پوتے

محمد قطب الدین خان وغیرہ۔ اعزاز منصب سے سرفراز ہین۔

(۹۹) غلام حیدر خان نایطی۔ المخاطب بہ نواب اقتدار جنگ جمدۃ الدولہ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین مصنف گلزار آصفیہ نے آپ کا احوال نہایت تفصیل کے ساتھہ لکھا ہے آپ کے بزرگون کو سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل تہا۔ اور مراتب جلیلہ سے سرفراز رہے حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نوراللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد میمنت مہد مین توشک خانہ۔ فیل خانہ۔ اور فراش خانہ کے خدمات آپ کے تفویض تہے۔ منصب چار ہزاری و دو ہزار سوار اور تعلقات کثیر المحاصل کا انتظام آپ کے سپرد تہا صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہین کہ از قوم نوایطا میر بیست کشیدہ مزاج کم گو۔ پر فکر۔ راست کردار راستی پسند۔ بہرکس کہ زبان داد مانند روز قیامت تغیر پذیر نیست۔ اخلاق حمیدہ و اشفاق پسندیدہ اش عالمی را فرا گرفت۔ جو کام آپ کے تفویض ہوتا تہا۔ آپ اوس کو نہایت سلیقہ اور رونق کے ساتھہ

سرانجام دیتے تھے اور بڑے نیک نفس امیر تھے

(۱۰۰) **مولوی غلام دستگیر نایطی** - قریشی لقب ابن مولوی غلام علی قریشی ابن حاجی عظمت اللہ قریشی۔ کندا چار بخشی کے پروتون سے ہین جن کا احوال نمبر ۵ اوپر لکھا گیا ہے۔ آپ کو علوم مغربیہ مین اچھی مہارت ہے اور مالگزاری و عدالت کے کامون کا کامل تجربہ رکھتے ہین۔ سرکار نظام کے امتحانات ملکی سے فارغ اور تحصیلداری کے عہدہ سے سرفراز ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑے ملنسار اور خلیق شخص ہین۔

(۱۰۱) **مولوی غلام دستگیر نایطی** - ابن مولوی غلام حسین مرحوم مشاہیر قوم و عمایدین حیدرآباد سے گزرے ہین حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد مبارک مین آپ عدالت بارادری کے ناظم تھے۔ آخر زمانہ عمر مین ریاست بیگن پلی نے آپ کو عدالت دیوانی کی نظامت پر منتخب کیا صاحب کمالات ماہر علم و فن۔ حاضر مزاج اور بلند خیال شخص تھے۔ قانون دستگیری۔ آپ کی تصانیف کا اعلیٰ یادگار رہے۔ آپکے چھوٹے فرزند

غلام جیلانی خان مرحوم کو ریاست حیدرآباد مین منصب
داری کا اعزاز حاصل تہا۔

(۱۰۲) **نواب غلام دستگیر خان نایطی**۔ المخاطب بہ نواب
نصرت جنگ بہادر امرائے ریاست آصفیہ سے ہین آپ کے عم محترم
نواب نظام الدین خان مغفور کو بہی نصرت جنگ بہادر کا خطاب
حاصل تہا جن کو علاقہ صرف خاص کے آبائی خدمات اور جاگیرات
کے علاوہ نظامت مداخل و تعلقات صرف خاص کا عہدہ جلیلہ بہی
تفویض تہا۔ مولف تاریخ نے آپ کی نظامت کے زمانہ مین آپ کی
ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے دیندار اور نیک نفس
غربا پرور امیر تہے۔ ہمیشہ افراد قوم کا اعزاز فرماتے تہے۔ نواب
نصرت جنگ حال بہی نہایت حوصلہ مند اور نیک طینت امیر
ہین۔ خاندانی خدمات اور اعزاز جاگیرات سے سرفراز ہین۔ مولف
تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف بہی حاصل ہے

(۱۰۳) **مولوی حکیم غلام دستگیر خان نایطی**۔ غیاث لقب
لایق تخلص۔ ابن مولوی غلام احمد مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین

آپ نہایت باکمال اور ذی تجربہ شخص تھے۔ اطباء مستندین مین آپکا شمار تہا۔ مہتمم الدولہ بہادر میر مجلس اطباء دربار والا جاہی نے بہی آپ کو سند عطا فرمائی تہی۔ نوابی مدراس کے سر رشتہ طبابت سے آپکی ملازمت کا تعلق تہا۔ صاحب تذکرہ اعظم نے آپ کے قوت حافظہ اور حاضر مزاجی کی تعریف کی ہے۔ اور تذکرہ صبح وطن مین بہی آپکا احوال لکہا ہے مصنف اشارات بنیش نے بہی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپکے دولت سرا پر تعلیم فن طبابت کا خانگی مدرسہ قایم تہا جس سے فیض عام جاری تہا۔ فن سخن مین آپ کی تصنیف۔ تذکرۂ لایق کے نام سے شائع ہو چکی ہے جو آپ کی قابلیت کا اعلے یادگار ہے۔ آپکی طبعزاد سے ایک منتخبہ غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

صد خانہ غم چو گل بگریبانم آرزوست	چون لالہ داغ بر دل سوزانم آرزوست
آسودہ ام بہ بستر سوز و گداز ہا	روشن دلے چو شمع شبستانم آرزوست
ہم خندہ گشت آہ من از برقِ آتشین	اکنون چو ابر دیدہ گریانم آرزوست
اندر ہوائے آن بت لیلے منش مدام	مانند قیس سیر بیابانم آرزوست
لایق بزیر سایۂ زلف و عذار یار	ہر صبح و شام خواب پریشانم آرزوست

(۱۰۴) **ملک غلام رسول خان بہادر نایطی** - ابن ملک غلام حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کے جد اعلے محمد علیخان بہادر دہلی کے جاگیرداروں سے تھے۔ آپکو دربار والا جاہی مین نائب بخشی پادشاہی کا عہدہ تفویض تھا۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ طبیعت اور نیک بخت شخص ہے آپ کے فرزند مدراس گورمنٹ مین سکونت پذیر ہین۔

(۱۰۵) **مولوی حافظ۔ حاجی۔ غلام رسول نایطی** - ناگپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ابتدائً آپکو ریاست ناگپور کے افتار کی خدمت عطا ہوئی جس کے فرایض کو آپ نے نہایت خوبی کے ساتھہ ادا فرمایا۔ رعایائے ناگپور مین آپ شاہ واعظ کے نام سے معروف تھے۔ اور آپ کے مذہبی مواعیظ ملکون مشہور رہے آپ شہر ناگپور کے کوتوال مقرر ہوے۔ اور مدت العمر نیک نام اور کامیاب رہے۔

(۱۰۶) **نواب غلام زین العابدین خان نایطی** - لوکہری المخاطب بہ نواب اعتضاد جنگ بہادر خلف الصدق نواب سالارالدولہ سالارالملک حسین دوست خان ارادت جنگ امرائے حیدرآباد سے

گزرے ہین۔ آپکا مختصر احوال مصنف گلیمنزاف دی نیطامس ڈومینس
نے لکھا ہے۔ والی ریاست سرکار نظام سے آپ کو منصب
دو ہزاری اور علم و نقارہ کا لوازمہ عطا ہوا تہا۔ ضلع بندی سے
پہلے انتظام امانی جاگیرات مین ہی آپ کا دخل رہا۔ اور انتظام
ضلعبندی سرکار آصفیہ کی مجلس مین آپ شریک رہے۔ امرائے
حیدرآباد سے نہایت متمول اور مالدار امیرون مین آپ کا شمار
تہا آپ کی خلق و مروت اور قبیلہ پروری کی شہرت ابتک باقی
ہے۔ آپ اپنی آبائی معاش جاگیرات سے مادام الحیات سرفراز
رہے۔ مصنف گلزار آصفیہ نے لکہا ہے کہ نواب اعتضاد جنگ
امیریست جوان بخت جوان سال۔ کہن تدبیر۔ صاحب اخلاق
مسلوک با اقربا و احبا۔ رعایا پرور دادرس۔ ہموارہ حاضر دربار
می بود۔ نواب اکرام الدین خان اور نواب غلام جیلانی خان بہادر
آپ کے صاحبزادے ہین اول الذکر نواب نے شباب مین رحلت
فرمائی اور آخر الذکر نواب اپنے آبائی اعزاز کے ساتہہ بقید حیات
ہین۔ اور علم سیر سے زیادہ دلچسپی رکہتے ہین۔ جن کا تذکرہ مصنف

تزک محبوبیہ نے بھی فرمایا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۷) نواب غلام زین العابدین خان نایطی لوکہری

خلف الصدق نواب اکرام الدین خان بہادر بن نواب غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ بہادر بن نواب سالارالدولہ سالارالملک حسین دوست خان ارادت جنگ مشاہیر قوم اور امرائے حیدر آباد سے ہیں۔ آپ کے جداعلےٰ نواب سالارالملک مغفور کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے جس سے آپ کی ذاتی خوبیاں اور محامد صفات اور مراتب واعزازات اور خاندانی منزلت ظاہر ہے۔ آپ کے جد غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ کے مناصب عالیہ او مکارم اخلاق کا احوال اور آپ کی نسبت اہل تاریخ کا خیال گزشتہ نمبر پر بیان ہو چکا ہے۔ جن کے دو صاحبزادوں سے ایک نواب غلام جیلانی خان بہادر ہیں جو ضلع اندور میں مواضع سالورہ وغیرہ محاصلی تقریباً ــــــ کے جاگیر سے سرفراز اور محاسن اخلاق سے ممتاز ہیں۔ دوسرے نواب اکرام الدین خان مغفور گزرے ہیں

جو صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے جن کی وجاہت اور نیک بختی اور نیک نفسی کا نقش معاصرین کے قلوب پر اتبک قایم ہے۔ نواب زین العابدین خان بہادر کو امیر ابن امیر کہنا چاہیئے۔ آپ کے اعزاز و منزلت کے سوا خاندانی ثروت کے اعتبار سے بہی آپ کی امارت مسلمہ ہے۔ آپ بمقام حیدرآباد متولد ہوے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز امیرانہ طریقہ پر ہونے کے بعد مدرسہ اعزہ مین شریک کئے گئے۔ بہت تہوڑے عرصہ مین مدرسہ عالیہ یعنے نظام کالج مین منتقل ہو کر حیدرآباد سیول سروس کلاس مین شریک ہوے جہان اعلے درجہ مین آپ کو کامیابی ہوئی پہر قانون کی طرف آپنے توجہ فرمائی تو سرکار عالی کے جوڈیشل امتحان مین اول درجہ کی سند حاصل کی۔ قدر دان گورنمنٹ نے ضلع کی مددگاری عدالت کا عہدہ آپ کو عطا فرمایا پہر صدر مددگاری صوبہ پر آپ کی ترقی ہوئی۔ بالآخر عدالت العالیہ دولت آصفیہ نے آپ کو معتمد مجلس کا مددگار مقرر کیا جس عہدہ پر اسوقت تک آپ کارگزار ہین۔ آپ نے ملازمت کے ہر ایک درجہ مین نہایت قابلیت اور راست بازی

کے ساتھ اپنے عہدہ کے فرائض کو ادا فرمایا۔ رعایائے حیدرآباد کے بڑے حصہ کے پاس آپ ہر دلعزیز افسر ہین آپ کے مافوق حکام آپ کو منتخب عہدہ دار خیال فرماتے ہین۔ تین سال کے لئے فرقہ جاگیرداران ریاست کے جانب سے آپ لیجس لیٹو کونسل کے ممبر تقرر ہوئے ہین۔ اور اکثر سالون مین آپکو عدالتی امتحانات کے ممتحن قرار پانیکا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آبائی معاش جاگیری سے بھی سرفراز ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۸) مولوی غلام عبدالقادر نایطی المخاطب بہ قادر عظیم خان بہادر ناظر تخلص ابن غلام محی الدین خان امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ سنہ ۱۲۰۰ بارہ سو ہجری مین آپ بمقام مدراس متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور پھر علوم دینیہ کی تحصیل مین مختلف فضلاء وقت سے بہرہ اندوز ہوئے عربی و فارسی مین کامل استعداد رکھتے تھے۔ جب آپ کو سرکار والاجاہی مین کتب خانہ شاہی کی مہتممی اور میرسامانی کی خدمت ملی تو قادر عظیم خان بہادر سے مخاطب ہوے آخر پر وقائع نگاری ریاست

کا عہدہ بہی آپ کے تفویض ہوا۔ مدت العمر تصنیف و تالیف کا شغل رکہتے تہے ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی آپکی تصانیف کثیرہ سے۔ بہار اعظم جاہی۔ خلدستان شرح بوستان روضۂ دلکشا شرح یوسف زلیخا۔ شرح سکندر نامہ۔ گلستان نسب آپکی قابلیت کے اعلے یادگار ہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مختصر سوانح عمری کے ساتہہ فارسی کلام کا انتخاب بہی لکہا ہے جو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

زہد بہتر ز شباب است تو ہم میدانی	عمر خود پا بر کاب است تو ہم میدانی
تکیہ بر ہستی فانی مکن اے باد فروش	زندگی مثل حباب است تو ہم میدانی
غرہ زنہار مشو یار برا فسانۂ دہر	این جہان صورت خواب است تو ہم میدانی
مصحف چہرہ خوبش بنظر دار مدام	مونس دل کتاب است تو ہم میدانی
ناظرا بر سخن یار چرا دل بستی	وعدہ اش نقش بر آب است تو ہم میدانی

(۱۰۹) مولوی غلام علی نایطی۔ قریشی لقب المعروف بہ بخشی صاحب ناظم تخلص۔ بن حاجی عظمت اللہ قریشی مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے جداعلےٰ غلام علیخان قریشی المعروف بہ کناچار بخشی

ٹیپو سلطانی پیدل فوج کے وزیر تھے۔ کنداچار کنڑی زبان کا لفظ ہے۔
جس کے معنے جمعیت پیدل کے ہین۔ سرنگ پٹن کے حملہ کے زمانہ مین
آپ محلات سلطانی کے محافظ قرار پائے تھے۔ آپکو جاگیری معاش کا
اعزاز بھی حاصل تھا۔ مصنف نشان حیدری نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے
جب ٹیپو سلطان کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو محلات سلطانی کے ساتھ
آپ رائے ویلور تشریف لائے اور پھر محمد پور ارکاٹ کو واپس ہوکر
بقیتہ العمر وہین رہے۔ آپ کی زندگی تک ایکہزار روپیہ کی ماہواری
پنشن اور زمینداری بمعاوضہ جاگیر آپکے نام جاری ہی اور آپکی سکونت کیلئے حکومت
وقت نے دو باغ عنایت فرمائے پنشن اور زمین کا سلسلہ الی الآن آپ کے
خاندان مین قایم ہے۔ مولوی غلام علی ثانی آپ کے حقیقی پروتے
ہین۔ آپ محمد پور ارکاٹ مین متولد ہوے۔ آپ کے اکتساب علوم
کا زمانہ مدراس مین گزرا۔ علوم عربیہ مین کامل اور زبان فارسی
مین فرد لاثانی مشق سخن مین بلیغ الکلام ناظم تخلص فرماتے ہین اوایل
شباب مین آپ نے سرکار نظام کی نمکخواری کا اعزاز حاصل کیا
اواخر زمانہ ملازمت مین اول تعلقدار ضلع رہے۔ اور اسوقت محسن خدمت

کا چار سو روپیہ وظیفہ پاتے ہین باوجود وظیفہ یابی ایک عرصہ تک
آپ کو ڈپٹی کمشنری اور کمشنری صیغہ عطیات کے اقتدارات حاصل
تھے۔ آپ نہایت متین غیور نیک طبیعت اور سنجیدہ مزاج بزرگ
ہین۔ مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ دیوان اور
کلیات نظم آپ کے فارسی کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جامہ خود چون بدین عقل پریشان دوختم
جائے دامان جیب و جائے جیب دامان دوختم

تا نگردو زخم دہان بد سگال و چارہ گر
چاک صدرہ کردم و صدرہ گریبان دوختم

راز عشق من مبادا از پردہ افتد بر ملا
چشم بر پیراہن آن شوخ پنہان دوختم

مدعایم بود ضمن چارہ تکلف دگر
زخم دل از سوزن خار مغیلان دوختم

فن خیاطی کہ می داند چو من در روزگار
سینہ صد چاک را از نوک پیکان دوختم

بے تعرض داخل بزمت شدم از لاغری
گوئیا از تار پیکر چشم دربان دوختم

ولہ

تا پائے بخاک من افسردہ جگر زد
دامان زبد آموزی دشمن بکمر زد

بیہودہ طرف بالب شیرین تو گردد
ما را شکر آب است ہما نا بہ تبر زد

در کار خودم بود تمنائے کشادے
شمشیر بکف آمد زخمے بجگر زد

از کوچہ او برد ز رشکم سوئے ناصح — فریاد کہ راہ من شوریدہ خضر زد

مطلوب شب ہجر تو یعنے ملک الموت — در روز وصالت بدرم آمد و در زد

برداشتے ایکاش دل خستہ ام از خاک — زان دست کہ ہنگام تماشا بہ کمر زد

زان بیش کہ از بہر دعا دست برآرم — گویم کہ یکے خندہ تحقیر اثر زد

ولہ

نو بہار حسن او ہر جا گل افشانی کند — پردہ ہائے چشم من از شوق دامانی کند

فرض دربانان بجائے خواب بیداری بود — طالع خوابیدہ ام ایکاش دربانی کند

می ستیزد با من آن کافر ز رشک حوریان — صد جفا بر حال زار من مسلمانی کند

جامہ خاکستری پوشم ز دست گردباد — تا مبادا راز من بے پردہ عریانی کند

بہر خلق جینیان باقی نماند یک شرر — بحر اشک من اگر این مایہ طغیانی کند

مردم و رستم ز بیدادش چہا دون ہمتم — در تہہ خاکم فرو حیف این پشیمانی کند

مایہ ناز سکندر پیش او آرید زود — ورنہ جنبش را کف مشاطہ لا ثانی کند

سجدہ کروبیان بہر سلامش میرسد — آنکہ وقف آستان یار پیشانی کند

زلف او با این سیہ کاری ندارد جاش — آنچہ با جان حزین من پریشانی کند

دشمن نا اہل را باشد مسخر آن پری — آوخ آوخ دیو افسون گر سلیمانی کند

تا کشاید لب بہ محفل ناظم شیوا بیان		ہر یکے در بزم دعوائے سخندانی کند
	ولہ	
پاشنہ کوبان دو جانب دامان من		جادہ دست جنون تار گریبان من
عشق جنون آفرین کرد ز دل سوزیم		کرمک شب تاب را شمع شبستان من
خلق ز جوش جنون خانہ خرابی کند		مایہ خلق ار شود خاک بیابان من
در سفر از رہزنان ہیچ ندارم خطر		بے سر و سامانیم ہست نگہبان من
از غم عشق تو شد بسکہ تنم خشک تر		گردن لاغر بود خار گریبان من
عمر عزیزم گزشت آخ بفکر سخن		کاتب دشتم بود تا فتل دیوان من
وقف درش کردہ ام جبہہ فرسود را		تا دم محشر بود بر سرم احسان من
حسن ملیحش مرا تشنہ آزار کرد		زخم دل من بود وقف نمکدان من
پا ز در خود برون می نتوانم نہاد		ہست دل تنگ من گوشہ زندان من
ہم بغزل گوئی و ہم بہ ثنا گستری		نیست چو ناظم کسی در ہمہ اقران من
	قصیدہ	
از ناز گر بپائے تو دامان فتادہ است		بر پائے من ز رشک گریبان فتادہ است
شکر خدا کہ چشم بتان از مرض شدم		یعنے کہ کار بندہ ز درمان فتادہ است

برجستہ از فلک بدر کبریا رسید
فریاد من چہ بے ادبالان فتادہ است

از جنجر نگہ کہ زدستی بسینہ ام
دل پارہ پارہ در برم ایجان فتادہ است

جا کردہ است در دل تنگم بصد فریب
شادم کہ غمگسار بزندان فتادہ است

زانرو کہ چہرہ تو زمے آتشین بود
آتش پرست شمع شبستان فتادہ است

ترسم کہ شاخ گاؤ زمین خرد بشکند
بار محبتش بسرمان فتادہ است

می گفتم آنچہ کرد زخش با دل حزین
آوخ کہ در میان خط جانان فتادہ است

از خجلتے کہ مہر زروئے تو می کشد
خون در نہاد لعل بدخشان فتادہ است

نام و نشان خاک زچشم ترم نماند
زین پس محال خلقت انسان فتادہ است

ہر محشری بفکر تلاش سفینہ غرق
اعنی بحشر چشم گریان فتادہ است

زان دم کہ شد جمال تو نامی بروزگار
در چاہ نام یوسف کنعان فتادہ است

عشق تو کرد جوش جنون عام در جہان
ہر خانہ جانشین بیابان فتادہ است

یا بد چگونہ بار بہ بزم تو ہیچ کس
حیرت بر آستان تو دربان فتادہ است

می ماند اگر بعد وے شہ دکن
مارا کہ زیر پائے بیابان فتادہ است

در عہد او بہائے سرشک آنقدر گران
چندانکہ قیمت گہر ارزان فتادہ است

تیرش اگر بہ ہند رہا گردد از کمان
دشمن بروئے خاک در ایران فتادہ است

افتاد نیست بر صف اعدائے او شکست	نصرت بر زمگاہ رجز خوان فتادہ است
ویرا نہاز دست وے آباد ہر طرف	یک کان گوہر است کہ ویران فتادہ است
زیر محل سرائش نہ گنبد سپہر	تہ خانہ کہ در تہ ایوان فتادہ است
اعلان کفر کس نکند در زمان او	زنار شمع بنگر پنہان فتادہ است
امین ز چشم زخم بود خسرو دکن	پروردگار ز خلق نگہبان فتادہ است
پاینده رسم سالگرہ پادشاہ را	از گوے تا گرہ بگریبان فتادہ است

(۱۱۰) **مولوی غلام علی نایطی** - پتور لقب - صاحب تخلص الملخاطب بہ منشی الملک دبیر الدولہ اعتماد خان۔ عطارد جنگ ابن دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ امراے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ بارہ سو سترہ ہجری مین بمقام مدراس واقع ہوئی۔ ابتداء عمر سے آپ کی ذہانت۔ سالے کہ نکو ست از بہارش پیدا کی مصداق تہی۔ اوایل شباب مین آپ نے معقولات اور منقولات سے فراغ حاصل کیا۔ اگرچہ تعلیم کا سلسلہ ۲۰ سال کی عمر مین باسباب خاص منقطع ہوا مگر مطالعہ کتب کے ذریعہ سے آپنے اپنی قابلیت مین اس درجہ تک ترقی کی کہ فضلاء معاصر کی نظر آتیہ

پڑہنے لگی خصوصًا فن ادب اور فقہ شافعی مین آپ فرد فرید تہے
فن سخن سے بہی خاص دلچسپی رکہتے تہے صایب شیرازی کے
ہم خیال وہم قدم اور صاحب تخلص فرماتے تہے۔ امیر الہند نواب
محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی بیش بہا
تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے۔ زور مطالعہ اش بجائے
رسیدہ کہ بر مطولات ہم قدرتے دارد اکثر اشعار برجستہ بر زبان ازو
وہمت خود پیوستہ بر ملاحظہ آن می گمارد۔ گاہ گاہ بفکر سخن می پردازد
وخود را شریک محفل فصاحت منزل مشاعرۂ اعظم میسازد۔ برسائی
فکر وجودت طبع معروفست وبہ تیزی ذہن وذکاوت مزاج
موصوف والی ریاست نے آپ کو اپنے دربار کا میر منشی خاص
مقرر فرمایا اور پہر بخشی گری فوج کا عہدہ تفویض ہوا۔ مولف
تاریخ کے ننہال کو آپ کے وجود باجود سے شرف حاصل ہے
مولف نے اپنی اوایل عمر مین اوسوقت آپکی بزرگانہ محبت کو
بچشم خود دیکہا ہے جب کہ آپ عمر طبعی کو پہونچ چکے تہے بزرگی
کے آثار اور علم وفضل کا وقار آپ کے چہرہ سے ظاہر تہا۔ نہایت

کم سخن اور آہستہ گو تھے اور ہر ایک بات کا جواب آہستگی اور تامل کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ فقراء اور معذورین کے ساتھ آپکو نہایت انس تھا گر وہ گروہ آپ کی ملاقات سے مسرور ہوتے تھے۔ لیکن کسی نے دیکھا نہ سنا کہ آپ کا سلوک اون کے ساتھ کیا تھا۔ نوابی کرناٹک کے خاتمہ پر مدراس گورنمنٹ نے معتدبہ پنشن آپ کے نام جاری فرمائی جسکا سلسلہ الی الان آپ کے خاندان مین موجود ہے۔ املاک غیر منقولہ کی آمدنی کی بدولت آپ نے مدت العمر امیرانہ بسر کی آپ کی رحلت کا صدمہ فوی الاحتیاج کے اضطراب سے ظاہر ہوتا تھا۔ عجیب بات ہے کہ آپ کی وفات کے بعد بھی کسی نے اپنی زبان سے آپ کے سلوک کا اندازہ ظاہر نہین کیا۔ مدراس پریسیڈنسی مین آپ کا نام اتبک زندہ ہے نواب احتشام الدولہ بہادر آپ کے فرزند رشید اپنے نام آور باپ کے حقیقی یادگار رہین۔

		ولہ		
	خال روی تو نقش جان منست		در دلم نقطہ سویدا نیست	

عہد کردم بکوئے تو نروم	شوق زلف تو موکشان ہست
ولہ	
برتہی مایگی نے نالم	نے بے برگ بانوائی ہست
راہ پیچیدہ خطش پویم	چون قلم تا شکستہ پائی ہست
ولہ	
گریہ را از دلم مدد باشد	خیر جاریش تا ابد باشد
ثمرہ زہد خشک زاہد را	گرہ دل چو سبحہ صد باشد
ولہ	
لایق روے گہر کردیتیمی باشد	خاکساریست سزوار صفاکاری دل
ہرکسی متفق مذہب سلطان باشد	شد گرفتاری صاحب زگرفتاری دل
ولہ	
دور افتادم زخلد عشق حسن گندمین	دستیاب نیست از میراث اجدادے مرا
رو بہ محراب حریم کعبہ مقصد بود	دل بیاد ابروش طاق نسیان داد مرا
بر روی خویش آب حیا خشک کردہ است	آئینہ کز ملاحظات شرمسار نیست
بتان کیسو بروے خود کشیدند	امید صبح را در شام کردند

دلم جز خواب وز وشب دگر شغلے نمیدارد		کہ شاید چون زلیخا حسن کار از فیض خواب آید
لخت دل را بستہ بر بازئے وطفل اشک من		خیر بادش کرد چشم تر نمیدانم چہ شد
آئینہ دیدن تو تماشائے دیگر است		دارد ہزار جلوہ در آئینہ آئینہ
	سجع	
بمجاز است نام من صاحب		درحقیقت منم غلام علی

(۱۱۱) **غلام علی خان نایطی**۔ کوکنی برادر سعد اللہ خان نایطی امرائے دربار عالمگیری سے گزرے ہین۔ آپ کو بلدہ ویلور کی جاگیرداری کا اعزاز حاصل تہا اور خطاب خانی سے سرفراز تہے۔ صاحب تزک والا جاہی نے آپ کے محامد صفات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تہے۔

(۱۱۲) **غلام علی موسی رضا نایطی**۔ مرٹ کے لقب۔ المخاطب بہ حکیم باقر حسین خان بہادر۔ رائق تخلص بن حکیم رکن الدین خان مغفور شافعی المذہب عمایدین قوم سے گزرے ہین۔ ۱۱۸۰ھ گیارہ سو اسی ہجری مین بمقام محمد پور پیدا ہوے۔ آغاز شباب مین آپ نے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔ فن طبابت مین طبیب حاذق سے

مشہور ہوے نواب عمدۃ الامرا بہادر نے آپ کو درباری اطبا میں
شریک کیا اور خطاب خانی و بہادری سے اعزاز بخشا مصنف نتایج
الافکار فرماتے ہیں کہ او از اعیان قوم نایطہ است ذات برگزیدہ
صفاتش در خطہ دلکشائے مدراس جلوۂ ظہور یافتہ در اوایل بقصبہ
اودگیر کہ از الکاے مدراس است مدتے بتحصیل قیام پذیر گردید
و پیش امیر الدین علی کہ منتخب مدرسان آنعہد بود کتب متداولہ فارسی
گزرانید پستر عنان توسن عزیمت بجانب مدراس معطوف ساختہ
بخدمت مولوی محمد باقر آگاہ بتحصیل علوم و فنون پرداختہ۔ وے
صاحب طبع ارجمند و فکر بلند بود و در شعر و سخن گوئے مسابقت از
معاصرین می ربود۔ نثرش در فصاحت و بلاغت بیک تراز و میتوان
سنجید و گلہائے اشعار رنگین از بہارستان طبعش گلچینان سخن یکرنگ
خواہند چید در فن طبابت ہم مہارت تمام و استعداد مالا کلام داشت
و باوصاف حمیدہ و روش پسندیدہ علم شہرت می افراشت و
نظر بہ قابلیت ذاتی منظور نظر اکسیر اثر حضرت نواب رضوان مآب
اعظم جاہ بہادر گشتہ بشرف مصاحبت ذخیرہ اندوز جمعیت و کامرانی

گردیدو در ہچشمان عزت واحترام فراوان بہم رسانید الخ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیفات صبح وطن و تذکرہ گلزار اعظم مین لکہا ہے کہ زبان فارسی مین آپ کی نثر بیدل اور ظہوری کا پایہ رکہتی ہتی مشق سخن مین موسوی خان فطرت کا طرز آپ کو پسند تہا صاحب اشارات بنش نے بہی آپ کی مختصر سوانح عمری کا تذکرہ فرمایا ہے۔ گلدستہ کرناٹک آپ کی نظم و نثر کا اعلےٰ یادگار ہے۔ ۱۲۴۷ھ بارا سو سینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپکے فارسی کلام سے صرف دو غزل ہدیہ ناظرین ہین۔

صد فغان ز آتش عشق تو کند جان نمک	آب از حسن ملیح تو شود کان نمک
آمد آن کان ملاحت عرق افشان بچمن	سبزہ گردید نمک ریز ز باران نمک
گر شود لعل شکر ریز تو شیرین گفتار	چاشنی گیر مذاق است ازاین خوان نمک
نا نمک ریزی حسن تو بخاطر آمد	کشت دل کان نمک دیدہ نمکدان نمک
خط سبزے بنود بر نمکین لعل کسے	کاروانیست ز ہند آمدہ خواہان نمک
آب بازی مکن اے کان ملاحت بسیار	بارش آب بود باعث نقصان نمک
خوردنش بر ہمہ چیز است مقدم ز آن تو	نمک میتوان یافت از اینجا شرف و شان

ولہ

تنگ دل بینیم سراسر در گلستان غنچہ را	گشت شاید سینہ خون زان لعل خندان غنچہ را
دید تا مشت زر خود کرد گل صرف بہار	قبض از بخل طبیعت شد نمایان غنچہ را
چون شب بند دخواب چشمش را چو نوزدان عصر	شاخ گل از باد باشد مہد جنبان غنچہ را
میشود آخر پریشانی بہار عشرتی	کرد بس گلگون قبا چاک گریبان غنچہ را
از حدیث لعل رنگین کہ حسرت میخورد	دمبدم جوشد زلب خون فراوان غنچہ را
لاف کم حرفی چو زد پیش دہان تنگ او	آنچنان ضربے صبا زد ریخت دندان غنچہ را
حرف خوش رایق بدلہا انبساط آرد تمام	کرد گل در دم نسیم آخر ہزاران غنچہ را

(۱۱۴۳) **نواب غلام محبوب خان نایطی۔** قاری لقب المخاطب باقتدار نواز جنگ بہادر بن غلام محی الدین خان مستقل نواز جنگ مغفور امرائے حیدرآباد سے ہین آپ کے جد اعلےٰ حافظ محمد حسین خان نایطی اورنگ اباد کے مشاہیر قوم سے تھے جن کو بارگاہ خسروی سے متعدد خدمات تفویض تھین۔ اس خاندان کے بزرگان ذکور و اناث سے ہر ایک فرد حافظ قرآن ہوا ہے۔ قاری کا لقب جو قوم نایط مین مشہور و معروف ہے غالبًا اوس کا واضع یہی خاندان ہے۔ آپکی

جدۂ عالیہ کالی بیگم مغفورہ کو شہنشاہ عالمگیر نے قاریہ بیگم کا خطاب عطا فرمایا تہا اور آپ کی قرات اور خوش الحانی کو شہنشاہی بیگمات صدق دل سے سنا کرتی ہتین۔ اسی خاندان مین یہہ واقعہ مشہور ہے جس کی تصدیق سال خوردہ افراد ذکور خاندان نے فرمائی کہ بی بی قاریہ بیگم کی محلسرا مین بی بیون کی جماعت کثیرہ تراویح کے لئے قایم ہوتی تہی نماز سے فارغ ہونے پر حاضرین کی تعداد بہ نسبت اندازہ جماعت بہت کم نظر آتی تہی اور خانہ باغ کے پہول صبح مین غائب رہتے تہے بی بی قاریہ بیگم کے خاص اہتمام کی وجہ سے دوسری صبح نئی چمن بندی ہوا کرتی تھی۔ اکثر افراد خاندان کا یہہ خیال تہا کہ تراویح مین جنات شریک ہوتے ہین۔ بعض افراد قوم نے اسکے اور آثار بہی پائے لیکن کسی کو کوئی نقصان نہین پہونچا رفتہ رفتہ اس خبر کی شہرت کی وجہ سے بعض ضعیف الخیال بی بیون نے آنا ترک کردیا۔ لیکن حیرت اس پر ہوتی ہتی کہ جماعت کی کثرت علے حالہ قایم نظر آتی تہی جب اس خاندان کے مورث حیدرآباد آئے تو حضرت (غفرانمنزل) نواب ناصرالدولہ بہادر نوراللہ مرقدہ والی ریاست کے مورد

الطاف رہے۔ علاقہ صرفخاص سے جاگیر عطا ہوئی بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ جب سواری مبارک باغراض شکار آپکی جاگیر سے متصل رونق افروز ہوتی تہی تو حافظ محمد حسین خان نایطی کے والدہ مکرمہ سے جوار کی روٹی اور بہاجی کا سالن خاصہ کے لئے طلب ہوتا تہا اور خود بدولت فرمایا کرتے تہے کہ یہہ میری غریب رعایا کی روزمرہ غذا ہے زمانہ آخر مین اس خاندان کا نشان نواب مستقل نواز جنگ مرحوم اور آپ کے حقیقی بہائی مولوی غلام محمد مغفور سے قایم تہا دونوں برادر مدت العمر اپنے آبائی معاش جاگیری اور خدمات خاص سے سرفراز رہے۔ اول الذکر نواب کے فرزند ارجمند نواب اقتدار نواز جنگ بہادر اور دوسرے بزرگ کے صاحبزادے غلام رسول نایطی بقید حیات اور آبائی معاش سے بہرہ یاب ہین۔ مولف کو دونوں حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج ذی خلق و مروت اور سلیقہ مند افراد ہین نمبر (۱) کو علاقہ صرفخاص شاہی مین کو ہٹہ کی خدمت تفویض ہے۔

(۱۱۴۳) مولوی حاجی غلام محمد نایطی۔ المخاطب بہ شرف الدولہ

غلام محمد خان غالب جنگ امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین آپ کے والد ماجد نواب مدارالامرار بہادر کا تذکرہ اس کتاب مین جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام محمد کی ولادت ۱۲۴۸ھ بارہ سو اڑتالیس ہجری مین بمقام مدراس واقع ہوئی۔ آپ نے اوایل شباب مین فارسی عربی کی تحصیل کی۔ پھر زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف یاب ہوے۔ شاہ عبدالغفار نقشبندی اور ملا محمد جان نقشبندی قدس اللہ سرہما سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ دربار والاجاہی مین آپ کو دبیر خاص کا عہدہ تفویض تھا۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر گورنمنٹ مدراس نے معتدبہ پنشن سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ آپ اپنے قوم کے حالات متعلقہ دربار کرناٹک کے لئے زندہ تاریخ ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱۵) غلام محمدؒ نایطی۔ مایل لقب المخاطب بہ رضا حسین خان بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ آپ کو زمانہ سابق مین ویلور کی قلعداری کا عہدہ تفویض تھا۔ والی ریاست کی توجہ

خاص آپ پر ہمیشہ مبذول رہتی تھی۔ آپ کی اعلےٰ قابلیت سے امور مفوضہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی اور خوبی کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خاندان کا نشان آپکے پوتے مولوی محمد اعظم مایل سے قایم ہے جو حیدرآباد مین موجود ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ نہایت بردبار ذی استعداد صائب رائے اور خلیق شخص ہین۔

(۱۱۶) **نواب غلام محمد تقی خان نایطی**۔ لوکھری لقب المخاطب بہ لشکر جنگ بہادر ابن غلام محمد تقی خان لشکر جنگ حیدرآباد کے مشہور امراء سے گزرے ہین۔ آپ کے جد نواب حسین دوست خان سالار الملک کا احوال جداگانہ ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے آپکے والد ماجد کو حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ علیہ الرحمۃ والی ریاست کے دربار مین تقرب خاص حاصل تھا۔ معاش جاگیری سے سرفراز تھے۔ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم حیدرآباد کے حضور مین آپکی منزلت بڑہی ہوئی تھی۔ نہایت روشن خیال اور معاملہ دان امیر تھے۔ افراد خاندان کے ساتھ آپکا سلوک قابل

یادگار رہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل تھا۔
آپ کے فرزند ارجمند نواب غلام محمد تقی خان حیدرآباد مین پیدا
ہوے۔ آپ اپنے والد ماجد کے اکلوتے فرزند تھے اگرچہ باپ نے
بڑے آرزوؤن کے ساتھہ اپنے ہونہار لڑکے کی پرورش مین نگرانی
صرف کی۔ مگر تقدیر ربانی نے آپ کی کم سنی مین سایۂ پدری کو آپکے
سر سے ہٹا لیا۔ آپ نے خودمختاری مین ہوش سنبھالا۔ توفیق خیر نے
آپ کو اکتساب علوم کے جانب توجہ دلائی۔ اوایل شباب مین آپکی
صلاحیت اور قابلیت محض خداداد تھی بہت ہی کم مدت مین آپنے
امتحانات مالی و عدالتی مین کامیابی حاصل کرکے اپنے آپ کو سرکار
کی خدمت گزاری کے قابل ثابت کیا سرکار نظام نے آپ کو ابتداً
سررشتہ عدالت مین ضلع کی نظامت عطا فرمائی اور پہر سررشتہ مال
کا اول تعلقدار اور ناظم ضلع مقرر فرما دیا۔ آپ کی ملازمت کا
زمانہ نیک نامی اور راست بازی کے ساتھہ گزرا۔ آپ اپنے عہدہ
کے فرایض کو نہایت قابلیت اور دل سوزی کے ساتھہ انجام
دیتے رہے اہل غرض کے دلون مین آپ کی سچائی کا بھروسہ تھا۔

افسوس ہے کہ عالم شباب مین دفعتہً آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک
کم سن لڑکا آپکے گھر کا چراغ ہے۔ آپ کے بنی عم نواب غلام زین العابدین
خان نایطی کے حسن توجہ سے آپ کی معاش جاگیری اور کاروبار
خانگی کا سارا انتظام ایک خاص کمیٹی کی نگرانی مین ہے۔ مولف
تاریخ کو آپ سے ملاقات اور محبت تھی۔ بڑے حوصلہ مند او نیک
نیت امیر تھے۔

(۱۱۷) حاجی۔ مولوی۔ غلام محمود نایطی المخاطب بہ مستوفی الدولہ
شرف الملک محاسب خان محتسب جنگ بہادر خلف الصدق
نواب مدار الامرا بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بتاریخ ۱۶
رمضان ۱۲۲۹ھ بارہ سو انتیس ہجری بہ مقام مدراس متولد ہوے
علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور عم محترم سے فرما کر سفر حجاز
شرف حاصل کرنے کے بعد دربار والا جاہی مین آپ انتخاب کیے
کامیاب ہوے والی مدراس نے آپ کو مستوفی الدولہ شرف الملک
محاسب خان محتسب جنگ بہادر سے مخاطب فرما کر نائب مدار المہام
ریاست کا عہدہ عطا فرمایا۔ آپ بڑے حوصلہ مند امیر اور راست باز

شخص تھے اپنے فرایض منصب کو نہایت سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔

(۱۱۸) خان بہادر مولوی غلام محمود نایطی۔ مہاجر لقب مشاہیر قوم سے ہین آپ کے والد ماجد مولوی احمد حسین مہاجر سرکار کرناٹک کے ڈپٹی سکرٹری تھے۔ آپ کے جدامجد حامد سعید خان بہادر کو ٹیپو سلطان والی ریاست میسور کے دربار مین اعزاز خاص حاصل تھا۔ آپ علوم متعارفہ زبان فارسی و عربی مین فارغ التحصیل اور علوم دینیہ کے ساتھہ خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ انگریزی زبان مین آپ کی قابلیت مسلمہ ہے۔ شعر وسخن کا بھی آپ کو مذاق حاصل ہے۔ تابان تخلص فرماتے ہین۔ فی زماننا مدراس گورنمنٹ کے صیغہ طبابت مین عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہین۔ ملکی معاملات کے ساتھہ آپکی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ پبلک کامون مین آپکا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے ۱۸۹۷ء اٹھارہ سو ستانوے عیسوی مین برٹش انڈیا نے آپ کو بصلہ خدمات۔ خان صاحب کا خطاب عنایت فرمایا اور ۱۹۰۱ء انیس سو ایک عیسوی مین خان بہادر کے آنر سے

سرفراز ہوے۔ طاعون کے متعلق ایک نہایت مفید اور دلچسپ تصنیف آپ نے شائع فرمائی ہے جو پبلک کے لئے نہایت فائدہ رسان ثابت ہوی۔ مصنف صحیفۂ زرین نے آپ کا تذکرہ لکھاہے مولف کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔

(۱۱۹) غلام محی الدین نایطی۔ مکی لقب ابن فقیہہ حسن مکی بن شیخ محمد مکی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ پرانے نسب نامون سے آپکی اتقا اور پرہیزگاری کا پتہ ملتاہے۔ ذی علم بزرگ نوکری کو پسند نہین فرماتے تھے۔ ۱۱۹۰ھ گیارہ سو نو دہجری مین بمقام ترچنی آپکی تجارت کو فروغ رہا اثنائے سفر مین جب کہ ٹھگی ڈکیتی کا بازار گرم تہا دفعتہً آپ غائب ہوگئے۔ اہل خاندان نے آپ کی تلاش مین سرگرمی کے ساتھہ کوشش کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۱۲۰) غلام محی الدین نایطی۔ چومکر دلقب مشہور تاجران قوم سے گزرے ہین جن کی تجارت کا صدر مقام کڑپہ مین واقع تہا۔ توت کے باغات مین آپ نے ریشم کا کارخانہ جاری کر رکہا تہا

سنہ ۱۱۵۰ گیارہ سو پچاس ہجری مین اوسی مقام پر آپ نے وفات
پائی۔ مولف کے والد ماجد اپنے جد امجد سے روایت فرماتے تھے
کہ آپ نہایت سرخ و سپید بلند۔ بالا اور زور آور شخص تھے۔ فن
بنوٹ مین آپ کو اعلےٰ مہارت تھی عربی بول چال مین مشاق اور
تجارتی کاروبار مین لاثانی تھے۔

(۱۲۱) غلام محی الدین نایطی۔ دلوی لقب ابن شیخ بڈھن
نایطی شرفائے میسور سے ہین۔ آپ کے بزرگون کو سلطانی عمل مین
دربار سے تعلق تھا۔ فی زماننا آپ تقریباً بارہ ہزار روپیہ سال
کے زمیندار ہین۔ کافی کے متعدد باغات رکھتے ہین۔ مولف نے
اکثر بزرگان قوم سے آپ کے علم و فضل اور دینداری کی تعریف
سنی ہے۔

(۱۲۲) مولوی غلام محی الدینخان نایطی۔ الملقب بہ بہانڈے
بہونڈے و المتخلص بہ معجز ابن مولوی محمد ندیم اللہ نایطی۔ شافعی
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت محمد پور ارکاٹ مین
واقع ہوئی۔ اوایل شباب مین آپ مدراس تشریف لائے

امیر الہند نواب محمدؐ غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کے فضایل وکمالات کا تذکرہ فرمایا ہے صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از قوم نایط و بر نگین خیالی و معنے یابی در سرحد قلم و سخن مرابط است با فکر رسا و تلاش بجا و طبع وقاد و مواد دل نہاد امتیاز نمایان در زمرۂ سخن سنجان دارد اکثر کتب متداولہ فارسی را از خدمت صاحب کمالان این ملک خوانده در سواد آشنائی عربی مرحلہ موادرا تا سر منزل قطبی و میر رسانده از دیر باز ہمت را مصروف درس کتب فارسی دارد و گاه گاه خاطر را بہ تسخیر غزالان معنے می گمارد۔ نواب امیر الدولہ بہادر والی ریاست نے آپ کو صاحبزاده بلند اقبال کی اتالیقی کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ جب صاحبزاده کی مسند نشینی کا زمانہ آیا تو حضرت معجز کی منزلت دوبالا ہوئی۔ کئی بار آپ کے لئے مدار المہامی کا عہده تجویز ہوا۔ لیکن آپ نے اس سے معافی چاہی آخر زمانہ عمر مین آپ گوشہ نشین رہے۔ آپ کی ذات ستوده صفات سے شایقین علوم و فنون کو ایک عرصہ دراز تک فیض

پہونچتا رہا آخر پر پبلک نے آپکو شہر اوستاد سے ملقب کیا۔ سنہ ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبعزاد کا بڑا حصہ نعت و منقبت مین ہے۔ مثنوی مناجات۔ دیوان معجز۔ قصاید معجز یہہ تین تصانیف آپکی اسکے یادگار رہین صاحب گلستان نسب نے آپکا مفصل احوال لکہا ہے۔ آپ کے کلام کا متفرق انتخاب تذکرہ صبح وطن سے لیا گیا ہے۔

باوجِ مدعا خواہی گر از امداد او دستے		برنگ آستین کوتہ کُن از ہر آرزو دستے
زچاک سینہ پر وائے ندارم اے مسیحا دم		کہ دارد تیر مژگانت چو چاک اندر رفو دستے
تمیز حق و باطل کے بود در مشرب وحدت		بو و مصحف بیکدست من و اندر سبو دستے
شہود منت ارباب کرم را منفعل دارد		کہ از کف میگزارد موجۂ دریا برد دستے
ز پا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز		کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہ رو دستے
چسان بالا نگرود منصب شمشیر آن قاتل		کہ دارد معجز ما ور دعایش مو بمو دستے
	ولہ	
کشیدم سر ز اوج عرش ہم یک نیزہ بالاتر		بخاک آل احمد تا چو معجز جبہہ سا گشتم

(۱۲۳) حاجی مولوی۔ غلام نقی نایطی۔ بتہور لقب المخاطب

بہ بخشی الدولہ بخشی الملک میر عسکر خان سالار جنگ بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ نہایت سلیم الطبع۔ خلیق۔ ذی علم۔ صاحب مروت امیر تھے۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو وظیفہ لائقہ سے ممتاز کیا۔ آپ کی صحبت مین ہمیشہ علماء اور فضلاء جمع رہتے تھے مولف نے جب کبھی آپ سے ملاقات کی ہے۔ آپ کو نہایت خیر و برکت کے ساتھہ پایا ہے۔ ۷۰ سال کی عمر مین آپنے رحلت فرمائی۔

ردیف ف

(۱۲۴) **فاضل خان نایطی**۔ بن مولانا حیدر مرحوم بن مولانا محمود مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو فضایل خان سے موسوم کیا ہے۔ آپ کو سلطنت بیجاپور مین وزارت کا عہدہ حاصل تھا۔ اور پھر ریاست کرنول مین بزمانۂ حکومت الف خان بہادر۔ صدر الصدور مقرر ہوے۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت آب و تاب کے ساتھہ ختم فرمایا انشائے فضایل خانی آپ کی قابلیت کی اعلےٰ یادگار ہے۔ آپکے فرزند

قاضی احمد کبیر نایطی کو ریاست بیگن پلی کی قضاءت کا عہدہ تفویض ہوا جن کے فرزند قاضی محمود بہی اوسی مقام کے قاضی رہ چکے ہین۔ آپ کے گہر کے چراغ قاضی احمد صغیر اور آپ کے صاحبزادے قاضی شاہ محمد صبغۃ اللہ یکے بعد دیگرے برابر اوسی عہدہ سے سرفراز رہے۔ مولوی محمد عیدروس قاضی القضاۃ بیگن پلی شاہ محمد صبغۃ اللہ کے فرزند تھے۔ آپ کے سلسلہ اولاد مین قاضی محمد عباس نایطی کے نام ابتک قضاءت کی جاگیر مسمے بہ سرفراز پور بحال اور برقرار ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) محمد صبغۃ اللہ نایطی (۲) محمد حبیب اللہ نایطی سرکار نظام کے سررشتہ صرف خاص مین ملازمت کا اعزاز رکہتے ہین جن کے ساتہ نواب صولت جنگ بہادر کے بہنین منسوب ہین۔ مولف تاریخ کو ہر سہ حضرات اخر الذکر کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ قاضی محمد عباس نایطی نہایت بزرگ اور خلیق شخص ہین اور اپنے خاندان کے لئے زندہ تاریخ کا حکم رکہتے ہین۔ مولف کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے حالات کی دریافت مین مدد ملی۔

(۱۲۵) مولانا فخر الدین نایطی الملقب بہ مہکری دیلوری قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے فضایل کا تذکرہ مصنف گلدستہ کرناٹک نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ذات مقدس ایشان ملجاء عرفا وارشاد فیض رشادش سند علما و حکماست جامع اقسام فضایل معنوی وصوری و مصدر کمالات باطنی و ظاہری بود در بلدہ ویلور سکونت داشت وہمت والا نہمت خود را بہ ترویج دقایق اسرار علم و حکمت و لطایف حقایق و معرفت می گماشت از قوم نایطہ بود وعرفاء این طایفہ۔ بسیارے از مردمان از انفاس تقدس اقتباسش بہرہ ور مدارج کمال گردیدند وراہ یاب جادہ سلوک و طریقت وارشاد شدند۔ بعض بزرگان قوم اپنے چشمدید واقعات کو بیان فرماتے ہین کہ مولانا فخر الدین مغفور ایک شب زندہ دار بزرگ تھے۔ رات اور دن مین کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تھا جس مین طالبان حقیقت اور سالکان طریقت سے ایک دو بزرگ آپ کی خدمت مین حاضر نہ رہتے ہون حاضران بارگاہ مین ہمیشہ خاموشی نظر آتی تھی۔ بہت کم لوگون نے آپ کو گفتگو فرماتے دیکھا ہے۔

چہرہ مبارک سے ہمیشہ بیخودی کے آثار عیان رہتے تہے۔ جذبہ مین کبہی کبہی کچہہ نظم بہی ارشاد فرما دیتے تہے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے آپ کا تخلص بیخود لکہا ہے۔

(۱۲۶) فخر الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ امین الدولہ امانت خان نگہدار جنگ بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین آپ کو سرکار ممدوح مین بیازات اور باورچیخانہ کی مہتممی کا عہدہ تفویض تہا اور میر سامان کہلاتے تہے۔ آپ کی امانت داری اور کفایت شعاری پر والی ریاست کو ہر طرح پر بہروسہ تہا۔ سفر وحضر مین آپ ہمیشہ اپنے اقائے نعمت کے ہمرکاب رہتے تہے آپکی حوصلہ مندی اسوقت ظاہر ہوتی تہی جب کہ کسی عالیشان تقریب مین شاہی کروفر کے ساتہہ ضیافت کا دسترخوان وسیع ہوتا تہا بعض بزرگان قوم فرماتے ہین کہ جس خاموشی اور سلیقہ کے ساتہہ خاصہ چنا جاتا تہا اور جس تکلف اور سیر چشمی کے ساتہہ اوس کا سامان مہیا رہتا تہا اوسکی لذت صرف تاریخی اوراق اور زندۂ تاریخ کی زبانون پر باقی ہے۔ زمانہ حال کی پر تکلف تقاریب مین

بہی وہ حلاوت نظر نہین آتی۔ نواب مغفور کو ان چیزون کے ساتہہ
خاص دلچسپی تہی یہی وجہ تہی کہ آپ کے دربار مین بعض ایسے
افراد بہی جمع تہے جیسے فخر الدین خان نایطی۔ جو اپنی ہی آپ
مثال تہے۔ آپ نہایت کم سخن اور متین اور کار فرمائی مین ممتاز
بڑے باریک بین اور عجیب انداز کے شخص تہے۔

ردیف ق

(۱۲۷) **مولوی حکیم قادر علی نایطی بیہوش تخلص بن محی الدین احمد خان بن محمد عبد اللہ المخاطب بہ قادر علی خان مغفور** مشاہیر قوم سے
گزرے ہین آپ ۱۲۲۷ھ بارہ سو ستائیس ہجری مین بمقام مدراس متولد
ہوے۔ جناب مولانا قاضی ارتضا علیخان مغفور کے فیضان صحبت سے
آپ کی علمی معلومات نے نمایان ترقی کی عربی مین فارغ التحصیل اور
علم طب مین مستند مانے گئے۔ آپ کی خداداد قابلیت اور تلاش
طبیعت نے علماء وقت کے دل پر آپ کا نقش قایم کر دیا تہا
امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس اپنی
بے بہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرماتے ہین کہ بر ذکاوت طبیعتش

ہمہ ارباب کمال اتفاق دارند و روشن مزاجی او را مسلم میدانند

بزور طبع در فنون جداگانہ مہارت میداشت و نظم فارسی را بر طرز بیدل می نگاشت سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی مصنف اشارات بینش نے بھی آپ کا احوال لکھا ہے۔ آپکے فارسی کلام کا انتخاب مولف تاریخ نے تذکرہ صبح وطن سے لیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی حاجی احمد علی نایطی۔ پرنس آف آرکاٹ کے مدار المہام ہین۔ جنکا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔

نہ قصاص از بت ما طلب نہ سزا ز عدل خدا طلب	دیت شہادت ما دلا ز کشاد دست حنا طلب
بخیال دست حنائی تو ہزار آئینہ خون شد	تو چو عکس جلوہ کہ اے پری بسنجل دل ما طلب
اگرت بود ہوس شفائی دفع علت غم دلا	ز طبیب عشق دوا طلب ز شتاب راہ فنا طلب
ہمہ نقش پائے علم بود بدل شہید تو داغہا	تو سواد غم طلبی بیا ز سواد وادی ما طلب
ز کلام پست گمان بری کہ بلند نام جہان شوی	تو چہ بیہشی کہ ہمیکنی ز پر کلاغ ہما طلب

ولہ

بی پردہ وا زما بکناری عجب از تو	دلجوئی و بیگانہ شعاری عجب از تو
لب گشت بہ تیغ تو سراپای وہنوز م	محروم ز یک بوسہ گزاری عجب از تو

سرگشتہ بیرحمی خود کردی و از من	چون سنگ فلاخن یکناری عجب از تو
دل خاک در گشت و گمان ہست ہنوزت	جو یائے سراغ دل زاری عجب از تو
بہر تو چسان ساقی ما گرم مدارہت	بیہوش تو مست چہ خماری عجب از تو

(۱۲۸) **حکیم قادر علی خان بہادر** سرکار رنا کپور کے مشاہیر سے گزرے ہین۔ جن کو چار سو سوار کی رسالداری کا عہدہ تفویض تہا اور اپنے ذاتی سو گہورون کے سلحدار تہے۔ فن طبابت اور بخصوص نباضی مین آپ کو ید طولے حاصل تہا۔ آپ کی شجاعت اور حذاقت کا تذکرہ الی الان بعض بزرگان قوم کی زبان پر ہے اس سے زیادہ آپ کے حالات مولف تاریخ کو دستیاب نہین ہوے۔

(۱۲۹) **حکیم قادر محی الدین نایطی**۔ چودہری لقب المخاطب بہ قادر احمد خان مہتمم الدولہ و سربراہ خان مہتمم جنگ بن محمد عبد اللہ نایطی المخاطب بہ حذاقت علیخان بہادر بن حکیم محمد سعید خان مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جداعلے نواب عبداللہ خان عالم گیری المخاطب بہ فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کے جد امجد نواب عظیم الدولہ بہادر والی ریاست مدراس کے طبیب خاص تہے

اور آپ کے والد ماجد کو نواب اعظم جاہ بہادر والی ریاست موصوف کے اسٹاف سپرجنی کا اعزاز حاصل تہا۔ آپ کو امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر فرمانروائے ریاست نے اپنا طبیب خاص مقرر فرمایا تہا۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کو علم وفضل و مراتب ذاتی اور اعزاز خاندانی کے لحاظ سے باعث افتخار قوم خیال کرنا چاہئے۔ اطبار دربار کی میر مجلسی کا عہدہ اور فوج کی میر سامانی کی خدمت بہی آپ کے تفویض تہی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کے نام بیش قرار پنشن مقرر فرمائی جس کا سلسلہ ابتک جاری ہے۔ مولوی سلطان محمود نایطی میلاپوری آپ کی یادگار ہین جنکا تعلق مدراس گورنمنٹ کے اکونٹنٹ آفس سے ہے علوم مشرقی ومغربی مین آپ کی مسلمہ قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے نیک طبیعت صحیح الدماغ اور دیندار شخص ہین۔ مدراس پریسیڈنسی بلکہ سارے ہندوستان کے باخبر افراد مین بہت کم ایسے لوگ ہون گے جنکو آپ کے پرزور قلم اور شائستہ خیالات سے آگاہی نہ ہوا گرچہ

آپ بمقام مدراس گوشہ عافیت مین خموشانہ زندگی بسر کرتے ہین
لیکن آپ کی قابلیت عطر خود ببوید کا مصداق ہے۔

(۱۳۰) مولانا۔ حاجی۔ قادر مرتضی حسین نایطی۔ المخاطب به محتشم الدوله سالار الملک میر آتش خان محتشم جنگ ابن مولوی محمد صفی الدین محمدؐ خان بہادر۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بتاریخ ۱۹ ۔ ذیقعدہ ۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری بمقام مدراس متولد ہوے۔ جب سن شعور کو پہونچے تو تحصیل علوم دینی کے شوق مین متعدد علمائے مدراس سے آپ نے تلمذ کا افتخار حاصل فرمایا جس کے بعد علم طب اور پھر تصوف مین کامل مہارت پیدا کی سید محمد صبغتہ اللہی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کو بیعت تھی۔ سرکار والا جاہ نے ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین آپ کو لوازمہ افتاب گیری کے ساتھ بخشی فوج کا عہدہ اور سالار الملک محتشم الدوله میر آتش خان محتشم جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور بلحاظ علم و فضل مدرسہ اعظم کی میر مجلسی کا اعزار بھی عنایت ہوا۔ بدینوجہ کہ والی ریاست کے مصاحب خاص تھے۔ اور کریم النفسی کی

صفت خداوند کریم نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ خلایق کی حاجت برائی
مین ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ آپ کی مخفی داد و دہش سے غربا ر کو
بڑی مدد ملتی تھی۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی ہجری مین
آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مقامی یادگار (مہمان سرا) پلی
مادورم کے مقام پر اب تک موجود ہے۔ جو مقامی زبان مین مرتضی
صاحب کا چھتر کہلاتا ہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال
لکھا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صفی الدین نایطی سرکار
نظام کے نمکخوار اور نہایت صالح اور نیک نفس اور ذی علم شخص ہین

ردیف ک

(۱۳۱) خواجہ کریم الدین خان نایطی ابن خواجہ بہاؤ الدین خان
مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا نہالی سلسلہ محمد ابن مولانا محمد سعید
مغفور ملقب تک پہونچتا ہے۔ سرکار نظام کی ریاست مین آپ کو
سررشتہ عدالت کے نظامت اول دیوانی بلدہ کا عہدہ
تفویض تھا۔ اور پھر صدر مددگار صوبہ ہوے۔ فی الحال حسن خدمت
کے وظیفہ خوار اور منصبدار ہین۔ آپ کے حقیقی برادر خواجہ

شمس الدین خان مرحوم بھی سرکار نظام کے نمکخوار رہے۔ مولف تاریخ کو دونوں حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ خواجہ کریم الدین خان کے خلف ارجمند خواجہ محی الدین خان نایطی سرکار نظام کے سررشتہ مال مین تعلقہ کے تحصیلدار اور بڑے نیک نفس اور لایق عہدہ دار ہین۔

ردیف م

(۱۳۲) حاجی محمد نایطی۔ بن اسمعیل نایطی طاہر لقب مشاہیر قوم سے ہین۔ مقام کلیکوٹ کے لک پتی تاجرین مین آپکا شمار رہے مولف تاریخ نے تجار مدراس سے آپ کے مکارم اخلاق اور نیک معاملگی اور واقفیت و تجربہ کاری کی تعریف سنی ہے۔ پارچہ کی تجارت مین خداوند کریم نے آپ کو برکت عطا فرمائی ہے ذی سواد شخص ہین۔

(۱۳۳) مولوی محمد احمد اللہ نایطی۔ تانتلی لقب بن مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور مولف تاریخ کے حقیقی برادر مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب وحسب ادریس

عرب کے توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہی
آپ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع نلور مین متولد ہوے اور اپنے والد
ماجد کے ساتھہ تین سال کی عمر مین حیدر آباد آئے آپ کی ابتدائی تعلیم
مدرسۂ اعزہ مین ہوئی اور پھر مدرسہ عالیہ مین منتقل ہوے آغاز شباب
مین فارسی اور عربی کی کتب متداولہ سے فارغ ہوکر انگریزی
زبان کے طرف آپ نے توجہ کی اور استعداد کافی بہم پہونچائی
اور زبان تلنگی مین نوشت وخواند کی کامل مہارت حاصل کرنیکے
بعد سرکار عالی کے سررشتہ مالگزاری کے امتحان مین کامیاب
ہوے اور پھر سرکار نظام کے جوڈیشل امتحان مین اعلے درجہ
کی سند پائی ابتداً آپ کو سر سالار جنگ ثانی وزیر اعظم حیدر آباد
کے تقرب اور مصاحبت کا اعزاز ملا اور پھر وظیفہ کارآموزی
کے ساتھہ سررشتہ عدالت مین اٹاچی مقرر کئے گئے۔ مختلف مواقع
مین منصرمانہ طور پر منصفی عدالت پر کارگزار رہ کر آخرکار اپنے
والد ماجد کے پنشن پانے کے بعد اون کے عہدہ نظامت سوم عدالت
دیوانی بلدہ پر مقرر کئے گئے اور تھوڑے عرصہ تک عدالت

ضلع اطراف بلدہ کی مددگاری پر کارگزار رہے اور من بعد سٹی مجسٹریٹ
درجہ سوم کے عہدہ پر منتقل اور تاریخ انتقال تک اوسی عہدہ پر کار
فرمارہے۔ رعایائے شہر حیدرآباد کا بڑا حصہ آپ کی نیک نفسی اور
راست بازی سے واقف ہے۔ سلوک و طریقیت مین نہایت ثابت
قدم ریاضت کش شب بیدار۔ عمر کے آخری حصہ مین دنیوی کاروبار
سے سخت متنفر اور تعلق ملازمت سے برداشتہ خاطر تھے۔ افسوس
ہزار افسوس ایک غافل طبیب نے کونین کے دہوکے مین روح
افیون کا سفوف آپکو کہلا دیا۔ چون طبیب ابلہ شود آید قضا کا مقولہ
صادق آیا۔ آپ کے علاتی برادر ڈاکٹر عبدالرحمن اور آپ کے
محب صادق ڈاکٹر نواب تفضل یار جنگ بہادر اور مولف کے دلی
دوست ڈاکٹر لاری ناظم طبابت سرکار نظام و رزیڈنسی ان تینون
حکیمون نے تریاقی تدابیر مین بہت کچہہ کوشش کی لیکن کوئی تدبیر موثر
نہ ہوئی تین گہنٹہ کے گزرنے پر شب ہفدہم ماہ شعبان ۱۳۱۷ء تیرہ سو
سترہ ہجری مین آپ دنیا سے چل بسے اور اپنے خاندان کو مفارقت
دائمی کا صدمہ پہونچا گئے جمعہ کے صبح نماز جمعہ سے پہلے حیدرآباد کے

محلہ چادر گہاٹ مسجد الماس مین دفن کئے گئے آپ کی رحلت کے جانگاہ صدمہ نے ۴ دن کے عرصہ مین وجع القلب کے عارضہ سے والدہ کا کام تمام کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے پانچ صاحبزادے حبیب اللہ۔ اسد اللہ۔ ولی اللہ۔ زین العابدین۔ محمد احمد صغیر سن ہین۔ خداوند کریم مرحوم مظلوم کی مغفرت کرے اور یتیمون پر اپنا فضل و کرم فرماوے۔ مرحوم کی تالیفات سے دو کتاب (۱) حسن النظایر۔ (ڈیجیسٹ ہای کورٹ سرکار نظام) (۲) شرح قانون قمار بازی مُلک سرکار عالی شایع ہوچکی ہین۔ حقیقت نجات کے نام سے فن تصوف مین ایک رسالہ ناتمام ہے۔

(۱۴۳۴) محمد اسد اللہ نایطی۔ کوکنی المقلب بہ کلان تر۔ ابن ملا احمد نایتہ مدار المہام ریاست بیجاپور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ شہنشاہ عالمگیر کے دربار مین اکرام خان عالمگیری کے خطاب سے ممتاز اور منصب ہزار و پانصدی و ہزار سوار سے سرفراز تھے۔ شہنشاہ جہان پناہ نے مختلف مواقع پر حسن خدمات کے صلہ مین آپ کو عطایائے بیش بہا سے کامیاب فرمایا ہے معززین

دربار مین آپ کا رتبہ فایق تہا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے ماثر الامرا مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱۳۵) **محمد اسد اللہ نایطی**۔ کوکنی قدس سرہ ابن محمد مخدوم سونچے لقب بن محمد قطب نایطی مشاہیر کوکن سے ہین۔ آپ ۱۱۷۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری مین ریاست کا لہتری مضافات مدراس پریسیڈنسی مین تشریف لائے جہان آپ کی معیشت کا کوئی ذریعہ نہ تہا۔ فن تصوف مین کامل العیار اور نہایت متقی و پرہیزگار تہے معاصرین مقامی کو آپ کے ساتہ خاص عقیدت تہی مدت العمر اسی مقام پر رہے اور وہین رحلت فرمائی۔

(۱۳۶) **محمد اکرم خان نایطی** نام ملا احمد عربی کے خاندان سے ایک بزرگ گزرے ہین جنہون نے اپنے نام کے ساتہ جعفری الحلواور نوایط کے الفاظ کا استعمال فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی ایک مختصر سی تصنیف (احوال القوم) مین اپنے نسب کا سلسلہ سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تک پہونچایا ہے۔ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن سیدنا جعفر صادق رضی اللہ

تعالےٰ عنہم سے آپ کا نسبی سلسلہ ملتا ہے۔ حسب کے متعلق آپ

فرماتے ہین کہ مادرم کہ بہدایت رب قدیر از لوث کفر اجتناب نمودہ

بفرقہ طیبۂ اسلامیہ راغب گشتہ از خواہش و مسرت خود خواہان

کنیزیت گشتہ عقد ساخت اگر بغور نظر بہ بینند و کار با سلام پرستی

سازند افضل و اکمل است شرعاً بحکم اتقاکم افضلکم۔ بعض نے آپکو

شاہجہان آباد سے منسوب کیا ہے۔ اور بعض نے ارکاٹ سے۔

آپ کی صرف یہی ایک تصنیف مولف کی نگاہ سے گزری ہے

جو زبان فارسی مین لکھی گئی ہے۔ جس مین بعض القاب قوم کے

تعریفات ہین۔ مولف نے اکثر افراد قوم کو ان بزرگوار سے

ناراض اور اون کی تصنیف پر نکتہ چین اور اون کی تحقیق پر معترض پایا ہے

لیکن مقتضائے انصاف یہ ہے کہ قوم کو ایک ایسے شخص کا شکر گزار

ہونا چاہیے جس نے القاب قوم کی تعریفات مین ایک مختصر سا

رسالہ لکھنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ طرز بیان مصنف کی قابلیت

کا نمونہ ہے اگر لایق مصنف نے زیادہ تحقیق سے کام نہ لیا ہو تو

اوسکو اسلئے مجبور سمجھنا چاہیے کہ اوسکی معلومات کی حد اوسی قدر تھی

ایک مورخ سے یہہ امید نہ کرنی چاہیئے کہ وہ صرف محامد کے بیان پر اکتفا کرے۔ طرز بیان اور تحقیق کا پایہ تالیف کی منزلت کو خود ظاہر کر دیتا ہے۔ انسان سے کسی غلطی کا سرزد ہونا کچھہ تعجب خیز نہین ہے۔

(۱۳۷) محمد اکرم خان نایطی آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہین حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ کے زمانہ حکومت مین آپ مراتب عالیہ سے سرفراز اور خانی کے خطاب سے ممتاز تہے۔ ہفتصدی کا منصب آپکو عطا ہوا تہا مولف نے آپکی خطابی سند کو ایک بزرگ قوم کے قبضہ مین دیکھا ہے۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ مین جو صفت قابل تعریف تہی وہ راست بازی اور اپنے مالک پر جان نثاری کی صفت تہی اسی خاص صفت کی بدولت آپ نواب مغفرت مآب کی مصاحبت سے معزز ہوے۔ آپ کا علمی سواد معمولی تہا فنون سپہ گری مین عدیم المثال تہے۔

(۱۳۸) مولوی محمد امین نایطی۔ اکرم لقب بن قاضی احمد نایطی

مشہور تاجرین سے ہین۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام بمبئی پریسیڈنسی کے تعلقہ بہٹکلہ پر قایم ہے۔ لک پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے اگرچہ آپ کا علمی سواد بہت کم ہے۔ مگر تجارت کے عملی معلومات بہت بڑے ہوے ہین آپ کے مداخل کی برکت اس سے ثابت ہے کہ مخارج کا موازنہ بہت وسیع ہے۔ للّہی کامون مین آپ ہمیشہ حصہ لیا کرتے ہین اور بڑے خلیق اور دیندار شخص ہین۔

(۱۳۹) محمدؐ امین عرب نایطی۔ بن محمدؐ طاہر بن قاضی قضی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ قاضی قضی کے دو فرزندون سے محمدؐ طاہر مغفور کا تعلق حکومت ادہونی سے تہا جہان آپ بے سوار کے جمعدار تہے۔ جنکے فرزند محمد امین خان ثانی کو ٹیپو سلطانی دربار سے ڈہائی سو سوار اور ڈہائی سو جوانان بار کی افسری حاصل اور ادہونی کے مقام پر آپ کی تعیناتی تہی۔ جن کے فرزند محمدؐ عیدروس خان اور آپ کے صاحبزادے محمد امین خان ثالث حیدرآباد مین گزرے ہین اور ان کے گہر کے چراغ غلام احمد خان نایطی بقید حیات اور معاش جاگیری سے سرفراز ہین موا ضع

کلوا کول وغیرہ محاصلی تقریباً دس ہزار روپیہ اسلے آلان آپکے نام بحال و برقرار ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت فہمیدہ اور ذی خلق شخص ہین۔ آپ کو خداوند کریم نے دو صاحبزادے عطا فرمائے ہین (۱) محمد امین خان رابع (۲) غلام محمد خان۔ مصنف تاریخ نگارستان آصفی نے محمد عید روس خان نایطی کا مفصل احوال لکھا ہے۔ اور یادگار رکھن لال مین محمد امین خان عرب اور اون کے فرزندون کا تذکرہ ہے۔ قاضی قضی کے دوسرے فرزند عرب صاحب کے پر وتے خواجہ عالم علی خان نایطی سرکار نظام کے علاقہ نظم جمعیت مین اتبک ایک ہاتی اور پالکی کے اعزاز کے ساتھ ، سواروں کے جمعدار ہین۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے آن بان کے شخص ہین اور سپاہیانہ خیالات رکھتے ہین۔ آپ کا خلق اور انکسار خاندانی شرافت کی خبر دیتا ہے۔ فیض محمد خان۔ اور محمد ناصر خان آپ کے دو فرزند ہین۔

(۰۴۱) حقایق دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ نایطی

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن محمد مرتضی مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین
آپ کے والد ماجد کا وطن دار السرور بیجاپور اور آپ کا مولد
بلدہ ویلور ہے۔ آپ ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین متولد ہوے
ابتدائی تعلیم سید ابو الحسن قربی قدس سرہ سے پائی اور پھر طالب العلمی
کے ارادہ سے ترچناپلی گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
کے فیضان صحبت سے کامیاب ہو کر سلسلہ تحصیل علوم کو آپ نے
منقطع فرمایا اور صرف مطالعہ کتب پر قناعت کی۔ اونیس سال
کے سن مین حضرت ممدوح کے اشارہ پر بار دوم ترچناپلی کا سفر
فرمایا اور بیعت سے مشرف ہو کر علوم اسرار باطنی سے بہرہ اندوز
ہوے۔ قصاید نعتیہ اور منقبت نگاری سے آپ کو بہت دلچسپی
تھی۔ مرشد کے وفات کے بعد آپ کے ذاتی فضایل اور کمالات
کی شہرت ہوئی۔ والی مدراس نے آپ سے ملاقات فرمائی اور اپنے
صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی کے لئے آپ کو منتخب فرمایا
جاگیری معاش سے سرفرازی بخشی۔ دربار والا جاہی سے علماے
حجاز کی خدمت مین جو مراسلت عربی زبان مین ہوا کرتی تھی

اوس کی کتابت اور اہتمام آپ سے متعلق تہا۔ فصحائے عرب نے والی مدراس کو مطلع کیا کہ کاتب مراسلات کے علم ادب سے وہ بہت محظوظ ہین اور اپنا تعجب ظاہر کرتے ہین کہ علماء ہند مین اس پایہ کے ادیب ہین۔ آپ کا علم خدا داد تہا۔ آپ کی روشن ضمیری کا ثبوت مختلف مقامات اور مواقع پر ظاہر ہوتا تہا امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کی بزرگی اور فضایل کا احوال نہایت شرح وبسط کے ساتہہ لکہا ہے۔ مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے بہی اپنی تالیف تذکرہ علمائے ہند مین آپ کی تعریف کی ہے فرماتے ہین

که مولوی محمد باقر مدراسی علوم عجیبه اور فنون غریبه کے ماہر تہے علم ادب مین یدطولے رکہتے تہے فیوض ظاہر و باطن سے اگاہ اور آگاہ تخلص فرماتے تہے مصنف نتایج الافکار نے لکہا ہے کہ ذات ہمایونش بحلیۂ فضایل وکمالات آراسته بود وجود باجودش بفنون عجیبه و غریبه پیراسته سر دفتر ارباب فضل و کمال سرحلقه بلندطبعان خوش خیال صاحب تصنیفات متکاثره وکمالات

باہرہ مرد میدان سخنوری و شمع ایوان نظم گستری۔ الحق درخیابان
کرناٹک ہمچو وے سروے سر بر نہ کشیدہ و از گل زمین مدراس
مثل او گلی رنگ افروز نگردیدہ لطبیع نقاد داد سخن پردازی درداده و ابواب
فیوض نا متناہی بر روے طالبان این فن کشادہ ۔ مصنف گلدستہ
کرناٹک فرماتے ہین کہ شرح بود و باش حضرت علامی درین جناب
و التزام طریقہ انیقہ محبت و آداب طولی دارد کہ درین مختصر نگنجد
بہ یمن نظر کیمیا اثر مرشد کامل بکمال مطلوب فایز گردید و رسید
بانچہ رسید در نعت و مناقب قصاید بسیار تخمیناً یکصد غزلیات و
مثنویات مختصر بعید گفتہ بود و بعد وفات حضرت مرشد قدس سرہ
ہمہ را اشناسی آب نمود و بعد از آن فکر سخن یک قلم ترک فرمودہ
تا مدتے باختیار تخلص ہم سرے نداشت و در ابتداے سنہ
یکہزار و یکصد و نود و شش بہ ایثار تخلص بنظم عربی و فارسی ہمت
گماشت تصانیف فایقہ براعت اثاثہ در السنہ ثلاثہ بسلک
تدوین منسلک گردانید۔ الحاصل امروز در دار الملک سخنوری
خطبہ خلافت بنام شریفش میخوانند و زیباست و در اقلیم معانی

پروری سکہ فرمان روائی باسم عالیش میزنند و بجاست۔ ہمائے
فکر رسایش آسمان پرواز و شاہین اندیشہ اش فلک تاز بیگی
با اندیشہ رسایش توام و رنگینی با طبیعت شریفش منضم در اقسام
سخن دستگاہ قدرتش بلند و در السنہ ثلاثہ فکر بالا دستش اعجاز
کمند ساحت جناب والایش از آن میراست کہ کسی اورا
بشعر و شاعری ستاید۔ بارگاہ رفیع المکانش از آن منزہ کہ نا واقفی
پایۂ سخن سنجی او را سراید الخ ۴ ۲ ذیحجہ ۱۲۲۰ھ بارہ سو بیس ہجری
کو آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تصانیف
کثیرہ سے مندرجہ ذیل کتب کے نام بعض کتب تاریخ سے
مولف کو ملے ہین جو ذیل مین لکھی جاتی ہین۔

تصانیف عربیہ

تنویر البصیر والبصر فی الصلوۃ علی النبی بذکر السیر۔ نفائس النکات
فی ارسالہ علیہ السلام الے جمیع المکونات۔ القول المبین فی
وزاری المشرکین۔ الدر النفیس فی شرح قول محمد بن ادریس
دیوان عربی مسمی بالنفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ۔ تلک

عشرۂ کاملہ ہندیہ در جواب سبعہ معلقہ وغیرہ۔ دیوان غزلیات مقامۃ الشمامہ الکافوریہ فی وصف المعاہد الایلوریہ۔ مقامۃ الخطفیہ العقابیہ للفارۃ المسکینہ۔ مقامتہ ترشنا فلیہ۔ مقامہ ارکاتیہ۔ شمایم الشمایل فی نظام الرسایل در مکاتیب عربیہ۔ مقامتہ حیدرآبادیہ ہر سہ بر نہج مقامات حریری۔

تصانیف فارسیہ

سعادت سرمدیہ در وجوب محبت محمدیہ۔ کشف الغطاء عن اشراط یوم الجزا۔ شرح دیباچہ مثنوی معنوی۔ افغان نے شرح۔ غزل اول حضرت خواجہ حافظ و دو رسالہ دیگر کہ بہ بیتین اولین مثنوی تعلق دارد۔ رسالہ اتحاف السالک فی شرح کلمات خطر بنالک بیان دل نہاد شرح رباعی مستزاد۔ ایقاظ العاقلین۔ ارشاد الجاہلین نغمہ بیدل نواز۔ سحر الحلال فی ذکر الہلال۔ جلاء البصایر فی نقض دلایل المناظر۔ کحل الجواہر فی شرح جلاء البصایر۔ چار صد ایراد بر کلام آزاد۔ کتاب الرسایل فیما یتعلق بالامامۃ من المسایل رسالۃ الاعلان بالاذان عند تغول الغیلان۔ الاستعاذۃ

باللہ الواحد القہار عند سماع نہیق الحمار۔ تبئین الانصاف فیہا من الاعتساف فیما ثبت فی اخبار الشیعۃ من الاختلاف۔ رد الکذب علی الکاذب المنکر بشرف الملقب بالصاحب۔ کمال العدل والانصاف الدال علی العدول عن الاعتساف۔ رسالہ النقول البدیعہ فی اقسام الشیعہ۔ دلایل اثنا عشریہ فی رد بعض ہفوات الامامیہ۔ رسالہ دیگر کہ با بعض روایات شیعہ تعلق دارد۔ رسالہ حدیث انتم اعلم رسالہ کہ بہ بیت سے ذو شہادہ شد لقب الخ تعلق دارد۔ رسالہ الحجۃ المنیعہ فی الزام الشیعہ۔ رباعیات بدیعہ در مناقب شیعیہ۔ عین الانصاف کمال الانصاف۔ معذرت نامہ آگاہی۔ دیوان فارسی۔

تصانیف ہندیہ

ہشت بہشت معنوی در سیر شریفہ مصطفوی۔ ریاض الجنان در مناقب عترت عالیشان۔ تحفۃ الاحباب فی مناقب الاصحاب فرائد در بیان فوائد۔ محبوب القلوب فی مناقب المحبوب۔ تحفۃ النساء۔ روضۃ السلام در فقہ مذہب امام الائمہ کاشف الغمہ وارث علوم و مقامات حضرت نبی جناب امام شافعی مطلبی رضی اللہ

عنہ۔ فرائد در عقاید۔ گلزار عشق۔ قصہ رضوان شاہ۔ روح افزا خمسۂ متحیرہ اوج آگاہی جس مین (۱) صبح نو بہار عشق (۲) ندرت عشق (۳) غرقاب عشق (۴) حیرت عشق (۵) حسرت عشق ہیے مثنوی روپ سنگار۔ دیوان قصاید و غزلیات وغیرہ آپکا فارسی کلام متفرق مقامات سے منتخب کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

ملک الملوک فضلم بفصاحت معانی		دو جہان گرفتہ کلکم چو لوائے خسروانی
	وله	
نہان در چشم خود تا جائے آن گل پیرہن کردم		نگہ تا واشود ہر لحظہ سیر صد چمن کردم
زدست عشق آن سنگین دل شیرین دہن آخر		زدم بر شیشۂ دل سنگ و کار کوہکن کردم
	رباعی	
ایران بقیاس ہر سقیم الافکار		رجحان دارد بہ ہند جنت آثار
نشنید کہ بر طبق احادیث آدم		در ہند فرو د آمد و در ایران مار
	غزل	
بدل از شعلہ عشق تو شمعے روشن است امشب		ہوا سینہ ام تابان چو دشت ایمن است امشب
نگنجد در قبا ان چو غنچہ دل از جوش بالیدن		کہ در آغوش من آن ماہ گل پیراہن است امشب

سر خود دگیر اے زاہد اگر خواہی سر خود را	که اندر بزم رندان شور بشکن بشکن است امشب
کدامی شمع رو باشد نہان در پردہ چشیم	که فانوس خیالش گوہر اشک من است امشب
برغم زاہدان خشک مغز از فیض میخواران	زلالی بادہ آگاہ حزین تر دامن است امشب

ولہ

زبسکه آتش ہجر تو چون شرارم سوخت	بیا بگرد تو گردم که انتظارم سوخت
زشعلہ ریزی سوز دلم چه می پرسی	که از حرارت غم چشم اشکبارم سوخت
شب فراق تو مانند کاغذ گلریز	ترا وش شرہ اے جان تن نزارم سوخت
برنگ غنچه شاخ بریدہ دل تنگم	که داغ آن گل رعنا یہ نو بہارم سوخت
طپید باتش حسرت دلم سپند آسا	ندانم از تپ عشقت چه اضطرارم سوخت
زداغہا پر طاؤس شد سراپایم	فلک بشعلہ ہجران ہزار بارم سوخت
چگونہ دم زند آگاہ چون کلیم آسا	فراق ہم نفسان جان بیقرارم سوخت

(۱۴۱) **محمد باقر نایطی** - دلوی لقب - برق تخلص مشاہیر قوم سے ہین - آپ ریاست میسور کے نواح ہاسن مین کافی پلانٹری (ربون کی کاشتکاری) کا کاروبار زمیندارانہ حیثیت سے فرماتے ہین - آپ کے باغات کے خالص محاصل کا سالانہ اندازہ

تقریباً بارہ ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔ عربی اور فارسی زبان مین
ذی استعداد ہونے کے علاوہ فن سخن سے بہی خاص دلچسپی
رکہتے ہین۔ دیوان برق آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ مولف
کے بعض احباب نے کہا کہ آپ خلق مجسم اور بڑے ملنسار شخص ہین

(۱۴۲) **محمد باقر خان نایطی المتخلص بہ گوہر ابن نور الدین**
علیخان مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ دربار والا جاہی
کے عمایدین مین آپ کا شمار تہا۔ والی ریاست نے ایک
قصیدہ کے صلہ مین جو آپ کی فکر سخن کا نتیجہ تہا آپ کو جاگیر
آل تمغا سے سرفرازی بخشی تہی۔ آل تمغائی عطیہ ایک نہایت
معزز عطیہ ہے جسکی بحالی کا وعدہ نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ خیال
کیا گیا ہے بعض محققین نے اسکی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے
کہ آل سے آل اولاد مراد ہے۔ اور تمغہ زبان ترکی مین بمعنی
مہر۔ بعض کی تحقیق ہے کہ آل کے معنے ترکی بول چال مین سرخ نیم رنگ
کے ہین۔ پس شاہان سلف کو جب جاگیر کی عطا اعزاز خاص کے
ساتہہ مقصود ہوتی تہی اوسکی سند پر شنجرف یا سرخ لاکہہ سے مہر

کی جاتی تہی اور مضمون سند مین آل تمغا کے الفاظ مستعمل ہوتے تہے
مولف تاریخ نے سلطنت آصفیہ کے صیغہ عطیات مین صدہا
اسناد معاش آل تمغا کے دیکھی ہین۔ جن سے اکثر اسناد شہنشاہ
عالمگیر کے زمانہ کے ہتین الغرض محمد باقر خان نایطی کو حیدر علیخان
کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری کی خدمت عطا ہوئی۔
آپ بڑے روشن مزاج اور قابل شخص تہے۔ مصنف تذکرہ اعظم
نے آپ کا احوال لکہا ہے۔ صاحب اشارات بنیش نے بہی آپکی
تعریف کی ہے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ صبح وطن
سے ناظرین کے ملاحظہ مین پیش کیا جاتا ہے۔

آشفتہ جلوہ ات ادا ہا	سرگشتہ قامتت بلاہا
دل در خم تیغ ناز بندد	اندا ز سلام میرزا ہا
قانون تکلم کہ دارد	آہنگ اشارت سفاہا
سرخوش چمن از تبسم کیست	گل کرد ز غنچہ ہا نوا ہا
آئینہ حسن آن پری روست	آبی کہ گہر شد از حیا ہا

ولہ

نوائے آفت وقت است ساز بینوائی را | بود آہنگ کثرت پردہ وحدت سرائی را
بہ قانون فامحو سر و دہستی خویشم | کہ دارد وصل او در پردہ آہنگ خدائی را
گریبان ہوس گر چاک از دست جنون سازم | حریر بیخودی گردد قبائے خود نمائی را
بگلشن از لب ہر غنچہ سر زد صوت داودی | صبا تا کرد از لعل تو مشق خوشنوائی را
پس از طوف حریم دل بہ بیت اسد آیم | کنون حاجی توان گفتن غریب کربلائی را
گہر از ساغر نظم اسیر خویشتن رفتم | کہ موج بادہ شوید سر نوشت پارسائی را

(۱۴۳) **محمد باقر علیخان نایطی**۔ مہکری لقب ابن اسد علیخان مرحوم مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ ۱۲۱۱ھ بارہ سو گیارہ ہجری مین بمقام ترچناپلی متولد ہوے اوایل شباب مین کتب متداولہ زبان فارسی سے فارغ ہوکر مشق سخن کے طرف توجہ کی۔ حضرت رونق کی شاگردی کا اعزاز آپ کو حاصل تہا۔ نہایت روشن مزاج اور سلیم الطبع تہے۔ آپ کی طبعزاد سے صرف ایک شعر تذکرہ اشارات بینش سے مولف کو ملا۔

چہ وحشتناک منزل بود شب جائیکہ من بودم | بہر سو غارت دل بود شب جائیکہ من بودم

(۱۴۴) **محمد باقر علیخان نایطی**۔ ریاست میسور کے مشاہیر

سے گزرے ہین ٹیپو سلطانی حکومت مین وزیر افواج کا عہدہ آپکے تفویض تہا۔ گلور محل کڑپہ کی جاگیر آپ کو عطا ہوئی ہتی۔ برٹش انڈیا کی عملداری مین بہی آپ کی جاگیرداری قایم رہی۔ بڑے دولت مند شخص تہے۔ قبیلہ پروری آپ کی اعلے صفت تہی انسانی ہمدردی آپ کی فطرت مین کوٹ کوٹ کر بہری ہتی۔ آپکی اولادلی الآن ریاست میسور مین مرفہ الحالی کے ساتہہ بسر کرتی ہے

(۱۴۵) مولوی محمد تقی حسین نایطی۔ مہاجر لقب رفعت تخلص بن معین الدین محمود المخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ عربی و فارسی مین آپ نہایت ذی سواد اور فن سخن مین نہایت پختہ کلام تہے۔ سرکار نظام کے سررشتہ مذہبی سے آپ کی ملازمت کا تعلق تہا۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے نیک بخت اور متقی شخص تہے۔ ۱۳۱۵ھ تیرہ سو پندرہ ہجری مین بہ مقام حیدرآباد آپ نے وفات پائی آپ کی نازک خیالی کا پایہ مندرجہ ذیل فارسی کلام سے ظاہر ہے۔ آپ کی رحلت کا ایک تاریخی مرثیہ بہی ہدیہ ناظرین ہوتا ہے

جو حضرت مایل کی فکر کا نتیجہ ہے۔

قصیدۂ نعتیہ

اے جسم لطیف تو بود جان تجلے	باشد بخدا جان تو ایمان تجلے
دندان محمد دُر عمان تجلے	باشد لب او لعل بدخشان تجلے
بگذشت بسان نظر از عینک افلاک	در چشم زدن جسم تو اے جان تجلے
اے نور خدا عکس تو زینو چہ نیفتاد	حق کردہ بتو سایہ دامان تجلے
باشد کف پا داغ نمائے ید بیضا	ساق تو بود شمع شبستان تجلے
اے مصحف ناطق بخدا صورت خوبت	یک سورت نور است ز قرآن تجلے
رفعت چو نوشتم صفت روی محمد	شد مقطع من مطلع دیوان تجلے

ولہ

ہنوز زندہ ام و دل بوصل پیوند است	بوعدہ ہاے دروغت کہ رست مانند است
درین بود کہ دل مبتلائے زلف کسی است	بکار من گرہ چند و عقدۂ چند است
چہ عیب زاہد اگر پارہ پارہ شد جیسم	بہم چو دوختہ گردد بخرقہ مانند است
چہ سادہ ام چو نگاہے نمیکند بر من	کنم تسلی خاطر کہ دیر پیوند است
وزد نسیم و نیامد بگوش گلبانگے	درون باغ ز شوریکہ زان شکر خند است

زسادگی کنم اظہار آرزو ہے ہے	بہ پیش او کہ بہ مرگ من آرزومند است
امید نیست کہ صحرا دگر شود آباد	بہار آمد و دیوانہ تو در بند است
یکے بپرس زرفعت کہ آرزوی تو چند	شب وصال چہ پرسی کہ تا سحر چند است

مرثیہ تاریخی متضمن رحلت حضرت رفعت

مایل سنی یہہ ہمنے خبر کیسی دردناک	نکلی بدن سے جان محمدؐ تقی حسین
پہلی ربیع کی وہ ہے تاریخ دوسری	ایک خاص نوحہ خوان محمد تقی حسین
یارب پاک رافت و واصل کو صبر دے	دونون یہہ ہین نشان محمد تقی حسین
حضرت کے زیر پا تہی رہ زہد واتقا	تہا اور ہی جہان محمد تقی حسین
کس کس طرح سے ذکر خدا کے مزے لئے	جب تک چلی زبان محمدؐ تقی حسین
دنیا مین تہے تو اور ہی کچہہ اونکی شان تہی	اب بڑہ گئی ہے شان محمدؐ تقی حسین
زاہد تہے مولوی تہے سخندان تہے خوش بیان	ہے خلق رتبہ دان محمدؐ تقی حسین
دنیا کا گہر چہٹا تو یہہ حاصل ہوا عروج	ہے عرش سائبان محمد تقی حسین
خلد برین کی اونکو مبارک ہو نعمتین	حورین ہین میزبان محمدؐ تقی حسین
کی فکر سال مرگ تو ہاتف نے دی ندا	جنت ہوئی مکان محمدؐ تقی حسین
	۱۰ ۱۳ ھ

(۱۴۶) **محمد جعفر خان نایطی** - رحمانی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کا مقام بیجاپور کے قصبہ رحمت آباد مین تھا جسکی آبادی آپ ہی سے منسوب کیجاتی ہے اور لقب کی یہی وجہ تسمیہ ہے - آپکے بعد کی نسلون نے بہی اسی لقب کو اپنے نام پر قایم رکہا - محمد سعید نایطی شہرا استاذ لقب نے اپنی مختصر سی تالیف نایط مین لکہا ہے کہ جب ملا احمد کو کنی کی دامادی کا شرف آپ کو حاصل ہوا تو آپ منصب ہزاری سے سرفراز ہوے بعض نے لکہا ہے کہ آپ کی طبیعت مین دولت و مال کی وجہ سے رعونت پیدا ہو گئی تہی اہل قوم کے ساتہہ آپ کو اتفاق نہ تہا -

(۱۴۷) **محمد جمال الدین خان نایطی** - صبی لقب ابن محمد حیدر مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کے قومی لقب کا املا صاد مہملہ سے بیان ہوا ہے اسی خاندان کے افراد کا خیال ہے کہ آپ کے مورث اعلےٰ نے شیر خواری کے زمانہ مین بتاریخ دہم محرم باوجود صحت مزاج دن بہر دودہ نہین پیا تہا اون کے والد نے اوس لڑکی کو صَبیِ سے موسوم کیا - صاحب غیاث اللغات

فرماتے ہین کہ صبی بفتح اول وکسر باء موحدہ وتشدید یای تحتانی در زبان عربی کودکے کہ از شیر مادر باز شدہ باشد۔ آپ کے بعد کی نسلون نے بہی یہی لقب اختیار کیا اور یہی وجہ تسمیہ اس لقب کی ہے۔ محمدؐ جمال الدین خان نایطی کو ریاست ناگپور مین چارسو سوارون کی رسالداری کا عہدہ تفویض تہا۔ اور اسی گہوڑونکے ذاتی سلحدار تہے۔ بڑے شجیع اور نام آور شخص تہے۔ مہاراجہ ناگپور آپ کو دل سے چاہتے تہے۔ برٹش رزیدنٹ اور مہاراجہ کے درمیان وکالت کی خدمت بہی آپ کے تفویض تہی آخر زمانہ عمر مین آپ حسن خدمت کے وظیفہ یاب رہے۔

(۱۴۸) شاہ محمدؐ حسن علی نایطی۔ المعروف بہ ڈولچی شاہ قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ مرحوم بن حافظ محمد درویش مغفور بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جداعلےٰ حاجی محمدؐ مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تہے۔ آپ کی ذات بابرکات سے علی عادل شاہ کو خاص عقیدت تہی۔ متعدد مواقع پر بادشاہ وقت نے آپ کے مراتب جلیلہ کی آزمایش فرمائی تہی۔

آپ کا سلسلہ نسب خلیل عرب کے توسط سے سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہما الصلواۃ والسلام تک پہونچتا ہے۔ شاہ محمد حسن علی نایطی قدس سرہ کا زمانہ حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد حکومت مین واقع تہا۔ پادشاہ وقت شاہ صاحب ممدوح کے نہایت معتقد تہے اور ہمیشہ اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تہے حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس نے بہی آپ سے فیض پایا ہے۔ آپ کے خرق عادات اور کشف و کرامات کے چشم دید واقعات الی یومنا ہذا بعض سالخوردہ افراد کے زبان پر باقی ہین۔ مصنف تاریخ خورشید جاہی نے بہی آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ مدت العمر اپنے وضو کا پانی دست مبارک سے لینے کے پابند تہے۔ اور کسی غیر سے مدد نہ لیتے تہے۔ اسی غرض سے ہمیشہ ایک چرمی ڈولچی اپنے ساتہہ رکہا کرتے تہے۔ اسی ڈولچی کی وجہ سے عامۂ خلایق نے آپ کو ڈولچی شاہ سے مشہور کیا۔ یہہ قصہ مشہور ہے کہ جب آپ قصبۂ الپور سے تشریف لانے لگے تو اثنائے سفر مین نماز کے لئے ایک نالہ پر ٹہہرے

جہان دفعتاً ایک صحرائی شیر سے مقابلہ ہوا۔ جب وہ آپ سے قریب ہوا تو آپ نے پانی بھری ہوئی ڈولچی کو شیر پر دے مارا اور فرمایا کہ تیرا خوف وہی لوگ کرتے ہین جو تیری حقیقت سے واقف نہین ہین۔ خداوندکریم کی شان ہے کہ آپ کو اوس درندہ سے کوئی صدمہ نہین پہونچا وہ واپس لوٹ گیا۔ ہر دو والیان ریاست نوراللہ مرقدہما آپ کو اپنی جان کا محافظ خیال کرتے تھے جہان کہین پادشاہی سواری جاتی تھی کسی نہ کسی پیرایہ مین اخفا کے ساتھ لشکر شاہی مین آپ شریک رہتے تھے۔ جب کبھی پادشاہ کو اسکی خبر ہوتی تھی تو تلاش پر بھی آپ کا پتہ نہ ملتا تھا۔ مدت العمر آپ نے فقیرانہ طریقہ پر زندگی بسر کی۔ اگرچہ سامان تمول بہت کچھ حاصل تھا مگر کچھ اوسکی پروا نہین کی۔ سنہ ۱۲۸۴ بارہ سو چوراسی ہجری مین بہ مقام حیدرآباد آپ کا وصال ہوا۔ نام پلی مین آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ نے فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا ہے احاطہ مقبرہ پر نور برستا ہے۔ مزار مبارک پر سنگ مرمر کی چاردیواری قایم ہے جس پر چارون جانب آپ کی رحلت کی تواریخ کا نقش عجیب

کا لطف دکہلاتی ہین۔ کسی نازک خیال نے آپ کی رحلت کی تاریخ فارسی زبان مین کیا خوب لکہی ہے۔

روح پاک پیر و مرشد قبلہ دین شہ حسن	بر مقدس منزل لاہوت رفت از جسم پاک
از سروش غیب سال وصل او شد منکشف	شد برون از دلو جسمی آفتاب جان پاک
	۱۲۸۴ ھ

مولوی محمد عبدالقادر نایطی نے بہی ایک تاریخی رباعی کہی ہے جو صوری ومعنوی صنعت سے موصوف ہے۔

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد	شد واصل رب لم یلد لم یولد
بین صوری ومعنویست تاریخ وفات	ہشتاد و چہار و یک ہزار و دو صد
	۱۲۸۴ ھ

آپ کی باقیات الصالحات سے اسوقت نواب عابد علیخان بہادر صولت جنگ اور نواب حافظ علی خان بہادر انتجاب جنگ بقید حیات ہین جو آپ کے حقیقی پوتے ہونے کے علاوہ جد مغفور کے بزرگیون کے اعلےٰ یادگار رہی ہین۔ ان دونون نوابون کا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کے عرس شریف کے مصارف

سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے خزانہ شاہی سے اب تک جاری ہیں۔

(۱۴۹) **مولوی محمد حسین نایطی** ۔ المخاطب بہ حیدر حسین خان بہادر بن حکیم محمد عسکری خان بہادر طبیب خاص نواب عظیم الدولہ مغفور رئیس کرناٹک بن حیدر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو دربار والا جاہی سے تعلق تہا۔ ابتداءً مہتمم باغات سرکاری رہے۔ اور پہر نائب ناظم محمد پور مقرر ہوے۔ نہایت ذکی الحواس اور محتاط شخص تہے۔ آپکا سواد علمی معمولی تہا۔ بتاریخ ۲۹ صفر ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مقام محمد پور پر آپ نے رحلت فرمائی۔

(۱۵۰) **امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البدری نایطی** ۔ قدس سرہ ابن مولانا خلیل اللہ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو محمد بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ صاحب تاریخ احمدی اور مصنف گلستان نسب نے آپ کی ذات بابرکات کے فضایل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مولانا غلام محی الدین شایق نے روضہ قدسیان کے

نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو تمامتر آپ اور آپ کے
خاندان سے متعلق ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ سیدنا اسمعیل بن جعفر
صادق علیہما السلام تک پہونچتا ہے۔ فقیہ مخدوم اسمعیل شکری آپکے
جداعلےٰ تھے۔ جو ابتداءً عرب سے سواحل کوکن پر تشریف لائے تھے
ابن بطوطا نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ روضتہ الاولیا مین بھی بضمن
تذکرہ مُلّا زبیر ثانی آپکا مختصر احوال بیان ہوا ہے۔ آپ مادرزاد
اولیاء کرام سے تھے۔ شہر بیجاپور مین متولد ہوئے اور پہر گلبرگہ
تشریف لائے اور آخر پر شہنشاہ عالمگیر کی درخواست پر سنہ ۱۰۹۸
ایکہزار اٹھانوے ہجری مین محمد آباد بیدر آئے۔ اوایل عمر مین آپکو مُلّا
محمد زبیر بیجاپوری سے تلمذ تہا ۱۴ سال کے سن مین جب کہ مصباح
کا درس جاری تہا تو آپ کی توجہ ظاہری اپنے درس کی نسبت
کم معلوم ہونے لگی۔ آپ کے والد ماجد نے ملا صاحب سے اپنے
شاگرد پر توجہ مزید فرمانے کی استدعا کی ملا صاحب نے امتثالاً
للامر بسبیل امتحان اپنے شاگرد رشید سے چند سوالات کئے
جب اون کے جوابات استعداد سے زیادہ پائے تو ملا صاحب

کو سخت تعجب ہوا اور سوالات کا سلسلہ ترقی مطالب کے ساتھ
جاری رہا۔ جب جواب درست ملتے گئے تو اوستاد کے استعجاب
کو اور ترقی ہوئی۔ حاضرین خانقاہ مین کھلبلی مچی رفتہ رفتہ یہہ خبر
سارے شہر مین پہیلی۔ علماء اور امرائے ذی علم کا مجمع بڑہنے لگا
ایک خاصے مناظرے اور مقابلہ کی شکل پیدا ہوئی۔ تمام حضار مجلس
جنکو شاگرد کی عمر اور مصباح خوانی کی اطلاع تہی اس واقعہ سے
متحیر تہے۔ جب ملا محمد زبیر نے اپنے شاگرد رشید کی یہہ حالت
دیکہی اور تمام علوم مین کامل العیار پایا تو وہ ازخود رفتہ بن گئے
اور مسایل سلوک سے بحث چہیڑی۔ وہان کسی بات کی کمی نہ تہی
پہر کیا تہا ہر ایک سوال کا جواب اس خوبصورتی سے دیا کہ اوستاد
کو اپنی ہیچمدانی پر کامل یقین ہو گیا۔ شام تک جب مجلس کی یہہ صورت
رہی تو ملا محمد زبیر نے بے ساختہ اپنی مسند کو چہوڑ کر شاگرد کے
قدم لئے اور شاگرد کے ہاتہہ پر بیعت کی اور فرمایا کہ جب کو علم
لدنی حاصل ہو اوس کے ساتہہ کیا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس
راز سربستہ کے افشا نے آپ کو بیجا پور سے برداشتہ خاطر کر دیا۔

دوسرے ہی دن آپ نے گلبرگہ کا ارادہ کیا جہاں نہایت خاموشی کے ساتھ گوشہ عزلت مین بسر فرماتے رہے۔ جب شہنشاہ عالمگیر گلبرگہ آئے تو سب سے پہلے آپ کی تلاش کا حکم صادر فرمایا اور آپ کا پتا لگ گیا۔ جب شہنشاہ کی آمد کی خبر آپ کو ملی تو آپ سخت پریشان ہوکر نکل پڑے اور راستہ مین شہنشاہ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میرا مقام آپ کے قابل نہین ہے۔ شہنشاہ عالمگیر آپ کو اپنے ساتھ لے آئے اور کہا کہ محمد آباد بیدر کا مقام آپ قبول فرمائین جہان شاہی مدرسہ خالی ہے آپ نے شہنشاہ کے اصرار پر فوراً رخصت لی اور گلبرگہ سے بیدر آئے۔ ساتھ ہی شہنشاہ نے فرامین کے ذریعہ سے حاکم بیدر کو اسکی اطلاع دی اور مدرسہ و خانقاہ کے مصارف کے لئے جاگیرات تجویز فرمائین اور آپکو امام المدرسین سے مخاطب فرمایا۔ پھر بیدر کے مدرسہ شاہی مین آپ کے علم و فضل کا چرچا ہوا دور دور سے طلبائے علوم آتے تھے اور کامیاب ہوکر جاتے تھے۔ طلبار کے خواب و خور کا سارا انتظام مدرسہ کے

جانب سے ہوا کرتا تہا شنالہ گیارہ سو آٹھ ہجری تک بیدر کے
حصہ مین یہہ نعمت غیر مترقبہ رہی جس کا خاتمہ رمضان سنہ الیہ
مین ہوا۔ واقفین حقیقت نے لکھا ہے کہ آپ نے اوایل ماہ صیام
مین بعد نماز جمعہ مجلس وعظ کو بر خلاف معمول نماز عصر تک جاری
رکھا اور علے رؤس الاشہاد فرمایا کہ یہہ آپ کا آخری وعظ ہے
حاضرین مجلس مین کہرام مچگیا دور دور تک اس خبر وحشت اثر
کی شہرت ہوئی تا اینکہ ۱۱ ہ رمضان کو آپ نے اپنے گہر اور
بچون سے الوداعی رخصت حاصل کی اور دروازہ مدرسہ پر
کہڑے ہوکر مصلیئن تراویح کو آپ مطلع فرماتے رہے کہ مدرسہ
سے نکل جاوین اور اپنے آپ کو آفت آسمانی سے بچا وین۔
معتقدین خاص سے صرف معدودے چند آپ کے ساتہہ نماز
مین شریک رہے۔ پہلے دوگانہ کے آخر مین بجلی گری۔ شاہی
مخزن جو مدرسہ سے متصل تہا اوڑ گیا جس کے صدمہ سے مدرسہ
کی عمارت کے ایک حصہ کو سخت نقصان پہونچا۔ اس سانحہ جانکاہ
مین آپ اور آپ کے ہمراہی مصلیئن کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا

آپ کی لاش مبارک دوسری صبح نکالی گئی حالت تشہد میں وصال ہو چکا تھا۔ بیدر ہی میں دفن فرمائے گئے۔

مصنف تاریخ روضۃ الاولیائے بیجاپور نے شہنشاہ عالمگیر کے ایک مقولہ کی نقل کی ہے جو آپ سے متعلق ہے۔ شہنشاہ نے فرمایا

مرا از دکن تحفہ کہ بدست آمد ہمین یک ذات امام المدرسین مولانا محمد حسین است وبس۔ حقایق دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متبرک تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ میں لکھا ہے کہ وقد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلمأ ومشاھیر العرفاء وسارت بذکرھم الرکبان وتقرطت بفرایدا وصافھم الآذان ومنھم موسس بنیان التعلیم والتدریس ومدرس تبیان التلقین والتقدیس مولانا الشھید محمد حسین المعروف بامام صاحب مدرس کان جامعا للمنقول والمعقول وحاویاً للفروع والاصول متحلیا بالفتح السنی ومتخلیا بالسر اللدنی فحوی من الاستقامۃ اقصاھا ومن الکرامۃ اجلاھا ومن المعارف اسناھا

ومنہم الملک اشف اسماہا (ترجمہ) بے شک اس قوم سے
علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوے ہین کہ جنکا ذکر خیر عالم مین
مشہور رہا ہے اور جن کے اوصاف کے یکتا موتیون سے کان
آراستہ ہوگئے ہین۔ اونہین مین سے ہین تعلیم اور تدریس کی
بنا قایم کرنے والے اور تلقین اور پاکیزگی کا سبق پڑہانے والے
مولانا محمد حسین شہید جوکہ امام صاحب مدرس کے لقب سے
مشہور رہتے ہے۔ آپ منقول ومعقول کے جامع اور فروع واصول
پر حاوی۔ اور برگزیدہ فتوح سے آراستہ اور علم لدنی سے پیراستہ
تہے۔ استقامت کے انتہائی درجہ کو پہونچ گئے اور روشن تر
کرامات اور اعلےٰ تر معارف اور بلند تر مکاشفات سے موصوف تہے
آپ کے تصانیف کے متعلق بعض مصنفین نے لکہا ہے کہ آپکی
شہادت کے بعد صاحبزادون کی کم سنی کی وجہ سے اون کا
بڑا حصہ تلف ہوگیا۔ بعض کتابین جو بچ رہین وہ افراد خاندان
کے پاس ہین۔ مولانا باقر آگاہ اور صاحب روضۂ قدسیان نے
چند کتابون کے نام لکہے ہین جو اُن حضرات کی نظر سے گزرے

جیسے سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر جو ازہار الفایحہ سے موسوم ہے
تحبیب الطیب والنسا الی حضرت سید الانبیا۔ انتخاب فن ریاضی
خلاصہ شرح مواقف ومقاصد۔ شرح عقاید۔ ملا سعد الدین تفتازانی
و ملا جلال دوانی مع حاشیہ۔ توحید وجودی عقاید حسینی۔
رسم الخط عربی۔ خلاصہ کافیہ الموسوم بہ کافی۔

(۱۵۱) مولوی حافظ۔ شیخ محمد حسین احمد نایطی۔ مشاہیر
قوم سے گزرے ہین۔ آپ ذی استعداد شخص تہے۔ شہنشاہ
عالمگیر کے زمانے مین ولی عہد سلطنت کے اتالیق اور منصبدار
ریاست قرار پائے۔ پہر سوانح نگاری گلبرگہ کا کام آپ سے
تفویض ہوا۔ اوسکے بعد خفیہ نویسی اور میر سامانی کی خدمت
آپ کو عطا ہوئی اور اوسی کے ساتھہ بسوا پٹن کی فوجداری
بہی آپ سے متعلق رہی۔ امراے معاصرین مین ممتاز اور جعفرآباد
کی جاگیر سے سرفراز تہے۔ صاحب گلستان نسب نے لکہا ہے
کہ جب یار علی بیگ خان بخشی سوانح نگاران کو بارگاہ خسروی
مین باریابی نصیب ہوتی تہی۔ اور وہ اخبار نویسون کے مراسلات

ملاحظہ اقدس مین پیش کرتے تھے تو شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا
کرتے تھے۔ کہ شیخ محمد حسین کا روزنامچہ کہان ہے جسکو مین پہلے
دیکھنا چاہتا ہون۔ آپ نہایت سادہ روش اور فقیر مشرب
تھے۔ باوجود ارشاد شاہی مدت العمر قبول خطاب سے کنارہ
کش رہے۔ ایک برنجی تختہ پر خاکپائے احمد کے الفاظ کندہ تھے
جسکو آپ بطریق مہر استعمال فرماتے تھے۔ آپ کی ملازمت کا
زمانہ بہت تہوڑے عرصہ مین ختم ہوا یعنے حضرت امام المیدر اسمین
کے عنایت نامہ کی بنیاد پر آپ نے استعفا پیش کردیا۔ خانہ
نشینی کے زمانہ مین آپ نے نہایت مرفہ الحالی مین بسر کی
بہت مالدار شخص تھے۔ آپ کی داد و دہش مشہور تھی۔ بتاریخ ۱۲
رمضان المبارک ۱۱۳۴ھ گیارہ سو چونتیس ہجری ستر سال کی عمر
مین رحلت فرمائی۔ محمد پور مین آپ کا مزار ہے۔

(۱۵۲) محمد حیدر نایطی۔ ناگپوری مشاہیر قوم سے گزرے
ہین۔ آپ کو مہاراجہ ناگپور نے کوتوال شہر مقرر کیا تھا۔
مدت العمر نہایت نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کی اور فرائض

عہدہ مین کامیاب رہے۔ فنون سپہ گری مین کامل مہارت رکھتے تھے
اس سے زیادہ آپ کا احوال نہین ملا۔

(۱۵۴۳) **محمد رضا نایطی** ۔ دلوی لقب ابن محمد غوث مغفور
مشاہیر قوم سے ہین۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین آپ کے والد ماجد
کو ریاست میسور مین ہاسن کی قلعداری کا عہدہ تفویض تھا
فی زماننا آپ تحصیل چلکور کے تحصیلدار اور نہایت لایق اور
سمجھدار شخص ہین۔ میسور کے بعض عمایدین نے فرمایا کہ آپکے
خاندان سے اتبک قلعداری کا تعلق قایم ہے اور معاش متعلقہ
سے بھی کامیاب ہین۔

(۱۵۴۴) **محمد سبحان علی خان نایطی** ۔ مہاجر لقب ابن حاجی محمد
فخر الدین خان بن حاجی حافظ محمد صادق علی خان مہاجر مشاہیر
اورنگ آباد سے گزرے ہین۔ آپ کو اورنگ آباد کی قلعداری
کا عہدہ تفویض تھا۔ بڑی بہادری۔ ناموری اور جوانمردی کے
ساتھہ آپنے اپنی زندگی بسر کی۔ افراد قوم کے ساتھہ آپ کو دلی
محبت اور ہمدردی تھی۔ غربا، قوم کے ہمیشہ خبرگیر رہتے تھے

اللہم اغفر وارحم۔

(۱۵۵) مولوی حاجی مفتی۔ محمد سعید خان۔ نایطی۔

المعروف بہ نانا میان ابن امام العلما قاضی الاسلام مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ المخاطب بہ بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان مستعد جنگ۔ نایطی شافعی۔ مشاہیر مدراس وحیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۳ جمادی الاول ۱۲۴۷ھ بارہ سو سنتالیس ہجری مین بمقام مدراس کنارہ دریا پر واقع ہوئی تعلیم ابتدائی کے بعد عربی کی صرف ونحو بخشی الملک مولانا محمد عبداللہ مغفور سے اور فارسی کے اکثر کتب درسیہ مولوی محمد حسین خان راقم المخاطب بہ افضل الشعرا شیرین سخن خان بہادر میر مجلس شعراء دربار کرناٹک سے پڑہین۔ علم معقول ومنقول کی تحصیل اپنے والد ماجد سے فرمائی۔ حدیث کی سند بہی اپنے باپ سے پائی۔ اصول حدیث وفقہ مین آپ اپنے عم بزرگوار کے شاگرد رشید تہے۔ منطق اور دیگر علوم عربیہ کو افضل العلماء جناب مولانا قاضی ارتضا علیخان خوشنود گوپاموی سے حاصل کیا

مطالعہ کتب کا مذاق آپ کے پایہ علم کو دوبالا کرتا گیا خصوصاً تفسیر و حدیث مین آپ اپنے معزز استادون کے پاس مستند اور فرد منتخب مانے گئے۔ آپ کا منتخب کتب خانہ مدت العمر آپ کا ہادی اور رہبر رہا۔ آپ کی آمدنی کی چوتہائی ہمیشہ کتب خانہ کے تکمیل مین صرف ہوا کرتی تہی بلاد مصر روم۔ شام۔ مکہ معظمہ مدینہ مطہرہ اور ہندوستان کے مشہور شہرون مین آپکے کاتب مقرر رہتے تہے۔ نایاب کتابون کے بہت سی جلدین نقل کرکے ذریعہ سے آپ کے کتب خانہ مین پہونچ جاتی تہین۔ ملازمت کا ابتدائی تعلق نواب کرناٹک کے دربار سے قایم ہوا لیکن آخر پر نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم ریاست حیدرآباد نے آپ کے فضایل علوم کے لحاظ سے آپ کو حیدرآباد طلب فرمایا۔ یکم جمادی الاول ۱۲۸۶ھ بارہ سو چہیاسی ہجری سے آپکا تقرر مجلس مرافعہ صدر کی رکنیت پر ہوا۔ عرصہ تک آپ عدالت دیوانی بزرگ کے ناظم بہی رہے۔ اور چندے مجلس مرافعہ صدر کی میر مجلسی کی خدمت بہی بجالائی۔ لیکن یہہ تمام

خدمات آپ کے پسند خاطر نہ تہین نواب سر سالار جنگ مغفور سے ہمیشہ اپنا تنفر احکام مخالف شرع متین کے نفاذ پر ظاہر فرمایا کرتے تہے حتے کہ دانشمند وزیر نے آپ کے لئے مجلس موصوف کی افتار کی خدمت تجویز فرمائی اور یہہ خدمت آپ کو بہت پسند آئی آپ کے احکام ہمیشہ احکام شرع محمدی کی پابندی کے ساتہہ نافذ ہوتے تہے۔ تا دم زیست آپ اسی عہدہ جلیلہ پر قایم رہے اور نہایت آب وتاب کے ساتہہ اپنے فرایض ادا کئے۔ آپ کی فطرتی احتیاط قابل تعریف تہی معمولی اور جزئی مسایل مین بہی کتابی عبارت نقل کر دیتے تہے۔ اور اپنی رائے سے احتراز فرماتے تہے۔ مولف تاریخ نے اکثر علمار کو یہہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ مفتی محمد سعید کا علم اون کے بے بدل کتب خانہ کی وجہ سے آخر عمر تک ترقی پذیر رہے گا۔ اوقات معینہ خدمت کے سوا اور وقتون مین علم حدیث کی تدریس جدا جاری رہتی تہی۔ سالکان طریقت کے ساتہہ جدا اشتغال تہے۔ کتابت حدیث کا کام اپنے قلم سے جدا جاری رکہا تہا

اتقا اور پرہیزگاری کے ساتھہ ریاضت کش۔ تہجد گزار پابند اشغال و اذکار رہے۔ دنیوی مراتب کے ساتھہ دینی مشاغل مین توغل درحقیقت آپ ہی کا حصہ تہا۔ آپ کی باقیات الصالحات سے اسوقت جو کچھہ ہین وہ آپ کے تصانیف ہین جن کی فہرست ذیل مین لکھی گئی ہے۔

(۱) التنبیہ بالتنزیہ	زبان عربی	عقاید مین
(۲) رسالہ اثبات علم غیب انبیا	اردو	"
(۳) اعجاز محمدی	"	"
(۴) منہاج العدالت	فارسی	فقہ مین
(۵) ترجمہ شروط اقتدار	اردو	"
(۶) ہدایتہ الثقاۃ الی نصاب الزکوۃ	عربی	"
(۷) نور الکریمتین فی رفع الیدین	"	"
" بین الخطبتین		
(۸) رسالہ دربحث ختمنان	اردو	"
(۹) تشئید المبانی فی تخریج احادیث	عربی	حدیث مین

مکتوبات امام ربانی

(۱۰)	تخریج احادیث اطراف	عربی	حدیث میں
(۱۱)	تفسیر فیض الکریم	"	تفسیر میں
(۱۲)	رسالہ در اثبات عمل مولود شریف	اردو	سیر میں
(۱۳)	سرور المومنین فی میلاد سید المرسلین	"	"
(۱۴)	رسالہ در امتناع نظیر	"	"
(۱۵)	احوال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	"	"
(۱۶)	رسالہ شق القمر	فارسی	"
(۱۷)	القول الجلی فی معنی قدمی علی رقبتہ کل ولی	عربی	"
(۱۸)	نعت اردو	اردو	نعت

بتاریخ ۱۰ شعبان ۱۳۱۴ تیرا سو چودہ ہجری روز چہار شنبہ آپ نے حیدر آباد میں رحلت فرمائی۔ سرکار نظام نے جریدۂ اعلامیہ میں آپ کی رحلت پر اپنا تاسف ظاہر فرمایا اور بلدۂ حیدر آباد کے کل محکمہ جات عدالتی کو ایک دن کے لئے بند

رکھنے کا حکم دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی تاریخ مولف کی طبعزاد ہے۔

افتخار قوم و ملت فاضل عالی صفات		شد ازین دنیائے فانی رہرو ملک بقا
خامہ فکر ولا بنوشت سال انتقال		عالم یکتا شد از عالم جناب کبریا
		۱۴ ۱۳ ھ

(۱۵۶) شاہ محمد سعید نایطی۔ پسر لقب ابن محمد محی الدین مغفور قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ متمول اور مالدار شخص تھے۔ لیکن کاروبار دنیوی سے بالکل کنارہ کش و نکول تعلقہ ضلع نلور کے مستقر پر آپ کا مقام تہا مشایخین پسر سے آپکی شہرت تہی آپ کے جد اعلے سعید عرب کوکنی تھے۔ جنکا سلسلہ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ کی اولاد مین متعدد افراد بڑے نام آور اور ذی مراتب صاحبان علم و فضیلت گزرے ہین۔ جیسے نواب بدرالدولہ منشی الملک مغفور۔ اور نواب رئیس الامرا مرحوم۔ اور نواب احتشام الدولہ بہادر حیدرآباد مین آپکے سلسلہ اولاد سے

مولوی محمدؐ دستگیر و مولوی محمدؐ سعید عاجز تخلص سرکار نظام کے نمکخوار ہین۔ اور آل کے سلسلہ مین خواجہ محمد کریم الدین خان وظیفہ خوار حسن خدمت نظامت صوبہ۔ شاہ محمدؐ سعید مغفور کی وفات بتاریخ دوم جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۰ھ بارہ سو ہجری بہ مقام دنگول واقع ہوئی۔ جامع مسجد کا صحن آپ کا مدفن ہے۔ مولف تاریخ کی نہال کو آپ کے سلسلہ سے شرف حاصل ہے۔

(۱۵۷) **محمدؐ سیف الدین خان نایطی** باجتری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین مصنف رسالہ نایط نے لکھاہے کہ آپ حکومت کوکن مین امیر کبیر اور بادشاہ وقت کے دربار مین رتبہ فایقہ سے باتوقیر تھے آپ کے بزرگونکو بھی شہنشاہ ہمایون کی عہد میمنت مہد مین شاہی ملازمت کا اعزاز حاصل تہا

(۱۵۸) **مولوی۔ حافظ محمدؐ سعید اسلمی نایطی۔**

سعید لقب المخاطب بسراج العلماء حافظ محمد اسلم خان بہادر علمائے دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ آپ کا علم وفضل آپ کا

تقدس اور تقوی اظہر من الشمس تہا والی ریاست آپ کو اپنے اہل دربار مین فرد لاثانی خیال فرماتے تہے اور آپ کی تعظیم و تکریم مین ہمیشہ ساعی رہتے تہے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی وکالت کا عہدہ متبرکہ آپ کے تفویض تہا جسقدر وظایف اور نذر و نیازات ریاست کے جانب سے مقامات متبرکہ پر بہیجے جاتی تہین اون سب کا انتظام آپ ہی سے متعلق تہا ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین آپ کو سراج العلمأ حافظ محمد اسلم خان بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ اور بتاریخ ۸ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری آپ نے دنیائے فانی سے رحلت کی۔ آپ کی تصانیف سے تفسیر الفرقان زبان فارسی مین آٹہہ جلدون پر شامل ہے۔ اور سفینۃ النجات کے نام سے عقاید مین ایک مبسوط کتاب ہے۔

(۱۵۹) محمد شاہ طاہر دکہنی نایطی۔ اولاد سلاطین عبیدیہ سے گزرے ہین جن کا سلسلہ نسب عبداللہ بن محمد بن سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہم السلام تک پہونچتا ہے مصنف

نتایج الافکار نے لکھا ہے کہ شاہ طاہر کہ ظہور رشد در ہمدان رو نمود
بعد فوز بسن شعور بکسب کمالات گرائید و در مدت قلیل استعداد
شایستہ در جمیع علوم بہم رسانیدہ بفرط شہرت بخدمت شاہ اسمعیل
صفوی بہرہ اندوز گشتہ بتدریس کاشان مامور گردید و آخر الامر
بنا خوشی کہ شاہ را با او رو داد جلا وطن گشتہ عجالتاً با اہل و عیال
بارادہ دار الامان ہندوستان بر آمد و رفتہ رفتہ بساحل بیکے
از بنادر دکن برخورد و باشتہار کمالات وے برہان نظام شاہ
ولد احمد شاہ بحری مشتاق ملاقات او گردیدہ او را باحمد نگر
طلبید و باعزاز و احترام تمام از خاصان خود گردانید چون
بعد مرور دھور کار رشد استقلال گرفت و استحکام تمام پذیرفت
باعلان مذہب تشیع کوشید و نظام شاہ و توابع او را از راہ
راست بہ تنگناے ضلالت کشید الخ مصنف نتایج الافکار نے
اسی تذکرہ مین عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل کے نسب پر حملہ کیا ہے
یہہ وہی جھگڑہ ہے جس مین متعدد اہل تصانیف سلف نے
طبع آزمائی کی ہے۔ اور اپنی اپنی تحقیق سے کام لیکر آخر پر عبد اللہ

بن محمد کو سیدنا اسمٰعیل بن جعفر صادق علیہما الصلوٰۃ والسلام
کا حقیقی پوتا تسلیم کیا ہے - مولف کہتا ہے کہ کسی مورخ کو اپنے
مذہبی تعصب کا اظہار اس زور و شور کے ساتھہ ہرگز زیبا
نہین ہے جیسا کہ صاحب نتایج الافکار نے کیا ہے مذہب
تشیع کی بنیاد اہل بیت کی محبت اور اعتراف فضیلت پر قایم ہے
اہل سنت کو جزو اول کا نہ صرف اعتراف ہے بلکہ یہ بات
اون کے عقیدہ مین داخل ہے کہ جس فرد مذہب کا دل محبت
اہل بیت سے خالی ہے وہ مذہب سنت سے خارج ہے -
پس ہمارا مذہب ہمکو ہرگز اسبات کی اجازت نہین دیتا
کہ ہم شیعیان اہل بیت کو بُرا بہلا کہین اور اون کا دل دکھاوین
مولف کا ذاتی عقیدہ یہہ ہے کہ اعتبارات خاص کے لحاظ
سے پیمبر برحق علیہ الصلواۃ والسلام کے جگر گوشون کو بلاشک
وشبہ فضیلت حاصل ہے - مسئلہ خلافت اور چیز ہے - اور اسکے
لحاظ سے ہمارا ترجیحی خیال اوس فضیلت خاص کے منافی
نہین ہوسکتا - ہمارے اس راے کے لحاظ سے اگر معترز ناظرین

ہمکو مایل سے ملقب کرین یا تفضیلیہ سے مخاطب فرماوین تو ہم کو اونکا احسان ماننا چاہیئے اور شکر گزار ہونا چاہیئے۔ ہمارے امام برحق ابو محمدؐ شافعی علیہ الرحمۃ کا خیال جن کے ہم پیرو ہین اس خاص مسئلہ محبت اور فضیلت مین ہمارے لئے ہادی کا حکم رکھتا ہے۔ دیکھو ہمارے امام کے متعدد قول ایک موقع پر آپ نے فرمایا ہے کہ۔

یا راکباً قف بالمحصب من منیٰ
ای شتر سوار منا کے مقام محصب مین ٹہر

واھتف بقاعد جمعھا والناھض
اور پکار کر کہدے وہانکے بیٹھے اور کھڑے ہوؤن سے

سحراً اذا فاض الحجیج من الصفا
صبح کو جبکہ حاجی صفا سے لوٹین

فیضاً کملتطم الفرات الفایض
لوٹنا کر کے جسطرح کہ لبریز فرات کی موج

واعلمھم ان التشیع مذھبی
اور جتادے اونکو کہ تشیع میرا مذہب ہے

حقاً ولیس لما اقول بناقض
مین سچ کہتا ہون اور البتہ خلاف نہین کہتا

ان کان رفضاً حب ال محمد
اگر آل محمدؐ کی محبت ہی رفض ہے

فلیشھد الثقلان انی رافض
تو جن و انس گواہ رہین کہ مین رافضی ہون

ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا ہے۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لوگون نے کہا کہ تو رافضی ہوگیا مین نے کہا ہرگز نہین	رفض نہ میرا دین ہے اور نہ میرا اعتقاد
لکن تولیت من غیر شک	خیر امام وخیر ھادی
لیکن دوست رکھتا ہون مین بلا شک	سب سے اچھے امام اور بہترین ہادی کو
ان کان حب الولی رفضا	فانّنی ارفض العباد
اگر علی ولی کی محبت کا نام رفض ہے	تو کچھ شک نہین کہ مین سب سے بڑا رافضی ہون

پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اصول مذہب پر غور نہ کرین اور محض جہلا سے سُنی سُنائی باتون پر کسی مذہب کی نکتہ چینی اور اہل مذہب کو سخت سست الفاظ سے منسوب کرین اور مذہب تشیع پر ضلالت کا حکم لگا دین آمدم بر سر مطلب۔

شاہ طاہر نایطی نے ۹۷۰ھ نو سو ستر ہجری مین رحلت کی۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب بلا شک لاجواب ہے۔

وہو ہذا

جلوۂ زلف شاہدی بردہ دل رمیدہ را	سپے بکجا بردکسے مرغ بشب پریدہ را
وہ چہ شود اگر شبی برلب من نہی لبے	تا بلب تو بسپرم جان بلب رسیدہ را

	ولہ رباعی	
ما ایم کہ ہرگز دم بعیش نزدیم		خوردیم بسے خون دل و دم نزدیم
بے شعلہ آہ لب زہم نکشودیم		بے قطرہ اشک چشم برہم نزدیم

(۱۶۰) مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی تیپو لقب۔ المخاطب بہ احتشام الدولہ نگارش خان احتشام جنگ بہادر مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی علمی قابلیت۔ محامد اخلاق۔ اور داد و دہش۔ مدراس پریسیڈنسی مین مشہور رہے۔ دربار والاجاہی مین ابتدا اگرآپ منشی خاص تہے اور پہر میر احتشام مقرر ہوے۔ نوابی کے خاتمہ پر برٹش انڈیا نے آپ کے نام والا جاہی پنشن مقرر فرما دی۔ فی زماننا خانہ نشین ہین اور اپنی املاک غیر منقولہ کی بدولت معتد بہ آمدنی رکہتے ہین غربا اہل اسلام کے ساتہ آپ کا حسن سلوک زادالآخرت کا حکم رکہتا ہے۔ آپ کی خاموشانہ زندگی اور آپکا خاندانی رویہ مقام سکونت پر ضرب المثل ہے۔ امرائے قدیم سے آپ کا وجود باجود مغتنم خیال کیا جاتا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ درود شریف کا ورد صبح و شام آپ کی زبان پر

رہتا ہے۔

(۱۶۱) **محمد صبغۃ اللہ نایطی** ۔ مہاجر لقب۔ رافت تخلص ابن محمد تقی حسین مغفور۔ رفعت تخلص ابن معین الدین محمود المخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا ننہالی سلسلہ ملا علی المہائمی قدس سرہ تک پہونچتا ہے۔ جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی علمی قابلیت اور خصوصًا فن سخن کے ساتھہ دلچسپی قابل تعریف ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے بڑے خلیق اور متین شخص ہین۔ اور علاقہ صفائی سرکار نظام مین ملازمت سے ممتاز ہین۔ آپ کے فارسی کلام سے ایک غزل ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

کہ آموز د حسینان را چنین رسم مسلمانی	کہ میخواہند از عشاق دلہا بہر قربانی
نقاب روے صاف خود اگر از ناز بردارد	بگیرد دیدہ من وام از آئینہ حیرانی
میانہ قامتی گیسو درازی فتنہ پردازی	حسینی شوخ چشمی دلربائی آفت جانی
ترا از جلوہ حسنش خبر کی گردد اے زاہد	تو در مسجد نشستہ دانہ تسبیح گردانی
بپرس از غمزہ خود از نگاہ خود ادائے خود	کہ بردہ دل ز پہلویم نہ من دانم تو دانی

توئی ور این توئی در آن توئی در دل توئی مستان	تراہرجا ہمی بینم بہ پردہ گرچہ پنہانی
سر دوش بت من زلف پرخم در رکوع آرد	تماشا بین کہ این کافر کند کار مسلمانی
شود صد جان من قربان این رسم تغافلہا	بگرد ن تیغ می رانی ورا فت را نمیدانی

(۱۶۲) **محمد صبغۃ اللہ نایطی**۔ فرحت تخلص بن محمد جعفر نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۳۳ھ بارہ سو تینتیس ہجری مین آپ متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پانے کے بعد زبان فارسی کی کتب متداولہ سے فراغ حاصل کرکے فن سخن کے طرف توجہ کی اور مشاعرہ اعظم تک رسائی پائی مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کے فارسی کلام کی تعریف کی ہے۔ زبان دانان عجم کا اکثر کلام آپ کے نوک زبان تہا معترضین کا فی البدیہ جواب اہل لسان کے کلام سے دیا کرتے تھے۔ نہایت تیز فہم اور حاضر جواب شخص تھے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ گلزار اعظم سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

تا برآمد سبزۂ خط بوسہ دادی مرا	خضر کوئی شد بآب زندگی ہادی مرا
از صدا افتاد چون دریا بپیش نالہ ام	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

(۱۶۳) مولانا مولوی۔ حاجی محمد صبغۃ اللہ نایطی المخاطب به امام العلما۔ قاضی الاسلام۔ بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان مستعد جنگ بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ علم معقول و منقول ریاضی فقہ۔ حدیث اور تفسیر مین آپ فرد لاثانی تھے۔ حجاز کے سفر مین آپ نے بمقام مکہ معظمہ مولانا شیخ محمد جان مکی سے توجہات باطنی حاصل کین۔ ابتدائً آپ کو دربار والاجاہی مین صدارت کی خدمت عطا ہوئی اور پھر افتاء کا عہدہ ملا۔ والی مدراس آپ کے معتقد تھے اور ہمیشہ آپ کے حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو والاجاہی پنشن عطا فرمائی۔ ستر برس کی عمر مین بتاریخ ۲۵ محرم ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری آپ نے وفات پائی۔ بڑے باخدا شخص تھے۔ آپکی پرہیزگاری۔ اتقا۔ انکسار طبیعت۔ خلق و مروت۔ خدا ترسی زمانہ مین مشہور رہے۔ آپ کے فضایل علوم کا اندازہ آپ کی تصانیف زبان عربی سے ہو سکتا ہے جن کی فہرست ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

(۱) ہدایت السالک لموطا امام مالک رضی اللہ عنہ (۲) نور العین فی مناقب الحسین علیہ السلام (۳) الاربعین فی معجزات سید المرسلین (۴) غنیتہ الحساب لم یتم (۵) الہام الی من ضعف کل مسکر حرام (۶) ازالتہ الصمہ فی اختلاف الائمہ (۷) عمدۃ الرایض فی فن الفرایض (۸) تعلیم النساء الکتابتہ (۹) رسالتہ فی حلیتہ الحجر تسمی قفاء العین لمن ابدع باشین (۱۰) رسالتہ فی اثبات کفر ہمت رای (۱۱) رسالۃ اعراب الرب فی اللہم رب ہذہ (۱۲) رسالۃ فی صلاۃ الوتر تسمی الطارق فی رد المارق (۱۳) رسالتہ فی تعین صداق فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا (۱۴) رسالتہ فی تعیین الصلوۃ الوسطی (۱۵) شرح حاشیہ شرح مواقف (۱۶) رسالۃ فی صوم الستہ من شوال (۱۷) رسالہ فی تحریم الخضاب (۱۸) رسالہ فی تحریم المتعہ (۱۹) رسالہ فی السیر و مناقب الائمہ (۲۰) رسالہ صغری فی السیر و مناقب الائمہ ۔ (۲۱) مناہج الرشاد شرح زواجر الارشاد (۲۲) المطالع البدریہ (۲۳) شرح کواکب الدریہ لم یتم (۲۴) ثبت فی اسانید الاحادیث (۲۵) مکتوبات عربیہ

(۲۶) فہرست احادیث معجم الصغیر (۲۷) ذیل علی قول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد رضی اللہ عنہ (۲۸) داستان غم فارسی (۲۹) ترجمۂ شصت و یک حدیث فارسی (۳۰) رسالہ شروط اقتدا فارسی (۳۱) نور الابصار فی سیر سید الابرار (۳۲) تحفہ اعظمیہ فارسی (۳۳) ارشاد الضال در صوم ستہ شوال فارسی (۳۴) اعظم الاجر فی صلوۃ الفجر (۳۵) تنبیہ الاغبیاء بحیواۃ الانبیا (۳۶) رد فتوی مولوی ارتضا علیخان در تلویث مساجد (۳۷) ایضاً در اجتہاد مستقبل وغیرہ (۳۸) روزنامچہ سفر حجاز فارسی (۳۹) رسالہ در جواز گفتن قول انا مومن انشاء اللہ فارسی (۴۰) رسالہ در رویت ہلال فارسی (۴۱) خلاصہ عین المصادر فارسی (۴۲) رسالہ در تحریم لہو ولعب فارسی (۴۳) رسالہ شق القمر فارسی (۴۴) منہج الصواب فی حکم الغراب (۴۵) فتاوی فی الخبز یعنی نان فرنگی (۴۶) فیض الوہاب شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴۷) کتاب فقہ شافعی (ہندی) (۴۸) فواید بدریہ فی السیر النبویہ ہندی (۴۹) ہشت گلزار فی مناقب رفیق الغار

اردو (۵۰) فیض الکریم تفسیر قرآن العظیم اردو (۵۱) نثر الجواہر فی مناقب سید عبد القادر اردو (۵۲) ریاض النسوان در فقہ شافعی اردو (۵۳) خزانہ معدلت اردو (۵۴) رسالہ در احکام عدۃ و وفات اردو (۵۵) توشہ فلاح ترجمہ مناسک الایضاح (۵۶) قوت الارواح شرح توشہ فلاح (۵۷) سیف المسلمین لہدایتہ الکافرین (۵۸) گلزار ہدایت اردو (۵۹) ترجمہ حصن حصین (۶۰) حواشی بر صحیح مسلم و منتقی لابن الجارود و سنن ترمذی و شمائل ترمذی (منقول از تاریخ احمدی۔)

(۴۱۶) **مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی۔** الملقب بہ بہانڈے بہونڈے۔ بن محمد حبیب اللہ بن محمد ندیم اللہ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے۔ آپ نہایت مدبر اور ذی علم شخص تھے۔ ٹیپو سلطان کی حکومت کے زمانہ مین آپ کو نواب عبد رؤس خان نایطی حاکم قلعہ پاکٹور کے پاس مدارالمہامی کی خدمت تفویض تھی آپ نے اپنی زمانہ عمر کو نہایت نیک نامی کے ساتھہ ختم کیا آپ کے صاحبزادے

مولوی محمد شمس الدین کے سلسلہ مین آپکی یادگار ریاست آصفیہ مین اتبک قایم ہے۔ یعنے آپ کے پروتون سے (۱) مولوی محی الدین احمد (۲) مولوی محمد صبغتہ اللہ سرکار نظام کے نمکخوار ہین۔ اول الذکر بزرگ کو علوم عربیہ سے فراغ حاصل ہے۔ فن نحو سے خاص دلچسپی رکھتے ہین اور نہایت تدین کے ساتھہ اپنے فرایض خدمت کو بجالاتے ہین۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت کے حضور مین منتظم خاص سے نامزد ہین۔ آپ کے ہونہار فرزند کا نام محمد شمس الدین ہے۔

(۱۶۵) مولوی محمد صدیق حسین نایطی۔ لوکھری المہاجر عاشق تخلص بن غلام دستگیر بن شاہ محمد ابو الحسن چشتی کلیم اللہی قدس سرہ مشاہیر قوم سے ہین۔ علوم عربیہ مین ذی سواد اور فارسی مین فارغ التحصیل۔ فن سخن سے خاص دلچسپی رکھتے ہین سرکار نظام کے مدرسہ عالیہ مین پروفیسری کا عہدہ آپ کے تفویض ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت خلیق اور منکسر المزاج شخص ہین۔ آپ کے حقیقی برادر مولوی

غوث محی الدین نایطی کو بھی سرکار عالی کے سررشتہ عدالت بین ملازمت کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت عاشق کے فارسی کلام سے تین غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہین۔

گلم کہ وقف رہ مونس و عدو ہستم	صلا۔ خزان و صبا را برنگ بو ہستم
تصور تو ندانم چہ رنگ می ریزد	کہ من ز سادگی خویش روبرو ہستم
ادا شناس مرا خوش مذاق می نامد	نمک حلال لب بوسہ بخش او ہستم
بپائے بندی عزلت سفر نصیب منست	بسلسلہ چو صدایم بگل چو بو ہستم
چو زلف یار بود انکسار فطرت من	بہر قدر کہ ترقی کنم فرو ہستم
نظر بقند تو ردّ خودم قبول شود	گزشتہ از لب کام تو کامجو ہستم
نگر چہ گرد ہوایت بکام تمکینم	چو گرد در طلب آوارہ کو بکو ہستم
زہست و نیست دہان ترا چہ خواہم گفت	رہین حسرت و در بند گو مگو ہستم
چہ روی جلوہ کہ من شرمناکسی دارم	فرو گزار کہ در خویشتن فرو ہستم
زکوی خویش چو نقش قدم نمیراند	چنان بہ خاک نشینی بہ آبرو ہستم
بہ بزم آرزوی خویش خواند عاشق را	بزمرآن کہ برایم چو آرزو ہستم

ولہ

باز مکش نگاہ ناز اے بت نازنین چنین — تاب کراکہ پس کشی ناوک دلنشین چنین

تاب جمال آفتاب خود پئے آن بود حجاب — پس تو مہل برخ نقاب اے بت شہر نگین چنین

زد بجگر یکے سنان ہست بلب یکے فغان — غمزہ نازت آنچنان سرمہ سحرت اینچنین

دست فراز شوق رہست کار بپردہ غبار — از سر خاک عاشقان دامن خود مچین چنین

چون لقب است دلستان لدہ از وفا جبان — حیف بدل سپردگان مایہ چنان این چنین

جنس روان در اشک بہر نثار عشق او — آن بنود گران چنان این بنود ثمین چنین

برد چو نامم آن نگار گفت زہے وفا شعار — بوی شہادت آشکار میدہد آفرین چنین

دعوی فلسفی غلط خرق فلک عیان نگر — نالۂ من کہ بگزرد از فلک برین چنین

ہمت مرگ پیش کن عیسی عہد خویش باش — ورنہ آسمان چنان سخت نہ این زمین چنین

عاشق گیسو و مژہ جامہ چسپان نمی گذاشت — خار بہ پیرہن چنان مار بہ آستین چنین

ولہ

روی تو کہ از مقنعۂ زلف عیان شد
برقی ست کہ از ابر درخشید و نہان شد
از عمر پریشانی و معدومی انجام
بگذشتہ ز زلف تو مرا عشق دہان شد

از باد بیکبار — ای پردگی ناز
تا شوق بدیدار — پیدا بشود باز
من با تو چگویم — ای دلبر خودکام
ہست این سخن کار — اطناب ہم ایجاز

ہمساز تو یکدستم و دمساز تو یک لخت
شمشیر ترا سختی من سنگ فسان شد
با وصف نگہبانی بسیار برون تاخت
مانند نگہ رفت و برفتار نہان شد
نطق دہنش ز متشابہ ہمہ محکم
گردید سخن ساز و زبان بند جہان شد
افسانہ اشک ترم از درد کشیدن
کن گوش کہ زیبای بناگوش تبان شد
گر زار خروشی بود و قہقہہ خندی
ہر غنچہ و بلبل کہ بگلبانگ و فغان شد
مفہوم لطیف است کہ مقبوض و بسیطی
دائر تو بجان ہستی و سائر بتو جان شد

خوی تو اگر تند — در عشق تو من سخت
صبر است نہ دشوار — ہین تیز مکن ناز
در چشم نظر بار — گرد سفر انداخت
آن دلبر عیار — آن یار فسون ساز
جز دم نجو دی کس — نبود کہ زند دم
دارد بیت پرکار — ہم سحر و ہم اعجاز
در شوق وصالت — ارزو بہ شنیدن
از لولو شہوار — آویزہ ممتاز
ای فرد یگانہ — غوغا تو فگندی
گوید ز تو اسرار — دارد ز تو آواز
حیران تو عاشق — محصور و محیطی
ای نقطہ و پرکار — در گردہ احراز

(۱۶۶) نواب محمد صدیق علی خان نایطی - صبی لقب ابن
محمد ابراہیم نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ راجہ ناگپور کے زمانہ

حکومت مین ابتدائً آپ سررشتہ ملازمت مین شریک ہوے اور پہر بتدریج ترقی کرتے ہوے مدارالمہامی اور سپہ سالاری فوج کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوگئے۔ صاحب منصب و جاگیر تہے مصنف تاریخ (تاج الاقبال وقائع بہوپال) نے لکہا ہے کہ جب راجہ ناکپور نے بہوپال پر لشکرکشی کی تو آپ تیس ہزار فوج کے ساتہہ موجود تہے۔ آپ کے دولت سراپر لوازم اعزازی سے نوبت اور نشان قایم تہا۔ مدت العمر آپ نے نہایت نیک نامی اور دلاوری کے ساتہہ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزندون سے محمد حسن علی خان نایطی نامور شخص گزرے ہین جو اپنے باپ کی رحلت کے بعد منصب نوابی پر جلوہ افروز ہوے۔ آپ بہی صاحب نوبت ونقارہ تہے۔ جاگیرات آبائی بہی آپ کے نام بحال و برقرار رہتین۔ آپ کی رحلت کے بعد اس خاندان کا عروج باقی نرہا۔

(۱۶۷) مولوی محمد صفدر نایطی۔ المخاطب بہ فخرالاسلام خان بن حافظ محمد حسین خان اورنگ آبادی بن حافظ محمد صادق علیخان

مہاجر لقب۔ علماء قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد امجد کو نواب
نظام علی خان مغفور والی ریاست حیدرآباد کے عہد میمنت مہد
مین بخشی فوج کا عہدہ تفویض تہا۔ آپ عالم باعمل اور فاضل اکمل
تہے۔ مرشدزادہ آفاق عالیجاہ بہادر کو آپ سے عقیدت خاص
حاصل تہی۔ صاحب گلزار آصفیہ نے آپ کے فضایل کا
تذکرہ فرماتے ہوے لکہا ہے کہ ہیچکس بہ مذاق گفتار و لطف
تکرارش منیر سید در علم حدیث فرد کامل عہد خویش بود۔ سنہ ۱۲۱۲
بارہ سو بارہ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ خلایق کے رفع
حاجات مین آپ کی سعی بلیغ آپ کی اعلے یادگار ہے۔ آپ کے
فرزند مولوی احمد عبد اللہ نایطی کے نام جاگیر کی شاہی عطا جاری
تہی۔ دونون کا مزار حیدرآباد کے محلہ شکر گنج مین واقع ہے
(۱۶۸) **نواب حافظ محمد صفدر نایطی**۔ رئیس لقب المخاطب
بہ خان بہادر صفدر نواز جنگ بن حافظ محمد ابراہیم نایطی
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا اجدادی وطن کوکن۔
اور مولد اورنگ آباد ہے۔ حضرت (غفران مآب) نواب

نظام علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ کی مصاحبت اور نوبت و نقارہ اور عماری سے سرفراز تھے۔ تعلقہ بہنیسہ کا مالی انتظام اور فیلخانہ حضوری کا اہتمام آپ کے تفویض تھا۔ حیدرآباد کے محلہ شکر گنج مین آپ کی تعمیر کی ہوئی پختہ مسجد آپ کی دینداری کی اعلے یادگار ہے۔ آپکی نمک حلالی اور جان نثاری پر حضرت (مغفرت منزل) نواب سکندر جاہ مغفور کو کامل بھروسہ تھا کھرڈے کی لڑائی مین محلات شاہی کی حفاظت آپ کے تفویض تھی آپکے پوتے۔ یوسف الدین احمد نایطی زمانہ حال مین مہتمی فیل خانہ کی اجدادی خدمت سے سرفراز ہین۔

(۱۶۹) مولوی محمد عبد العزیز نایطی۔ الملقب بہ لوکھری المہا ابن محمد علی مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپکا مولد راے ویلور اور مسکن حیدرآباد ہے۔ آپ کے جد اعلے محمد حامد سعید مغفور حیدرآباد مین گزرے ہین۔ جنکو ٹیپو سلطان کے جانب سے ایران کی سفارت کا عہدہ تفویض تہا۔ اختتام حکومت ٹیپو سلطانی کے بعد آپ نے ناکپور کو اپنا مستقر قرار دیا۔ برٹش انڈیا نے سلطان فنڈ سے آپکا

وظیفہ مقرر فرمایا۔ تا دم زیست آپ اوسی مقام پر سکونت پذیر
رہے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند مولوی محمدؐ علی مرحوم
کے نام بہی اوسی وظیفہ کا سلسلہ جاری رہا۔ مولوی محمدؐ عبد العزیز
ریاست سرکار نظام کے تنخواہ دار اور نہایت خوش فکر اور خوش سواد
شخص ہین۔ آپ کی تصانیف سے فن طریقت مین (۱) رسالہ
تشبیہ وتنزیہہ (۲) رسالہ وحدت الوجود۔ اور اخلاق مین
(۱) الانسان (۲) مظہر انسانی۔ نہایت دلچسپ رسایل ہین
میلاد خیر البریہ کے نام سے آپ کی تصنیف نمبر(۵) بہی شائع
ہو چکی ہے۔ مولف کو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔
(۱۰۷) مولوی۔ حاجی۔ محمدؐ عبد العزیز نایطی۔ الملقب
بہ نعت گر بن مولوی غلام محمد مرحوم بن مولوی محمدؐ علی مغفور مشاہیر قوم سے
ہین آپ کا وطن گلشن آباد میسور ہے۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین
امیر البحر کوڑیال کی خدمت آپکے جد امجد کے تفویض تہی۔ آپ نے
اپنے زندگی تک نہایت مرفہ الحالی کے ساتھ بسر کی آپ کے
فرزند ارجمند یعنے صاحب تذکرہ کے والد ماجد کو تجارت مین بڑا

فروغ رہا۔ مہاراجہ میسور نے ہر چند آپ سے قبول ملازمت پر اصرار کیا لیکن آپ نے اوسکو اپنی کسر شان خیال کیا اسلئے کہ مہاراجہ والی ریاست کو اون کے والد ماجد نے ارادتاً مولوی محمد علی نایطی کا متبنیٰ کردیا تہا۔ مولوی محمد عبد العزیز نے اوایل عمر مین سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی۔ اسوقت دار الطبع سرکار عالی کے مینجر ہین آپ کو علوم متعارفہ کے سوا طریقت کا مذاق بہی حاصل ہے۔ حضرت مولوی۔ حاجی۔ سید عمر علیشاہ دام ظلہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی ہے۔ اپنی اوقات عزیز کو ہمیشہ اوراد و اذکار مین مصروف رکہتے ہین۔ سفر حجاز کے سوا ہندوستان کے مختلف مقامات کی سیر فرما چکے ہین بزرگان دین کی زیارات متبرکہ سے شرف اندوز اور مذہبی کامون مین صدق دل کے ساتھ ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہین۔ توجہ کے ایک روحانی عمل کی آپ کو کامل مشق ہے جس سے ضرورت پر بہت بڑی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی تصانیف (۱) نصایح عزیزیہ فارسی (۲) عزیز الاخلاق (۳) باغ و بہار عزیزی۔ فن اخلاق و تصوف مین

شائع ہو کر مقبول عام و خاص ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ محمد عبد الرحمن اور احمد عبد اللہ آپ کے دو ہونہار صاحبزادے ہین۔

(۱۷۱) محمد عبد القادر نایطی۔ قریشی لقب بن مولوی محمد غوث قریشی میر الصد در ریاست ٹیپو سلطانی کے پر وتون سے ہین۔ آپ کا علمی اور عملی سواد بہت درست ہے سرکار نظام کے نکلخوار اور ایک مستقل تعلقہ کے تحصیلدار ہین مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے

(۱۷۲) مولوی محمد عبد القادر نایطی بطاہر لقب طاہر تخلص بن محمد حبیب اللہ بن محمد باقر بن غلام رسول علماء مشاہیر قوم سے ہین آپ کا نشو و نما ریاست حیدر آباد مین ہوا۔ علوم عربیہ مین فارغ التحصیل اور سرکار نظام کے زمرہ منصبداران مین شریک ہین۔ آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ آپ کی تصانیف سے ہو سکتا ہے۔ جو ضوابط شافعیہ معروف بہ بیان ضروریہ اور لذات مسکین کے نام سے شائع ہو چکی ہین

مصنف تاریخ نظام اردو اور تذکرہ علمائے ہند نے آپکا احوال برسبیل اجمال لکھا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔ آپ بڑے مقرر اور طبّاع شخص ہین۔ فن سخن سے بہی دلچسپی رکہتے ہین (۱) ابو طیب محمدؐ یحییٰ اور (۲) ابو الخیر محمدؐ عیسیٰ آپ کے ہو نہار فرزندون کے نام ہین۔

(۱۷۳) حاجی مولوی۔ محمدؐ عبداللہ نایطی المخاطب به صدارت خان بہادر ابن بدرالدولہ قاضی الملک بہادر علماء مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ علم معقول اور منقول خصوصاً حدیث مین آپ فرد لاثانی تہے۔ امیر الہند نواب محمدؐ غوث خان بہادر والی مدراس نے آپ کو صدارت کا معزز عہدہ عطا فرمایا تہا جس کی مناسبت سے آپ کو صدارت خان کا خطاب عنایت ہوا نواب مغفور آپ کا ادب فرماتے تہے۔ اور آپ کے ساتہہ اعزاز خاص کا استعمال کرتے تہے۔ حجاز کے چوتہے سفر مین واپسی کے وقت گلبرگہ کے مقام پر آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدسہ سے متصل آپکا مدفن ہے

آپ کی تالیفات سے زبان عربی میں رسایل فوایدالغوثیہ فی فروع الشافعیہ۔ تعلیقات علی مختصر ابی شجاع۔ تخریج احادیث بیضاوی اور زبان فارسی مین تحفۃ الاجبہ فی بیان استحباب قتل الوزغہ۔ تحفۃ المحبین لمولد حبیب رب العالمین۔ کتاب الزجر الی منکر شق القمر۔ اوضح المناسک۔ آپکی مبارک یادگار ہین۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کے حالات تفصیل کے ساتھہ لکھے ہین۔

(۴۷۱) مولوی محمد عبداللہ نایطی المخاطب بہ حکیم حذاقت علیخان بہادر ابن محمد سعید نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ مدراس کے دربار والاجاہی مین نہایت معزز اور والی ریاست کے حکیم خاص تھے۔ اور حکیم حذاقت علی خان بہادر کے خطاب سے ممتاز۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی۔ بڑے ہی نیک بخت شخص تھے آپ کا انتقال بتاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری واقع ہوا۔ آپ کے فرزند ارجمند حکیم قادر احمد خان المخاطب بہ مہتمم الدولہ سربراہ خان مہتمم جنگ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۷۵) **نواب محمد عسکری خان نایطی لوکھری۔** المخاطب بہ شیر افگن جنگ بہادر۔ ابن نواب حسین دوست خان سالار الملک مغفور۔ امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد کی خوبیان اور مراتب اعلےٰ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے آپ باوجود اپنی امارت کے نہایت منکسر المزاج اور فقیر دوست تھے۔ آپکی علمی قابلیت اور روشن خیالی قابل قدر تھی۔ والی ریاست نے آپ کے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے خانی اور بہادری کے سوا شیر افگن جنگ کا خطاب آپ کو عطا فرمایا تھا اور آبائی جاگیرات سے بھی سرفرازی بخشی تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے تمام اعزازات آپ کے دونون صاحبزادون کے نام بحال و برقرار رہے۔ جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۷۶) **محمد علوی الدلوی نایطی۔** ریاست میسور کے مشاہیر قوم سے ہین۔ جن کے مکارم اخلاق اور فضایل علوم کا احوال مولف نے بزرگان قوم سے سنا ہے۔ آپ کے اجداد سلطانی عملداری مین مراتب شایان سے سرفراز تھے۔ فی زماننا آپ

مرفہ الحالی مین بسر فرماتے ہین۔

(۱۷۷) مولوی محمد علی نایطی۔ سعید لقب المخاطب بہ حکیم حاذق یارخان بہادر دربار والاجاہی کے معززین سے گزرے۔ فن طبابت مین آپ کی قابلیت اعلےٰ درجہ کی تہی۔ والی مدراس نے مدرسہ طبابت کی پروفیسری کا عہدہ آپ کو عنایت اور حکیم حاذق یار خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا تہا۔ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تہے۔ ہر ایک سوال کا جواب نہایت غور کے ساتہہ دیا کرتے تہے۔ بتاریخ ۵ شعبان ۱۲۹۰ھ بارہ سو نود ہجری آپ نے رحلت کی حکیم اسد اللہ نایطی آپکے یادگار ہین۔

(۱۷۸) ملا محمد علی نایطی۔ روگہے لقب مشاہیر صوبہ بمبئی سے ہین۔ اور بالفعل ایک سخت مرض مین مبتلا ہین۔ آپ کی حالت صحت مین مولف نے آپ سے ملاقات کی تہی۔ بڑے خلیق ملنسار بے نفس اور علوم دینیہ کے کامل ماہر ہین۔ آپ کی تجارت مین خداوند کریم نے برکت دی ہے۔ متعدد جہازون کے آپ مالک ہین۔ بمبئی مین ناخدا سے بہی آپ کی شہرت ہے

آپ کا خاندان کفو کا سخت پابند ہے۔

(۱۷۹) مولوی محمد علی خان نایطی ملقب المخاطب بہ رئیس الامرا مدار الدولہ مدار الملک معزز خان معتمد جنگ مشاہیر ریاست کرناٹک سے گزرے ہین۔ مولف نے بمقام مدراس آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ نہایت فریس اور تیز فہم علمی اور عملی قابلیت سے موصوف تھے۔ سرکار والاجاہ نے آپکو رئیس الامرا مدار الملک مدار الدولہ۔ معزز خان معتمد جنگ کا خطاب عنایت فرماکر اپنا مدار المہام دوم مقرر فرمایا تھا دیوانی مال کی خدمت فائقہ آپ کے تفویض تھی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے چار سو روپیہ کا وظیفہ آپکے نام جاری فرمایا۔ بتاریخ ۲۵ صفر ۱۲۹۱ھ بارہ سو اکانوے ہجری آپ نے انتقال فرمایا۔

(۱۸۰) خان بہادر محمد علی خان نایطی۔ رتنہ سبھا مشاہیر قوم سے ہین۔ رتنہ سبھا زبان سنسکرت کا خطاب ہے جس کے معنے گوہر مجلس کے ہین۔ یہہ خطاب آپ کو ریاست میسور سے ملا

ڈپٹی کمشنری کا عہدہ آپ کے تفویض تہا اور فی زماننا حسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہین۔ آپ ملکی معلومات مین اعلےٰ درجہ کے ماہر اور علم و فضل سے متصف اور نہایت خلیق شخص ہین۔

(۱۸۱) حاجی حافظ محمد غوث نایطی المخاطب بہ انتظام خان بہادر ابن حاجی عبد الوہاب نایطی المخاطب بہ مدار الامرا بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے نیک بخت اور متبرک شخص تہے۔ سرکار والاجاہ نے اپنے مصاحبین خاص مین آپکو شریک فرمایا تہا۔ پریوٹ مراسلت کا کام بہی آپ سے لیا جاتا تہا ۱۰ ذیحجہ ۱۲۶۷ھ بارہ سو سرسٹہ ہجری مین خطاب انتظام خان بہادر سے سرفراز ہوے۔ نہایت ذی علم اور راست باز شخص تہے۔

(۱۸۲) مولوی محمد غوث نایطی۔ قریشی لقب بن حاجی غلام عظمت اللہ بن حاجی غلام محی الدین بن غلام علی میر صدر ٹیپو سلطانی مشاہیر قوم سے ہین آپکے جد اعلےٰ کا احوال نمبر ۱۰۹ پر لکھا گیا ہے۔ مولف تاریخ کو اس تذکرہ کے تحریر کے وقت

آرتہر ولیزلی کی ایک انگریزی چٹہی ملی جو غالبًا مارکویس ولیزلی گورنر جنرل ہند کی لکہی ہوئی ہے۔ یا اون کے برادر (کمانڈر انچیف برٹش آرمی) کی۔ جس سے غلام علی میر صدر کا اعزاز اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ اس موقع پر خالی از دلچسپی نہوگا۔ یہہ مراسلہ حاکم ویلور کے نام ہے۔ مقام سرنگ پٹن۔ ۱۸ جولائی ۱۷۹۹ء۔ ڈیر سر۔ حامل ہذا غلام علی میر صدر مع اپنے فرزند غلام محی الدین کے آپ کے زیر سایہ ویلور مین سکونت پذیر ہونا چاہتے ہین کمشنران معاملات میسور نے ان دونون صاحبون کے نام پنشن مقرر کردی ہے۔ سلطانی دربار مین میر صدر سے منفرتر کوئی نہ تہا۔ سرکار کمپنی کے قبض و حمایت مین جو ممالک آئے اونکے متعلق سرکار کمپنی کی خدمت ان سے بہتر کسی نے نہین ادا کی میسور کے فتح ہونے کے بعد خاندان سلطان اور بڑے بڑے سرداردن نے اطاعت قبول کی تو میر صدر نے خیال کیا اور وہ خیال نہایت عمدہ تہا کہ عامہ رعایا کے لئے عافیت اسی مین ہے کہ ملک مین عجلت کے ساتہہ امن و امان قایم ہو جائے۔ انہون نے اس

خاص غرض کی تکمیل کے لئے اپنے اقتدار کو پوری طرح پر کام مین لاکر بدون اپنی کسی ذاتی غرض اور فائدہ کے قلعہ دارون کے ساتھہ انتظام کیا اور جمہور کی عافیت مین نہایت اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھہ بحد امکان کوشش کی اور کامیاب ہوے ہین بدل انکی سفارش کرتا ہون اور بخوبی جانتا ہون کہ جیسے جیسے آپکی راہ ورسم ان سے بڑہتی جاوے گی اوسی قدر آپ اونکی قدر کرتے رہین گے۔

مولوی محمد غوث قریشی اہنین بزرگ ممدوح الشان کے حقیقی پروتے ہین۔ آپ سفر حجاز مین متولد ہوے۔ عربی زبان اور علوم متعارفہ مین ذی استعداد ہونے کے علاوہ معاملات مالی و ملکی مین اعلےٰ درجہ کے تجربہ کار ہین۔ آپ کی سلامت روی نیک نفسی۔ بردباری۔ اور اخلاق۔ شرافت خاندانی کا نمونہ ہین۔ سرکار نظام کے سررشتۂ مال مین تحصیلداری تعلقہ کی خدمت آپ کے تفویض ہے نیک نام اور رعایا پرور افسرون مین آپ کا شمار ہے۔

(۱۸۳) **مولوی محمد غوث نایطی** سعید لقب مشاہیر حیدرآباد سے ہین۔ آپ کے خاندان کو دربار والا جاہی سے تعلق تھا۔ آپ کے نانا حکیم حاذق یار خان بہادر دربار والا جاہی کے طبیب خاص تھے۔ آپ سرکار نظام کے نمک خوار اور پرائیوٹ سکرٹری سرکار عالی کے مددگار ہین۔ اور پانسو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ آپ کی عربی اور انگریزی قابلیت خصوصاً ترجمہ کی خوبی کے نسبت ماہران فن کو اعتراف ہے۔ آپ کا عروج ریاست حیدرآباد مین محض آپ کی لیاقت اور زور بازو سے ہوا۔ پبلک کامون سے آپ کو خاص دلچسپی حاصل ہے بزرگان قوم نے آپ کی روشن خیالی اور راست بازی کے لحاظ سے آپ کو فخر قوم کہا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ محمد عبدالعزیز اور محمد عبداللطیف دونون آپ کے فرزند ہین۔

(۱۸۴) **مولوی محمد غوث نایطی**۔ حیدہ لقب۔ مشاہیر تجار سے گذرے ہین جن کا تعلق ریاست مدراس سے تھا۔

آپ کی شریفانہ معاملت اور راست بازی کی وجہ سے آپ کی تجارت کو فروغ رہا۔ ملازمت کی پابندی سے ہمیشہ آپ متنفر رہے آپ کو فن ہنوٹ مین کمال تہا۔ اپنی قوم پر جان نثار اور کفو کے سخت پابند تہے۔ آپ کی اولاد سے محمد حسن جیبدہ سرکار نظام کے نمکخوار اور بڑے لایق اور بردبار شخص ہین جو گمنامی سے بسر کرتے ہین۔ اور نوکری کو ننگ خاندان خیال فرماتے ہین۔

(۱۸۵) حاجی۔ مولوی۔ محمد غوث نایطی۔ المخاطب بہ اعانت خان۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ۴ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ بارہ سو اڑتیس کو آپ متولد ہوے۔ فارسی اور عربی کی اچھی استعداد رکھتے تہے۔ فقہ اور حدیث کے ساتھ آپ کو خاص دلچسپی تہی۔ سرکار والا جاہی سے نیابت صدارت کا عہدہ اور اعانت خان بہادر کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت نیک نامی کے ساتھ بسر کیا۔ بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری مدینۂ مطہرہ مین تپ محرقہ سے رحلت فرمائی۔ جنت البقیع آپکا

مدفن ہے۔ آپ کی تالیفات سے ترجمہ بسط الیدین لاکرام الابوین زبان فارسی مین آپ کی اعلےٰ یادگار ہے۔

(۱۸۶) مولوی محمد غوث۔ نایطی۔ المخاطب بہ شرف الدولہ شرف الملک مولوی محمد غوث خان غالب جنگ بن مولوی ناصر الدین محمد بن نظام الدین غفر لہم۔ عالم علامہ باعث افتخار قوم گزرے ہین۔ صاحب تاریخ احمدی نے لکھا ہے کہ آپ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ بلدہ محمد پور ارکاٹ مین آپ کی ولادت واقع ہوئی۔ ایام طفولیت مین آپنے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عالم خواب مین رویت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت موصوف نے اپنے دست مبارک سے آپ کو پانی کا پیالہ عنایت فرمایا اور پے لینے کا حکم دیا۔ صبح اوس کی برکت سے آپ کے حافظہ مین نہایت قوت پیدا ہوئی۔ علوم حدیث اور فقہ کی کتابین آپکو ازبر یاد تھین۔ علم ادب مین نام آور ہوے ترمذی کے حاشیہ پر قاضی بدر الدولہ بہادر نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ نے عالم جوانی مین

سیدنا و نبینا علیہ الصلوۃ و السلام کے دست مبارک سے بہت سیری کے ساتھ آب زمزم پیا اور عالم رقت مین بیدار ہوے اوسی کا فیض تہا کہ آپ مراتب و فضایل علوم سے بہرہ ور ہوے ۱۲۱۳ بارہ سو تیرہ ہجری مین آپ نے حیدرآباد ہی ملاحظہ فرمایا ہے - ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین دربار والا جاہی مدرسہ سے مدار المہامی کی خدمت آپ کے تفویض ہوئی اور خطابات جلیلہ سے سرفراز ہو کر معاصرین مین ممتاز ہوے -

۱۲۳۳ بارہ سو تیتیس مین آپ نے خدمت سے کنارہ کشی اختیار کر کے تالیف و تصنیف کے طرف توجہ کی - بتاریخ ۱۱ صفر ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری دنیائے فانی سے رحلت فرمائی - جامع مسجد والا جاہی مین انکا مزار ہے - آپ کے علم و فضل کا سچا یادگار آپ کی تصانیف عربیہ سے قایم ہے (۱) نثر المرجان فی رسم نظم القرآن (۲) فواید الصبغیہ فی شرح الفرایض السراجیہ (۳) سواطع الانوار فی معرفتہ اوقات الصلواۃ والاسحار (۴) بسط الیدین لاکرام الابوین (۵) ارجوزۃ فی القاب حضرت

علی کرم اللہ وجہ (۶) کفایتہ المبتدی فی فقہ الشافعی (۷) زواجر الانسان
الی اہل دار الجہاد (۸) تعلیقات علی مختصر ابی شجاع (۹) تعلیقات
شرح قطر الندی (۱۰) مسائل فی فقہ شافعی (۱۱) حواشی قاموس
(۱۲) شافی شرح کافی فی النحو (۱۳) نجم الوقاد شرح قصیدہ بانت
سعاد (۱۴) وسایل البرکات شرح دلایل الخیرات (۱۵) نہور الفوائد
وبحور الفراید فی الفرایض — مندرجۂ ذیل کتابین آپ نے
فارسی زبان مین لکھی ہین (۱۶) انہار المفاخر فی مناقب سید
عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) یواقیت المنثورہ فی الاذکار
الماثورہ (۱۸) نسایم الازہار فی الصلاۃ علی سید الابرار صلی اللہ
علیہ وسلم (۱۹) ہدایتہ الغوی الی المنہج السوی فی الطب النبوی
صلواۃ اللہ علیہ (۲۰) خواص الحیوان (۲۱) رشحات الاعجاز
فی تحقیق الحقیقۃ والمجاز (۲۲) رسالہ در رد خواجہ کمال الدینجان
(۲۳) برہان الحکمتہ ترجمہ ہدایتہ الحکمتہ (۲۴) فتاوی ناصریہ فی
فقہ حنفیہ (۲۵) خلاصتہ البیان شرح عقیدہ عبد الرحمن (جامی)
(۲۶) سہام الناقرہ فی عیون الناظرہ (۲۷) صلاۃ التسبیح —

(۲۹) زبان ہندی میں فقہ حنفی کے نام سے آپ کی ایک تصنیف ہے

(۱۸۷) **مولوی محمدؐ غیاث نایطی۔** ناگپوری فقیہ لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ عالم متبحر اور انتظامی معاملات سے نہایت باخبر شخص تھے۔ نواب کڑپہ نے آپ کو دیوانی کا عہدہ تفویض فرمایا تھا۔ قصبہ ویلور مین آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت شاہ ابو الحسن قدس سرہ کے صحن مکان مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے پروتون سے مولوی محمد کلیم اللہ حیدرآباد مین سرکار نظام کے نمک خوار ہین۔

(۱۸۸) **مولوی محمدؐ فخر الدین خان نایطی چکنے لقب** مشاہیر بلدہ ویلور سے گزرے ہین۔ آپ کو زمانہ نوابی مین قضارت کا عہدہ تفویض تھا۔ آپ فاضل اجل اور عالم باعمل تھے۔ جن کے وجود باجود سے قوم کو فخر حاصل تھا۔ عہدہ مفوضہ کے نازک ذمہ داریون کو آپ نے نہایت آب وتاب کے ساتھ سرانجام دیا۔ آپ کے ہر ایک حکم سے دینداری کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

(۱۸۹) مولوی محمدؐ فصیح الدین نایطی - نانگر لقب ۔ مشاہیر قوم سے گذرے ہین مصنف رسالہ نایط نے ایک مقام پر اس لقب کی وجہ تسمیہ کو روئی کی تجارت سے منسوب فرمایا ہے مولوی محمد فصیح الدین کا علم وفضل اور زہد و تقوے عالم مین مشہور تہا۔ شاہی ملازمت پر آپ نے تجارت کو ترجیح دے رکہی تہی اور اکثر اوقات مین مواعیظ مذہبی سے خلایق کو ہدایت فرماتے تہے اور عربی زبان مین بے تکلف گفتگو کرتے تہے

(۱۹۰) نواب محمدؐ قاسم علی خان نایطی المخاطب بہ نواب فرخ یاب جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کی علمی استعداد بہت درست تہی علماء کی صحبت کے ہمیشہ طالب رہتے تہے۔ دولت آصفیہ کے جاگیرداری کا اعزاز بہی آپ کو حاصل تہا۔ آپ نواب داراب جنگ مغفور کے حقیقی بہائی تہے

(۱۹۱) محمدؐ قادر محی الدین نایطی - ناکپوری المعروف بہ میان صاحب و الملقب بہ صبی ابن محمدؐ فخرالدین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بمراج پالہ کے رہنے والے اور

تہا راجہ ناگپور کی فوج مین چار سو سوار کے رسالدار اور اپنے ذاتی گہوڑون کے سلحدار اور فنون سپہ گری مین استاد کامل خصوصًا بنوٹ مین فرد لاجواب تہے۔ کسی معرکہ مین آپ کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوا۔

(۱۹۲) **محمد قطب الدین خان نایطی۔** رئیس لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ مصنف رسالہ نایط فرماتے ہین کہ آپ قصبہ کوکن مین بخشی الممالک کا عہدہ رکہتے تہے۔ اور امارت کی وجہ سے رئیس کوکن سے مشہور تہے۔ اس لقب کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ سید عبد الرحمن رئیس قوم کے خاندان سے آپ کو تعلق نہ تہا۔ مولف تاریخ کو اس سے زیادہ آپکے حالات نہ مل سکے۔

(۱۹۳) **محمد محترم خان نایطی۔** امرائے دربار عالمگیری سے گزرے ہین جنکو خانی اور بہادری کا خطاب اور پنجہزاری منصب اور جاگیر سے سرفرازی حاصل تہی۔ نہایت ذی علم اور ذی اعتبار شخص تہے۔ قصبہ ایلور آپ کا مستقر تہا۔

جب گیارہ سو انیس ہجری مین اعظم شاہ اور بہادر شاہ کا مقابلہ ہوا تو آپ اس لڑائی مین مارے گئے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او جد بلا واسطہ محمدؐ باقر الملقب بہ محترم خان حال واین نیز نہ نواب مرتضی خان بہادر و داماد نواب باقر علی خان مرحومین میشود از امراء درگاہ عالمگیری و روشناس بزم رنگین جہانگیری وعمدگان قوم نایط و صاحب ثروتان این طایفہ بود بعنایت پادشاہی بخطاب محترم خان ممتاز و منصب پنجہزاری و جاگیر سرفراز گشت خامہ جادو طرازش مخترع چمن رنگین بیانی و فکر آسمان پروازش مبدع نہال مضامین و معانی است۔

	ولہ	
اختراعی سر بسبز نشئہ است نوش عافیت		بامسیحا درنسازد خاطر آزاد ما

(۴۹۱) **مولوی محمد محی الدین**۔ سعید لقب خاطر تخلص ابن مولوی حسن علی۔ سعید نایطی۔ شافعی۔ ریاست میسور کے متوطن سرکار نظام کے نمک خوار۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپکے اجداد کو ٹیپو سلطان کے عہد مین ریاست کی مختلف خدماتیں

تعلق تہا۔ آپ کے والد ماجد منظر آباد کے قلعہ داری سے ممتاز رہے۔ برٹش گورنمنٹ کے عمل دخل مین آپ کو عمل داری کی خدمت عطا ہوئی۔ مہاراجہ کے ابتدائی زمانہ حکومت مین آپ نے ترک وطن کرکے سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی تعلقہ ابراہیم پٹن کی عملداری سے سرفراز رہے۔ آخر عمر مین ترک ملازمت کرکے سیاحی اختیار کی متعدد اوقات مین حجاز کا سفر فرمایا۔ بزرگان دین اور اولیائے کرام کی متبرک زیارات سے بہرہ اندوز ہوکر سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سے بعیت حاصل فرمائی۔ آپ ہمیشہ ریاضت کش اور معتکف رہا کرتے تہے۔ فضایل علوم صوری ومعنوی سے آراستہ تہے۔ فن طبابت مین آپ کا تجربہ بڑہا ہوا تہا۔ آپ کی قابلیت کی اعلےٰ یادگار آپ کی تصانیف ذیل مین ہین

(۱) غایۃ المرام در تصوف (۲) اختصار در تصوف (۳) تشفی نامہ در تصوف (۴) افشائے راز فرامش (۵) شرح العزیز در تصوف (۶) ضیاء القلوب در تصوف (۷) نامہ خاطر (۸) بہارستان تقدیس (۹) امداد الطالبین در تصوف

(۱۰) ازالتہ الکہالت۔

(۱۹۵) محمد محی الدین نایطی۔ بن محمد شاہ مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نوابی کرنول کے زمانہ مین موضع بہنڈ پاتکور بطریق جاگیر آپ کو عطا ہوا تہا۔ آپ کے فرزندون سے محمد صبغتہ اللہ نایطی کو ریاست ناکپور مین مانکاری کی منزلت حاصل تہی۔ صاحب جاگیر اور امیر کبیر کہلاتے تہے۔ جن کی اولاد کا ذیلی سلسلہ مولف کو دریافت نہو سکا۔ محمد محی الدین نایطی کے دوسرے فرزند (محمد حبیب اللہ نایطی) کے دوسرے صاحبزادے (مولوی غلام رسول نایطی) سرکار نظام کے نمک خوار اور دارونگی شیشہ آلات کے عہدہ سے ذی اعتبار ہین۔ جن کی ملاقات کا شرف مولف کو حاصل ہے۔

(۱۹۶) محمد مخدوم نایطی۔ قدس سرہ۔ ابن شیخ احمد نایطی صوبہ ارکاٹ مین صاحب دل گزرے ہین۔ آپ عالم تنہائی مین بسر کرتے تہے۔ نواب والاجاہ کے عہد حکومت مین اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ قحط سالی مین میر اسد اللہ خان بہادر نائب

ؔ یہہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی صاحب جواہر یعنی امیر کبیر۔

صوبہ دار ارکاٹ نے باران رحمت کی التجا آپ سے کی ہے جب آپ مجبور ہو کر اپنے مصلے سے اوٹھتے تہے تو بارش بکثرت برستی تھی۔ آپ اپنی زندگی ہی مین عامل سریع التا ثیر سے مشہور رہتے علوم ظاہری کے سوا علوم باطنی بہی رکہتے تہے۔ سید علی محمد خلف الرشید حضرت شاہ عبد الرحمن بیجاپوری صبغۃ اللہی قدس سرہ سے آپکو بیعت حاصل تھی۔ بتاریخ ۲۶ شوال ۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی ہجری آپ نے رحلت فرمائی۔ مقام تاج پورہ واقع ارکاٹ مین آپکا مزار ہے۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔

(۱۹۷) **محمد مخدوم نایطی۔** اودگیری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو ریاست بیگن پلی مین والی ریاست کے اتالیقی کا اعزاز حاصل تہا۔ علوم و فنون مین فرد منتخب سمجہے جاتے تہے۔ آپکے پوتون سے مولوی غلام رسول نایطی ریاست ممدوح کے قصبہ کویل کنڈہ کے قاضی اور آپ کے نواسے غلام محمود نایطی بیگن پلی کے لکہہ پتی تاجرین سے ہین۔

(۱۹۸) **محمد مستعد خان نایطی۔** الملقب بہ پتو مشاہیر قوم سے

گزرے ہین بقول مصنف رسالہ نایط آپ کو صوبہ کا کنارگی نیابت صوبہ داری کا عہدہ حاصل تہا۔ آپ بڑے حوصلہ مند شخص تھے آپ کی ذات ستودہ صفات سے افراد قوم کو ہمیشہ ہر قسم کی مدد ملا کرتی تہی۔

(۱۹۹) محمد معین الدین نایطی۔ الملقب بہ آگ لاوے ابن غضنفر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کی بہادری کا پتہ تاج الاقبال (تاریخ بہوپال) سے ملتا ہے مہاراجہ ناگپور کے لشکر مین آپ کو رسالداری کی عزت حاصل تہی۔ نواب صدیق علی خان نایطی میر عساکر و مدار المہام ریاست کے مشیر خاص تھے۔

(۲۰۰) مولوی محمد معین الدین۔ مہکری لقب۔ ابن حکیم محمد اسد اللہ خان مہکری۔ مشاہیر قوم سے ہین۔ ٹیپو سلطان کی حکومت مین آپ کے جد اعلےٰ محمد علی مہکری۔ بحری فوج کے افسر تھے آپ میسور مین متولد ہوے۔ آپ کی قابلیت عربی اور فارسی زبان مین مسلم ہے۔ کنڑی اور تلنگی زبان سے بہی بخوبی ماہر ہین سرکار نظام کے امتحانات مالگزاری مین کامیاب اور علاقہ

صرف خاص کے ضلع اطراف بلدہ مین تحصیلدار ہین مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ نہایت لایق عہدہ دار ہین۔ آپ کے تین صاحبزادون (۱) محمد ضیاءالدین (۲) محمد قادر علی (۳) محی الدین محمود سے منبر ا و ۲ سرکار نظام کے نمک خوار ہین اور منبر ۳ مدرسۂ عالیہ حیدرآباد مین ایف اے کی تعلیم پا رہے ہین

(۲۰۱) **حکیم محمد مہدی نایطی**۔ سعید لقب۔ المخاطب بہ حکیم شفا دست خان بہادر ابن حکیم حسین علی نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا وطن مدراس ہے۔ نواب والاجاہ مغفور کے زمانہ ریاست مین آپ مجلس اطبار کے ممبر اور نہایت لایق اور تجربہ کار شخص تھے مدراس مین آپ کے مطب کی شہرت ابتک باقی ہے۔

(۲۰۲) **مولوی محمد میران نایطی**۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈے۔ والمتخلص بہ سُہا۔ بن حبیب اللہ ذکا بن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی بیجاپوری مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے اب وجد کا احوال منبر ۲۵ پر لکھا گیا ہے۔ آپ رمضان ۱۲۶۸ھ مین

بہ مقام نیلور متولد ہوے۔ عربی کی اکثر وہ کتابین جو سلسلہ نظامیہ مین داخل ہین مولانا مولوی شجاعت حسین غازیپوری سے پڑہین فقہ اور حدیث کی سند مولوی محمد ہاشم دہلوی سے حاصل کی اور فارسی کی تحصیل اپنے شفیق باپ سے۔ فی زماننا حیدرآباد کے دفتر صدر محاسب سرکار مین عہدہ لایقہ سے ممتاز ہین۔ نظم ونثر فارسی مین اسد اللہ خان غالب کے طرز کو آپ کی روشن طبیعت سے جلا حاصل ہے۔ آپکی ذہانت اور طباعی کی تعریف مولف کے سے کم سواد شخص کی زبان سے چہوٹا منہہ بڑی بات کا مصداق ہے جس کا شمار آپ کے شاگردون مین ہے مندرجہ ذیل غزل آپ کے فارسی کلام کا اعلے نمونہ ہے۔

دست جور محتسب تا شیشہ و ساغر شکست	از شکست شیشہ و ساغر مرا دل در شکست
واے بر محرومی پرواز ان مرغ اسیر	کز طپیدن تا قفس بشکست بال و پر شکست
حالت بشکستہ ام دارد تماشائے دگر	این بہار تازہ باشد رنگ بر رد گر شکست
سر گرانی ہاے بازار من چہ باشد بیش ازین	تا نہادم و بہ مجلس مجلس خود بر شکست
زاہدا من مے کشم اینجا مبارک بہر تو	آرزوی مے کشی ہا بر لب ساغر شکست

معرکہ آرا مشو زاہد ز وعظ روز حشر		طرز رفتار کسی ہنگامہ محشر شکست
چارہ درد سہا شد باعث درد دگر		یعنے تا پیکان برآید در دلش نشتر شکست

(۲۰۳) **محمد ندیم اللہ نایطی** - المخاطب بہ ندیم اللہ خان ابن غلام محی الدین نایطی معززین قوم سے گزرے ہین - آپکو والاجاہی ریاست مین والی دولت کی اتالیقی کا اعزاز حاصل تہا - جواہر علوم وفنون سے آراستہ تہے - بتاریخ ۵ ہر شعبان سنہ ۱۲۹۰ بارہ سو نوے ہجری بحالت سجدہ نمازِ فریضۂ صبح آپ نے رحلت فرمائی -

(۲۰۴) **مولوی - حاجی - محمد نظام الدین نایطی** - تاتی لقب بن مولوی محمد حسین مغفور بن مولوی محمد عبد اللہ مولف تاریخ کے والد ماجد مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کے حسب ونسب کا سلسلہ حافظ ابراہیم عرب کے واسطے سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچا ہے - آپ کے جد ماجد مولوی محمد عبد اللہ مغفور شاہی حکومت مین قلعہ ونگول کے قلعہ دار تہے - آپ بہ مقام ونگول متولد ہوے - علوم فارسیہ وعربیہ کی تحصیل کے بعد حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف اندوز ہوکر عالم

شباب مین مدراس گورنمنٹ کے ضلع نیلور کی مہتممی پولیس کا عہدہ قبول فرمایا۔ لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین جب جب طرح جدید قواعد کی پابندی ہونے لگی۔ آپ اوس عہدہ سے متنفر ہوتے گئے۔ نیک نفس حکام نے آپ کی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے آپ کو مستثنےٰ کیا لیکن صرف چھہ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے نوکری سے استعفا دیدیا۔ اور مدراس کے مدرسۂ اعظم مین عربی کے پروفیسر مقرر ہوے۔ اور پہر آخر ۱۲۹۷ھ تک آپنے تجارت مین فروغ حاصل کیا۔ اوایل ۱۲۹۸ھ مین نواب سر سالار جنگ مختار الملک مغفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد کے خواہش اور مولوی سید عبدالوہاب حسینی مغفور اور وجہہ الدین خان معنی کے ایما پر آپ نے حیدرآباد تشریف لاکر سرکار نظام کے نمکخواری کا اعزاز حاصل فرمایا۔ آپ کی ملازمت کا بڑا حصہ سررشتہ عدالت سے متعلق رہا۔ دار القضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتممی اور پہر نیابت دوم عدالت دیوانی بلدہ پر کار فرمائی کے بعد پیرانہ سالی کی وجہ سے کنارہ کش ہوے اور اپنی خدمت کیلئے اپنے

چھوٹے فرزند مولوی احمد اللہ مرحوم کو پیش فرمایا۔ قدردان گورنمنٹ نے آپ کی استدعا کو منظور فرماکر آپکو حسن خدمت کا وظیفہ عطا فرمایا۔ سررشتہ عدالت کی تاریخ مین آپ کی راست بازی اور جفاکشی کے آثار موجود ہین۔ رعایائے حیدرآباد کے بڑے حصہ کی زبان پر آپ کے محامد صفات ابتک باقی ہین۔ شوال ۱۳۱۱ھ مین آپ نے وجع القلب کے عارضہ سے نماز شام مین رحلت فرمائی۔ آپ کے پانچ لڑکون سے (۱) اضعف العباد مولف تاریخ (۲) مولوی محمد عبد الستار (۳) محمد عبد الودود (۴) ڈاکٹر عبد الرحمن بقید حیات ہین (۵) سب سے چھوٹے مولوی احمد اللہ رحلت فرماچکے ہین۔ جنکا تذکرہ جدا گانہ لکھا گیا ہے اللہم اغفرہما بحرمتہ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۲۰۵) **مولوی محمود علی نایطی** ۔ پتو۔ رلقب المخاطب بہ دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان محبوز جنگ بن محمد علی بن محمد سعید مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکی مسلّمہ قابلیت زبان فارسی۔ عربی۔ اور انگریزی کی دربار و الاجاہی مین

قابل قدر ثابت ہوئی۔ والی ریاست نے آپکو دفتر انگریزی کا میر منشی خاص مقرر فرمایا اور اسی عہدہ کے مناسبت سے دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آپ بڑے سنجیدہ مزاج معاملہ فہم اور ذی اعتبار شخص تھے والی ریاست کے پاس آپ کا بڑا اعزاز اور اعتبار تہا۔

(۲۰۶) **قاضی محمود کبیر نایطی**۔ قدس سرہ۔ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو محمد نایطی بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ شاہ سید اکبر حسینی ابن حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز حسینی قدس سرہما کے داماد اور ممالک دکن کے قاضی القضات۔ مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ کے معاصرین سے تھے۔ مصنف تاریخ احمدی اور صاحب گلستان نسب نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ بہت تہوڑے زمانہ تک آپ نے قاضی القضات کے فرایض خدمت کو سنبہالا اور پہر خدمت سے مستعفی ہوکر حجاز کے طرف روانہ ہوے مولوی غلام محی الدین شایق نے روضۂ قدسیان مین فرمایا ہے کہ آپ کے سفر کے بعد آپ کے صاحبزادے (قاضی رضی الدین

مرتضیٰ کو قضاءت کی خدمت ملی۔ جب آپ نے حج سے فارغ ہوکر مدینہ مطہرہ کا ارادہ فرمایا تو حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب میں شیخ الحرم کو حکم فرمایا کہ فاضل ہند کی پیشوائی کرے۔ جب آپ کا قافلہ مدینہ مطہرہ کے قریب پہونچا تو بیرون آبادی شیخ نے استقبال کیا۔ آپ قافلہ سے آگے بڑھے اور شیخ سے مصافحہ فرمایا اور کہا کہ یہہ عاصی اس تکلیف فرمائی کی صلاحیت نہین رکھتا۔ پھر شیخ نے آپ کو اپنا مہمان بنایا۔ زیارات متبرکہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ہند کا ارادہ کیا اور بیجاپور مین رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک اوسی مقام پر ہے۔ مولف نے آپ کے صاحبزادے کی قضاءت کے متعلق شہنشاہ اکبر کا فرمان مترشدہ ۱۰ محرم سنہ ۹۹۴ نون سو چورانوے ہجری دیکھا ہے

(۲۰۷) شاہ محی الدین نایطی۔ لوکھری لقب۔ بن شاہ جعفر قدس سرہما مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت شاہ احمد کلیم قادری رحمتہ اللہ علیہ کے حسن توسط سے

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ حضرت شاہ احمد کلیم قدس سرہ کے فضایل اور خرق عادات زمانہ مین مشہور ہین۔ شاہ محی الدین نایطی کے فرزند ارجمند شاہ حامد سعید ٹیپو سلطانی حکومت مین صفیر ایران مقرر ہو کر معاش جلیلہ سے سرفراز تھے جن کے صاحبزادے شاہ ابو الحسن چشتی کلیم اللہی کا زمانہ مدراس پریسیڈنسی مین گزرا ہے آپکو شاہ عبد القادر فخری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی۔ اور سلوک مین بڑے پایہ کے بزرگ تھے آپ کے فرزند ارجمند مولوی غلام دستگیر مغفور کے تین صاحبزادون سے آپ کے خاندان کا نشان قایم ہے۔ (۱) مولوی احمد کلیم (۲) مولوی غوث محی الدین (۳) مولوی صدیق حسین عاشق نمبر ایک نہایت ذی علم اور باخدا شخص اور اپنے خاندانی بزرگیون کے سچے یادگار علوم طریقت مین کامل اور ہمیشہ ذاکر و شاغل ہین۔ نمبر دو کو بھی سرکار نظام کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے نمبر تین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام دستگیر مغفور اور اون کے تینون

صاحبزادوں سے مولف تاریخ کو ملاقات کی عزت حاصل ہے۔

(۲۰۸) سید محی الدین علوی نایطی۔ قریشی لقب ابن سید ضیاء الدین میسوری۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ بخشی غلام علی خان کنداچار کے حقیقی نواسے تھے۔ صرف آپکی ننھیال کو قوم نوایط سے تعلق ہے آپ کے والد ماجد ریاست میسور میں ڈیٹو جج کا عہدہ رکھتے تھے۔ تکمیل مدت ملازمت کے بعد آپ نے ماہوار کا وظیفہ حاصل کرکے ہجرت فرمائی مدت العمر مکہ معظمہ میں رہے۔ اور اوسی مقام متبرک پر انتقال فرمایا۔ سید محی الدین مغفور ملیبار میں صیغہ نمک کے افسر مقرر ہوے اور پھر ریاست میسور میں آپ کو اسسٹنٹ کمشنر کا عہدہ ملا جب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دکن نے آپ کو بلوایا تو آپ حیدرآباد چلے آئے ابتداءً ریونیو بورڈ کے ممبر اور بعد صدر مہتمم و معتمد صدر المہام کو توالی ناظم مدخل و ناظم ثنیہ بنجات ممالک محروسہ سرکار نظام رہنے کے بعد عمر کے آخری زمانہ مین سر رشتہ مالگزاری کے صدر تعلقدار مقرر ہوے۔ نہایت

تجربہ کار اور قانون دان افسر تھے۔ رجب ۱۳۰۵ھ تیرا سو پانچ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ شاہ خاموش قدس سرہ کی درگاہ مین آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۲۰۹) **سید مغیث الدین نایطی**۔ سلطان علاء الدین کے عہد مین مشاہیر سے گزرے ہین جن کو دربار شاہی مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ مصنف تاریخ فرشتہ فرماتے ہین کہ او و برادرش سید نجیب الدین ہر دو بزہد و تقوے و سایر کمالات اتصاف داشتند و ایشان را سادات نوتیہ می گفتند۔

(۲۱۰) **ملک محمود نایطی**۔ جواہر تخلص ابن قاضی محمد عیدروس نبیرہ فاضل خان نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نوابی کرنول مین آپ کو موضع کپٹرلا کی جاگیرداری کی عزت حاصل تہی۔ والی ریاست کے مصاحبین خاص مین آپ کا شمار رہتا۔ آپ کے صاحبزادے غلام حسین گوہر تخلص کے دونون فرزند غلام علی نایطی اور ملک محمود نایطی سرکار

نظام سے کے نمک خوار ہین۔ آپ کے دوسرے فرزند غلام حیدر شہوار تخلص کی اولاد سے غلام محی الدین وغیرہ کو بہی سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۱۱) **نواب منیر الدین خان نایطی** - الملقب بسکندر یار جنگ بہادر ابن محمد محی الدین خان بن نواب منیر الدین خان سکندر یار جنگ اولی مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی جدہ ماجدہ حافظ محمد حسن خان منصبدار ابن حافظ محمد صادق علی خان مہاجر نایطی قریشی بخشی فوج والی ریاست حیدرآباد کی صاحبزادی تہین۔ آپ کے جد ماجد کا احوال مصنف نگارستان آصفی نے لکہا ہے۔ آپ کا معین الاسلام خان بہی خطاب تہا۔ نواب سکندر جاہ مغفور کی زمانہ ریاست مین بخشی گری کی خدمت اور دو ہزار جوانان بار کا آوردہ اور عدالت کی صدارت آپ کے تفویض تہی۔ سفر شوراپور مین آپ والی ریاست کے ہمرکاب رہے۔ آپ کے پوتے نواب سکندر یار جنگ حال ابتدائً علاقہ دیوانی مین تعلقہ دار رہے اور پہر حسن خدمت کا

وظیفہ پانے کے بعد علاقہ پائیگاہ نواب سر خورشید جاہ امیر کبیر مغفور کے معتمد مال ہوئے اور اتبک اوسی پر قایم ہین آپکی علمی اور عملی قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ مزاج نیک بخت۔ اور دیندار امیر ہین۔ بارگزیدہ کے لئے آپ کا عمل نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔

(۲۱۴) مولانا شیخ میر نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین صاحب گلستان نسب فرماتے ہین کہ ریاست والا جاہی مین آپ رسالہ شاہی کے سرگردہ تھے۔ اور پھر والی ریاست کے مصاحب مقرر ہوے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار رہتے۔ جس زمانہ مین آپ نے ہاتیون کی تجارت جاری کر رکھی تھی آپ کا مطالبہ ریاست حیدرآباد پر تھا۔ جب آپ نے اوسکے وصول کے لئے نواب ناصر جنگ شہید سے ملاقات کی تو نواب شہید نے نہایت خلق و مروت کے ساتھ آپ کی مہمانداری کا حکم فرمایا مگر آپ نے معذرت کے ساتھ اوس سے معافی چاہی اور فرمایا کہ قرضخواہ کو حق نہین ہے کہ اپنے مطالبہ کے سوا کسی اور

تکلیف دہی کا باعث ہو۔ نواب شہید کے حکم سے آپ کا ظاہر
فوراً بے باق کردیا گیا۔ اور پھر آپ کو اصرار کے ساتھ بھائی
کا شرف بخشا گیا۔ والی ریاست نے آپ کے حُسن معاملت
کی بڑی تعریف کی۔

(۲۱۳) مولانا شیخ میران نایطی۔ قدس سرہ بارا ہزاری نقب
مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔ آپ جوان صالح اور مرد متقی تھے
ہر روز بارا ہزار درود کا ورد جاری رکھتے تھے۔ عالم خواب
میں آپ کو ہر روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہان آرا
کی رویت نصیب ہوا کرتی تھی۔ ہمیشہ آپ پر رقت طاری
رہتی تھی۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے
آپ کی رحلت بلدہ محمدپور میں واقع ہوئی وہیں آپ کا
مزار ہے۔

ردیف ل

(۲۱۴) مولانا حاجی ناصرالدین عبدالقادر نایطی۔
المخاطب بہ امیر نواز جنگ بہادر ابن مولوی محمد صبغتہ اللہ المخاطب

قاضی الملک مغفور امرائے کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ علم و فضل سے آراستہ زہد وتقوے سے پیراستہ تھے۔ دربار والاجاہی سے آپ کو قادر حسین خان امیر نواز جنگ بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ ناظم باغات کا عہدہ آپ کے تفویض تھا۔ نوابی کے خاتمہ پر برٹش انڈیا نے آپ کو پنشن عطا کی۔ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ بارہ سو ننانوے ہجری آپ نے بمقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تالیفات سے صرف ترجمہ اعظم الاجر کا پتہ مولف کو ملا۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔

(۲۱۵) مولوی ناصر الدین محمدؐ نایطی۔ ابن نظام الدین احمد صغیر رحمتہ اللہ علیہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت محمدؐ پور مین واقع ہوئی۔ جب فضیلت علم سے آراستہ ہوے تو سرکار والاجاہی سے محمدؐ پور کی صدارت آپ کو عطا ہوئی۔ جسکو نہایت راست بازی اور سچائی کے ساتھ

سرانجام دیا مدت العمر اپنے عہدہ کے فرایض کو ادا کرتے تھے۔ بتاریخ ۲۸ رمضان ۱۱۶۶ھ بارہ سو چہہ ہجری اوسی مقام پر رحلت فرمائی بڑے باخدا شخص تھے حضرت سید ولی محمد الحسینی القادری کے دست مبارک پر آپ نے بیعت فرمائی تھی۔ صاحب تاریخ احمدی نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۲۱۶) سید نجیب الدین نایطی۔ امراے دربار سلطان علاؤالدین مین مشہور شخص تھے۔ زہد و تقوے مین خصوصًا اور تمام کمالات مین عمومًا آپ کا نام مشہور تہا۔ محمد قاسم فرشتہ نے آپ کا احوال لکہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ سادات نوئتہ سے تھے۔

(۲۱۷) مولانا حاجی نظام الدین احمد نایطی۔ المخاطب بہ منقذ جنگ بہادر ابن نواب بدرالدولہ مغفور امرائے صوبہ کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۲ھ بارہ سو بیالیس ہجری مین مقام بلدہ مدراس واقع ہوئی۔ ذی علم اور صاحب استعداد تھے۔ سفر حجاز کے بعد آپ کا تعلق دربار والا جاہی سے ہوا۔ نظام الدین احمد خان منقذ جنگ بہادر کا خطاب

اور نفاذ احکام عدالت کی خدمت عطا ہوئی۔ بڑے آب و تاب کے ساتھ آپ نے اپنے عہدہ کے فرائض کو سنبھالا۔ نیک نام افسر تھے۔

(۲۱۸) مولانا مولوی نظام الدین احمد صغیر نایطی۔

ابن محمد عبد اللہ مغفور۔ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے باکمال اور حقایق معرفت سے آگاہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۳۰ھ گیارہ سو تیرہ ہجری مین ہوئی۔ تحصیل علوم دینی کے بعد دار الریاست محمد پور ارکاٹ کی صدارت کا عہدہ آپ کے تفویض ہوا۔ آپ کی اوقات عزیز کا بڑا حصہ تالیف و تصنیف مین گزرتا تھا۔ ۲۲ رمضان ۱۱۸۹ھ گیارہ نواسی ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی اور اپنے مولد ہی مین دفن ہوے۔ آپ کی تالیفات ذیل آپ کی اعلے یادگار ہین (۱) انبار الاذکیا بتجبیب الطیب والثنا الی سید الانبیا بزبان عربی (۲) سرور الصدور ترجمہ معرب الزبور فارسی (۳) فیض الوہاب فی شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴) فیض الجلیل فی ترجمۃ الانجیل فارسی (۵) فتح الوہاب المجیب

فی ترجمۃ القول السدید فارسی (۶) کنوز السعادہ فی الذکر الآئمۃ الاثنا عشر بفارسی (۷) حصول المبرات بشرح دلایل الخیرات (۸) وقایع تہنئنا امیر الامرا نظام الدولہ ناصر جنگ - ومجیئہ لدفع فساد المظفر الطاغی فی دیار التلنگ بزبان عربی -

(۲۱۹) مولانا نظام الدین احمد کبیر نایطی - ابن قاضی حسین لطف اللہ نایطی - بزرگان قوم سے گذرے ہین - آپ علوم صوری ومعنوی مین فرد کامل - خصوصًا حدیث مین اکمل تھے - حدیث کی سند عوض بن محمد بن شیخ الضعیف السقاف سے حاصل فرمائی تھی - اوائل عمر مین علی عادل شاہ کے منشی خاص تھے اور پھر شاہ جہان کی خدمت مین سفیر مقرر ہوے آخر عمر مین خانہ نشین رہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کی رحلت کا عجیب واقعہ لکھا ہے آپ فرماتے ہین کہ جب آپکی رحلت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے غسل فرمایا اور سپید لباس کے ساتھ ایک سفید فرش پر بیٹھ رہے - بار بار کھڑے ہوتے تھے اور آداب بجالاتے تھے اور فرماتے تھے کہ غلام ہرگز اس قابل نہین ہے - اور پھر فرمایا

اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہد انک محمدؐ عبدہ و رسولہ۔ یہہ فرماکر آپ گر پڑے۔ لوگوں نے سنبھالا اور آپ کو مردہ پایا یہہ واقعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۲۱۸ھ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین واقع ہوا۔ صاحب گلستان نسب نے بہی آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

ردیف واو

(۲۲۰) مولوی وجہ الدین خان نایطی۔ تانتلی لقب۔ معنی تخلص بن غلام محی الدین خان بن تاج الدین خان مغفور ر۔ مولف تاریخ کے عم مکرم مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین آپ کے جد امجد کو حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ مرقدہ کے عہد مبارک مین نواب ارسطو جاہ مدار المہام وقت نے حیدرآباد طلب فرمایا معاش منصب سے سرفرازی بخشی ۱۲۱۹ھ بارہ سو انیس ہجری کے اوایل مین نواب ارسطو جاہ کی رحلت ناگہانی۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ کی مصداق واقع ہوئی۔ آپ کے والد ماجد مدت العمر اپنے آبائی منصب سے ممتاز رہے۔ جس کا سلسلہ ابتک آپ کے خاندان مین قایم ہے

آپ بڑے باکمال اور ذی علم وفضل تھے۔ مولوی عبد العلیم نصر اللہ خان مغفور نے اپنی تصنیف تاریخ دکن مین آپ کے حالات لکھے ہین۔ مصنف اشارات بنیش نے بہی آپ کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی تصنیفات سے صلواۃ النجاۃ فی حسان الدعوات ایک اعلے درجہ کی کتاب ہے جس مین ایک سو ایک درود اور ہر درود سے مختلف صنائع کے ساتھہ بقاعدہ جُمل تاریخ نکالی ہے۔ دوسری تصنیف جدید التواریخ کے نام سے شایع ہوئی ہے جس کے ہر جملہ سے بقاعدہ جمل نواب سرسالارجنگ مغفور وزیر اعظم دکن کی خلعت وزارت کا سنہ نکلتا ہے مولف تاریخ نے اپنے اوایل شباب مین آپ کی نیازمندی کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد وزیرالدین خان نایطی حیدرآباد مین بقید حیات ہین اور ابائی منصب سے سرفراز حضرت معنی کا فارسی کلام آپ کی شگفتگی طبیعت اور روشن مزاجی کی داد دیتا ہے۔

صبح چگونہ در دمد رو بنما کہ ہم چنین	شام چہ رنگ سر زند زلف کشا کہ ہم چنین

فصل بہار یاسمن چون برسد بہر چمن
خندہ زنان بسوی من زود بیاکہ ہم چنین

گفتمش اے کرشمہ دان نازتو خون کند چسان
دست نہاد بر میان کرد ادا کہ ہم چنین

دست ز دین کشیدہ ام کفر تو برگزیدہ ام
ہیچ بتے ندیدہ ام نام خدا کہ ہم چنین

شد بچہ رنگ غنچہ را دست صبا گرہ کشا
از سر ناز وانما بند قبا کہ ہم چنین

پیش مریض سکتہ دم چون لب آئینہ ہم
بر رخ من بنہ صنم روئے صفا کہ ہم چنین

پرسد اگر کسی ز تو شیفتہ چون کنی بگو
بر زدہ چشمکے با و دل بربا کہ ہم چنین

بر افق فلک چسان مہر بود ضیا فشان
ای مہ آسمان جان بام برآ کہ ہم چنین

فتنہ بلند چون شود حشر بپا چگون شود
غلو چسان زبون بود خیز ز جا کہ ہم چنین

گفت کسے بیار رست جان بہ بدن چگونہ ہست
آمدہ ناگہان نشست در بر ما کہ ہم چنین

رفت چگونہ زین جہان معنی خاکسار ما
مشت غبار خاک را دہ بہوا کہ ہم چنین

ولہ

این است کہ غارت دل من ساختہ این است
این است کہ صد خانہ برانداختہ این است

این است کہ از عارض افروختہ خویش
آتش بدل و جان من انداختہ این است

این است کہ پیوستہ ازان ابر وخو نریز
شمشیر جفا بر سر من آختہ این است

این است کہ برپا بجہان کرد قیامت
از جلوہ آن قامت افراختہ این است

این است کہ چون شمع بسوز تپ فرقت — اجزائے وجودم ہمہ بگداختہ این است
این است کہ گاہے بہ تغافل ز سر مہر — بر حال من زار نپرداختہ این است
این است کہ از زخمہ یک غمزہ خونخوار — تار رگ جان ہمہ بنواختہ این است
این است کہ مردم بوفاداری او لیک — قدر من دلباختہ نشناختہ این است
این است کہ آن ہندوی زلفش ز تطاول — شبخون بدل عاجز من تاختہ این است
این است کہ چون ابروے و تیغ بکف شد — ترک فلک اول سپر انداختہ این است
این است کہ بردوختہ قلب و جگر از تیر — اثبات کن یک گز و دو فاختہ این است
این است کہ معنی بقمار ہوس او — نقد دل و جان صبر و خرد باختہ این است

ولہ

مصرع پیچیدہ زلفش رسا افتادہ است — موشگافانرا مضامین پیش پا افتادہ است
بہرہ ور از نعمت ایمان دل عاشق بود — کو ز ہجر و وصل در خوف و رجا افتادہ است
دل نمی خواہد تماشائے فضاے سبزہ زار — خط سبزش خطہ نزہت فزا افتادہ است
فارغ است از گردش گردون دل پر درد من — دانہ اشکم کجا در آسیا افتادہ است
کس نگوید ظالمم را پشت پا بر لاش زن — خون من کردہ بفکر خون بہا افتادہ است
یک سر مو نیست از جور بتان روگریز — در قفائے عاشقان طرفہ بلا افتادہ است

نیست باگلہائے این گلشن سروبرگے مرا
سبزۂ بیگانہ با من آشنا افتادہ است

کوسگ کوے صنم تا از زمین دارد ش
استخوان من زمنقار ہما افتادہ است

لاش عاشق گرہمی جوئی ببین در قتلگاہ
سر جدا دستے جدا پائے جدا افتادہ است

خاک در راہ تو گردیدم ز تقدیرم مپرس
سرنوشت من بدان گر نقش پا افتادہ است

کشتۂ دستش اگر در شرع پاساید بجاست
کو ثبوت احمر از رنگ حنا افتادہ است

مینماید ہمسرے با زلف او مشک ختن
نیتش را ے صواب اندر خطا افتادہ است

خاکساری بر وصول منزل مقصد مدام
سالکان را ہمچو جادہ رہنما افتادہ است

فرش پا انداز او در کلبۂ چشمم کجاست
از نی مژگان فقط یک بوریا افتادہ است

زیر دیوارش ہمہ شب نالہ وزاری کند
برسر معنی نمیدانم چہا افتادہ است

ولہ

اشک من این سو نہ آنسو می دود
طفلک شوخست بر رو می دود

چون رسن بازے کہ تازد بر رسن
شانہ اش بر تار گیسو می دود

تیغ ابرو جملہ تن کردہ فگار
سیل خون از ہر بن مو می دود

وحشتم در عشق چشم شوخ تو
روز و شب دنبال آہو می دود

بر مسلمانان پئے تاراج دین
خال او مانند ہندو می دود

کام خشکم تر شود دیگر ز مے		آب رفتہ باز در جو می دود
آئینہ از نقش پایش سر زند		ہر کہ او در عشق زانو می دود
زود تر آید بثمر کانم سرشک		چون برابریشم کہ لولو می دود
من ز دست ناتوانی می روم		گر کسی از پائے نیرو می دود
دست او یکدست خوب امانظر		بیشتر بر حسن پا او می دود
بوے زلفش شام آید در مشام		نکہتے در شب ز شبو می دود
چاہ بابل تر شد از چاہ ذقن		آب خشک او ز جادو می دود
بارہا سنجیدہ ام کز دست او		تیر بر قصد ترازو می دود
راہ خلق نیک ای معنی سپر		تیغ در کف ترک بدخو می دود
	ولہ	
چو آن محشر آرا بہ محفل نشیند		چنان فتنہ خیزد کہ مشکل نشیند
اگر از منش مہر در دل نشیند		بسے سہل خیزد بمشکل نشیند
نگیرد براہ تو آرام سالک		دمی گر نشیند بمنزل نشیند
وجود بشر خشت ناچیز بود		کہ در قالب قدرت این گل نشیند
دل پر فغان رہ بنزمش چو یابد		بہ پہلوے دف چون جلاجل نشیند

خوشا لذت تیغش الله اکبر	که در رقص شادی نه بسمل نشیند
حبابے بگردد تہی کرده قالب	گر آئینه پیشش مقابل نشیند
چسان خال بر روئے او جا گرفته	سلامت بر آتش نه فلفل نشیند
بخون گرمی او را دم ذبح گیرم	که تا دیر بر سینه قاتل نشیند
بدارد محیطی در آغوشش معنی	مگر خشک لب همچو ساحل نشیند

وله

خیال خواب نیاید سر پلک در چشم	ز دید حسن ملیحان شدم نمک در چشم
مرا نظاره رویش چو فیل مست کند	بجاست ابروی او گر زند کجک در چشم
نگه بگردش چشمت کنم نمیدانم	چه آفتم رسد از گردش فلک در چشم
یکی است واجب و ممکن گذر ز کج بینی	با حول دو نماید وجود یک در چشم
شنیده ام ز همه تخم نیست نرگس را	ندیده ام که ترا هست مردمک در چشم
کسے بلند نظر همچو من نمیکده نیست	حباب باده نماید مرا فلک در چشم
عیار حسن طلایش بیک نظر گیرم	نهاده اند ز مردم مرا محک در چشم
بخار خار مژه کور می شود معنی	همیشه می خلد او را همین خسک در چشم

وله

گفتم بدرد عشقت ای گل نفس شمارم ۔۔ گفتا چه در شماری چو نتو بود هزارم

گفتم بیک نظاره قربان بکن سه بارم ۔۔ گفتا تو در شش و پنج رفتی مشو دوچارم

گفتم ترا بخلقے از خلق اعتبارست ۔۔ گفتا بگیر عبرت از حسن اعتبارم

گفتم برائے عالم تو موسم بہاری ۔۔ گفتا خزان سپئے تو بہر دگر بہارم

گفتم بشوق میرم گاہے بیا بخانہ ۔۔ گفتا بمرقد کس نبود گہے گذارم

گفتم کہ داغ عشقت زد سکّہ بر دل من ۔۔ گفتا ہمین درمہا شد رائج دیارم

گفتم بمن عطا کن چیزے زیادگارت ۔۔ گفتا بس است بر دل داغت زیادگارم

گفتم خطت برآمد دل صاف دار از من ۔۔ گفتا ہنوز از دل بیرون نشد غبارم

گفتم چگونہ باشی با یار و غیر ایجان ۔۔ گفتا بیار غیرم باغیر ہیچ یارم

گفتم بگیر دل را گاہے بکارت آید ۔۔ گفتا متاع داغی ناید بہیچ کارم

گفتم کسے گرفتست از شوق تنگ دربر ۔۔ گفتا بجز قبائے نگرفت در کنارم

گفتم زحال معنی گویم اگر تو شنوی ۔۔ گفتا خمش دماغے برگفتن ندارم

ولہ

افتادگی بروئے زمین شد سرشت من ۔۔ از خط جادہ شد مگر این سرنوشت من

جنت مرا بغیر لقائے تو دوزخ است ۔۔ اے دوزخ از لقائے تو باشد بہشت من

تا چشم سرمگین بدل افشاند تخم عشق	گردید خار بست ز دنباله کشت من
یارب امید عفو تو گستاخ کرده است	باشد ز لطف خوب تو اعمال زشت من
شد شاخ نخل طور بکف خامه در قلم	آمد چو وصف برق رخش در نوشت من
اردی بهشت گشت بهجر تو فصل دے	شد فصل دے بوصل تو اردی بهشت من
زین مشت خاک نشئهٔ مے جوش میزند	از باده کرده اند همانا سرشت من
حیران مشو ز مشت گلم گر صفا دهد	عشق تو زد بقالب آئینه خشت من
معنی ز دیدن رخ تو ره بجات برد	اے شاطرم چه فکر نمائی بکشت من

ولہ

کند گر اضطراب من نظاره	دل سیماب گردد پاره پاره
طلاطم می زند در پائے اشکم	ز موج او کند ساحل کناره
بجویم مصلحت در باده خوردن	بکار خیر بیجا استخاره
بضبط اشک مژگانم نجنبد	که افتد طفل شوخ از گاهواره
چه غم در کفر زلف او گرفتم	که دادم نقد ایمان در کفاره
رخ چسپیدهٔ افشان بت من	زند در خرمن صبرم شراره
ازین رو گویمش قند مکرر	که بوسم آن لب شیرین دوباره

نباشد چون دل صد لخت معنے		گل یکّہ بدو باغ ہزاره
	ولہ	
آن درد تو خواہم بہ نشیند نہ نشیند		این نالہ و آہم بنشیند نہ نشیند
عمریست کہ از اشک ندامت نزنم آب		آتش زگتا ہم بنشیند نہ نشیند
برخاست خطش از پئے تاراج دل و دین		این فتنہ را ہم بنشیند نہ نشیند
اشکم بسر معرکۂ عشق تو گرم است		یورش زسپاہم بہ نشیند نہ نشیند
خورشید کہ مغرور جمالست بخواہم		در پہلوی ماہم بہ نشیند نہ نشیند
بے قدر بکوے تو چنان گشتہ ام ایکاش		گردے بکلاہم بہ نشیند نہ نشیند
پیش شکن کاکل او نقش درستے		از بخت سیاہم بہ نشیند نہ نشیند
جز کوے تو جائیکہ گل و لالہ بخیزد		این مشت گیاہم بہ نشیند نہ نشیند
ہر چند کہ خوبان بجہانند مگر یار		جز تو بنگاہم بہ نشیند نہ نشیند
بر محضر خوبی خطش کاش ز بوسہ		یک مہر گواہم بہ نشیند نہ نشیند
زین گریہ شامم چہ بخیزد کہ در آن دل		یک آہ پگاہم بہ نشیند نہ نشیند
بے ساختہ معنے غزل تازہ رقم زد		گو قافیہ باہم بہ نشیند نہ نشیند
	ولہ	

سرمہ ناز میکشی نرگس می پرست را	تیغ بدست میدہی ترک سیاہ مست را
رفت عنان اختیار از کف این جگر فگار	چون بکشاد آن نگار دست نگار بست را
می بود از جنون من خوف دریدن کفن	بعد وفات از رسن بستہ کنید دست را
بر سر پائے تو فتاد سر کشیش ز سر نہاد	حسن درستے بداد زلف تو صد شکست را
نشئہ ہست کاملے نیست شعور حاصلے	محویتی بود بلے مست مئی الست را
چشم ز ناز برکشا باز بہ بند از حیا	تا دل و جان کنم فدا حسن کشاد و بست را
فوج مژہ بگشت اگر داد ہزیمتم نگہ	فتح نہان بود نگر ظاہر این شکست را
طفلک شوخم ار دو والحذری برہ شود	فتنہ بلند می بود جلوۂ قد پست را
فانی آن دہان تو زندہ شد از بیان بود	گم شدۂ میان تو نیست نمود ہست را
گرچہ نجاست آہ سرد از دل من بفرط درد	داغ تو یار گرم کرد بر جگرم نشست را
روی تو دید ناگہان کرد نثار در زمان	نیست بکف ز نقد جان معنی تنگدست را

ردیف ہ

(۲۲۱) مولوی ہدایت محی الدین خان نایطی ـ تانتلی

لقب بن غلام محی الدین خان مرحوم بن تاج الدین خان بہادر مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے

حسن توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ حضرت
مغفرت منزل نواب سکندر جاہ نوراللہ مرقدہ کے عہد میمنت عہد
مین اپ کے جد ماجد نے نواب ارسطو جاہ مدار المہام سلطنت آصفیہ
کے ایما پر صوبہ مدراس سے حیدرآباد تشریف لاکر اور تاج لدنخان
بہادر سے مخاطب ہوکر منصب داری کے اعزاز سے سرفرازی
پائی آپ کے والد ماجد غلام محی الدین خان نایطی بہی معاش
منصب سے سرفراز رہے۔ آپ کی ولادت بلدہ مینو سواد
فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین واقع ہوئی۔ تحصیل علوم متعارفہ
کے بعد آپ کو فن سخن کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی آخر زمانہ عمر مین
فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی سے آپ کو
تلمذ کا افتخار حاصل ہوا۔ آپ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت اور
صاحب خلق و مروت تھے۔ مولف تاریخ کو آپکی برادرزادگی کا
اعزاز حاصل اور بارہا آپ کی خدمت مین حاضری کا اتفاق ہواہے
آپکی بزرگانہ محبت نقش دل ہے۔ ۴۸ سال کی عمر مین بہ مقام حیدرآباد
رحلت فرمائی۔ محمدؐ علی۔ احمدؐ علی۔ محمدؐ قادر علی۔ آپکے تین صاحبزادے

ہین۔ آپ کا اردو کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

روبرو روضۂ پیمبر کے — بندہ آیا خدا خدا کر کے

سید المرسلین رسول خدا — یہہ لقب ہین ہمارے سرور کے

کہتے ہین لا الہ الا اللہ — کلمہ گو شفیع محشر کے

دہیئے کلبی اور کل کہفے — سگ دربان ہین سب اسی در کے

العطش یا نبی عنایت ہون — ایک دو گہونٹ آب کوثر کے

طور پر بہی چراغ جلتے ہین — اسم پاک رخ منور کے

زلف حضرت ہوین اڑاتی ہے — اگر و عود و مشک و عنبر کے

یا الہی اوس آستانہ سے — سر مو بہی نہ سر مرا سر کے

شب معراج منتظر تہے سبہی — عرش کیا عرش کے بہی اوپر کے

خضر و الیاس دونون کے دونون — راستہ پر ہین میرے رہبر کے

وجد قربان یا رسول اللہ — ہے غلامون پہ آل اطہر کے

ولہ

بزم مین یار مرا نام آیا — ہو مبارک تجہے پیغام آیا

طایر دل کو جہان تاک لیا — لیکے صیاد وہین دام آیا

واہ اس ادو وہش کے قربان	یار دیتا ہوا دشنام آیا
ہو گئی حسن کی گرماگرمی	جب صنم جانب حمام آیا
کہین دیکھا نہ سنا ایسا شکار	خود بخود گور مین بہرام آیا

ولہ

چشم بہرتی ہے کبھی بہتی ہے چشمہ ہوکر	کبھی موجین بھی اڑا لیتی ہے دریا ہوکر
دم کی فرصت نہین دونکا اوٹہانا تاکے	یہہ کس آفت مین پڑا یار مسیحا ہوکر
جتنا جی چاہے ترا پیس لے ظالم مجھکو	گہر کر دونکا مین تری آنکھوںین سرما ہوکر
آسمان اور زمین آہ و فغان سے میری	رہ گئے دونون کے دونون تہ و بالا ہوکر
سرو کو گاڑ کے طوبی کو اکھیڑا جڑ سے	قد بالا سے بہی قد نے دو بالا ہوکر
رخ پر نور کے جلوہ سے الٰہی ڈر ہے	طور کی شمع نہ جلجائے تپنگا ہوکر

ولہ

حسن نے تیرے ترا چرچا کیا	عشق نے میرے مجھے رسوا کیا
زیر فلک آہ مین بہرین سرو سر	مین نے دل اسطرح سے ٹہنڈا کیا
یار ترے حسن کے بازار نے	پہلے میری جان کا سودا کیا
اوسکو بنایا تو بنی جان پر	آگے میرے آگیا میرا کیا

اوسکے خط رخ نے کیا سامنا	جس کے کہلے پاؤن پسیجا کیا
مردمک چشم کو اوس شوخ نے	میرے لئے سحر کا پتلا کیا
میرے گریبان کو میرے اشک نے	رشک دہ دامن دریا کیا
یار پہ مرنے کے لئے ناصحا	وجد کو اللہ نے پیدا کیا

ولہ

بدر کو بہی ہلال کرتا ہے	غیرت خود زکمال کرتا ہے
دل دہن کا خیال کرتا ہے	فکر امر محال کرتا ہے
جسکے قبضہ مین تیغ ناز ہے وہ	ہمسے جنگ و جدال کرتا ہے
کیون نہ ہون ہم زمین کے پیوند	سنتے ہین وہ نہال کرتا ہے
تیغ کو درمیان مین رکہکر	وہ پیام وصال کرتا ہے
واہ کیا بات واہ کیا کہنا	بیدہن قیل و قال کرتا ہے
یہہ شہید ونگا گنج ہے قاتل	تو تلف کس کا مال کرتا ہے
مجہکو حیرت ہے آئینہ کی تلاش	کیون رخ بیمثال کرتا ہے
جستجوی وصال ہے بیجا	وجد فکر مآل کرتا ہے

ولہ

عاشق ہونا ہنسی نہین ہے
دل دینا دل لگی نہین ہے

جس سے نیند آئے وہ کہانی
مین نے تو کبھی سنی نہین ہے

اے خضر وصال ہو نہ جسکا
اوسکی کچھہ زندگی نہین ہے

خالق نے کمر تجھے میریجان
ایسی دی ہے کہ دی نہین ہے

اوڑتی سی سُنی ہے یار مین نے
تم سے اچھی پری نہین ہے

تا حشر رہے چراغ روشن
تربت بے وارثی نہین ہے

ہے سبکو عزیز موت اے وجد
کس نے جان اسپہ دی نہین ہے

ولہ

کچھہ گئی جان نہین ہون کہ پہر آہی نسکون
نہ قضا آئے ہوی ہون کہ مین جا ہی نسکون

نام مٹی پہ مرا لکھہ کے وہ فرماتے ہین
تو وہ لکھا نہین لایا کہ مٹا ہی نسکون

یہہ روش کیسی ہے یارب یہہ رویہ کیسا
آپ جا ہی نسکون اُسکو بلا ہی نسکون

اے شہ حسن مرے دولت دیدار تری
کاجل آنکھون کا نہین ہے کہ چرا ہی نسکون

رخنہ انداز یہان وہ روزن دیوار کرے
اور اوسی دور سے مین آنکھین دکہا ہی نسکون

کیا مین اپنے دل پر داغ کی منت کا چراغ
کسی اجڑی ہوئی مسجد مین جلا ہی نسکون

وہ ہوا کیسی کہ وہ شوخ اوڑاتا ہے پتنگ
یہہ ہوا کیسی کہ مین خاک اوڑا ہی نسکون

ناصح عشق مین یہہ تو ہنین ہو سکتا	ہین جو می پی نسکون تجھکو پلا ہی نسکون
ناتوان آہ میرے کہتے ہی اوس کان سبجے وجد	وہ نہین مین تری بجلی جو گرا ہی نسکون

وله

اس رویّہ کی سزا پائی نہین	آپ نے ٹھوکرا ہی کہائی نہین
ہے شب فرقت کی تنہائی غضب	آنے والی نیند بہی آئی نہین
کون ڈوبا کون اوچھلا چاہ مین	اوس زنخدان کو شناسائی نہین
سر سے اونچے ہو رہے ہین سرکے بال	قد ہی پر موقوف بالائی نہین
بس ہے گر ہو ایک ہی دلمین جگہہ	بندہ درگاہ ہر جائی نہین
گرم بازاری ہی جنس حُسن مین	غیر نقصان سود وسودائی نہین
بعد مدت گم شدہ دل کی خبر	آئی لیکن ساتھہ اوسے لائی نہین
دلکے آئینہ مین اوسکا عکس ہے	مین نے کچھہ تصویر کہنچوائی نہین
کہو دکر بنیاد اون کی دیکہہ لے	نام کو چشمہ ہے بینائی نہین
اپنے گُن دکہلا رہی ہے سرنوشت	وجد تیری ناصیہ سائی نہین

ردیف ے

(۲۲۲) ملا یحییٰ نایطی - کوکنی لقب - المخاطب بہ مخلص خان

عالمگیری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ دربار عالمگیری مین
دو ہزاری منصب اور ہزار سوار سے ممتاز ہوکر دکن پر متعین ہوے
ولایت بیجاپور کی لڑائی مین آپ نے حق نمک ادا کیا اور کارہائے
نمایان سے مستوجب تحسین و آفرین ہوے۔ اورنگ آباد
آپ کا مستقر تھا۔ بارگاہ شہنشاہی مین آپ کا اعتبار اسقدر بڑہا
ہوا تھا کہ آپکی کوئی سفارش نامنظور نہین ہوئی۔ صوبہ اورنگ آباد
مین آپ کی حویلی نامی عمارت سے مشہور رہتی۔ آصف جاہ
اول نے جب اوسکو پسند فرمایا تو ملا یحیی کے ورثہ نے سعادت اللہ
خان نایطی صوبہ دار آرکاٹ کے اشارہ سے اوس کا ہبہ نامہ
پیش کر دیا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے اپنی تصنیف
مآثر الامرا مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے

(۲۲۳) مولوی یوسف الدین نایطی۔ بی اے لقب
ابن مولوی حکیم سید زین العابدین مشاہیر قوم سے ہین آپ کی
ددیال سادات سے ہے اور ننہال نایطی۔ جسکا قومی لقب
بی اے ہے آپ کی ولادت حیدرآباد مین واقع ہوئی۔ ابتدائی

تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور مختلف علوم فارسی اور عربی کی تحصیل کی۔ ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت روشن تھی۔ اور ذہن نہایت رسا۔ اعلےٰ قابلیت کے ساتھہ راستبازی آپ کی اعلے صفت ہے۔ بڑے مستقل طبیعت اور صاحب الرائے ہین۔ ابتداء آپ کی ملازمت کا تعلق ریاست سرکار نظام کے صدر المہامی مال سے رہا۔ پھر آپ صرفخاص ہین معتمد مجلس مقرر ہوے آخر پر ضلع کے اول تعلقدار اور ایکہزار روپیہ ماہوار پاتے ہین آپ کی قوت بیانیہ اور آپ کا علم مجلس قابل تعریف ہے۔ نہایت خلیق اور متین افسر ہین۔ نواب ارادت جنگ نایطی کے پوتی کے ساتھہ آپ نے عقد فرمایا ہے۔

(۴۲۲) مولوی یوسف حسین نایطی تانتلی لقب بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبد اللہ قلعہ دار ونگول مولف تاریخ کے عم محترم مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی اور حسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے توسط سے سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے۔ آپ علوم عربیہ مین فارغ التحصیل

اور سنسکرت سے اعلےٰ واقف اور تلنگی زبان مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ برٹش انڈیا نے صوبہ مدراس کے ضلع نلور مین آپکو تحصیلدار مقرر فرمایا تھا۔ تکمیل سروس کے بعد جب پنشن ملی تو نواب جعفر علی خان المعروف بہ ٹیپو صاحب امیر دربار حیدرآباد مصاحب خاص والی ریاست حضرت (مغفرت مکان) نواب افضل الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ کے ایما پر آپ حیدرآباد تشریف لائے نواب سالار جنگ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد نے آپ کے لئے سرکار آصفیہ کے تحصیلداری کا عہدہ تجویز فرمایا ہرچند آپ کو یہ عہدہ ناپسند تھا لیکن امتثالاً للامر آپ نے اسکو قبول فرمایا تقریباً بارہ سال تک نہایت نیک نامی کے ساتھ خدمت بجالاکر ۸۵ سال کی عمر مین آپ نے رحلت فرمائی آپ کے پوتون سے مولوی تاج الدین محمد۔ سرکار نظام کے نلگنڈہ اور ضلع اطراف بلدہ کے رجسٹرار ہین۔

(۲۲۵) یوسف علی خان نائطی۔ المخاطب بہ نواب داراب جنگ بہادر امرائے ریاست حیدرآباد سے گزرے ہین

منصب سہ ہزاری و ہزار سوار اور خان بہادر داراب جنگ سے مخاطب تھے۔ آغاز شباب ہی سے آپ نے نیک نامی کی شہرت پائی۔ خلق اللہ کی حاجت براری مین اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا نہایت کم سخن اور بردبار شخص تھے۔ سلطنت آصفیہ کی جاگیرداری کا اعزاز بھی آپ کو حاصل تھا۔ صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہین که صاحب اخلاق کریمانہ و اشفاق شفیقانہ نجیب شناس قدردان کمال و اہل کمال در عین شباب عقل صد سالہ بزرگانہ داشتہ بمراتب خفی و جلی و برموز مخفی و ظاہری بخوبی تمام میر سید مرد سخی وکشادہ جبین۔ خندان رو۔ صاحب ہمت۔ زیادہ از مقدور در کار خیر احبّا و ارباب احتیاج و استحقاق بدل ماموٗ متقی و متشرع بر طبق عادت بزرگان خویش قدم بقدم گزاشتہ بر جادہ مستقیم خاندان خود ثابت قدم است۔

خاتمہ

(الف) ضمیمہ جات

ضمیمہ نشان (۱) از توزک والا جاہی

مصنفہ برہان خان ہانڈی

نوایط صیغہ جمع و مفردش نایط قومی است از عرب مختلف الشرح
کہ بہ تحقیق مصنف تاریخ طبری بنی قریش و بہ تشریح تاریخ
یمنی از قوم ملاحین و بہ توضیح منتخب اللباب شرفاء کوفہ اند
و علی ای حال از ظلم حجاج ابن یوسف جلا وطن و از دریا
و اصل سواحل ہند و بر زمین مرہٹ مقیم بندر کوکن شدند و
در اوقات سلاطین اربع دکن امتیاز یافتند

ضمیمہ نشان (۲) از منتخب اللباب جلد سوم مصنفہ
خافی خان نظام الملکی

گویند در ایام سلطنت ملک عبد الملک مروانی سنہ ۹۰ھ کہ حجاج صاحب
حکومت و ریاست قلمرو عرب و عجم گردید شرفا و نجبا و سادات
بنی ہاشم را ہر جا کہ می یافت بہر حجت و گناہ صغیر و کبیر برنا و پیر
آن دیار را می کشت و خانہ ہائے ایشان را می سوخت و دود
آتش ظلم او عالمی را فرا گرفت جمعے کثیر از اولاد و احفاد و صحاب

جناب مصطفوی و مرتضوی از ظلم و بیداد و تنگ و بجان آمده
با دل ہائے پریشان و سینہ ہائے سوزان و دیدہ ہائے خون چکان
دست از جاذبہ حب وطن خویش و تبار و کار و بار دیار بر داشتہ
با عیال و اطفال و مال و منال ہفت ہشت جہاز کنار جزایر عرب را
گشتند و قاصد بنادر دکن کہ در آن زمان بندر دابل و جیول
و بندر کنبایت و بہروج و اطراف پھلی بندر جاری بود گردیدند
و بہم عنانی باد موافق و مخالف ہر جہاز بہ بندرے افتاد و وقت
فرود آمدن چون راجہ و زمینداران ہر مکان کہ فرمانروائے
آنجا بودند داسم اسلام در گوش آنجماعہ حکم خلیدن نیزہ ارخار
داشت برائے فرود آمدن آنہا مضایقہ می نمودند آن تختہ
بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق و الحاح
پیش آمدہ قرار عہد و پیمان عدم اظہار ایمان و دین خود کہ در
گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق برسم
و آئین خود پردازد و در ظاہر و آشکارا موافق رویہ آن ملک
در لباس و دیگر اطوار لعمل آرد بمیان آوردہ فرود آمدند و بکمال حزم

واحتیاط کہ صدائے اذان و قراءت قرآن و عبادات دیگر بگوش آنقوم نرسد زیست می نمودند و ہر کدام بکسبے و پیشۂ بلباس آن ملک مشغول شدند چنانچہ در اکثر بنا در لغایتہ حال زنان شرفائے آنجا کہ بقوم عرب و نوائتہ مشہور اند و جمعے کہ از اولاد عباس و زبیر و طلحہ و دیگر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم خود را می گیرند رخت و لباس عورات ہنود می پوشند و ہمین دستور بطریق اخفا ر زندگانی مینمودند و بعبادت صانع بیچون می پرداختند۔ در شادی و کتخدائی بطور و پیروی آنجا عہ بعمل می آوردند اگرچہ بعد از فوت شوہر زنان جوان در مکہ متبرکہ و مدینہ منورہ و تمام روم و ایران و توران و ہمہ قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایتہ حال شوہر دیگر می نمایند بل وارثان آنہا بزور بعقد کفو می ارند اما در ہندوستان زنان شرفائے اسلام کہ مراد از اہل مشایخ و عرب اند این عمل را فعل قبیح و عیب دانستہ ترک ردیہ آبا و اجداد کہ موافق حکم خدا و مطابق شرع محمدؐ بیت نمودہ بسبب ہم نسبتی و بوجہ امتداد ایام کہ درین غربت میان کفرہ تناسل و توالد واقع شد و ملاحظہ

نمودند کہ جملہ اقسام ہنود کہ تعداد آنہا انتہا ندارد پنج قوم کہ
برہمن و کھتری و راجپوت و بقال و کائت باشند از نجبائے
کفرہ اند اگر دختر شیرخوارہ را بعقد احدے در آرند و شوہر او
درہمان شب اول بمیرد باز بہ نکاح دیگرے در نمی آرند۔ چون
شرفائے ہر قوم را با اشراف ہر دیار ہم چشمی بمیان می آید بہ تقاضائے
غیرت کہ ما از چہ راہ کمتر ازین جماعہ باشیم بتبعیت این رسم را
سرمایۂ آبرو و غیرت و نشان شرافت و نجابت دانستہ ترک
رویۂ بزرگان سلف نمودہ اند اگرچہ این طریقہ عقلاً و شرعاً
محمود نیست و درین ضمن مفسدہ بسیار حاصل میگردد کہ بہ توضیح
آن نہ پرداختن اولے۔ اما درین صورت۔ احتیاط بعضی امور کہ
از شرفائے دیار عرب در غربت بکار رفتہ خلاف طریقہ عجم
بحکم ضیعوا انسابھم۔ سررشتہ کفو را از دست ندادہ اند و در
گرفتن و دادن دختر غیر ہم قوم سوائے سیدے کہ صاحب
شجرہ و ذی شہرت باشد با ہیچ سلسلہ با وجود کمال پریشانی
و درماندگی نسبت نمی نمایند و از جاریہ این ملک کہ ہیچ مذہب

سوائے دارحرب ملکیت آن ثابت نمیشود واز قوم ارازل
و فاحشہ کہ بعاشقی درخانہ آرند فرزند حاصل نمی کنند واگراحدے
ازسلسلہ آنہا مرتکب این افعال گردد اورا از قومیت اخرج
نمودہ در شادی وغمی از و نفرت و قطع سلسلۂ رحم می نمایند
و بہ او نسبت نمودن باعث خرابی نسل وخلل می دانند واز
قبایح دیگر کہ درخانہ زنان مغنیہ ورقاص طلب نمودن وخوجہ
سرایان را درخانہ راہ دادن و روزہائے شادی اندرون
خانہ بحضور مستورات ازراہ کمال بے غیرتی کہ در اکثر مردم بانام
ونشان رقاصی بانواع فحش گوئی ورسوائی خلاف عقل وشرع
رواج یافتہ وقبح آن ازنظرہا بہ تبعیت ہمدیگر برخاستہ بلکہ از
غرور نشاء دولت جزو لاینفک اعتبار وسرمایہ لذت حیات
گردیدہ درآن قوم نمی باشد اگرچہ درین باب شرفائے تمام بلاد
ہندوستان مدعی اندکہ این رویہ از ما بالعل نمی آید اما آنچہ برمحرر
اوراق بعد تفحص ورق بعد ورق روزگار وتماشائے گردش
لیل ونہار کہ باہمہ قوم درعالم یکرنگی مدتہا زیست می نمود احتیاط

این رشتہ کفو کہ با وجود نشاء مستی دولت وگرفتاری کمال نکبت
کہ درین ہر دو صورت سر رشتہ اختیار از دست میرود و دست
از لذات جسمانی پاس رعایت لوازم و مکنت و ثروت برندارند
فقط در طایفہ شرفائے شیخان احمد آباد و خاندیس کہ بزرگان ہر دو
ولایت از سلسلہ واحد اند و در بعضے مشایخ و شرفائے ملک
شرقی یافتہ شدہ والحال از تقاضای فساد زمان در آن قوم
ہم خلل عدم ملاحظہ کفو راہ یافتہ حاصل کلام بعد مرور ایام
خفیتہ بنائے اسلام در کنار ساحل و بنا در دکن و احمد آباد
استحکام یافت۔

ضمیمہ نشان (۳) از وقائع سعادت مصنفہ محمدؐ امین مغفور

نایطہ گروہے از شیوخ و مسکن ایشان عربستان و این طایفہ بکسب
علم و ورد صحایف موصوف و از شرفائے عرب است در
عہد نظامت بنو امیہ اذیت باو رسید آخرش حجاج بن یوسف
در عصر خود بعض فضلاء این گروہ را از عرب بدر کردہ و این

گروہ از بصرہ بنواح ممالک دکن رسیدہ ساکن کوکن نظام شاہی گردید کہ این را الغایۃ تحریر یعنی ۱۲۱۸ھ ہفتصد سال میشود و از آنجا ہر یک از اینہا بوجہ تعیش از علاقہ روزگار و تجارت و زراعت وغیرہ ماموز گشت و لقب ہا میان این قوم حسب اکساب آنہا بجہت شناسائی عمر و زید مربوط چنانچہ مثل ہمین در ہر فریق ہم قرار داداست۔ پس ازین زمرہ در سرحد دکن چندین پشت سپری شد تا آنکہ عصر غلام علی و برادر کوچک شان محمد سعید ملقب بہ پالکر کہ این ہر دو فرزندان عاقبت محمود خان بودند رسید الخ

ضمیمہ نشان (۴) از سبحۃ المرجان مصنفہ حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی

النوایت کثوابت قوم فی بلاد الدکن رأیت فی کتاب فارسی ما ترجمتہ قال الطبری فی تاریخہ النایتۃ طائفۃ من قریش خرجوا من المدینۃ المنورۃ خوفا من الحجاج بن یوسف الثقفی الذی قتل خمسین

الفاً من العلماء والاولیاء وغیرهم علی غیر حق وبلغوا ساحل بحر الهند وسكنوا به۔

ضمیمہ نشان (۵) از نزہت الحقایق مصنفہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ منقول از گلستان نسب

وان سئلت عن قوم سیمونهم فی بلاد الهند بالنایطہ فهم من قوم بنی هاشم بن عبد مناف بن قصی لان بنی هاشم ال علی وال عباس وال حمزة وال جعفرؓ الطیار وال حارث بن عبد المطلب وهم ینسبون الیهم لقوله علیه السلام ان الله حرّم علیکم غسالة الناس فحرم علیهم الصدقات والمراد بها الفرایض حتی جاز التطوع لان المال هنا کالماء والفرایض کازالة الحدث والتطوع کالتبرّد وقیل یجوز الفرض فی هذا الوقت ایضاً وهم مشهورون باستجابة الدعاء لهم اثر عظیم

معروف وهم المهاجرون ایام حجاج بن یوسف
من المدینة المشرفة سنة احدی وستین
من الهجرة الطیبة زمن استیلاء یزید بن معاویة
بن سفیان الذی قتل الامام حسین بن علی رضی الله
عنهما بامره مع اثنین وسبعین نفراً فی اول
حکومته وفی اخرها قتل عاماً فی المدینة
المشرفة سنة احدی وستین وخرّب الکعبة
المعظمة بضرب المنجنیق کما فی المطولات
هاجروا الی سواحل بحر الهند بعد ما قاتل
اکثرهم فقتل منهم هذا الحجاج خمسین الفاً
تعمداً بغیر حق فبعد ما هاجروا وتعزلوا
بلادهم صاروا مضطرین متحیرین فی دیار
الکفر حتی اشتغلوا بالمکاسب الردیة
الی ان اشتهروا فی الاطراف بالسنة کفار
الهند بانهم ملاحون حتی کتب بعض اهل

اللغة مثل مجد الدین ابی طاہر محمد بن یعقوب
الفیروز ابادی مصنف قاموس اللغة
النواتی الملاحون فی البحر فولادته کانت
فی سنة عشرین و سبعمائة و وفاته کانت
خمسین وثمان مائة وکان زمان ھجرة القوم
المسطورین سنة احدی و ستین فما کتبہ
صاحب القاموس وغیرہ غلط محض عفا اللہ عنہ
مع انھم اشرف الاشراف شعوبا وقبائل وھم
السادات العظام والمشائخ الکرام طبقتھم
اعلی من الطبقات السنیة المعروفة ادامھم اللہ
فی محاسن اعمالھم وواظبھم فی مکارم افعالھم
کقول حسان (ع) وان سنام المجد من آل ھاشم
ومابقی فی المدینة المشرفة موالیھم واما الذین
یدعون النجابة فی العرب والعجم ویتفاخرون
بالشرافة فھم الان لون بینھم وھذا غایة ما

تحقق من اکثر کتب التواریخ ونهاية التنقيح
من کتب الارباب وهم الرواة الثقات في
الاحاديث وهم المجتهدون فى المذاهب الاربعة
من اهل السنة والجماعة نقل من التاريخ الالهية

ضمیمہ نشان (۶) رسالہ کشف الانساب مصنفہ مجمع الفواضل

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد فبنوا لوايط قوم وهم اولاد عبد الله الوايط بن
محمد بن اسمعيل الذى مات فى المدينة المنورة وهو
ابن جعفر الصادق رضى الله تعالى عنه وسبب
خروجه من المدينة الشريفة انه وقع ذات يوم
بينه اے بين عبد الله الوايط وبين الخليفة بحث
كثير وكلام طويل حتى غلب على الخليفة والزم
عليه الزاما شديدا۔ فغضب على عبد الله الوايط
واخرجه من المدينة الطيبة مع اولاده وقبائله

فقدم سیدنا مع عشیرته واهله البغداد وسکن

واقام فی موضع الوایط الذی بینه و بین البغداد

مسیرة ثلاثة ایام فاقام فیه ایاماً کثیرة فبینماهم

کذالک غلب الروافض علی اهل حوالی البغداد

وکلفوهم بالرفض والبدعة القبیحة فقبل بعضهم

الرفض والبدعة الشنیعة واطاعوا فی ذالک الامیر

وکان امیر الروافض لا یقدر ان یکلف قوم

بنی الوایط لاجل استجابة دعوتهم وحرمة سیادتهم

فانشأ الامیر العذر وارسل الیهم رسولا ومعه

کتابه مضمونه انّ مذهب الشیعة حق والخلافة

بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلّی رضی الله عنه

لا مدخل لغیره وانتم السادات العظام لم لا تعترفوا

الخلافة لجدکم علی رضی الله عنه وان اطاعتنا

واجبة علیکم قال الله تعالی واطیعوا الله واطیعوا الرسول

واولی الامر منکم فالاولی ان تعترفوا بطریقتنا

وتقبلوا مذہبنا والا فعلیکم الجزیۃ والخراج فلبنی
بنو الوایط من الاطاعۃ وما قبلوا مذہبھم ولامن الجزیۃ
شیئاً واشتغلوا بالدعاء علیھم حتی انزل اللہ تعالےٰ
علی الروافض المذکورین الوباء والبلاء ووقع فی
قلوبھم الرعب وحصل لھم الخوف والھیبۃ۔ فندموا
وتابوا الی اللہ جمیعاً وجاؤا عندھم للمعذرۃ وان
کان باطنھم مملوّاً بالمکر والخداع فقالوا لھم ادعوا
لنا حتی یدفع اللہ عنّا البلاء۔ ببرکۃ دعاءکم
وایضاً ملتمس فی خدمتکم ان بعض الناس لایقبلون
اطاعتنا لعدم اطاعتکم لنا فلانسب ان یعطی کل
واحد منکم بیضۃ من الدجاجۃ لیعلموا ان قوم بنی
الوایط اطاعوا الامیر واعطوا الخراج فقبلوا التماس
الامیر بعد المشورۃ لاجل دفع الخصومۃ والجدال
فجاء کل واحد منھم عند الامیر ببیضۃ فامر بجمع
البیض فی مکان علیحدۃ فاذا اجمعوا فقال لھم

لا یجوز ان ناخذ من بنی فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنہا
شیئا قلیلا کان او کثیرا وقال خذوا حقکم
من البیض وارجعوا الی مکانکم فاخذ کل
واحد منہم حقہ وقالوا للامیر انا اخذنا حقنا
من البیض ورجعوا الی مکانہم واکلوا کلہم
البیض فدخل علیہم رسول الامیر بعد ثلاثۃ ایام
فقال لہم ظہر الکذب منکم والفساد بینکم لانہ
اخذ کل واحد منکم حق غیرہ واکلتم حق
غیرکم فحصل بہذا السبب ذنبان عظیمان الاول
الکذب والثانی اکل الحرام فالان اعطوا
الجزیۃ ام اقبلوا مذہبنا فتفکر بنوالوایط فاشتغلوا
بالدعاء علیہم فما قبل اللہ تعالی الدعاء منہم
لان لقبول الدعاء شرطین - اکل الحلال وصدق
المقال فبعد ذلک سلط الامیر علیہم العسکر
وامر بالظلم والایذاء والاخراج ثم ہاجروا من

ذلك الموضع الى البصرة ونزلوا فيه ومات رئيس
المذكورين السيد عبد الرحمن في البصرة تغمده
الله بالرحمة والرضوان والمغفرة والاحسان وتلك
الوفاة والهجرة والتفرقة والفتن كانت في سنة
اثنين وخمسين وسبعمائة من هجرة المصطفى صلى الله
عليه وسلم ثم بعد وفاته رحمه الله تعالى
هاجروا من البصرة الى سواحل بحر الهند وتوطنوا فيه

ضمیمہ نشان (۷) از مآثر الامرا مولفہ نواب شہنواز خان
صمصام الملک

آنانکہ نوایت را ملاحین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتادہ
اند گویند حجاج بن یوسف ظالم مشہور از روی عناد باستیصال
اشراف و اعیان ہمت گماشتہ بسیارے از صلحی و علماء را
تہ تیغ بیداد گزرانید ناگزیر مردم از ممر خوفش جلائے وطن
اختیار نمودہ ہر جا مامنے یافتند خریدند جمعے از بنی قریش در

از مدینہ طیبہ ہجرت کردہ بہ جہاز برآمدند و در سواحل بحر ہند متعلق بولایت دکن کہ موسوم بہ کوکن است فرود آمدہ توطن گزیدند و بمرور ایام و دہور اعوان کثرت تشعب و تفرق راہ یافتہ اماکن و مواضع آن ناحیہ را فروگرفتند و برائے شناسائی ہر فرقہ را باندک ملابست باچیزے نسبت بآن چیز ملقب ساختند غریب لقب ہا درین گروہ شائع است۔

ضمیمہ نشان (۸) از تاریخ طبری مصنفہ ابو جعفر طبری منقول از گلستان نسب

النایطة طایفة من قوم قریش تفرقت من البلدة المبارکة الطیبة خوفا من الحجاج بن یوسف الذی قتل خمسین الفا من العلماء والاولیاء حتی وصلت الی ساحل بحر الھند فتوطنت فی اماکن فیھا وتلک التفرقة کانت سنة اثنین وخمسین ومائة من الھجرة النبویة علی صاحبھا افضل الصلوٰة واکمل

الزاکیات التحیات وقریش اولاد نضر بن کنانۃ بن مدرکۃ بن الیاس من اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو ثانی عشر منھم۔

حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین اسی کا حوالہ دیا ہے۔ اور مولوی باقر آگاہ قدس سرہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین طبری کے قول سے بحث کی ہے (مولف)

ضمیمہ نشان (۹) از گلستان نسب مصنفہ نواب قادر عظیم بہادر کرناٹکی

از روی فضل و بزرگی نسب بعد رتبہ بنی فاطمہ سوائے این طبقہ علیہ وآل حمزہ و عباس ہیچ کس ہم سر آن نیست در اکثر کتب علو مرتبہ کیفیت اکل حلال و صدق مقال و استجابت دعائے این خاندان تقدس نشان مندرج و بر السنۂ خلایق مشہور این قلیل البضاعت عدیم الاستطاعت را کو یارا و طاقت کہ کمیت خامہ را در عرصہ مدح طرازی شان جولانی وہد۔ اما از استماع

فضایل آنہا از بانی بعض بزرگان ما سلف و نسبت خود با آن خاندان
سراپا شرف نوشتن آن لازم و متحتم شد کہ اکثر از مردمان ذ الاپیشہ
بر توہین این طایفہ علیہ کمر شقاوت بستہ اند درین وقت پُرآفت
حرکت بر سکون فضل دانست کہ خفت آن زمرہ اشد ناقص و معتل
جاہل کہ اجوف از کمال اند شود رب انصر نی بما کذبون
فواضل آن گروہ سراپا شکوہ کہ در کتب زمان ماضی داخل است
آنرا می نویسم و بہ عبارت بے تکلف و قریب الفہم ترجمہ می کنم
تا در زمان حال و استقبال بر کم استعدادان مشکل نیفتد زیراکہ
درین ایام نافرجام مطلقاً ہیم ابناء روزگار بر تحصیل علم مصروف
نیست و روز بازار بے علمی و کج فہمی بس گرم۔ بیشترے از شرفائے
عالی نسب این دیار شوق علم از خاطر محو نمودہ اند و کم پائیگان
مجہول النسب بر تحصیل آن کمر ہمت بستہ ہر واحد آن در شرافت
و استعداد قابلیت طبل لیس فی الدار غیرنا دیّار می نوازد۔ و بہ شرفائے
الزام بر خود واجب می آید۔ طرفہ ماجرائی است کہ مضمون
ان ھذا الشی عجیب صادق تر می آید۔ اعنی بعضے ابناء قوم

بل آنانکہ باہم قرابت می دارند بسبب بے موادی ازین قوم انکار می نمایند و بنہایت مبتذل می دانند و می گویند کہ خود ہا دران زمرہ داخل نیستند بلکہ شیخ اند و بعضے مصر بہ سیادت و بزرگان ماسلف مثل قاضی محمود و مولانا حبیب اللہ و مولانا محمد حسین مدرس شہید و امثال شان نایط نبودند پس ما یان چگونہ شدند انتہا۔ اظہار این مقولہ محض نادانی آنہا است۔ مدعائے بست تقویر کہ عقلش نمی کند تصدیق ممد قول شان است پر ظاہر است کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان صنادید قریش بود و درین صورت ذات قدسی صفات آنجناب شیخ قریشی است لفظ سیادت خطابیست کہ بعد نبوت حاصل شد سوائے بطن جناب بضعہ خیر البشر شفیعہ یوم الفزع الاکبر علیہا التحیتہ و الثنا حقیقتاً ہرگز بر کسی دیگر اطلاق آن نخواہد شد اگرچہ مجازاً بہ تمام آل ہاشم اطلاق سیادت می کنند۔ پس ہر کہ در اولاد اعمام و دیگر عشایر سرور کل علیہ الصلوٰۃ والسلام بود۔ یقیناً شیخ است۔ نایط گفتن اینہا را بسبب نسبت فرزندی از دایط نبیرہ حضرت جعفر طیار

رضی اللہ عنہ است بسبب کثرت استعمال واو مبدل بہ نون گردید بسبب بعد زمان و انواع تفرقہ سلسلہ نسب کہ بحضرت معلیٰ میر سید گم شد در صورت حضور بہ نظر اہل انکار می رسانیم تا منفعل از گفتار خود می شدند در ملفوظ عبد الفتاح کہ از مریدان جدی و قبلتی قطب بلا اشتباہ حضرت مولانا حبیب اللہ قدس سرہٗ و اعاد الینا فتوحہ بود مرقوم است کہ روزے آنجناب ارشاد نمودہ کہ حضرت شیخ علی المہائمی قدس سرہ دو سال تحصیل علم نمودہ بودند و اللہ تعالیٰ چنان قوت و فضیلت داد کہ تفسیر رحمانی تصنیف کردند۔ و نقل است کہ تفسیر مذکور را بر عرش عظیم دیدہ مقابلہ نمودہ کم و بیش را اصلاح کردند و از ابناء جنس ما اند انتہیٰ کلامہ۔

ضمیمہ نشان (۱۰) از تحفۃ العنبریہ مصنفہ مولنا باقر آگاہ ویلوری

طاولت بی رہط خبیان بنو نایط مذ صرت فہم نابغا

شرح

طاولہ غالبہ فی الطول والارتفاع ای فاخرہ۔ الرھط ویحرک قوم الرجل وقبیلتہ۔ ذبیان بضم الذال المعجمۃ وکسرھا وسکون الموحدۃ قبیلۃ منھم زیاد بن معاویۃ کذا فی القاموس والصحاح۔ اقول انما ھو ابو قبیلۃ وتطلق القبیلۃ علی الجد تجوزا وھذا شائع ذائع۔ وزیاد بن معاویۃ المذکور الملقب بالنابغۃ صاحب المعلقۃ من صادید الشعراء ومشاھیر الزعماء نابط ایضا قبیلۃ علی حد مامر فی ذبیان وتجمع علی نوابط وحذفت التاء بالترخیم وھذا جائز بالاتفاق ونابطۃ جد القبیلۃ بن نضر بن کنانۃ وبقیۃ النسب الشریف معروفۃ نبغ کمنع ونصر ظھر ولان قال الشعر واجادہ ولم یکن فی ارث الشعر والباء فی بی للسببیۃ او الاستعانۃ ومعنی البیت ظاھر ومما لابد من تحریرہ فی ھذا المقام احوال النوابط۔

اعلم ان النایطة قوم من قریش یجتمعون بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی نضر بن کنانة کانوا من جیران المدینة زادھا اللہ تشریفا وفارقوھا من الحجاج بن یوسف الثقفی الذی جاروا بادوا حلّ قومہ دار البوار ونزلوا علی سواحل بحر الھند ذکرہ الامام ابوجعفر الطبری فی تاریخہ والامام النووی فی کتب الفقہ فی باب الفیئی والغنیمة عند تقسیم بطون القریش وقبائلھم اقول سواحل بحر الھند فی قول الطبری عبارة عن الکوکنین الکوکن العادل شاھی المضاف الی بیجا فور والکوکن النظام شاھی المضاف الی احمد نکرو کلاھما علی الالسنة مشھوران وفی الکتب المعتبرة مسطوران (الخ)

ضمیمہ نشان (۱۱) از تاریخ فرشتہ مصنفہ ملا قاسم ہندو شاہ در احوال حکام ملیبار

بعد از آنکہ رفتہ رفتہ تردد مسلمانان در آن ملک بسیار شد و بسیارے
از ملوک ملیبار بحلقہ اسلام درآمدند راجہ ہائے بندر گوہ و دابل
وجیول وغیرہ بطریق حکام ملیبار مسلمانے راکہ از عربستان آمدہ
در سواحل دریا مسکن دادند۔ ایشان را مخاطب بہ نوایت یعنی
خداوندگر داینند نظر برا ین آتش حسد درون سینہ یہود و نصارے
افروختہ کمر عداوت مسلمانان بستند اما چون ممالک دکن و گجرات
مسخر پادشاہان دہلی گشت و اسلام در طرف دکن قوت گرفت
مخالفان سکوت اختیار کردہ اظہار عداوت نمی توانستند نمود (الخ)

(ب)

تقریظات

نمبر (۱)

اس کتاب کو مین نے اکثر مقامات سے دیکھا ہے۔ جناب مصنف

صاحب نے تاریخی حالات کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے
بیان فرمایا ہے امور تحقیق طلب کی تحقیق عمدہ طور پر کی گئی ہے
جو مقام اس کتاب کا دیکھا جاتا ہے خوبی تقریر سے اوس کے
چھوڑنے کو جی نہین چاہتا یہہ کتاب جناب مصنف کی جودت
طبع اور فضل و کمال پر اول دلیل ہے۔ زید اللہ مجدہ
واجلالہ وحصل لہ مرامہ و آمالہ بحرمۃ
حبیبہ الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ؎

محمد لطف اللہ عفی عنہ
مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکار نظام

نمبر (۲)

کون ایسا شخص ہے۔ جو قوم نوایط سے واقف نہین ہے ہندوستان
کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جس مین اس قوم کے افراد کم و بیش نہ بستے
ہون۔ ہر زمانہ اور ہر حکومت مین اس قوم کے افراد نامآور
رہے ہین۔ اس قوم کے بعض خانوادے فضائل علمی مین ممتاز اور

علوم مختلفہ مین صاحبان تصانیف گزرے ہین۔ ہمارے معاصرین
مین بہی بعض کا تقدس اور علمی فضیلت عدیم المثال ہے۔ مجہکو بہت
افسوس ہوتا تہا جب کہ با این ہمہ خوبی احوال اس قوم کے
کوئی مبسوط تاریخ نظر نہ آتی ہتی یون تو مختلف کتابون مین ہم نے
اُن کے چیدہ چیدہ حالات پڑہے ہین اور ایک دو مختصر سے
قلمی رسالے بہی دیکہے ہین۔لیکن وہ ہرگز کافی نہ تہے۔میرا جہان تک
خیال ہے یہ بات بہی افراد قوم کے خوبیون مین داخل ہے کہ
باوجودیکہ متعدد افراد صاحبان تصانیف گزرے ہین مگر کسی نے
قومی تاریخ کے طرف توجہ نہ کی یا تو انکا خیال یہہ رہا کہ وہ اپنے
وقت کو اس سے بہتر کامون مین صرف کرنا چاہتے تہے یا اس
خاص کام کو خودستائی مین داخل سمجہتے تہے۔ بار ہا خود مین نے
یہہ ارادہ کیا کہ قوم نایط کی تاریخ لکہون لیکن اسلئے کام نہ چل سکا
کہ مواد ناکافی تہا۔ضروری کتابین موجود نہ ہتین بات یہہ ہے
کہ قومی تاریخ کو جس خوبی کے ساتہہ افراد قوم کا کوئی لایق
شخص لکہہ سکتا ہے اور جو سہولتین اوسکو نصیب ہو سکتی ہین وہ

کسی شخص کو مشکل کے ساتھہ ہی وہ باتین نہین مل سکتین - میرے
قدیم دوست نواب عزیز جنگ بہادر بھی نایطی ہونے کی حیثیت
سے اگر اون لوگون کے نقش قدم پر چلتے جن کا تذکرہ مین اوپر
کر چکا ہون تو موجودہ صدی بھی اس قوم کی تاریخ سے محروم رہ جاتی
عزیز جنگ بہادر نے بہت ہی اچھا کیا جو اپنے اور اشغال کے
ساتھہ اس ضروری کام کو پورا کر دیا اور سچ یہ ہے کہ اس نازک
کام کو جس خوبصورتی اور آسانی کے ساتھہ آپ نے پورا کیا ہے
غیر اقوام کا کوئی شخص مشکل کے ساتھہ ہی ایسا نہ کر سکتا تہا -
کسی مالدار شخص کو روپیہ کا صرف کرنا کچھہ مشکل نہین ہے لیکین
قابلیت کے ساتھہ کسی ایسے کام کو کر لینا اوسی شخص سے ہو سکتا ہے
جو مالداری کے ساتھہ قابلیت بھی رکھتا ہو - مین نے اس تاریخ
کو من اوله الی آخره پڑہا اور میرا جی اس بات سے بہت خوش ہوا
کہ یہہ تاریخ تمام ضروریات پر حاوی ہے - قوم کا نسب اور
اوس کی ابتدائی تاریخ کے سوا رسم و رواج زمانہ حال کی تصویر
لائق مورخ نے نزاکت کے ساتھہ کہینچی ہے اور جزئی امور سے

بھی قطع نظر نہین فرمائی۔ عبارت نہایت سلیس اور بامحاورہ طرز بیان دلچسپ ہونے کے علاوہ اسکے چہپانے مین بھی خاص اہتمام سے کام لیا گیا ہے میری راے مین صرف ایک خفیف سا نقص اس کتاب مین باقی رہ گیا ہے یعنے مشاہیر قوم کی فصل بہت مختصر ہے بہت سے افراد اوس سے رہ گئے ہین جو بلحاظ فضایل علوم و مراتب دنیوی قابل بیان تھے۔ مولف نے کہا کہ اون کو اس فصل کا زیادہ مبسوط کرنا مقصود نہ تہا جسمین ایک طرح کی نمایش ہتی بہرحال جسقدر احوال مشاہیر قوم نایطہ کا لکھا گیا ہے نہایت خوش اسلوب اور مختصر مفید کا حکم رکھتا ہے بہیئت مجموعی میری راے مین یہہ کتاب اپنی آپ ہی مثال ہے۔ مین کہہ سکتا ہون کہ مولف نے قوم پر بڑا احسان کیا جو ایسی دلچسپ تاریخ شائع فرمائی اور اقوام کے مشتاقین اصلاح تمدن و طرز معاشرت اسکو ہر ایک حصہ ملک مین قبولیت کے ہاتون لین گے اور دلچسپی کی نگاہ سے دیکھین گے فقط

خاکسار وکیل احمد سکندرپوری۔ وظیفہ خوار عہدہ صدر ڈگاری عدالت دولت آصفیہ

نمبر ۳

مردے از غیب برون آید وکارے بکند

بے روان پیکر ہرائے[1] نا یطیان را نوید و فرسودہ استخوان این تیرہ[2] را چشم روشنی کہ حالائی معجز طراز محقق لوزئی[3] - بہ انگیزہ[4] روحانی پیوندی ونیروے تنانی وروانی - جاوید زندگانی بکار خود شان کرد - نج لئیق اریبی[5] کہ نال قلمش بہ دم مسیحا ماند وپہہ پہہ ادیب لبیبی[6] کہ شمر[7] دوانش چشمہ خضر را عقب نشاند اگر ندانی کہ آن کیست و فرخندہ[8] اش چیست ع فاش می گویم و از گفتہ خود دلشادم - شیوا بیان - تندیس[9] پیوس - روہا[10] ن دانش - فرسوے[11] - کنونیان[12] - فروغانی[13] - ایشج[14] - سروش گانی[15] سرپرست جناب تمیشار[16] نواب عزیز جنگ بہادر است -

---

(۱) قوم (۲) قوم (۳) عقیل (۴) سبب (۵) عقیل (۶) عقیل (۷) ڈبرہ (۸) خطاب (۹) تصویر (۱۰) تصویر (۱۱) فراست (۱۲) تصویر (۱۳) قبلہ (۱۴) معاصرین (۱۴) روشنی (۱۵) حضرت (۱۶) عنصر

کہ بصد جگر کاوی بگرد آورد ن خوے[17] وکواس و آداب و
والقاب و برنسبت تمدن و حسن معاشرت و پذ[18] رام زنا شوئی[19]
وغیرہ اینان دو دچراغ خورد و شب را بپایان آورد بے تکلف
بر طرف و تضع برکران۔ اگر این محسن قوم چندین جان فرسائی
برخود گوارا نمی فرمود از محالات عادی بود کہ اندے[20] یا فہ
سرایان[21] خفنگ آنچہ پیغارہ[22] ہا درماند و بودشان زدہ بودند
ازآن ستونان[23] ابدا رستگاری می شد ع این کار از تو آید و
مردان چنین کنند۔ روشن[24] گر انصاف پژوہش ہمین[25] بسند است
و فراخور پسند کہ ہرچہ از نیان کہ خودش نیر فرد کامل آن
گنینہ است نا بایست دید یا لخت سوانح آنہا را دیوا فسانہ
پنداشت بے اندیشہ لومت لایم قلمدا دکرد ہلا یان[26] ایہا القوم
باید کہ از ہمہ کار رہا لیدہ[27] روے خود آوری و بہ آلفتگی[28]

(۱۷) عادت و خاصیت (۱۸) جشن (۱۹) نکاح (۲۰) اندک (۲۱) بیہودہ گویان
(۲۲) طعن (۲۳) حالات (۲۴) دلیل (۲۵) بس (۲۶) الحال (۲۷) کنارہ گرفتہ
(۲۸) توجہ۔

الیچشش[1] بہ دعاکنی و بہ تشکر و سپاسداری پردازی ورنہ بلند پایگان عالی پایہ برزبان خواہند سخت[2] - ع کفران نعمت است کہ بدتر ز کافریست

زد رقم تاریخ نایط کلک نواب عزیز
بارک اللہ قوم نایط را ز تحقیقات او
لوحش اللہ از رگ ابر بہار خامہ اش
پست تر احوال اینان بود از تحت الثری
ہست ہر ہر نقطہ اش روشن تر از نجم فلک
شد حروفش بہر حفظ این ہمہ حصن حصین
از نئے کلکیکہ میدارد بدست خویشتن
مژدہ باد از من ترا اے قوم نایط مژدہ باد
خصمت از تائید نواب معز شد منہزم

باکمال خوبی و انداز و حسن اختراع
درفع شد تعریض خلق و گشت حاصل انتفاع
تازہ و سرسبز و شاداب است ازیں این صناع
یافت از فیضان او تا عرش اعظم ارتفاع
ہست ہر ہر سطر آن پرنور چون خط شعاع
گشت الفاظش بحق این ہمہ ویئن قلاع
نیزہ طعن عدو را کرد اینک اندفاع
کین زمان کس را نمی باشد بہ تکریمت نزاع
صرف رقص شادمانی باش و مصروف سماع

نامہ سیاہ غلام علی قریشی - ناظم تخلص وظیفہ خوار اول تعلقداری سرکار آصفی

(۱) معاوضہ (۲) سنجیدہ -

نمبر ۴

روشنی بخش سواد دیدہ وسویدائے دل۔ دانش افزائے عالم و جاہل۔ میرے عزیز دوست قابل تفاخر نواب عزیز جنگ بہادر کی جدید تالیف جو اپنی جدت و ندرت مین اپنی آپ ہی نظیر ہے بیشک قوم نایط کے حالات مین ایک نہایت ہی جامع و مانع کتاب ہے۔ اس مین کچھہ شک نہین کہ لایق مولف نے بڑی قابلیت و لیاقت وتحقیق سے کام لیا ہے ایک قوم کی مستقل تاریخ مین جن باتون کی بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرز کو زمانہ حال نے پسند کیا ہے اوسی طرز پر یہہ کتاب لکھی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ قوم کے بعض افراد جو فطرۃً زود رنجی یا کم غوری کے عادی ہین اس وجہ سے اسکو بہت پسند نہ کرین کہ اس مین بعض ایسی باتین بھی لکھی گئی ہین جن کا اخفا اون کے خیال مین اظہار پر تفوق رکھتا تھا جیسے کہ قوم کے بعض رواجات اور عادات یا بعض ایسے کمالات جن کو اس زمانہ کے متمول

لوگ عیب مین داخل سمجھتے ہین لیکن اون کو انصاف سے کام لینا
چاہئیے یہہ کتاب محامد قوم سے موسوم نہین ہے جسمین وہ صرف
تعریف کی توقع رکہین بلکہ ایک قوم کی مستقل تصویر ہے جس سے
بہلائیون اور برائیون کے دونون رخ نظر آتے ہین یہہ ایک
مسلم بات ہے کہ من صنف فقد استھدف۔ جب کتاب
عزیز مین رطب و یابس ہو تو عبد العزیز مین کیون نہ ہو دیکہا جائے
تو کونسی تصنیف وتالیف عیوب سے خالی ہوسکتی ہے ہمین
انصافاً یہہ دیکہنا اور رکہنا ہے کہ لایق مولف نے کہان تک
پریشان حالات و واقعات کے جمع کرنے مین مشقت اُٹھائی ہے
اور اوس مین کس قدر کامیابی حاصل کی ہے تو اوسکی شہادت
خود کتاب دے رہی ہے باوجود اس مادی شہادت کے کسی
اور قسم کی شہادت کی بالکل ضرورت نہین ہے نقاد خود
جانچ لین گے اور میری منصفانہ راے کے ساتھ اتفاق کرینگے

قوم نایط کے نسب اور ہجرت اور رسم ورواجات
خصوصاً عرف کی حقیقت کو جنکو وہ اپنی اصطلاح مین الگ سے

موسوم کرتے ہین لایق مولف نے نہایت خوبی کے ساتھ بیان
کیا ہے ان تینون عنوان سے عرف ولقب کا بیان ایک ایسا
بیان ہے جس مین بعض مختصر نگارون نے گزشتہ زمانہ مین بھی
اپنے اپنے معلومات کے مطابق چند ورقی رسایل لکھے ہین۔
لایق مصنف نے اصولی طریقہ پر عرف والقاب کی حقیقت کو
بہت دلچسپ طور پر بیان کیا ہے اور تمثیلاً بہت سے ایسے
عرف والقاب اس کتاب سے ملتے ہین جو پچھلے رسایل مین متروک
ہین اگرچہ بعض عرف والقاب اس کتاب مین بھی متروک ہوگئے ہین۔
جیسے۔ پیٹل۔ ہانڈے۔ کہاری۔ کاداری۔ مدو۔ پوندلے۔ کنگلی۔
کالہوکے۔ مرگیر۔ دپارے۔ تہوبری۔ پائمانی۔ چادرے۔ نرویل
ببرے۔ کراری۔ مزید۔ پہالکی۔ ڈون۔ مرسنگی۔ جلال وغیرہ
وغیرہ۔ لیکن خود مولف نے اصول عروف والقاب کے بیان مین
اسکا تذکرہ کردیا ہے۔ کہ جن عروف والقاب کے تعریفات اس کتاب مین
لکھے گئے ہین اونکو اصول القاب کی تمثیل خیال کرنا چاہیے۔ اور انہین
اصول کلی کے لحاظ سے جزئی القاب کا انحصار اور استقراء ناممکن ہے

اور مولف کا یہہ خیال بالکل درست ہے۔

کتاب کے آخری حصہ مین جن مشاہیر قوم کے تذکرے لکھے گئے ہین اونکا مجموعہ بنفسہ ایک مستقل کتاب طبقات و تذکرہ رجال کا حکم رکھتا ہے جس کے پڑہنے سے اسبات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس قوم کا دنیاوی و دینی و علمی و اخلاقی عروج ہر ایک زمانہ مین کس حد تک رہا ہے۔ اکثر افراد قوم والی ریاست اور وزیر دولت رہ چکے ہین اور اکثرین علماء قوم صاحب تصانیف جلیلہ اور کیسے کیسے فقراے طریقہ اس قوم مین گزرے ہین میری پختہ اور مضبوط رائے ہے کہ لایق مصنف نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ سے ایک مشہور و معروف قوم کو جو فی زمانناتاریکی مین تہی روشنی مین لایا اور اس مفید تالیف سے اپنا ہی نام زندہ جاوید نہین فرمایا۔ بلکہ اپنی قوم کا بہی جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے مولف کے سپاسگزار و زیر بار منت رہینگے اور وہ لوگ بہی جو آثار و اخبار اقوام دنیا کے خواہان وجویان ہین اور ہون گے۔ حقیقت یہہ ہے کہ فرزانہ مولف نے

اردو لٹریچر مین بہی اپنی اس عمدہ تالیف سے ایک کارآمد ذخیرہ معلومات کا بڑہا دیا ہے جو شایقین علم سیر و تاریخ کے لئے پر مذاق ہے۔

نواب عزیز جنگ بہادر کو مین مبارکباد دیتا ہون کہ اونہون نے اپنے اور اپنی قوم کے لئے ایک شایستہ یادگار قایم کردیا اور سچ یہہ ہے کہ یہہ اونہین کا حصہ تہا۔ کار یہہ مرد و مرد بہر کار رے۔ لکل اعمال رجال و لکل رجال اعمال۔ بہرحال یہہ کتاب ہر طرح سے قابل عزت و اعزاز اور اپنے مولف کی طرح اپنے امثال و اقران مین عزیز و سرفراز ہے اور اپنی لطافت کے لحاظ سے مدح مادح۔ قدح قادح سے بے نیاز۔

انیست رائے من کہ برین نو کتاب بود		در یک نظر گزشتہ کہ باصد ثناب بود

عاصی۔ عبدالقیوم

معتمد حجاز ریلوی و وظیفہ خوار اول تعلقداری سرکار عالی

نمبر ۵

قدیم زمانہ مین شخصی سلطنت کے اصول نے فن تاریخ پر یہہ اثر کیا تہا کہ تاریخی تصنیفات مین جو کچہہ لکہا جاتا تہا صرف سلاطین کے واقعات اور حالات ہوتے تہے۔ ملک اور قوم کے حالات سے مطلق بحث نہین ہوتی ہتی یہی سبب ہے کہ سیکڑون ہزارون تاریخون کو پڑہ کر اگر پتہ لگانا چاہو کہ اوس زمانہ کا تمدن اور تہذب و معاشرت کیا ہتی تو تمکو بالکل ناکامی ہوگی لیکن اب مغربی تہذیب کے اثر نے یہہ حالت بالکل بدل دی ہے آج سب سے زیادہ جس چیز کی تلاش ہے وہ قومی اور ملکی معاملات ہین اور موجودہ تصنیفات مین خصوصیت کے ساتہہ ان ہی باتون کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ انداز صرف زمانہ حال کی تاریخ مین نبہہ سکتا ہے کیونکہ قدیم ذخیرون مین یہہ سامان بہت کم موجود ہے اسلئے آج کتنی ہی کوشش اور کاوش کی جائے پوری کامیابی نہین ہوسکتی۔ ایسی حالت مین اگر کوئی مصنف غیر معمولی دیدہ ریزی سے اس قسم کے کچہہ واقعات بہم پہنچالے تو بے انتہا قدردانی کا مستحق ہوگا ہم جس کتاب پر ریویو کر رہے ہین

اسی قسم کی ایک کامیاب تصنیف ہے ابتداء اسلام سے عرب
وعجم کے سیکڑون خاندان ہندوستان مین آکر آباد ہوے جن کے
کارنامے چہرہ تاریخ کے خط و خال ہین ان ہی مین نوایط کا خاندان
ہے جو آج سے سیکڑون برس پہلے ہندوستان مین آیا اور بڑی
کامیابی کے ساتھہ مدراس اور دکن کے حصون مین پہولا پہلا
آج بہی یہہ خاندان امتیاز کے ساتھہ قایم ہے اور اسکی یادگارین
ان ممالک مین ہر جگہہ ایک خاص نام ونمود رکھتی ہین یہہ کتاب
اسی خاندن کے حالات مین نواب عزیز جنگ بہادر کی تصنیف ہے
اگرچہ نواب صاحب کو اس مرحلہ کے طے کرنے مین بعض قدیم
تصنیفات سے مدد ملی ہے کیونکہ خود اسی خاندان کے مصنفین
نے انساب النوایط وغیرہ کے عنوان سے ایک دو کتابین
لکھی ہین جو اس مرحلہ مین گویا چراغ راہ ہین۔ لیکن نواب صاحب
نے جس قسم کے واقعات اور حالات بہم پہونچائے ہین اون کے
لحاظ سے یہ تصنیف گویا اس باب مین پہلی تصنیف ہے کتاب کے
دیباچہ مین مضامین کی جو فہرست ہے اوس سے بہ آسانی اس

دعوی کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ یہہ ضرور ہے کہ ایسی تحقیقات سے کے بہم پہونچانے مین چونکہ ہر قسم کی تصنیفات کا اعتبار کرنا پڑا ہے اسلئے ایک نکتہ چین کو اعتراض کا موقع ہات آسکتا ہے مثلاً صفحہ ۲۹ مین محدث طبری کی جو عبارت نقل کی ہے وہ اصل کتاب سے نہین بلکہ گلستان نسب اور آزاد بلگرامی کے حوالہ سے ہے اصل کتاب آج چھپ گئی ہے اور اوس مین اس عبارت کا ہمکو پتہ نہین ملتا۔ لیکن اس قسم کے امور مین ایک مصنف اور رائے کا پابند نہین ہوسکتا وہ کہہ سکتا ہے کہ جس شخص نے حوالہ دیا ہے وہ مثبت ہے اسلئے ممکن ہے کہ اوسنے طبری کی چودہ جلدون مین سے کسی موقع پر یہہ عبارت دیکھی ہو جب تک اتنے بڑے کتاب کا لفظ لفظ مطالعہ نہ کیا جائے ایک معتبر ناقل کے حوالہ غلط نہین کہا جاسکتا۔

آج کل دلّی اور لکھنو والون نے زبان کی پابندی کا بڑا شور وغل مچا رکھا ہے تذکیر وتانیث کے متعلق ان نخوت پرستون کی خاطر ملحوظ رکھنے مین ایک ایسے مصنف کو بہت سی مجبوریان ہین

جس کی مادری زبان دکھنی ہے۔ کسی دوسری زبان کے محاورہ
مین علم کے ذریعہ سے کیسی ہی قابلیت بہم پہونچا لی جائے لیکن کسی
نہ کسی موقع پر مادری زبان کی جھلک ضرور نظر آجاتی ہے۔ مثلاً
نواب صاحب نے یادگار کو کہین مونث لکھا ہے اور کہین مذکر
لیکن دلی اور لکھنو والے اسکو عموماً مونث لکھتے ہین۔ ہمارے
خیال مین فرہنگ آصفیہ کی تحقیق نواب صاحب کے لئے کافی ہے
اسی قسم کے اور جزئیات بھی ہین لیکن ایسی چھوٹی باتین کتاب کی
قدر و قیمت کو کم نہین کر سکتین ہم بہرحال نواب صاحب کی تحقیقات
اور تدقیقات کی داد دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ تمام ملک
ایسی نادر تصنیف کی قدر کریگا۔

خاکسار شبلی نعمانی (شمس العلما)

ناظم سررشتہ علوم و فنون سرکار نظام و معتمد انجمن ترقی اردو

نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقول حامدا ومصليا ومسلما ان هذا الكتاب اول تاريخ
للنوايط فى الانساب - اشاعه بهذا النمط البديع من
حسن التاليف الرفيع الفاضل النواب عزيز جنگ بهادر
صانه الله تعالى من الضير والضربين فيه احوال القوم
كلها على الاستيعاب والكمال واستدل عليها
من الكتب المستندة فى احوال الرجال درج فى اخره
على طور الضميمة ما الفه الامام العلامة السيوطى
فى تحقيق احوال القوم من رسالة يعلو بامعان النظر
انها رسالة مستقلة لم فى هذا الباب وان شيعت مجموعات
عديدة من الرسائل المختصرة من تانيفاته باهتمام
ملك الكتاب التى بعضها على الورقين وبعضها
على ثلاثة او اربعة اوراق الا ان هذه الرسالة
ماطبعت غالبا الى الآن فى مطابع الهند فنعم الفوز
والفلاح فى طبع هذه الرسالة المفيدة فى ضمن هذا

الکتاب ذکر المولف الفاضل فی ھذا الکتاب ان
اسم ھذہ الرسالۃ کشف الانساب والذی وجدت
فی بعض المنقول ان اسمھا بحر النسب ولیس اختلاف
التسمیۃ مما یقدح فی المسمی سواء کان اسمھا کشف
الانساب او بحر النسب ای ما کان فلا مریۃ فی انھا
رسالۃ مفیدۃ موثوق بھا فطبعھا ایضاً کان من الضروریا
فللہ در المولف الفاضل حیث افادنا بھذا الدر الکامل
لاشک فی ان العلامۃ السیوطی ذکر فی ھذہ الرسالۃ
احوال بعض القبائل من القوم النوایط کما یستفاد
من مطالعتھا وھذا الکتاب کافل لاحوال القوم
کلھا مستوعب للرسوم والعادات وغیرھا جلھا
ثم ان الفاضل المولف رفع فی تاریخہ ھذا بحسن تحقیقہ
ما استعجبہ بعض المولفین قبلہ فی مولفاتھم من اختلاف
القاب القوم ورائیت بعض افراد ھذا القوم ایضاً
انہ یخصص القوم ببعض الالقاب المتداولۃ ویضیق

ویجد دائرۃ القوم مع کونھا واسعۃ غیر محدودۃ
وبعد ملاحظۃ ھذا التالیف اللطیف لنا ان نقول ان
ظنھم ھذا انما ھو مبنی علی انھم لم ینظروا الی الان
تاریخا مبسوطاً فی ھذا الباب وما رأوہ من الرسائل الصغیرۃ
کالرسالۃ الاکرم خانیۃ ورسالۃ النایط ورسالۃ
انساب النایط فھی غیر کافیۃ لھم فی اسعاف
مرامھم لان الرسالتین الاخیرتین مقصورتان فی
احوال بعض القبائل والرسالۃ الاولی تبین حقیقۃ
القاب معدودۃ فلیس فی احد منھا جامعیۃ ولا تحقیق
کھذا التالیف الحری بالتفاخر للنواب عزیز جنگ بھادر
سیما الجزء الاخیر منہ الذی فی احوال مشاھیر القوم
فانہ عدیم النظیر فی بابہ لانہ جامع لاحوال علماء
القوم علی البسط والتفصیل حری علی غیرہ بالتقدیم
والتفضیل ویعلم بالنظر فیما فیہ من فھرس اسماء
تصانیفھم ان قوم النوایط قد خلت فیھم اجلۃ العلماء

وانتشأت منهم اعزة العرفاء والامراء والوزراء
ایضًا وان کانوا قبله من المذکورین الا ان القلب
یفرح وینشرح من تذکرة العلماء الکاملین والعرفاء
الواصلین وظنی ان هذا الکتاب البدیع الانتساب
غالبًا ینظر بعین الوقار والاعتبار فی دار الحکومة
جاورة والکوکن الذی من مضافات بمبی فرنسیدنسی
وحوالیه التی معمورة من افراد هذا القوم علی الکثرة
وارجو ممن یطالع هذا الکتاب من افراد القوم
ان تصلح به اخلاقهم وتتسدد افعالهم وعاداتهم
وان هذا الکتاب حری بان یدرس ویعلم به
صبیان القوم لانه یفید لهم من حیث المبانی ومن حیث
المعانی وان ترجمه الفاضل المولف باللسان الانجلیزیة
ویشیعه فی بلادها فالغالب ان ادباءها المائلین الی
علم التواریخ یقرؤنه بغایة الذوق والمیلان وان
عافانی مولف هذه الارجوزة البدیعة فاستدعی منه

ان یصور کل واحد من الحلی التی بسط ذکرها فیها
بصورتہ الخاصۃ بہ فی اثناء بیانہ لان مطابع الہند
فی ہذا الزمان یشیعون تصاویر الاشیاء بالسہولۃ
وکمال الصنعۃ فی تصویر الصورۃ وتکمیل ہذا الامر
متوقع فی الطبع المکرر بدون الدقۃ والصعوبۃ واقول
مہنئیاً للفاضل المولف ان تاریخہ ہذا سیقع فی قلوب
الالباء والاذکیاء موقع السویداء وایضا اقول
بغایۃ الفرحۃ والسرور ان ہذا التالیف تذکار لہ
فی صفحۃ العالم علی ممر الازمان والدہور بارک اللہ
لنا ولہ فیہ الی یوم النشور ۔

حررہ العبد المسکین ابو المظفر
محمد سعید الدین عفا عنہ
عنہ رب العالمین

نمبر ۷

مژده ہا قوم نوایط مژده ها ... پایه ات بگزشت از اوج سما

زانکه شد آثار نیکت آشکار ... یافته اوصاف خوبیت اشتهار

از محامد آنچه بودت شد بیان ... از ذمایم آنچه بودت شد عیان

شد ہنرہایت سراسر برملا ... شد کمالاتت بعالم رونما

این بہ بین آن کتاب بے نظیر ... حرف حرفش دلفروز و دلپذیر

ہست زیبا وصف آن نعم الکتاب ... بے عدیل و بے مثال و لاجواب

آن کتابے چون بہار بے خزان ... ہست تاریخ النوایط نام آن

تا بدانی کیست آن عالیجناب ... ہست از رشحات کلکش آن کتاب

نام آن دارائے ہوش و ننگ را ... مقترن سازی عزیز و جنگ را

من عزیز مصر دانش خوانمش ... قدوه ارباب بینش دانمش

فخر قوم و افتخار خاندان ... خاندانش را ز ذاتش عز و شان

فخر آن قومے کہ زیبد ناز او ... برچنین دانشورے ممتاز او

حبذا فرزانہ نازک خیال ... طبع او صافی تر از ماء زلال

چہرہ حالات قوم از ابتدا | بود مستور نقاب اختفا
برگرفتہ آن نقاب از چہرۂ او | دست جد و جہد این فرخندہ خو
حال قوم خود بطرزے وا نمود | می توان گفتن ید بیضا نمود
با کہ دارد قوم پیوند نسب | کرد تحقیقش بوجہ منتخب
ہجرت قوم از موطن اصل او | کرد از کیفیت آن گفتگو
معنی القاب قومے گفتہ است | راستی این است دُرہا سفتہ است
از رسوم قوم ومخصوصات او | شرح ہر یک داد شرحے بس نکو
کرد از اعیان قومش تذکرہ | کان برائے دیگران شد تبصرہ
ہر یکے زینہا بنوعے یاد کرد | می توان گفتن روانش شاد کرد
شرح حال قوم بہرش لائق است | قول اہل البیت ادری صادق است
آنچہ باید سر بسر بنگاشتہ | ہیچ امر لابدی نگذاشتہ
خوشتر این تاریخ بر طرز نوی | راست گوید مولوی معنوی

ہر کسے را بہر کارے ساختند | میل او در خاطرش انداختند
اے خوشا طرز بیان دلنشین | درخور احسنت و مدح و آفرین
چشم حاسد کور کارے کردہ است | خامہ اش نقش شگرف آوردہ است

صد ہزاران آفرین بر ہمتش		گردن قوم است و بار منتش
از خدا خواہد سہائے مستہام		زندگی باد اولا را دوستکام

ہیچمدان محمد میران

سہا تخلص۔ نمک خوار دولت آصفیہ

تمام شد

تاریخ تالیف کتاب از مولف ہیچمدان ولا تخلص

بحمد اللہ کہ تاریخے رقم شد		خجستہ یادگار قوم نایط
فلک را بود فکر سال تالیف		مولف گفت تاریخ النوایط
		۱۸ ۱۳ ھ

نتیجۂ فکر سخنور لاثانی مولوی عبد الجلیل نعمانی

حبذا اے عہد محبوب دکن — میمنت مہدی ہین تو عین الکمال

اک جہان تیرے کرم سے کامیاب — اک جہان تیری بدولت ہے نہال

راس نقصان سیف سے تیرے قلم — سرخرو تیرے قلم سے ہر کمال

چشم بد دور اس ترقی کی امنگ — حیدرآباد اور یہہ جاہ و جلال

ماشاالله یہہ صناعات و فنون — یہہ مشاغل اور یہہ علمی قیل و قال

یہہ چمن صدیون رہے پہولا پہلا — خوش رہین احباب دشمن پائمال

قدر کے قابل ہے اسکی ہر کلی — پتہ پتہ عین صنع لایزال

اس زمانہ مین بحسن اتفاق — مین نے دیکہی اک کتاب بیمثال

جس مین ہے قوم نوایط کا بیان — جامعیت سے علے وجہ الکمال

یہ تجسس یہہ طلب یہہ چہان بین — یہہ نظر یہہ جستجو یہہ دیکہہ بہال

ذکر امر واجبی مد نظر — بحث لاطایل سے بچنے کا خیال

کیون نہو آخر مولف کون ہے — اک محقق نکتہ رس روشن خیال

ذی حشم یعنے ولائے نامور — نیک طینت نیک باطن خوش خصال

الغرض اس مجمع خوبی کو دیکہہ — ہوگئی پیدا ایکایک فکر سال

بول اوٹہا دل وہین بے ساختہ — ہے یہہ تاریخ نوایط بے مثال

۱۹۰۶

تاریخ اختتام طبع از مولف

تاریخ نو ایطا آنکہ بنوشت و کلا
تاریخ وسنہ وسال اشاعت دریاب

گردید پسند طبع ارباب صفا
از بست و ہفتم ربیع اولیٰ
۲۲ ۱۳ ھ
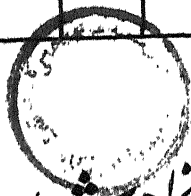
تمام شد

اعلان

عزیز المطابع مین میری تالیفات سے مندرجہ ذیل کتب مل سکتے ہین

(۱) صدر مجموعہ مالگزاری وحساب وفینانس مجلد جس کی قیمت علاوہ خرچ ڈاک عہ حالی یا عہ کلدار ہے ۱۲ ر خرچ ٹپہ۔

(۲) سیاق دکن مجلد۔ جس کی قیمت مع خرچ ٹپہ چھہ روپیہ حالی یا عہ کلدار

(۳) تاریخ النوایط۔ مجلد جس کی قیمت کیالیکو کی نقرہ کار جلد کے ساتھ عہ حالی یا عہ کلدار ہے۔ اور چرمی جلد نقرہ کار کے ساتھ لعہ حالی یا عہ کلدار ٹپہ کا خرچ ۱۲ ر خریدار کے ذمہ۔ قوم نایط کے اوس خریدار کو جو ایک وحلہ مین ۱۰ جلدین خرید کرے ایک جلد بلا قیمت دیجاویگی فقط

عزیز جنگ۔ مولف

عزیز باغ۔ حیدرآباد دکن

The author tells us how, during this period, this tribe, tried on one hand to spread the Mahomedan faith and on the other to live in harmony with their Hindu fellow-subjects.

Later on, this tribe spread itself all over India; and individual members of this community, by sheer dint of their abilities and good behaviour, rose to high distinction under the auspices of the ruling authorities. The highest degree of honour attained by them can be well ascertained by the facts that many of them held independent sway in different parts of India; that some of them had the honour of being the Prime Ministers, and that a large number of them formed the nobility of the empire.

Nor does this tribe seem to have been backward in its knowledge of various arts and sciences; for we read of many Navayets who have written learned works on scientific subjects. At this point we cannot but express our thanks to Nawab Aziz Jung Bahadur for his having brought to light not only these prodigious works, but also for his having given us a full description as to their writers and the science and art to which each work appertains.

Theosophy and Theology are put by Mahomedans altogether on a higher pedestal than other branches of knowledge. Their study is considered sacred. Most of the learned men of this tribe have studied this branch thoroughly. For instance, Maulana Ali-ul-Mahayami of Mahim in the Bombay Presidency has been, even to the present time, held to be a great man of this tribe. He was well-versed in this branch of knowledge. His tomb is looked upon with great reverence even to this day. Such have been the famous personages, two hundred in number, of whom we find a mention made in the book under review, though that number does not exhaust the full list of the great men of this tribe.

The tribe down to the present time live in tranquility in most parts of India; they are well situated in life both from the spiritual and temporal points of view. A large number of them are in well-to-do circumstances too. They reside chiefly in Madras, Mysore, Bangalore, Hyderabad, Konkon, Bhatkala and Bombay. The author also remarks on a rather noteworthy fact hat the major portion of the agricultural populatio f Jawrah

State is composed of Navayets. On a perusal of this work, we get a clear idea of the changes that the faith of this tribe has successively undergone. At present most of them are the followers of Imam Shaffi and the remaining few are Shiyas. This book also furnishes us a full account of the language, dress, modes of living, social and moral progress of this tribe. That part of the book relating to their matrimonial and other festivities, funeral rites, and their strict observance of the manners and customs imitated and learnt from the Hindus, is most interesting. The valuable suggestions made by the historian for future generations, as regards reforms in social life, are quite commendable.

In another part of the book, there is a very interesting description given of the home-made sweets which are said to have first found favour amongst this tribe. Under the heading of dress, the author gives us an account of the jewelry worn by them. In this connection I think a few illustrated pictures of them would have been more desirable.

In short, I can safely say that the history under review, by virtue of its novelty and comprehensiveness, is an unparalleled production of its kind, and forms a noteworthy addition to the Urdu historical literature. Nawab Aziz Jung Bahadur's other books, such as Revenue and Financial Codes, fourteen in number, have been considered most beneficial to the Government as well as to the public, especially of His Highness the Nizam's Dominions; but the present book under review is one that should be deemed useful in general, particularly by the Nayeth community who will always hold in grateful recollection the author's great service to their cause.

MIRZA OBEIDUL HUSAIN,

Pensioned Assistant Military Secreta[ry]

H. H. the Nizam's Government

THE HISTORY OF THE NAVAYETS.

I have with great interest gone through the book compiled by Nawab Ahmed Abdul Aziz Khan Bahadur Aziz Jung, a pensioned first grade Taluqdar of His Highness the Nizam's Government. The book gives us the history of the Navayet tribe of Arabs. This is the first time that a full account of this tribe has been put before the public in this concise form. The able author has nowhere offended any of those canons of History which a good writer ought to bear in mind while furnishing the historical and social particulars of a tribe, on the most approved modern lines.

The word Navayeth is an appellation, in fact given to an Arab tribe which forms the subject of this history. The able historian first of all demonstrates the various causes that led to the formation of such an appellation and his endeavours in this respect are most interesting throughout. The tribe, in its geneology, ascends by three branches to Nazar-bin-Kanana, the progenitor of our blessed Prophet Mahomed's family; thus we come to find that two of the branches are collateral in Mahomed's pedigree, while the third has been absorbed in the venerable progeny begotten by his daughter. The persecutions to which they were subjected by the oppressive and high-handed Caliphs and which drove them from place to place, had been most troublesome and point to us many a salutary moral. We know how troublesome it is for a single family to shift its residence now and again. If so, how much more must have been the sufferings of a whole tribe migrating from place to place under the oppressions of their rulers; and what must have been the extent of the loss in life and property they suffered under the circumstances.

Colonel Mark Wilkes, in his history of Mysore, published in the year 1886, mentions the miseries of only one single family in exile, but the able historian of "Tareekh-un-Navayeth" under review has fully drawn up a very painful picture of the calamitous migrations of the whole tribe.

When the tribe at last appeared on the shores of India, they had to conc[illegible]l their own faith and adopt a mode of life such as would p[illegible] the Hindu Rajas of the place.

دیگر اداروں کی کتابیں

جو

مکتبہ جماعت اسلامی میں مل سکتی ہیں

حقیقت شرک ... ۱/۸/-

دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات .. ۱/۸/-

اسلام اور اشتراکیت ... ۱/-

مولانا سندھی کے افکار پر ایک نظر ... ۱/۱۲/-

اسلامی نظام ... ۱/-

علماء اور اسلام ... -/۱۲/-

اسلام کا سیاسی نظریہ اور فلاح عالم ... -/۸/-

ذہنی زلزلہ ... ۲/۴/-

عبادت ... -/۲/-

خدا کی اطاعت کس لئے ... -/۲/-

کلمہ طیبہ کے معنی ... -/۲/-

ایمان کی کسوٹی ... -/۲/-

مسلمان کسے کہتے ہیں ... -/۲/-

مسلمان کی طاقت کا اصلی منبع ... -/۲/-

خطبہ تقسیم اسناد ... -/۱/-

مسلمانکا بنیادی عقیدہ (بڑاچارٹ) -/۲/-

" " (چھوٹاچارٹ) -/۱/-

راہ عمل ... -/۲/-

مسلمان کی پہچان ... -/۸/-

نظام اطاعت کی تین کڑیاں ... -/۴/-

زندگی بعد موت ... -/۱/-

قرآن فہمی کے بنیادی اصول ... -/۲/-

اقسام القرآن ... -/۸/-

تفسیر سورہ قیامہ ... -/۸/-

" " لہب ... -/۶/-

" " مرسلات ... -/۵/-

" " والتین ... -/۶/-

" " شمس ... -/۶/-

" " عبسی ... -/۶/-

اسلام کا استغاثہ ... -/۴/-

مسلمان کیا کریں ... -/۶/-

TOWARDS UNDERSTANDING ISLAM

BY

SAYYID ABUL-ALA MAUDUDI

This small book is an attempt at a clear and concise interpretation of Islam. The chief aim in view has been to present within a brief space the most systematic and logical conception of Islam, to build a coherent and organic structure of human life on the basis of this conception and to give a comprehensive and lucid account of what this religion in reality is.

All the prominent journals and dailies of India have highly spoken of this little book. Order your copy just now. Price Rs 3/-. Available from The Manager, Tarjuman-ul-Quran, Jamalpur F. F., District Gurdaspur.

رسالہ دینیات یہ رسالہ ہائی اسکولوں کی آخری جماعتوں میں تعلیم پانے والے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے لکھا گیا ہے۔ اِس میں تعلیم دینیات کا بالکل جدید طرز اختیار کیا گیا ہے مسلمان نوجوانوں کو کالج کی منزل میں داخل ہونے سے پہلے یہ رسالہ پڑھا دینا بہت ضروری ہے۔ اسمیں بہترین عقلی دلائل کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور اصول شریعت کو سمجھایا گیا ہے اور ان شبہات کو رفع کیا گیا ہے جو زمانۂ جدید کے دماغوں میں عموماً پیدا ہوتے ہیں۔

طلبہ کے علاوہ عام ناظرین اور خصوصاً جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے بھی اِس رسالہ کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں نیز علما بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ رسالہ انکو بتائیگا کہ اِس دور میں اسلام کو پیش کرنیکا صحیح طریقہ کیا ہے

قیمت ۱/۸ محصولڈاک ۲ر خرچ وی پی ۳ر

دفتر رسالہ ترجمان القرآن، جمال پور - پٹھانکوٹ

باہتمام سید ابوالاعلیٰ مودودی پرنٹر پبلشر ریپن پریس بل روڈ لاہور میں
طبع ہو کر دفتر ترجمان القرآن دارالاسلام پٹھانکوٹ سے شائع ہوئی